* * *

ظفر الملک نے مینڈولن پر ایک دُھن چھیڑ رکھی تھی اور جیمسن پورے کمرے میں تھرکتا پھر رہا تھا.... اس کی آنکھیں بند تھیں اور پورے جسم پر لرزہ سا طاری تھا۔! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی مشینی عمل کے تحت جسم کا ایک ایک ریشہ پھڑک رہا ہو۔!

ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر سے کال بل کا بٹن دبایا اور گھنٹی کی تیز آواز کے ساتھ ہی ظفر کا ہاتھ بھی رک گیا۔ جیمسن جس پوزیشن میں تھا اسی میں رہ گیا۔

”جاؤ دیکھو....! کون ہے....؟ ظفر نے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

کوئی بدذوق ہی ہوگا جس نے اس وقت میری سرتوں کو سانپ بن کر ڈسنے کی کوشش کی ہے۔!“

”چھوٹے چھوٹے جملے بولا کرو.... جاؤ بھاگ جاؤ۔!“

جیمسن شانے لٹکائے شرابیوں کی طرح جھومتا ہوا صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔

لیکن دروازہ کھولتے ہی دیوتا کوچ کر گئے۔! سامنے عمران کھڑا اُسے غصیلی نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

”تت.... تت.... تشریف لائیے یور میجسٹی....!“ وہ کئی قدم پیچھے ہٹ کر بولا۔

عمران خاموشی سے اندر داخل ہوا۔

ظفر الملک بھی عمران کو ایسے موڈ میں دیکھ کر بوکھلا گیا تھا۔

”کیا ہم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے.... ؟“ اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

”ہاں....!“ عمران پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔ تمہارے اس بن مانس نے میری زندگی تلخ کر کے رکھ دی ہے....!“

”مم.... میں نے۔!“ جیمسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ہاں تم نے....! کیا میں کرڈ پی ہوں....؟“

”میں نہیں سمجھا یور میجسٹی....!“

”کل میں نے صرف اتنا ہی پوچھا تھا کہ تاہیتی میں کون سی زبان بولی جاتی ہے اس پر تم جوزف کو تاہیتی کی تاریخ اور جغرافیہ کیوں پڑھانے بیٹھ گئے تھے۔!“

”اس نے مجھ سے اس جزیرہ کا محلِ وقوع پوچھا تھا....؟ کیا میں نے اُسے کوئی غلط بات بتائی تھی.... یور میجسٹی....!“

”تاہیتی کے آخری بادشاہ پومارے پنجم کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی....!“ عمران گرج کر بولا۔

”تو اس سے کیا ہوا یور میجسٹی۔!“

”تذکرہ کیا ہی تھا تو یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ شراب پیتے پیتے مر گیا تھا اور اس کے مقبرے کی بالائی منزل شراب کی بوتلوں کی شکل میں تراشی گئی ہے۔!“

”آپ بیٹھ تو جائیے جناب....!“ ظفر بول پڑا۔

”ہرگز نہیں....!“ عمران سر ہلا کر بولا ”بیٹھنے سے میرا غصہ دھیما پڑ جائے گا۔!“

”آخر اس غصے کی وجہ کیا ہے یور میجسٹی....!“ جیمسن نے کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ پوچھا۔

”دانت بند کرو.... وہ شب تاریک کا بچہ کل سے بیٹھا رو رہا ہے۔ رات کی نیند حرام کر دی.... کبھی چپکے چپکے روتا ہے اور کبھی دہاڑیں مارنے لگتا ہے۔!“

”آخر کیوں؟“ ظفر اور جیمسن نے بیک زبان سوال کیا۔

”کہتا ہے پومارے پنجم خوش نصیب تھا کہ پیتے پیتے مر گیا، مجھے اس کے مقبرے کی زیارت کرا دو باس....!“

دونوں ہنس پڑے اور عمران چیخ کر بولا۔ ”دانت بند کرو، ورنہ ایک ایک کا خون پی جاؤں گا۔!“

دونوں یکلخت سنجیدہ ہو کر عمران کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے پہلی بار دیکھا ہو۔

"تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی یہ بات.....!" عمران انہیں گھونسہ دکھا کر بولا "وہ اپنی پچھلی خدمات کا واسطہ دیتا ہے کہتا ہے میری یہ خواہش ضرور پوری کردو باس، ورنہ میں خودکشی کرلوں گا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.....!" ظفر نے پُر تفکر لہجے میں کہا اور جیمسن پھر ہنس پڑا۔

"میں کہتا ہوں دانت بند کرو۔ میرے پاس قارون کا خزانہ نہیں ہے کہ اسے پومارے کے مقبرے کی زیارت کرانے کے لئے تاہیتی کا سفر کروں گا، تنہا وہ جانا نہیں چاہتا۔!"

"مجھے بھجوادیجئے اس کے ساتھ .... تاہیتی جنت ہے یور میجسٹی۔!"

"کیوں کفر بکتا ہے جہاں لوگ دن رات نشے میں رہتے ہوں وہ جنت کیسے ہو سکتی ہے۔!"

"ہم... میں نے مذہبی نقطۂ نظر سے نہیں کہا تھا۔!"

"میں محاورۃً بھی ایسی بات سننا پسند نہیں کرتا۔!"

"میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں.....! لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تاہیتی کا ذکر آپ ہی نے چھیڑا تھا۔!"

میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہاں عام طور پر کون سی زبان بولی جاتی ہے تم دونوں وہاں جاچکے ہونا۔ اور تمہارا جواب سن لینے کے بعد میں تو وہاں ٹھہرا بھی نہیں تھا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جوزف کو وہاں کے حالات بتانے بیٹھ جاؤ گے تو میں تمہارے سر ہی پر سوار رہتا۔!"

"آپ سیریس کیوں ہو جاتے ہیں، جوزف کو ڈانٹ ڈپٹ کر خاموش کرادیجئے۔!"

"میں کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگانا پسند نہیں کرتا۔!"

"اس کا مذہب سے کیا تعلق۔!"

"بوتل ہی اس کا مذہب ہے.....! اس مسئلے پر مجھ سے بحث نہ کرو۔!"

"اچھا تو پھر زیارت کرالائیے.....!"

"کتنا ہے تم دونوں کا بینک بیلنس.....؟"

"ہمارے بینک بیلنس سے آپ کو کیا سروکار۔!"

"اچھا تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم دونوں کو یہاں عیش کرنے کے لئے چھوڑ جاؤں گا۔!"

"ہُرا..." جیمسن نے اچھل کر نعرہ لگایا۔ اور ظفر کی طرف دیکھتے ہوئے دانت نکال دیئے۔!

"ہم دونوں تو بالکل پھکڑ ہیں۔!" ظفر نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

"کچھ بھی ہو، اگر جوزف ہوش میں نہ آیا تو تمہیں بھی ساتھ چلنا پڑے گا۔!"

"دیکھا آپ نے یور ہائی نس.....!" جیمسن نے ظفر کو مخاطب کیا۔ "ایسے ہوتے ہیں قدر دان آقا...!"

"زبان بند کر.....!" ظفر بھنا گیا۔!

"جوزف جیسے ناکارہ آدمی کی ضد پوری کرنے کے لئے اتنا لمبا سفر کریں گے۔!

"تم جوزف کو ناکارہ کہہ رہے ہو.....!" عمران جیمسن کو گھور کر بولا۔

"اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں یور میجسٹی.... آپ کے سینے میں سچ مچ کسی بادشاہ کا دل ہے۔!"

"مناسب یہ ہوگا کہ تم دونوں چل کر اسے سمجھاؤ، ورنہ یہ بادشاہ ایک دن میں بھکاری ہو جائے گا۔ اسے میں کہاں سے لاؤں گا اتنا سرمایہ۔!"

"اللہ دے گا.... اللہ دے گا.....!" جیمسن چہک کر بولا "وہ سخاوت پسندوں کی مدد کرتا ہے۔!"

"میرے ساتھ چلو.... اور اسے سمجھاؤ.... ورنہ کھال کھینچ لوں گا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

جیمسن نے گردن ڈال دی۔!

"مگر اب کیا سمجھائیں گے یور میجسٹی.....! تیر کمان سے نکل چکا ہے۔!" اس نے مردہ سی آواز میں کہا۔

"کہہ دیتا پومارے پنجم کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔!"

"میں کسی تاریخی حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتا۔!"

"اچھی بات ہے اب میں تمہارا جغرافیہ بگاڑ کے رکھ دوں گا۔!" عمران سرد لہجے میں بولا۔ "ظفر قینچی لاؤ۔!"

"ن... نہیں....." جیمسن اپنی گنجان ڈاڑھی اور ہپیوں جیسے بال سہلاتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا۔!

"بس تو پھر چلو.....!"

* * *

سلیمان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ عمران جوزف کو روتا دھوتا چھوڑ کر باہر چلا گیا تھا اور اس کی شامت آ گئی تھی.... جوزف تھوڑی دیر بعد ''سلیمان بھائی'' کی ہانک لگاتا اور اسے کام چھوڑ کر اس کی طرف دوڑنا پڑتا۔

''کیا ہے.... بھائی کے سگے.... مجھے ہانڈی بھوننے دو گے یا نہیں۔!''

''ہائے سلیمان بھائی.... ہم بہت اَن فارچونیٹ ہے....!'' جوزف گلوگیر آواز میں بولا۔

''ہو گے.... ہو گے....!'' سلیمان نے بیزاری سے کہا۔ ''اب یہ رونا دھونا ختم کرو۔!''

''نہیں ہو سکتا.... ہم جائے گا تاہیتی....!''

''ابے تو کیا میں نے تمہیں ٹی جانے سے روکا ہے....!'' سلیمان نے حیرت سے کہا

''ٹی نہیں.... ٹائیٹی....!''

''یہ کیا ہوتا ہے....؟''

''ایک آئی لینڈ ہے.... جزیرہ....!''

''ہوگا.... ابھی مجھے شامی کبابوں کا قیمہ بھی پیسنا ہے....!''

''ہائے پور مارے دی گریٹ.... ''جوزف پھر دھاڑیں مار کر رونے لگا۔

''ابے کیا شراب میں افیون بھی ملانے لگا ہے۔!''

''ہائے سلیمان بھائی۔!''

''مر گئے سلیمان بھائی.... جہنم میں جاؤ۔!'' کہتا ہوا سلیمان کچن کی طرف چلا گیا۔

جوزف نے بوتل اٹھا کر ہونٹوں میں دبائی، غٹ غٹ تین چار گھونٹ لئے اور پہلے سے بھی زیادہ دل جمعی سے رونے لگا۔

اس بار سلیمان پلٹا تو اس کے ہاتھوں میں بڑا سا آئینہ بھی تھا جسے جوزف کے چہرے کے قریب کرتا ہوا بولا! ''ذرا دیکھ اپنی شکل....! روتا ہوا کیسا لگتا ہے۔''

دفعتاً جوزف اس طرح خاموش ہو گیا جیسے کسی تیز رفتار گاڑی میں فوری طور پر پورے بریک لگتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اسے سکتہ ہو گیا ہو۔

''کیا بات ہوئی۔'' سلیمان خشک لہجے میں بولا۔ ''روتا رہتا تو چھب بھی دکھائی دیتی'' یکایک جوزف نے ہذیانی انداز میں قہقہہ لگایا اور سلیمان کو گود میں اٹھا کر ناچنے لگا۔

''ابے.... ابے.... یہ کیا.... دیکھ اس کی نہیں ہوتی.... چھوڑ مجھے....

لیکن جوزف کا رقص اور قہقہے جاری رہے۔ سلیمان اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے کسی ننھے بچے کی طرح ہاتھ پاؤں مار تا رہا۔

ٹھیک اسی وقت عمران، ظفر اور جیمسن فلیٹ میں داخل ہوئے اور سلیمان انہیں دیکھ کر چیخنے لگا۔ ''سالا پاگل ہو گیا ہے.... ارے بچاؤ.... بچاؤ....!''

''یہ کیا ہو رہا ہے....!'' عمران دھاڑا۔

جوزف نے بوکھلا کر اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور سلیمان دھم سے فرش پر آ گرا.... اس کے باوجود بھی خوشی کے مارے جوزف کے دانت نکلے پڑ رہے تھے.... بالآخر وہ چہکتی ہوئی سی آواز میں بولا۔ ''مراد پوری ہو گئی باس....!''

''میں پوچھ رہا ہوں کیا ہو رہا ہے۔'' عمران نے سلیمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا جو دونوں ہاتھوں سے کمر دبائے فرش پر اکڑوں بیٹھا کراہے جا رہا تھا۔

''میں نے اسے اپنی خوشی میں شریک کیا تھا باس....!''

''کسی دن سور کی دال کے آب جوش میں زہر دے دوں گا سالے کو....!'' سلیمان پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

''تو ہی بتا کیا بات تھی....!'' عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''بس روتے روتے ہنسنے لگا.... پاگل خانے بھجوایئے اسے ورنہ میں چلا۔ خود ہی چولہا ہانڈی کر لیجئے گا۔''

''یہ بات نہیں ہے باس....! خدا اس پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔!'' جوزف بولا ''میں رو رہا تھا اس نے مجھے آئینہ دکھا دیا۔!''

''اوہ....!'' عمران نے فرش پر پڑے ہوئے آئینے کو دیکھ کر دیدے نچائے۔

''ہاں باس....!''

"تو اپنی روتی ہوئی شکل دیکھ کر تیرا دل باغ باغ ہو گیا۔!"

"یہ بات نہیں ہے باس....! شمباناکا قول ہے کہ اگر نامرادی میں خواب میں بھی آئینہ دکھائی دے جائے تو مراد پوری ہو جاتی ہے... سلیمان بھائی نے تو مجھے جاگتے میں آئینہ دکھایا۔!"

"ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ شمبانا کون بزرگوار ہیں....؟"

"سینکڑوں سال پہلے میرے قبیلے کا ایک بہت بڑا جادوگر تھا۔!"

"لیکن تیری مراد پوری نہیں ہو سکتی....؟"

"کیوں باس....؟"

"پومارے کے مقبرے پر فرانس نے ایٹم بم پھینک دیا۔!"

"دیکھئے یور میجسٹی... !اس بیچارے کا دل نہ دکھائیے....!" جیمسن بول پڑا۔

"کیا یہ سچ ہے باس....؟" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہز میجسٹی مذاق کر رہے ہیں۔!"

"میں تمہاری گردن توڑ دوں گا....!" عمران جیمسن کو گھونسا دکھا کر بولا۔ "میں کہتا ہوں اسے سمجھاؤ....!"

"اچھا....اچھا... دیکھو پیارے جوزف، اس سفر پر ہزاروں ڈالر صرف ہوں گے....!" جیمسن نے کہا۔

"کیا پرواہ ہے.... میرا مالک بادشاہ ہے....!"

"دیکھا آپ نے یور میجسٹی....! حقیقت ہر حال میں حقیقت رہتی ہے۔!"

"حقیقت کے بچو....! میں کہیں ڈوب مروں گا....!"

"تاہیٹی باس تاہیٹی، مجھے یقین ہے کہ میری مراد پوری ہو گی... میں نے آئینہ دیکھا ہے۔!"

"گلے میں لٹکا لے اس آئینے کو اور سرپٹ دوڑتا چلا جا تاہیٹی کی طرف۔!"

"میں خودکشی کر لوں گا باس....! اگر تم نے میری یہ خواہش پوری نہ کی۔!"

"سنا تم نے....!" عمران، ظفر اور جیمسن کی طرف دیکھ کر بولا۔

"تم پومارے کے مقبرے کی زیارت کر کے کیا کرو گے۔!" جیمسن بولا۔ "وہ تو فرانسیسیوں کی ن میں مرا تھا۔!"

"نہیں مسٹر...! وہ صرف بوتل کا غلام تھا... میں بھی ہوں۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو اے بوتل کے غلام اب بوتل ہی تجھے تاہیٹی پہنچائے گی۔!" عمران نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"بوتل بھی تمہارے ہی دم سے ہے باس.... اس لئے تمہارا ہی غلام ہوں۔ رحم کرو مجھ پر....!" جوزف نے کہا اور یک بیک پھر دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

"کیا کیا جا سکتا....!" عمران مایوسانہ انداز میں بولا۔ "کسی نہ کسی طرح بھگتنا ہی پڑے گا۔!"

"زندہ باد....!" جیمسن نے نعرہ لگایا۔ "ہز میجسٹی عمران دی گریٹ... زندہ باد....!"

جوزف کی "بھوں بھوں" میں پھر بریک لگ گیا اور وہ حیرت سے جیمسن کی طرف دیکھنے لگا۔

"جاؤ گے.... جاؤ گے.... ضرور جاؤ گے.... جس کا آقا اتنا دریا دل ہو اُسے کیا غم ہو سکتا ہے۔" جیمسن نے کہا اور عمران بُرا سا منہ بنا کر خشک لہجے میں بولا۔ "مکھن نہیں چلے گا۔! چنگیزی ہوں۔ نواب واجد علی شاہ کی نسل سے نہیں ہوں۔!"

پھر وہ دوسرے کمرے میں چلا گیا تھا اور جوزف نے پھر ہنس ہنس کر باتیں شروع کر دیں تھیں۔

"تاہیٹی میں سنہری رنگت والیاں لڑکیاں پائی جاتی ہیں۔!" جیمسن نے ڈاڑھی سہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ خوشبوؤں اور سرمستی کی سرزمین ہے۔!"

"دیکھو مسٹر....! مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔" جوزف گلوگیر آواز میں بولا "تم مجھے یہ بتاؤ کہ سفید فام سوروں نے اس جزیرے کے باسیوں پر کیا مظالم ڈھائے تھے۔ مجھے بتاؤ... میں رونا چاہتا ہوں۔!"

"فرانسیسیوں نے انہیں ہر اعتبار سے ناکارہ بنا دیا... اُن پر اتنے مظالم ہوئے کہ انہوں نے رندی اور سرمستی کی گود میں پناہ لے لی۔!"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔" ظفر بولا "وہ ابتداء ہی سے گانے بجانے والے لوگ تھے۔ فرانسیسی تہذیب نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔!"

"کچھ بھی ہو۔" جیمسن نے ڈاڑھی سہلاتے ہوئے کہا "پولی نیشی، چینی اور فرانسیسی نسلوں کے میل جول نے بڑی سنہری لڑکیاں پیدا کی ہیں۔!"

"یہ ظلم ہے.... یہ ظلم ہے۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا ظلم ہے....؟"

"ان بیچاری لڑکیوں کے بارے میں تمہارے اظہار خیال کا انداز۔!"

"مجھے ساری دنیا میں صرف تاہیتی کی عورتیں پسند ہیں۔ جنہیں خوشبوؤں، گیتوں اور سرمستی سے پیار ہے۔!"

"تم کیا جانو سرمستی کیا چیز ہے مسٹر.... تم تو پیتے بھی نہیں۔!"

"یہ بھی تمہارے آقا کا کرم ہے.... ورنہ پہلے ہم بھی پیتے تھے....! ان حضرت کی نفسیات آج تک میری سمجھ میں نہیں آسکی.... ہمیں ایک آدھ پیگ کی بھی اجازت نہیں اور تمہارے لئے چھ بوتلیں یومیہ۔!"

"تم شراب کے بغیر بھی زندہ رہ سکتے ہو....! لیکن میں مر جاؤں گا.. میرا آقا عقل کا دیوتا ہے....! بس یہ سمجھ لو کہ شونوشمبو نے آدمی کے روپ میں جنم لے لیا ہے۔!"

"کیا کہا تو نے....؟" دوسرے کمرے سے عمران کی آواز آئی۔ "مجھ پر رحم کر.... میرا کارٹون نہ بنا۔!"

"تم شونوشمبو ہو باس! اس پر میرا ایمان ہے....!"

"گھونسہ مار کر سارے دانت پیٹ میں اتار دوں گا۔ اگر اب یہ نام لیا۔!" اس نے کمرے سے برآمد ہوتے ہوئے کہا۔ "کیا میری شکل ایسی ہے۔!"

"اس کو ہوا کیا ہے....؟" دفعتاً سلیمان پوچھ بیٹھا۔

"اس کو یوبارے نجم ہو گیا ہے....؟"

"یہ کیا ہوتا ہے....؟"

"یہ پوچھ کہ کیا نہیں ہوتا....! ہائیں.... یہ بو کیسی ہے.... ابے جل گئی ہانڈی، بھاگ جلدی سے۔!"

سلیمان تو کچن کی طرف بھاگا اور عمران نے جوزف کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا "اتنا سرمایہ نہیں ہے میرے پاس کہ میں بھی جا سکوں، یہ دونوں تجھے زیارت کرا لائیں گے۔!"

"تمہارے بغیر تو میں جنت میں بھی قدم نہ رکھوں باس....!"

"دیکھ مجھے زیادہ پریشان نہ کر ورنہ سچ مچ شادی کر لوں گا پھر تم سب جوتیاں کھا کے یہاں سے نکلو گے۔!"

جیمسن مستفسرانہ انداز میں ظفر کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ اس نے اس طرح سر کو جنبش دی جیسے خود بھی معاملے کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہو۔!

جوزف نے عمران کے پیر پکڑ رکھے تھے اور وہ اس کے سر پر دوہتھڑ چلا رہا تھا۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر کال بل کا بٹن دبایا۔

"دیکھو...!" عمران نے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "دیکھو....!"

جیمسن نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر بوکھلا کر پیچھے ہٹ آیا۔

ایک لحیم شحیم سیاہ فام عورت سامنے کھڑی اسے گھورے جا رہی تھی اور یہ جوزف ہی کی نسل سے معلوم ہوتی تھی۔ لباس عمدہ تھا اور گلے میں نیچے موتیوں کا بیش قیمت ہار اس کی رنگت کو کچھ اور زیادہ ابھار دینے کا سبب بنا ہوا تھا۔

"اوہ... یور ہائی نس...!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں آگے بڑھا اور دہرا جھکتا چلا گیا۔ اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر بلند آواز میں بولا "جنٹل مین.... پرنسز ٹالا یو آف بنکاٹا.... پے یور ریسپکٹس.... پلیز....!"

اس پر ظفر اور جیمسن نے بھی عمران ہی کے سے انداز میں جھک کر اس کی تعظیم بھی کی۔!

وہ کمرے میں داخل ہوئی اور اب انہوں نے دیکھا کہ اس کے پیچھے ایک سفید فام باڈی گارڈ بھی تھا۔

جوزف کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا، جہاں تھا وہیں رہ گیا تھا۔ نہ اٹھا تھا اور نہ دوسروں کی طرح اس عورت کو تعظیم دی تھی۔

عورت جوزف کو گھورے جا رہی تھی، پھر عمران نے اس کی طرف دیکھا اور اس نے اس کی طرف متوجہ ہو کر سر کو اثباتی جنبش دی۔

دفعتاً عمران جوزف کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور گھگھیانے لگا۔ "حضور عالی! مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ بنکاٹا کے شہزادے ہیں۔ شاہ بنکاٹا سے بھینس کے دودھ پر اختلاف رائے ہو جانے کی بنا پر آپ نے ریاست کو خیر باد کہہ دیا تھا۔!"

"کک.... کیا کہہ رہے ہو باس....!" جوزف ہکلایا۔

"بس حضور...! نادانستگی میں بہت گستاخیاں کر چکا ہوں اب مجھے اپنی خدمت کا موقع دیجئے۔!"

”کیا میں پاگل ہو جاؤں....؟“

”نہیں میرے ساتھ چلو ڈارلنگ....!“ سیاہ فام عورت بولی۔ ”اب میں تمہاری جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔!“

جیمسن اور ظفر حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھے جا رہے تھے سلیمان بھی باورچی خانے سے دوڑ آیا تھا۔ لیکن گفتگو انگریزی میں ہونے کی بناء پر اس کے پلّے کچھ نہیں پڑ رہا تھا۔

”یہ کیا چکر ہے باس....! میں اس عورت کو نہیں جانتا....!“ جوزف بے بسی سے بولا اور ایک ایک کی صورت دیکھنے لگا۔ چہرے پر ایسے ہی تاثرات تھے جیسے بری طرح جھینپ رہا ہو۔!

”تم.... تم....!“ عورت غصیلے لہجے میں بولی۔ ”اپنی بیوی کو نہیں پہچانتے۔!“

”فراڈ....!“ جوزف حلق پھاڑ کر دھاڑتا ہوا اٹھ بیٹھا ”میرے ساتھ کسی قسم کا فراڈ کیا جا رہا ہے.... اگر تم بھی دھوکے میں آ گئے باس....! تو پھر میں خودکشی کر لوں گا۔!“

”نہیں حضور میں اب آپ کا باس نہیں رہا۔ مجھے مزید شرمندہ نہ فرمایئے۔!“

”باس تمہیں کیا ہو گیا ہے....!“

عمران اُسے کوئی جواب دیئے بغیر عورت کی طرف مڑ کر بولا۔ ”آپ پرنس کو لے جا سکتی ہیں۔ یور ہائی نس....!“

”مجھے کہاں بھیج رہے ہو باس....! میں کہیں نہیں جاؤں گا۔!“ جوزف غصیلے لہجے میں بولا۔

”اَبے مرا کیوں جا رہا ہے....!“ عمران اردو میں بولا۔ ”اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو میں اسے دیکھ لوں گا۔!“

”تم یکین کیسے کیا باس....

”بکواس مت کرو.... چپ چاپ اٹھو اور جہاں یہ لے جائے چلے جاؤ۔!“

”لیکن یہ تو بیوی بولتی....!“

”میرا حکم مانو ورنہ اسے بیوہ کر دوں گا۔!“

جوزف کے چہرے پر مردنی چھا گئی۔! دیکھتے ہی دیکھتے جوزف وہاں سے رخصت ہو گیا۔

جیمسن نے کھڑکی سے سڑک پر جھانک کر دیکھا۔ نیچے لمبی سیاہ گاڑی کھڑی تھی اور باڈی گارڈ ان دونوں کے لئے پچھلی نشست کا دروازہ کھول رہا تھا۔

”تم دونوں ان کا تعاقب کرو گے....!“ عمران نے ظفر سے کہا۔

”قصہ کیا ہے....؟“

”سند باد کا.... جاؤ.... مجھے باخبر رکھنا۔!“

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور فلیٹ سے نکل گئے۔

”سند باد کا کیا قصہ تھا صاحب....؟“ سلیمان نے آگے بڑھ کر پوچھا!

”اچھا تو اب آپ بھی بور کریں گے....!“

”وہ کون تھی.... جوزف ہی کی سی شکل تھی اُس کی....!“

”شہزادہ جوزف....!“ عمران نے آنکھیں نکال کر تصحیح کی....!

”کیا مطلب....؟“

”جوزف یقیناً بگاٹا کا شہزادہ ہے.... وہ اس کی بیوی تھی....!

”نہیں....!“ سلیمان اچھل پڑا۔

”اَبے تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں۔!“

”نہیں صاحب.... خدا نہ کرے.... دراصل میں ہی بدنصیب ہوں کہ زندگی بھر چولہا ہانڈی ہی کرتا رہ جاؤں گا....!“

”نہیں نہیں اگر تو کہے تو میں تجھے شہنشاہ ہیل سلاسی کا فرزندِ اکبر بھی قرار دے سکتا ہوں۔!“

”جی نہیں....! مجھے اپنے ہی باپ کا بیٹا رہنے دیجئے، چولہا ہانڈی ہی ٹھیک ہے....!“

”شاباش انار دانے کی چٹنی بھی بنا لیجو! مسور کی دال چٹنی کے بغیر نہیں چلتی۔!“

”تو کیا وہ اب واپس نہیں آئے گا۔!“ سلیمان نے مایوسی سے پوچھا۔

”خدا جانے....!“

”دل کڑھ رہا ہے اُس کے لئے....!“

”چل چل.... ہر وقت تو لڑتا جھگڑتا رہتا تھا اُس سے....

”اُس سے کیا ہوتا ہے.... صاحب....! محبت اپنی جگہ پر ہے.... کبھی کبھی کہتا تھا تم ہم کو نہیں جانتا سلیمان بھائی۔! تیرے لئے جان بھی دے سکتا۔!“

”دیکھ پھر کچھ جل رہا ہے کچن میں۔!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

* * *

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔!" ظفر نے جیمسن سے کہا۔

"یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ سب کچھ جوزف کی لاعلمی میں ہوا ہے۔!" جیمسن بولا۔

"بات تاجپی کی چل رہی تھی اور پھر وہ شہزادی صاحبہ ٹپک پڑیں یہ بکتا ہے کہاں یور ہائی نس۔!"

"میں نہیں جانتا۔۔۔!"

"جوزف کے چہرے پر میں نے اس وقت صداقت دیکھی تھی جب وہ اپنی شہزادگی سے انکار کر رہا تھا۔!"

"کیوں دماغ چاٹ رہے ہو، اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔!"

وہ دونوں ایک لمبی سی گاڑی کا تعاقب کر رہے تھے جس میں جوزف اپنی نو دریافت بیوی سمیت کسی نامعلوم منزل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔!"

جیمسن ظفر کی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ دفعتاً اُس نے کہا۔ "ایک گاڑی ہمارا بھی تعاقب کر رہی ہے۔!"

"مجھے علم ہے۔۔۔!" ظفر بولا "بس خاموشی سے چلتے رہو۔!"

کچھ دیر بعد جوزف والی گاڑی ایک غیر ملکی سفارت خانے کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوتی نظر آئی۔

جیمسن نے اپنی گاڑی کی رفتار کم کر دی اور اس کا تعاقب کرنے والی گاڑی آگے نکلی چلی گئی۔

"اُس کے پیچھے چلو۔۔۔!" ظفر بولا۔

"جوزف کی نگرانی کرنے کو کہا گیا تھا۔!" جیمسن نے یاد دلایا۔

"میں کہہ رہا ہوں اس کے پیچھے چلو۔!"

"چلئے۔۔۔!" جیمسن نے طویل سانس لے کر کہا۔ "ضروری نہیں کہ وہ لڑکی ہی ہو۔ اگر اپنے ہی قبیلے کا کوئی آدمی نکلا تو۔۔۔؟"

"خاموشی سے چلے چلو۔۔۔! جولیانا فٹنر واٹر تھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔"

"یہ عورت آج تک میری سمجھ میں نہیں آسکی۔۔۔!"

"بھلا آپ کیوں کوشش کرتے ہیں اسے سمجھنے کی۔!"

"اکثر عمران صاحب کا تعاقب کرتے دیکھا ہے۔!"

"اپنے کام سے کام رکھو۔!"

"کام ہی کوئی نہیں ہے۔ ویسے میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں یور ہائی نس کہ وہ جولیا نہیں تھی۔!"

"میں تم سے کہہ رہا ہوں چلتے رہو۔!"

"ایز یو پلیز۔۔۔!"

سڑک پر ٹریفک کا اژدحام نہیں تھا۔ اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں۔ دفعتاً اگلی گاڑی رک گئی اور کھڑکی سے ایک ہاتھ نے نکل کر پیچھے آنے والی گاڑی کو رکنے کا اشارہ کیا۔

جیمسن نے پورے بریک لگائے تھے ورنہ گاڑی اگلی گاڑی تک پہنچتے پہنچتے ٹکرا ہی جاتی۔

کار ڈرائیو کرنے والی جولیانا فٹنر واٹر نہیں تھی البتہ کسی حد تک اس سے مشابہہ ضرور تھی۔

جیمسن دانت نکالے کھڑا اُسے گھور رہا تھا اور وہ اپنی گاڑی سے نکل کر فرانسیسی زبان میں بولی۔

"یہاں کوئی میری زبان نہیں سمجھ سکتا، میں راستہ بھول گئی ہوں۔!"

جیمسن نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور ظفر کی طرف مڑا وہ بھی گاڑی سے اُتر آیا تھا۔ اُس نے اُسے گفتگو جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔

"شائد میں تمہاری زبان سمجھ سکتا ہوں۔!" جیمسن نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ خدایا۔۔۔ شکر۔۔۔!" لڑکی کھل اٹھی۔

"بتاؤ۔۔۔ میرے لائق کیا خدمت ہے۔۔۔!"

"میں فرانسیسی سفیر کے ثقافتی اتاشی کی مہمان ہوں۔ مجھے سفارت خانے پہنچا دو۔"

"مجھے حیرت ہے محترمہ۔۔۔! آپ سفارت خانہ پیچھے چھوڑ آئی ہیں اسی سڑک پر۔!"

"مجھے یہاں ساری عمارتیں یکساں معلوم ہوتی ہیں۔!"

"گاڑی موڑ کر ہمارے پیچھے چلی آؤ۔" جیمسن نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف مڑ گیا۔

لڑکی نے اُس کے مشورے پر عمل کیا تھا اور اب دونوں گاڑیاں واپس ہو رہی تھیں۔ "چکر سمجھ میں نہیں آیا۔" جیمسن بڑبڑایا۔

"پرواہ مت کرو۔۔۔" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "بہت دنوں کے بعد ایک معیاری نمونہ نظر آیا ہے دوستی ہو گئی تو وقت اچھا گزرے گا۔!"

”کہیں مارے نہ جائیں.... ! جوزف وہیں لے جایا گیا ہے جہاں یہ ہمیں لے جا رہی ہے۔!“

”شٹ اَپ.... !“

”لنگویج پلیز.... ! لڑکی لاکھ معیاری سہی لیکن آپ اپنا معیار برقرار رکھئے۔!“

”اچھا اب خاموش۔!“

”خیر.... خیر.... میں گاڑی باہر ہی روکوں یا کمپاؤنڈ میں لیتا جاؤں۔!“

”اندر چلو ورنہ بات آگے کیسے چلے گی.... !“

”دورہ پڑ گیا آپ پر یور ہائی نس.... !“

ظفر کچھ نہ بولا۔ جیمسن سفارت خانے کی کمپاؤنڈ میں گاڑی موڑ رہا تھا۔

دونوں گاڑیاں قریب قریب پارک ہوئیں اور لڑکی نے ہاتھ ہلا کر کہا ”بہت بہت شکریہ۔! ہاں یہی عمارت ہے، تم لوگ بھی اترو.... میں تمہیں اپنے میزبان سے ملاؤں گی۔!“

”تم نے دیکھا۔“ ظفر آہستہ سے بولا، ”اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔“

”میں مناسب نہیں سمجھتا یور ہائی نس.... !“

”کیا مناسب نہیں سمجھتے.... ؟“

”یہی کہ ہم اس کے ساتھ عمارت میں داخل ہوں۔!“

”تم جانتے ہو کہ یہاں میرے کئی شناسا ہیں۔!“

”اترو نا.... کیا سوچ رہے ہو.... !“ وہ گاڑی کے قریب آ کر بے تکلفی سے بولی تھی۔

وہ انہیں عمارت کے ایک رہائشی حصے میں لائی۔

”کیا پیو گے.... !“ اس نے جیمسن سے پوچھا۔

”ٹھنڈا پانی.... !“

”شکل ہی سے معلوم ہوتا ہے.... !“ اُس نے ظفر کی طرف دیکھ کر پوچھا ”تم بتاؤ۔“

”ضرورت نہیں محسوس کر رہا۔!“

”تم لوگ فرانسیسیوں کے سے لہجے میں فرنچ بول سکتے ہو۔!“ لڑکی نے کہا۔ ”میرا نام لوئیسا ہے.... !“

”میں ظفر ہوں.... اور یہ میرا سیکریٹری جیمسن.... !“

”دونوں خوبصورت ہو۔!“

جیمسن کے دانت نکل پڑے۔! ٹھیک اسی وقت بائیں جانب سے آواز آئی۔ ”تمہاری اجازت ہے۔!“

وہ چونک کر مڑے.... دروازے میں وہی سیاہ فام عورت کھڑی نظر آئی جسے جوزف کی بیوی ہونے کا دعویٰ تھا۔

”اوہ.... مادام.... !“ لڑکی بوکھلا کر بولی۔ ”یہ.... یہ.... میرے دوست ہیں۔!“

”میں ان دونوں سے واقف ہوں۔“ پرنسز بنکاٹا نے پُر وقار لہجے میں کہا۔ ”تم نے بہت اچھا کیا انہیں لے آئیں.... یہاں پرنس اجنبیوں میں پریشان ہو رہے ہیں۔“

”جیمسن نے آہستہ سے اپنی کھوپڑی سہلائی اور معنی خیز نظروں سے ظفر کی طرف دیکھنے لگا۔

”میں سفارت خانے کا راستہ بھول گئی تھی۔ یہی لوگ مجھے یہاں لائے ہیں۔“ لوئیسا نے کہا۔

”یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ کیا یہ فرنچ بول سکتے ہیں.... ؟“

”اسی بناء پر تو میری رہنمائی کر سکے ہیں۔ ورنہ میں تو بھٹکتی پھر رہی تھی۔ یہ لوگ روانی سے فرنچ بول سکتے ہیں۔!“

”کیا تم لوگ کچھ دیر پرنس کی دل دہی کر سکو گے ؟“ پرنسز نے ظفر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”یقیناً.... یقیناً.... !“

”اب سنبھالئے.... !“ جیمسن اردو میں بولا۔ ”آئے تھے اس پری وش کے چکر میں اور اب بھگتئے ملکہ تاریک.... شکل کش کو.... !“

”بکو مت.... !“

”تو آؤ.... چلو میرے ساتھ شاید پرنس تمہیں دیکھ کر خوش ہو جائیں۔!“

وہ دونوں بنکاٹا کی شہزادی کے پیچھے چل پڑے۔ جیمسن جھنجلاہٹ میں اُس کی مٹکتی ہوئی چال کی نقل اُتار رہا تھا۔

ایک بڑے اور آراستہ کمرے میں پہنچ کر شہزادی نالابو آ رک گئی۔

”تم لوگ بیٹھو.... پرنس لباس تبدیل کر رہے ہیں۔“ اُس نے کہا اور انہیں وہیں چھوڑ کر خود چلی گئی۔

"میرا خیال ہے کہ ہم پھنس گئے ہیں۔!" ظفر آہستہ سے بولا۔

"اِس کلوٹی سے...!" جیمسن کے لہجے میں تضحیک تھی۔

"یقین کرو، معاملہ گڑبڑ معلوم ہوتا ہے....

"کیا مطلب...؟"

"دیکھ لینا..." ظفر نے طویل سانس لی۔

دفعتاً اُنہی جانب والے دروازے کا پردہ ہٹا کر جوزف اس ہیئت کذائی میں اندر داخل ہوا کہ اس کے جسم پر سرخ رنگ کے مخمل کا بند گلے والا کوٹ تھا اور ٹانگوں میں سفید پتلون، چہرے پر ہوائیں اُڑ رہی تھیں۔ لیکن ان پر نظر پڑتے ہی ایسا لگا جیسے جی ٹھہر گیا ہو۔

"اوہ.... مسٹر مسٹر....!" وہ کہتا ہوا آگے بڑھا۔

ظفر اور جیمسن بڑے ادب سے اٹھ گئے۔

"خدا کے لئے تم لوگ تو سمجھنے کی کوشش کرو۔ خدا جانے باس نے مجھے کہاں جھونک مارا ہے۔!" وہ مسمسی صورت بنا کر بولا۔

"سچی بات ہے....!" جیمسن نے انگلی اٹھا کر کہا۔

"آسمان والے کی قسم میں جوزف ہوں.... علی عمران کا ایک ادنیٰ غلام۔!"۔

"مسٹر علی عمران کو یقین آگیا ہے کہ تم والئی بنکاٹا کے فرزند ارجمند ہو۔!"

"میرا باپ اپنے قبیلے کا سردار ضرور تھا لیکن اس کی بسر اوقات کا انحصار صرف ہاتھی دانت کی فراہمی تھا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ منحوس بنکاٹا کہاں واقع ہے....؟"

"افریقہ میں نہیں ہے....؟" جیمسن نے پوچھا۔

"میں نے تو نہیں سنا...! میرے لئے یہ نام بالکل نیا ہے۔!"

"چلو غلط ہی سہی!" جیمسن ہنس کر بولا۔ "اگر اس طرح مفت کی بیوی ہاتھ آئے تو میں شہزادہ ہی نہیں بلکہ شہنشاہِ عالم بننے کو بھی تیار ہوں۔!"

"تم سمجھتے نہیں مسٹر! وہ کوئی بدروح ہے۔!"

"بیوی بھی تو ہے، تم فکر کیوں کرتے ہو۔!"

"نہیں مسٹر...!" جوزف ناگواری سے سر ہلا کر بولا۔ "بیوی کے ساتھ میں جنت میں بھی جانا پسند نہیں کروں گا۔ آخر باس کی آسمانی ذہانت کو کیا ہو گیا ہے۔ انہوں نے بے چوں چرا اس کتیا کی بچی کو میری بیوی تسلیم کر لیا۔!"

"مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے....!"

"یہ تو کوئی دلیل نہ ہوئی۔!" جوزف بگڑ کر بولا۔ "مفت آئی رسی سے کیا تم اپنے گلے میں پھندا لگانا پسند کرو گے۔!"

"جمالیاتی حس کی رمق بھی نہیں ہے اس میں۔" جیمسن نے ظفر سے کہا۔

"اُسے بور مت کرو۔" ظفر بولا۔ "تم پر اگر کبھی ایسی بپتا پڑی ہوتی تو تمہیں احساس ہوتا۔"

"کیا شراب نہیں ملی....؟" جیمسن نے ہنس کر جوزف سے پوچھا۔

"شراب بہت ہے لیکن میرے لئے پانی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی، باس پتا نہیں کون سی پلاتے ہیں کہ پہلے ہی گھونٹ پر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔!"

"کون سی پلاتے ہیں....؟" ظفر نے جیمسن سے سوال کیا۔

"دیسی شیرہ، ورنہ وہ خود ہی بھیک مانگتے پھر رہے ہوتے۔!" جیمسن بولا۔

دفعتاً تالابو آ پھر کمرے میں داخل ہوئی اور کڑک کر بولی۔ "تم لوگ پرنس کو بہکا رہے ہو۔!"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی یور ہائی نس....!" ظفر نے بڑے ادب سے کہا تالابو آ نے تالی بجائی اور دوسرے ہی لمحے میں دو مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوئے۔

"ان دونوں کو پکڑ کر بند کر دو....!" تالابو آ نے انہیں حکم دیا۔

"تم یہ کر رہی ہو کتیا کی بچی....!" جوزف غرایا۔

"جو میرا دل چاہ رہا ہے۔" وہ سرد لہجے میں بولی۔ "تمہاری گالیوں کا برا نہیں مانتی کیوں کہ تم میری زندگی ہو۔!"

"میں تمہاری موت بن جاؤں گا۔ ورنہ اپنا یہ حکم واپس لے لو۔!"

"مجھے یہ اختیارات ہز میجسٹی بنکاٹا سے ملے ہیں۔!"

"دونوں کی ہڈیاں توڑ دوں گا، ورنہ باز آ جاؤ۔!"

مسلح آدمی ظفر اور جیمسن کو کمرے سے باہر نکال لائے۔ ریوالوروں کی نالیں ان کی کمر سے لگی ہوئی تھیں۔!

* * *

”مگر یہ بنکاٹا ہے کہاں۔۔۔۔؟“ جولیا نے صفدر سے سوال کیا۔

”میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔! ایکس ٹو کے حکم سے اُن دونوں کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔!“

”اور وہ کالا پرنس اس وقت کہاں ہے۔!“

”فرنچ ایمبیسی میں۔۔۔۔“

”کہانی کیا ہے۔۔۔۔“

”شاید عمران صاحب کے علاوہ اور کسی کو علم ہو۔۔۔۔! جوزف کو چپ چاپ اُس عورت کے حوالے کر دینے کے بعد ظفر اور جیمسن کو ان کے پیچھے لگا دیا تھا۔“

”عمران کہاں ہے۔۔۔۔؟“

”اپنے فلیٹ میں۔۔۔۔ بے حد مغموم ہے۔۔۔۔!“

”چلو چلتے ہیں۔۔۔۔!“ جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

”تم ہی جاؤ۔۔۔۔ مجھ سے تو ان کی شکل نہیں دیکھی جاتی۔!“

”اتنا ہی سیرلیس ہے۔۔۔۔؟“

”سیرلیس نہیں ہے۔۔۔۔؟“

”تب تو دیکھنے کی چیز ہوگا۔۔۔۔!“ وہ ہنس کر بولی۔ ”تم جاؤ نہ جاؤ۔۔۔۔ میں جا رہی ہوں۔!“

سائیکو مینشن سے نکل کر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی تھی اور عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہوگئی تھی۔!

وہ گھر پر ہی موجود تھا۔ صفدر کے بیان کی تصدیق ہوگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی بہت ہی عزیز شخصیت کی تدفین کے بعد گوشہ گیر ہوگیا ہو۔! جولیا نافٹز واٹر اپنا کھلنڈرا موڈ برقرار نہ رکھ سکی۔ غیر ارادی طور پر اس کا رویہ بھی تعزیت ہی کا سا ہو کر رہ گیا۔

”مجھے بھی افسوس ہے۔!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

”بہت اچھا ہوا تم چلی آئیں۔ وہ تو قسمت کا سکندر تھا اُس کی ہر خواہش پوری ہوتی تھی۔!“ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میں نہیں سمجھی۔۔۔۔؟“

”اب کیا بتاؤں، مجھے تو سلیمان کی طرف سے بھی تشویش ہوگئی ہے۔!“

”کیوں۔۔۔۔؟ کیوں۔!“

”اگر وہ بھی نواب زادہ نکلا تو پھر کیا میں چنے مرمرے پھانکتا پھروں گا۔!“

”آخر قصہ کیا تھا۔۔۔۔؟“

”پرنسز ٹالا بو آ۔۔۔۔ ساری دنیا میں اپنے شوہر کو تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ یہاں پہنچ کر اُس نے فرنچ ایمبیسی والوں کو اپنے شوہر کی تصویر دکھائی۔ ان نابکاروں نے کہ جوزف کو پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔ اُس کو میرا پتہ بتا دیا۔!“

”لیکن میں نے سنا ہے کہ جوزف نے اس کا اعتراف نہیں کیا کہ وہ شہزادہ ہے۔!“

”میں کب کسی کو بتاتا ہوں کہ میں مسٹر رحمان کا فرزند رشید ہوں۔!“

ہلکی سی مسکراہٹ جولیا کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور عمران کہتا رہا۔ ”شاہ بنکاٹا یعنی اس کے باپ سے بھینس کے دودھ پر اس کا تنازعہ ہوگیا تھا، لہٰذا وہ بنکاٹا سے نکل کھڑا ہوا۔“

”بھینس کے دودھ پر تنازعہ۔!“ جولیا نے حیرت سے کہا۔

”ہاں۔۔۔۔ جوزف کا خیال تھا کہ بھینس کا دودھ نفاخ ہے۔ اور شاہ بنکاٹا کا ارشاد تھا کہ نہیں، کاسر ریاح ہوتا ہے۔۔۔۔ یہ جھگڑا اس قدر بڑھا کہ جوزف نے گھربار چھوڑ دیا۔!“

”سچی بات۔۔۔۔؟“ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

”میری بات پر کسی کو بھی یقین نہیں آتا۔“ عمران نے برا مان کر

”اچھا یہ بتاؤ یہ بنکاٹا ہے کہاں۔۔۔۔؟“

”بحر الکاہل کے بے شمار جزائر میں سے ایک۔۔۔۔ فرانس کا مقبوضہ لیکن وہاں رسمی طور پر ایک سیاہ فام خاندان کی بادشاہت ہے۔ اور جوزف اسی خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ موجودہ بادشاہ کے بعد اسی کی تاج پوشی ہوگی۔ خود حکومت فرانس اس سے متعلق تشویش میں مبتلا تھی۔

”تو پھر جوزف اس کا اعتراف کیوں نہیں کرتا۔!“

”بے حد چالاک ہے۔۔۔۔!“ عمران بائیں آنکھ دبا کر شرارت آمیز لہجے میں بولا۔ ”اچھی طرح جانتا ہے کہ اعتراف کر لینے کے بعد بھینس کا دودھ پینا پڑے گا۔!“

"ضروری تو نہیں ہے۔!"

"یہ تم اس لئے کہہ رہی ہو کہ بنکاٹا کے شاہی خاندان کی روایات کا تمہیں علم نہیں ہے۔ ولی عہد کی پرورش شاہی بھینس کے دودھ پر ہوتی ہے.... بیچارہ جوزف پیدائش سے جوانی تک اسی بدذوقی میں مبتلا رہنے کی بناء پر اس قدر بلانوش ہو گیا ہے کہ پانی کی جگہ بھی شراب ہی پیتا ہے۔!"

"دماغ میں تو اتار دی ہے تم نے یہ بات لیکن دل تسلیم نہیں کرتا۔!"

"بھلا تمہارے دل کا جوزف سے کیا تعلق....؟" عمران بگڑ کر بولا۔

"فضول باتیں مت کرو۔!"

"سنو.... رس ملائی۔ اگر تمہارے چوہے ایکس ٹو نے ضد نہ کی ہوتی تو میں اس شہزادے کو بھینس کا دودھ حرام ہی رہنے دیتا۔!"

"ایکس ٹو کیا مطلب....؟"

"اُسی نے سب سے پہلے مجھے اطلاع دی تھی کہ جوزف بنکاٹا کا ولی عہد ہے۔ لہٰذا اسے اس کی بیوی ٹالابوآ کے حوالے کر دیا جائے۔!"

"مجھے حیرت ہے۔!"

"ارے تو کیا تم ایکس ٹو کی نصف بہتر ہو کہ تمہیں اس پر حیرت ہے.... یہاں سے جاؤ اور مجھے سوگ منانے دو۔!"

"جیمسن اور ظفر کو تم نے ان کے تعاقب میں روانہ کیا تھا۔!"

"یہ کب کی خبر ہے۔!" عمران چونک کر بولا۔

"کیا تم نہیں جانتے....؟"

عمران نے پُر تفکر انداز میں سر کو منفی جنبش دی اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

"ایکس ٹو کی ہدایت پر صفدر انہیں تلاش کرتا پھر رہا ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ وہ دونوں....؟" عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہو سکتا ہے تمہیں علم نہ ہو! ایکس ٹو نے ان دونوں کو ان کے پیچھے لگایا ہو۔!"

"میری عقل ہی خبط ہو گئی ہے۔!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"آدمی بنو۔!"

"کیا مطلب....؟"

"سب پر خاک ڈالو....!"

"اچھا ڈال دی.... آگے چلو....!"

"میں نے دو ماہ کی رخصت کے لئے درخواست دی ہے....! چلو کہیں باہر چلیں۔!"

"میں کیوں چلوں....؟ مجھے یہاں کیا تکلیف ہے۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔!

"تم....!" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"جاؤ....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "میرے رونے کا وقت قریب آ رہا ہے۔!"

"شاید تم کبھی آدمی نہ بن سکو....!" وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔ "اس وقت میں تمہارے پاس ایک کام سے آئی ہوں۔ مگر اب نہ کہوں گی۔!"

"کام کا معاملہ ہے تو ضرور بتاؤ.... رونا آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی....!"

"رخصت کی منظوری تمہاری سفارش پر منحصر ہے۔ شاید اس نے آج تک تمہاری کوئی بات نہیں ٹالی۔!"

"ہائے میرا جوزف....! اس کے لئے پورے فرانس کو ہلا کر رکھ دیتا.... لیکن یہ ایکس ٹو کا بچہ.... اُس سے تو میں اب بات بھی نہیں کر سکتا۔!"

"جھک مارتے ہو....! تم نہ چاہتے تو ایسا کبھی نہ ہو سکتا۔!"

"اچھا....! اچھا.... چھٹی لے کر جاؤ گی کہاں....؟"

"بنکاٹا....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"کیوں دماغ خراب ہوا ہے۔!"

"یقین کرو.... اگر چھٹی مل گئی تو بنکاٹا ہی جاؤں گی۔!"

⁂

انہیں جھنجھوڑ کر جگایا گیا تھا۔! وہ گاڑی کی پچھلی نشست پر تھے۔! اور ان کے درمیان وہی لڑکی لوئیسا بیٹھی ہوئی تھی جس کے چکر میں پڑ کر وہ فرانس کے سفارت خانے پہنچے تھے۔!

"تم پر آخر نیند کے دورے کیوں پڑ رہے ہیں۔!" وہ اٹھلا کر بولی۔

جیمسن نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن ہونٹ ہلاتے ہوئے بھی کاہلی محسوس کر کے رہ گیا۔

ذہن شل ہو کر رہ گیا تھا۔ آنکھیں سب کچھ دیکھ رہی تھیں لیکن ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے رد عمل کی صلاحیت ہی مفقود ہو کر رہ گئی ہو۔!

فضا روشنی سے نہائی ہوئی تھی۔ انہیں گاڑی سے اتارا گیا۔ جیمسن کو یاد نہیں آرہا تھا کہ وہ کب اور کیسے گاڑی میں بیٹھے تھے۔!

گاڑی سے اتر کر آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ ایئرپورٹ پر ہیں۔! لوئیسا اُن کے ہاتھ پکڑے ہوئے درمیان میں چل رہی تھی۔

جیمسن نے ایک بار پھر اپنے ذہن کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔ آخر وہ اتنی بے بسی سے اس کے ساتھ کیوں چل رہے ہیں۔!

اسی طرح وہ رن وے پر آپہنچے.... لوئیسا ان سے ٹھٹھول کرتی جارہی تھی.... لیکن ان کی زبانیں گنگ تھیں.... ذہن میں نہ جھنجھلاہٹ تھی اور نہ احتجاج کرنے کی سکت باقی رہی تھی۔!

جہاز کی سیٹوں پر بھی آبیٹھے لیکن یہ تک نہ پوچھ سکے کہ جانا کہاں ہے۔

پین ایم کا دیو پیکر جمبو جیٹ طیارہ تھا۔! لوئیسا اب بھی ان کے درمیان بیٹھی تھی۔

طیارے کے ٹیک آف کرتے ہی ان پر پھر غنودگی طاری ہونے لگی اور جب وہ بے خبر ہوگئے تو لوئیسا نے ان کے گرد حفاظتی پیٹیاں کس دیں۔!

پرواز کے دوران ہی میں دوبارہ بیدار ہوئے تھے.... اور لوئیسا کو گھورنے لگے تھے۔!

”بیوقوفی کی کوئی حرکت نہ کر بیٹھنا۔!“ لوئیسا مسکرائی! ”تمہارا ملک بہت پیچھے رہ گیا ہے۔!“

”اتنے آدمیوں کے درمیان ہم کوئی حرکت نہیں کرسکتے۔!“ جیمسن کی زبان پہلی بار کھلی۔

”تمہیں مطمئن رہنا چاہئے.... میں تم دونوں کو پسند کرتی ہوں۔!“

”یہ زیادتی ہے۔!“ ظفر کمزور سی آواز میں بولا۔ ”کسی ایک کا انتخاب کرلو۔!“

”میرے لئے مشکل کام ہے.... اس کی ڈاڑھی مجھے پسند ہے.... اور تمہارا ناک....!“

”میری ڈاڑھی اکھاڑ کر ان کے چہرے پر لگادو....! میں کسی فراڈ لڑکی سے محبت نہیں کرسکتا۔!“

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو....! بھورے بکرے، میں فراڈ ہوں۔!“

”یقیناً ہم نے تمہیں ایمبیسی کا راستہ بتایا تھا.... اور تم نے ہمارے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔!“

”کیا برتاؤ کیا....؟“

”ہمیں تو اس کا بھی ہوش نہیں ہے کہ تمہاری قید میں کتنے دنوں سے ہیں۔!“

”احمقانہ باتیں نہ کرو.... تم میں اسے قید کہتے ہو، جبکہ اس دوران میں فیصلہ کرنے کی کوشش کرتی رہی ہوں کہ تم سے کسے اپنے لئے منتخب کردوں۔ وہاں کی آب و ہوا فیصلہ نہیں کرسکتی تھی تو اب تاہیتی لئے جارہی ہوں۔!“

”تاہیتی....!“ دونوں بیک وقت اُچھل پڑے۔!

”ہاں....! تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے۔ کیا آج تک کسی فرانسیسی لڑکی سے سابقہ نہیں پڑا۔!“

دونوں کچھ نہ بولے....! معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھے جارہے تھے۔!

”تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔!“ لوئیسا پھر بولی۔

”پرنس آف بنکانا کہاں ہیں....؟“ دفعتاً ظفر پوچھ بیٹھا۔

”اوہ پرنس....! وہ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے ہیں۔!“

”کہاں پہنچ چکے ہیں....؟“

”تاہیتی....! دراصل وہ پومارے پنجم کے مقبرے کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔!“

”خدا سمجھے اس شخص سے جس کا نام علی عمران ہے۔!“ جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ اس بار اس نے اردو میں اظہار کیا تھا۔

”پاگل بنادینے والی حرکت ہے۔!“ ظفر بڑبڑایا۔

”کیا تم دونوں میرے خلاف کچھ کہہ رہے ہو....؟“ لوئیسا بول پڑی۔

”نہیں گڑیا.... تم میں رکھا ہی کیا ہے جس کی مخالفت ہوگی۔!“ جیمسن کا لہجہ جھلاہٹ سے پاک نہیں تھا۔

”کیا مطلب....!“

”آخر ہم کتنے دنوں تک تمہارے ساتھ رہے ہیں۔!“ ظفر نے سوال کیا۔

”آج آٹھویں رات ہے۔!“

”آخر کیوں....؟“

”اگر ایسا نہ کیا جاتا تو تم دونوں اتنی شرافت سے تاہیتی کا سفر نہ کرسکتے۔ کم از کم جہاز پر سوار

کرانا مشکل ہو جاتا۔ تم لوگ مزاحمت ضرور کرتے۔!“

”اب یہ بھی بتادو کہ ہماری یہ حالت کیوں ہوئی تھی....؟“

”تمہیں کئی طرح کی ادویات استعمال کرائی جاتی رہی ہیں۔ لیکن اب ان کا اثر زائل ہو چکا ہے۔ بے فکر رہو۔!“

”بس اب اور کچھ نہ پوچھئے....!“ جیمسن نے اُردو میں کہا۔ ”ہم دونوں میں سے جسے بھی پسند کرے اُسے صرف عیش کرنا چاہئے۔!“

”بکو مت....!“

”اچھا تو ہوائی جہاز سے چھلانگ لگا دیجئے۔!“

ظفر کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد لوئیسا بولی۔ ”اور کچھ پوچھنا ہے....؟“

”قطعی نہیں....!“ جیمسن جلدی سے بول پڑا۔ ”میرے لئے یہی اعزاز کافی ہے کہ تمہیں میری ڈاڑھی پسند آگئی ہے۔!“

”لیکن میں کس سے محبت کروں....؟“

”دونوں سے نیا اور انوکھا تجربہ۔!“

”بکواس ہے....! ایک وقت میں ایک ہی سے محبت کی جا سکتی ہے۔!“

”کتابی باتیں ہیں، تم چاہو تو بیک وقت دس آدمیوں سے محبت کر سکتی ہو۔!“

”اوہ....! تم شائد میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔!“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے مکھن کی ڈلی....! میں تو تمہاری بہت عزت کرتا ہوں۔!“

”اوہ.... خوب یاد آیا.... تمہارے لئے پرنس کا خط ہے....!“ اس نے کہا اور بیگ کھول کر ایک لفافہ نکالا۔

دوسرے ہی لمحے میں وہ دونوں خط پر جھک پڑے تھے۔ جوزف نے لکھا تھا۔

”میں تم دونوں سے شرمندہ ہوں.... لیکن کیا کروں.... باس نے تو مجھے دھکا دیا۔ لیکن میں ایسے لوگوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا جن سے کم از کم باس کی خوشبو آرہی ہو.... اور پھر تمہیں حیرت ہوگی کہ میری اس ماہ کی سب سے بڑی خواہش اس طرح پوری ہونے جا رہی ہے۔

اب میں اس بوتل کی زیارت کر سکوں گا جو پومارے پنجم کے مقبرے پر تراشی گئی ہے۔ پہلے تاہیتی جاؤں گا پھر بنکاک.... اب خدا میری شہزادگی پر رحم کرے۔!“

خط پڑھ کر جیمسن نے قہقہہ لگایا اور ظفر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

◆

تاہیتی کے صدر مقام پاپ اے اے تے کی ایک خوش گوار رات تھی، ساحل کی طرف سے آنے والی نم آلود ہوائیں بستی میں داخل ہونے سے پہلے ہی خوشبوؤں سے بوجھل ہو جاتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے دوشیزہ فطرت نے اپنے معطر گیسو کھول دیئے ہوں! خوشبوئیں بھانت بھانت کی مہکاریں، ترغیب اور رغبت کی آنکھ مچولی بن کر رہ گئی تھیں....! رات کے دو بجے تھے لیکن پورا شہر جاگ رہا تھا۔ کیفے اور ریستورانوں میں قہقہے تھے۔ سازوں کی جھنکاریں تھیں اور گیتوں کے سوتے پھوٹ رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ساری دنیا میں یہیں سے سرتیں تقسیم ہوتی ہوں۔ البتہ ساحل پر ایک خوب صورت سے بنگلے میں جوزف دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اور اس کی نو دریافت بیوی ٹالابو آ کبھی جھنجھلاتی تھی اور کبھی خوشامدیں کرنے لگتی تھی۔

”پومارے پنجم گیا جہنم میں! اب میں واپس جاؤں گا۔!“ جوزف نے بالآخر الفاظ میں اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا۔

”آخر کیوں....؟“

”وہ پیتے پیتے مر گیا تھا اور مجھے نشہ ہی نہیں ہو رہا۔ ساری دنیا میں ویسی شراب نہیں مل سکتی جیسی میرا باس مہیا کرتا تھا۔!“

”میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ تم اس حد تک شرابی ہو گئے ہو گے....؟“

”بس خاموش رہو....! میں نہیں جانتا تم کیا بلا ہو۔ جہنم میں جائے ولی عہدی اور بادشاہت.... اور اب تو پومارے پنجم سے بھی کوئی ہمدردی نہیں رہی۔ اگر وہ ایسی ہی گھٹیا شرابیں پی کر مرا ہے۔!“

”یہ بہت قیمتی ہے ڈارلنگ! عوام کیا خواص کی بھی پہنچ سے باہر۔!“ ٹالابو آ نے میز پر رکھی ہوئی بوتل کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”قیمت نشے کی ہوتی ہے بوتل کی نہیں۔! اور اس منحوس مقبرے پر جو بند کنائین کی بوتل

تراشی گئی ہے اس پر ہزار بار لعنت۔“

”میں تمہارے لئے بکری کی اوجھڑی کی شراب کہاں سے مہیا کروں۔“ وہ جھنجھلا کر بولی۔

دفعتاً جوزف چونک پڑا اور اُسے گھورتا ہوا بولا۔ ”اے بد بخت عورت! اس وقت بکری کی اوجھڑی کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا تو چاہتی ہے کہ میرا پتہ پھٹ جائے اور میں مر جاؤں۔!“

”نہیں میں تو یہ نہیں چاہتی۔!“

”چلی جاؤ یہاں سے۔!“

”تم آخر میری توہین کیوں کرتے رہتے ہو۔!“

”جاؤ، میں تنہائی میں مرنا چاہتا ہوں۔!“

ٹھیک اُسی وقت تین آدمی کمرے میں گھس آئے، ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

”تمہیں اس کی جرأت کیسے ہوئی۔“ نالابو آ انہیں گھورتی ہوئی بولی۔

”اس لئے کہ ہم بنکاٹا کے شہری نہیں ہیں۔“ ریوالور والے نے ہنس کر کہا انداز مضحکہ اڑانے کا سا تھا۔

”دانت بند کرو، اور یہاں سے چلے جاؤ۔!“

”صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ آخر تم لوگوں کے ارادے کیا ہیں....؟“

”تم کون ہو، یہ معلوم کرنے والے۔!“

”یور ہائی نس میرے ہاتھ میں ریوالور ہے کھلونا نہیں۔؟“

”کیا قصہ ہے....؟“ جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”تم خاموش رہو۔“ نالابو آ نے آہستہ سے کہا، ویسے جوزف کی نظر شروع ہی سے ریوالور پر رہی تھی۔

اچانک اُس نے دھاڑ کر اپنے قبیلے کا جنگی نعرہ لگایا اور کسی چیتے کی طرح ریوالور والے پر چھلانگ لگا دی۔! پھر ریوالور تو اچھل کر چھت کی طرف گیا تھا اور اس کا شکار ایک لمبی کراہ کے ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ اُس کے دونوں ساتھی جوزف پر ٹوٹ پڑے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جوزف یہ بھول گیا ہو کہ وہ آدمی ہی ہے.... بالکل درندوں کے سے انداز میں ان پر حملے کر رہا تھا، اور ہلکی ہلکی غراہٹیں کمرے کی فضا میں گونج رہی تھیں۔

ریوالور والا تو پھر اٹھ ہی نہیں سکا تھا.... ایک اور گرا.... پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے تیسرا جان بچا کر نکل جانا چاہتا ہو۔! نالابو آ دم بخود کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً جوزف نے تیسرے کو اپنی گرفت میں لے کر سر سے اونچا اٹھایا اور فرش پر دے مارا۔

پھر نالابو آ نے بھی کسی قسم کا نعرہ لگایا تھا اور پرجوش انداز میں کہنے لگی تھی ”اے بادشاہ تگوبنڈا کے بیٹے! اے میرے شہ زور چیتے تو جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ گھٹتے بڑھتے چاند بھی تجھ پر اثر انداز نہیں ہو سکے تو ہی بنکاٹا کو پوپاؤس کی غلامی سے نجات دلائے گا۔ اب یہ دیکھ کہ ان میں سے کوئی اپنی ناپاک زبان ہلانے کے لئے زندہ بھی بچا ہے یا نہیں....؟“

”میں کیوں دیکھوں.... تم خود ہی دیکھ لو۔!“ جوزف بھنا کر بولا۔ ”مجھے اپنے ہی باپ کا بیٹا رہنے دو، میں کسی تگوبنڈا کو نہیں جانتا۔!“

وہ کچھ نہ بولی اور جھک کر ان تینوں بے ہوش آدمیوں کا جائزہ لینے لگی یہ نسلاً چینی معلوم ہوتے ہیں۔ کچھ دیر بعد وہ سیدھی کھڑی ہو کر بولی ”تینوں زندہ ہیں۔ لیکن آخر کیوں....؟ کیا تمہاری واپسی کا راز افشاء ہو گیا ہے....“

”میں کہتا ہوں فضول باتیں مت کرو.... میں جوزف ہوں، میں نہیں جانتا کہ تگوبنڈا کون ہے۔ میرا باپ تو پرتگالیوں سے لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔

”میں تمہیں نصیحت کرتی ہوں کہ اب ایسی کوئی بات اپنی زبان سے نہ نکالنا۔ تم ولی عہد ہر بنڈا ہو، والی بنکاٹا کے بیٹے۔!“

”اگر میں کبھی اس کو تسلیم کر لوں تو مجھے گدھے کا بچہ سمجھنا۔!“

”چلو یہی سہی! لیکن اب اس معاملے میں اپنی زبان بند ہی رکھو گے.... اوہو وہ شاید ہوش میں آ رہا ہے، اُس سے جو کچھ پوچھوں اس میں دخل انداز نہ ہونا۔“

جوزف بُرا سا منہ بنائے ہوئے میز کی طرف بڑھا اور بوتل اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لی۔ اس دھینگا مشتی کے دوران میں بھی اس نے خیال رکھا تھا کہ اس میز پر آنچ نہ آنے پائے۔!

”خدا کی پناہ....!“ نالابو آ بڑبڑائی۔ ”کیا تم یہ بھی نہیں جاننا چاہتے کہ یہ کون ہیں اور اس کا مقصد کیا تھا....؟“

”میں صرف قیمہ کرنے کی مشین ہوں....“ جوزف غرایا۔ ”مجھے اس سے غرض نہیں کہ

بیف ہے یاسٹن، دوسری بوتل کہاں ہے۔۔۔؟"

"میں تمہیں اتنی زیادہ نہیں پینے دوں گی۔!"

"تو پھر میں چیخ چیخ کر ساری دنیا کو آگاہ کر دوں گا کہ ہر ہنڈا نہیں جوزف ہوں۔!"

"اُوہ۔۔۔ آہستہ بولو۔۔۔ وہ ہوش میں آرہا ہے۔۔۔۔

جوزف اس کی طرف متوجہ ہو گیا، حملہ آوروں میں سے ایک اٹھ بیٹھا تھا لیکن اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپائے ہوئے تھا۔

"ہاتھ ہٹاؤ چہرے سے!" تالابو آگرج کر بولی۔

اس نے بوکھلا کر ہاتھ ہٹا لئے اور اس طرح آنکھیں پھاڑنے لگا جیسے کچھ بجھائی نہ دیتا ہو۔

پھر تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یور ہائی نس! ہم کچھ نہیں جانتے، ہم سے جو کچھ کہا گیا تھا۔۔۔!"

"کس نے کہا تھا۔۔۔؟"

جواب میں اُس نے ایک بیہوش حملہ آور کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اس کے علاوہ اُسے اور کوئی نہیں جانتا۔!"

"وہ کیا چاہتا ہے۔۔۔؟"

"میں یہ بھی نہیں جانتا۔!"

"کیا تم کنگ چانگ کے آدمی نہیں ہو۔۔۔؟"

"مادام، یور ہائی نس پلیز۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"نہیں جانتے تو جہنم میں جاؤ۔" جوزف اس کی طرف دیکھے بغیر بڑبڑایا۔

* * *

لوئیسا ان دونوں کے لئے عذاب بن کر رہ گئی تھی۔ کبھی جیمسن پر جان چھڑکتی اور کبھی ظفر کے سر پر ہاتھ پھیرتی۔

آکلینڈ سے تاہیتی کے لئے پرواز کے آغاز پر اس نے ان سے کہا تھا۔ "یہ ضروری نہیں کہ پرنس سے تاہیتی میں ملاقات ہو جائے۔"

"تو پھر تم ہمیں وہاں کیوں لے جا رہی ہو۔؟" ظفر نے پوچھا۔

"شائد وہیں کی آب و ہوا میں کسی نتیجے پر پہنچ سکوں۔!" لوئیسا نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں نہ چاقو سے تمہارے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں۔!" جیمسن نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

وہ ہنس پڑی، لیکن جیمسن تلخ لہجے میں بولا۔ "اگر میں واقعی تم سے محبت کرنے لگا ہوں تو یہی کروں گا۔!"

"فضول باتوں میں نہ پڑو۔" ظفر اردو میں بڑبڑایا۔

"سوال تو یہ ہے کہ ہم اتنے احمق کیوں ہو گئے ہیں۔!" جیمسن بھنا کر بولا۔

"کیا مطلب۔۔۔

"ہم اس کے اشاروں پر کیوں ناچ رہے ہیں۔!"

"اس کے علاوہ بھی کچھ اور سوجھے تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔ ہمارے جیب خالی ہیں۔ ٹکٹ واپسی کے لئے نہیں کہ کسی طرح اسے جل دے کر اپنی راہ لیں۔!"

"تو ہم قطعی بے بس ہو چکے ہیں۔!"

"یقیناً۔۔۔ فی الحال ہماری یہی پوزیشن ہے۔!"

اتنے میں لوئیسا اپنی سیٹ سے اٹھنے لگی۔

"کہاں چلیں۔۔۔؟" جیمسن نے پوچھا۔

"ٹوائیلٹ۔۔۔! تم دونوں گونگوں کی طرح بھانت بھانت کی آوازیں نکالتے رہو۔!"

وہ چلی گئی۔ ظفر اور جیمسن منہ بنائے بیٹھے رہے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد لوئیسا واپس آگئی۔ لیکن اس کا چہرہ دہشت سے سفید ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔؟" ظفر چونک کر بولا۔

"خطرہ۔!" وہ آہستہ سے بڑبڑائی۔ "اب ہم پاپے تے میں اتر کر پرنس کی قیام گاہ کی بجائے کسی ہوٹل کا رخ کریں گے۔!"

"اب ہم اس وقت تک تمہارے مشورے پر عمل نہیں کریں گے جب تک کہ اصل معاملات کا علم ہمیں نہ ہو جائے گا۔" ظفر نے خشک لہجے میں کہا۔

"آخر کیوں۔۔۔؟"

"اصولی بات ہے، ہم کب تک آنکھیں بند کر کے تمہارے ساتھ چلتے رہیں گے۔!"

"اچھا تو سنو! پرنس کے دشمن ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔!"

"کیا یہاں کوئی ایسا آدمی موجود ہے۔!"

"یقیناً.... ! پچھلی نشستوں میں سے ایک پر....!"

"کتنے آدمی ہیں....؟"

"صرف ایک کو پہچانتی ہوں! ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہوں۔!"

"کوئی پہچان بتاؤ.... میں بھی ٹوائیلٹ کو جاتے ہوئے اس پر ایک نظر ڈالوں گا۔

"کانوں تک اٹھے ہوئے شانوں والا بلڈ اگ! شاید بیالیسویں نشست پر....!"

ظفر اٹھ گیا۔ لوئیسا کے بیان کی تصدیق ہو گئی، بھاری جبڑوں والا اور اس قدر کوتاہ گردن آدمی تھا کہ کانوں کی لوؤں تک آپہنچے تھے.... اور آنکھوں کی بناوٹ اذیت پسندی کی نشاندہی کر رہی تھی۔ بظاہر ماحول سے بے پروہ نظر آرہا تھا۔ لیکن ظفر کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ پوری طرح باخبر آدمی ہے۔!

وہ ٹوائیلٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یقیناً اس کی صورت ایسی ہی تھی کہ عورتیں صورت ہی دیکھ کر دہل جائیں۔!

واپسی پر جواب طلب نظروں سے لوئیسا نے اس کی طرف دیکھا تھا اور وہ سر کو خفیف سی جنبش دے کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

"کہاں کا باشندہ ہے....؟ میں اس کی قومیت کا اندازہ نہیں کر سکا۔" ظفر کچھ دیر بعد بولا۔

"اس کی ماں پولینیشی تھی اور باپ چینی، تیار اپو کا باشندہ ہے۔ اور وہاں زہریلے مینڈک کے نام سے مشہور ہے۔!"

"یعنی ڈیڈلی فراگ۔!" جیمسن ہنس پڑا۔

"آہستہ بولو.... یہی کہلاتا ہے اصل نام کم ہی لوگ جانتے ہیں....!" لوئیسا نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"ذرا میں بھی زیارت کر لوں۔" جیمسن اٹھتا ہوا بولا، اس کا لہجہ تضحیک آمیز تھا۔!

ظفر اور لوئیسا گفتگو کرتے رہے۔ پھر شاید دس منٹ گزر گئے تھے جیمسن کی واپسی نہیں

ہوئی تھی۔

"اوہو.... کہاں رہ گیا۔؟" دفعتاً ظفر چونک کر بولا۔

"ہاں خاصی دیر ہو گئی ہے۔!"

ٹھیک اسی وقت ایک ایئر ہوسٹس سراسیمگی کے عالم میں ان کے قریب پہنچی۔

"یہ.... یہ.... وہ! صاحب....!" وہ جیمسن کی خالی سیٹ کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"ٹائیلٹ کے قریب بیہوش پڑے ہیں....؟"

"نہیں....!" ظفر متحیرانہ انداز میں سیٹ سے اٹھ گیا۔

ایئر ہوسٹس کی دی ہوئی اطلاع درست تھی۔ وہ جیمسن ہی تھا۔! فرش پر اوندھا پڑا نظر آیا۔ پشت پر کاغذ کا ایک ٹکڑا پن کیا ہوا تھا۔ جس پر شاید بہت جلدی میں لکھا گیا تھا۔!

"موت کے جزائر میں فرشتہ اجل تمہیں خوش آمدید کہتا ہے۔!"

تحریر فرانسیسی زبان میں تھی۔ ظفر نے لوئیسا کی طرف دیکھ کر پلکیں جھپکائیں پھر اس پرچے کو جیمسن کی پشت سے الگ کر لیا۔ کچھ لوگ ان کی قریب آکھڑے ہوئے تھے۔

"کوئی خاص بات نہیں۔!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔ "میرے ساتھی پر کبھی کبھی بیہوشی کے دورے پڑتے ہیں، محض ابتدائی طبی امداد کافی ہو گی۔!"

لوگ پیچھے ہٹنے لگے۔ اور جہاز کا عملہ جیمسن کو وہاں سے اٹھانے کی تگ و دو میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً بیس پچیس منٹ بعد جیمسن کو ہوش آگیا۔

"اس سے براہِ راست سوالات نہ کیے جائیں۔" ظفر نے اونچی آواز میں کہا۔ یہ جیمسن کے لئے ایک اشارہ تھا کہ وہ محتاط رہے۔

"کوئی خاص وجہ....؟" قریب کھڑے ہوئے ایک مسافر نے کہا۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس پر بیہوشی کے دورے پڑتے ہیں۔" ظفر نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ "براہِ راست سوالات سے وہ پریشان ہو جائے گا۔ کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اس کی کمزوری موضوع بحث بنے۔!"

"بات معقول تھی اس لئے کسی نے کچھ نہیں پوچھا۔ سیٹ پر واپس آنے کے بعد جیمسن آہستہ سے بولا۔ "جب میں ٹوائیلٹ کا دروازہ کھول رہا تھا کسی نے بے خبری میں میری گردن پر

ہاتھ مارا اور پھر.... مجھے کچھ یاد نہیں کہ.... کیا وہ بدہیت اپنی سیٹ سے اٹھا تھا...؟"

"معلوم نہیں.... ہم اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔!" ظفر نے جواب دیا اور جیب سے وہ پرچہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا جس پر کسی فرشتہ اجل کی تحریر تھی۔

"کیا مطلب....؟" جیمسن چونک پڑا۔

"یہ تمہاری پشت پر پن کیا ہوا تھا....!"

"اوہو.... تب تو.... آپ نے اسے چھپا کر اچھا نہیں کیا....؟

"کیوں....؟"

"ہو سکتا ہے! وہ محض اپنے شبہے کی تصدیق کرنا چاہتا ہو۔! نہیں یور ہائی نس۔ اس کا اعلان ضروری ہے۔!"

"احمق نہ بنو۔!"

"جو کچھ آپ کر رہے ہیں اس کی موافقت کی کوئی دلیل بھی رکھتے ہیں۔!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ جیمسن کہتا رہا۔ "اگر اُسے ہمارے متعلق کسی قسم کا یقین ہے تب بھی ہمارا یہ رویہ مناسب ہوگا۔ اور اگر محض شبہے میں مبتلا ہے تو مناسب ترین کہہ لیجئے۔!"

"غالباً تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔!" ظفر نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

دفعتاً جیمسن اٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز میں بولا۔ "خواتین و حضرات! مجھ پر بیہوشی کے دورے ضرور پڑتے ہیں لیکن اس وقت میں اُس کا شکار نہیں ہوا تھا۔!"

لوگ توجہ اور دلچسپی سے اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔!

"پھر کیا ہوا تھا....؟" ایک آواز ابھری۔

"میں ٹوائیلٹ میں داخل ہو رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے میری گردن پر کراٹے کا جچا تلا ہاتھ مار کر بیہوش کر دیا تھا۔ میرے ساتھی کو میری پشت پر ایک تحریر پنا کی ہوئی ملی ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے، موت کے جزائر میں فرشتہ اجل تمہیں خوش آمدید کہتا ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!" ایک خوف زدہ سی آواز ابھری۔

جیمسن نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "میں اسے محض مذاق بھی نہیں سمجھ سکتا تو پھر کیا یہ جہاز سچ مچ موت کے جزائر کی طرف جا رہا ہے۔!"

"بکواس ہے.... بکواس ہے....!" کئی آوازیں بیک وقت ابھریں۔!

"تو پھر خواتین و حضرات....! اب مجھے مشورہ دیجئے کہ ہم کیا کریں.... ایک خاتون بھی ہمارے ساتھ ہے۔!"

سناٹا چھا گیا۔! ظفر کنکھیوں سے ڈیڈلی فراگ کی طرف دیکھے جا رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر تحیر کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا.... احمقانہ انداز میں منہ کھل گیا تھا اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔! جہاز کے ذمہ دار افراد جیمسن کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے وہ پرچہ بھی طلب کیا۔!

"یہ رہا.... ملاحظہ فرمائیے۔!"

وہ اُسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "لیکن آپ کے ساتھی نے تو اُس وقت کسی تحریر کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔!"

"ڈرپوک آدمی ہے۔!" جیمسن کا برجستہ جواب تھا۔

"کیا آپ کو کسی پر شبہ ہے....!"

"ہرگز نہیں....! میرے لئے سب اجنبی ہیں۔!"

"بہر حال میری دانست میں اس کی کوئی اہمیت نہیں کیوں کہ آپ جنت ارضی تاہیتی کی طرف پرواز کر رہے ہیں۔" جہاز کے ذمہ دار آدمی نے اتنی اونچی آواز میں کہا کہ آس پاس کے دوسرے لوگ بھی سُن سکیں۔

"ہم خائف نہیں ہیں۔!" جیمسن نے شانوں کو جنبش دی اور بیٹھ گیا۔

"یہ اچھا نہیں ہوا....!" ڈیکسٹا آہستہ سے بولی۔!

"جب تک ہم اندھیرے میں رہیں گے یہی ہوتا رہے گا۔" جیمسن نے خشک لہجے میں کہا۔ "مقصد کا علم ہوئے بغیر کوئی راہ متعین نہیں کی جا سکتی۔" ظفر الملک نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا اتنا بتا دینا کافی نہیں کہ تم دونوں پرنس کے لئے کام کر رہے ہو۔ اتنی بڑی بڑی تنخواہیں تمہیں ملیں گی کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے....؟"

"یہ ہوئی بات....!" جیمسن بول پڑا۔ "لیکن اس انکشاف سے ہماری مشترکہ محبت خطرے

میں پڑ گئی۔"

"ہرگز نہیں۔" لوئیسا سر ہلا کر بولی۔ "ہم تینوں جہاں بھی رہیں گے ساتھ ہی رہیں گے۔!"

"لیکن! اگر کسی ایک کے لئے فیصلہ نہ کر سکیں۔!"

"تو پھر مجبوراً دونوں سے محبت کرتی رہوں گی۔!"

"تم فضول باتیں کیوں شروع کر دیتے ہو۔!" ظفر جیمسن کو گھورتا ہوا بولا۔

"جب کرنے کو کچھ نہ ہو تو فضول باتیں زندگی کا سہارا بن جاتی ہے۔"

"خاموش رہو.....!"

"ویسے میری ایک اہم بات بھی سن لیجئے۔!" جیمسن نے اردو میں کہا۔ "کیا آپ اب بھی یہی سمجھتے ہیں کہ یہ محض اتفاق ہے اور عمران صاحب نے تابیتی کا چکر یونہی بے مقصد چلایا تھا۔!"

"قطعی نہیں...!" ظفر سر ہلا کر بولا۔ "میں بہت پہلے سے اس پر غور کر رہا ہوں۔"

"تو پھر بس ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔!"

"اس طرح اٹھ کر اعلان کر دینا تو احتیاط نہیں تھی۔"

"میں صرف یہ جتانا چاہتا تھا کہ خائف نہیں ہوں، خواہ وہ تحریر سچ مچ فرشتہ اجل کی کیوں نہ رہی ہو۔"

◆

تینوں حملہ آور اسی بنگلے کے ایک کمرے میں مقید کر دیئے گئے تھے۔! اور یہ بڑی عجیب بات تھی کہ وہاں جوزف اور ٹالا بو آ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ ٹالا بو آ خود اپنے ہاتھوں سے کھانا اور ناشتہ تیار کرتی تھی۔

دوسری صبح جوزف نے اس سے پوچھا۔ "آخر تینوں کا کیا ہو گا۔"

"بھوکے مرنے دو۔!" وہ ناگواری سے بولی۔

"نہیں.....! یہ ایک غیر انسانی حرکت ہو گی۔! میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔!"

"لیکن پچھلی رات تمہاری انسانیت کہاں تھی جب تم نے انہیں اتنی بے دردی سے مارا تھا۔!"

"پچھلی رات وہ حملہ آور تھے اور اس وقت بے بس ہیں۔!"

"میں ان کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتی۔!"

"مجھے علم ہے کہ تمہارے پاس ڈبوں میں محفوظ کی ہوئی غذا بھی موجود ہے اس لئے انہیں بھوکا نہ مارو..... کچھ ڈبے انہیں دو۔"

"تم بالکل سادھو ہو گئے ہو.....! بادشاہت کیسے کرو گے۔"

"بادشاہت تو میرے جوتے بھی کر سکتے ہیں..... لیکن میں..... جوزف آسمان والے کا غلام اپنی کھال میں رہنا چاہتا ہوں۔!"

"خیر..... خیر..... وہ تو ہوتا ہی رہے گا۔" ٹالا بو آ نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کچھ دیر بعد یہاں بنکاٹا کے نمائندے پہنچنے والے ہیں۔ ذرا محتاط رہنا..... تم ان سے یہ نہیں کہو گے کہ تم ولی عہد ہربنڈا نہیں ہو۔!"

"میں نہیں جانتا کہ میرے باپ نے مجھے کس جہنم میں جھونک دیا ہے۔!"

"میں تم سے استدعا کرتی ہوں۔ انسانیت کے نام پر درخواست کرتی ہوں کہ جو کچھ کہا جائے وہی کرو۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے دشمنوں نے تمہاری برین واشنگ کر دی ہو۔!"

"تم شاید یہی کہنا چاہتی ہو کہ میں شہزادہ ہربنڈا اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہوں۔"

"اس کے علاوہ اور کیا سمجھوں جبکہ تم اپنی پیاری بیوی ٹالا بو آ کو بھی اجنبی سمجھ رہے ہو۔!"

"آسمان والا ہی جانے کیا چکر ہے۔" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"یا پھر وہ جانتا ہو گا جس کی کھوپڑی میں آسمان والے کی عقل اکٹھی کر دی ہے۔"

"کس کی بات کر رہے ہو۔"

"اپنے باس کی۔!"

"اوہ..... وہ بیوقوف آدمی.....!"

"ٹالا بو آ تمیز سے بات کرو، ورنہ تمہاری زبان گدی سے کھینچ دوں گا۔! مجھ جیسے ہزار آدمی اس پر قربان....."

"میں کچھ نہیں جانتی.....! تم سب کی سنو گے، لیکن اپنی نہیں کہو گے۔!"

"محض اس خیال سے بات نہیں کروں گا کہ باس کی طرف سے کسی قسم کی کوئی ہدایت نہیں ملی تھی۔!"

پھر ٹالا بو آ ناشتے کے انتظام کے لئے چلی گئی تھی! اور جوزف بیٹھا سوچ رہا تھا۔ باس نے

تاہیتی کی بات بے وجہ نہ چھیڑی ہوگی۔ ہوسکتا ہے وہ محض ترغیب رہی ہو۔ بہر حال وہ اس وقت تاہیتی کے صدر مقام پاپ اے اے تے میں بیٹھا ہوا تھا اور پچھلے دن اس نے پومارے پنجم کے مقبرے کی زیارت بھی کرلی تھی جو پاپ لے اے تے کی مضافات ہی میں واقع تھا.... منحوس مقبرہ جس نے اُسے اس کے پیاروں سے چھڑا دیا تھا... کاش... اس نامعقول خواہش نے جنم ہی نہ لیا ہوتا، ہونہہ، پومارے پنجم....!

پھر سلسلہ خیال نالا بو آ کی آمد سے ٹوٹ گیا۔

"تمہارے دونوں ساتھی جن کے لئے تم نے خط لکھا تھا، پچھلی رات یہاں پہنچ گئے ہیں....؟" اس نے اطلاع دی۔

"کہاں ہیں....؟" جوزف کے دانت نکل پڑے، شاید بہت دنوں کے بعد مسکرایا تھا۔

"زدوالو میں مقیم ہیں....! اور وہ لڑکی لوئیسا بھی ان کے ساتھ ہے۔!"

"انہیں یہاں بلاؤ.... کہیں اور ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے۔!" جوزف نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"فی الحال لوئیسا اسے مناسب نہیں سمجھتی۔ اس لڑکی نے ہماری بہت مدد کی ہے۔ میں اس کی شکر گزار ہوں۔!"

"میں ان سے جلد از جلد ملنا چاہتا ہوں۔!"

"وہ بھی ہو جائے گا۔ لیکن اب تم لباس تبدیل کرلو.... ہوسکتا ہے بنکاتا کے نمائندے۔!"

"جہنم میں جائیں بنکاتا کے نمائندے.... ان کی بجائے اگر باس والی چھ تاتلیں آجاتیں تو بات بھی تھی۔!"

"دیکھو....! ان پر یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ بہت پٹنے لگے ہو۔!"

"یہ بھی بتادو کہ مجھے کب تک زندہ رہنا ہے۔" جوزف پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔ "اگر میری ہی طرح سیاہ نہ ہوتیں تو تمہارا گلا گھونٹ دیتا۔!"

"میرا جو چاہو حشر کرو... لیکن بنکاتا کی بادشاہت بہر حال برقرار رکھنی ہے اسے کبھی نہ بولنا۔!"

"جاؤ ناشتہ لاؤ....! دیکھوں گا بنکاتا کی بادشاہت کو۔!"

ناشتہ ختم کر کے وہ اٹھے ہی تھے کہ بنکاتا کے چھ بڑے آدمی وہاں آپہنچے، وہ سب نالا بو آ اور جوزف ہی کی طرح سیاہ فام تھے۔!

انہوں نے ان دونوں کو غلاموں کی طرح تعظیم دی۔

"ہمیں کئی دن پہلے ہی علم ہو چکا تھا کہ آپ تاہیتی پہنچ رہے ہیں۔!" ان میں سے ایک نے کہا۔

"لیکن میں نے تو پرسوں اطلاع بھجوائی تھی۔" نالا بو آ حیرت سے بولی۔

"آس پاس کے دوسرے جزائر میں خبر مشہور ہو چکی ہے۔!"

"خوب....! تو کل رات اسی وجہ سے حملہ ہوا تھا۔!"

"حملہ ہوا تھا....!" ان سب نے بیک وقت حیرت ظاہر کی۔!

"ہاں.... تین حملہ آور تھے۔ لیکن پرنس نے تینوں کو بے بس کر دیا.... وہ ہماری قید میں ہیں۔!" نالا بو آ چہک کر بولی۔

"کس نے حملہ کرایا تھا....؟" ان میں سے ایک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ اسے اگلنے پر تیار نہیں۔!"

"ہم اگلوالیں گے....!"

جوزف نے اس شخص کو گھور کر دیکھا اور وہ نظریں چرانے لگا۔!

"نہیں! یہاں ان کی ضرورت نہیں تھی۔ انہیں ساتھ لے چلو۔" نالا بو آ بولی۔ "ویسے اس کے لئے رات ہی کا سفر مناسب ہوگا۔!"

جوزف خاموشی سے سب کچھ سنتا رہا۔ اس کا دل نہیں چاہتا تھا کہ کسی بات میں دخل انداز کرے۔ ورنہ سامنے کی بات تھی کہ جن لوگوں کے تین آدمی کئی گھنٹوں سے غائب ہوں کیا انہیں ان کے سلسلے میں تشویش نہ ہوگی اور کیا وہ اس تاک میں نہ ہوں گے کہ انہیں ڈھونڈ نکالیں ظاہر تھا کہ جہاں وہ بھیجے گئے ہوں گے وہیں سے اُن کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہوسکیں گی۔

* * *

"ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔" لوئیسا نے ظفر کو اطلاع دی۔

"تو پھر ہم کیا کریں۔!" ظفر جھنجلا کر بولا۔

"محتاط رہو۔!"

"نصیحت کا شکریہ۔!" ظفر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

جیمسن ہنس پڑا۔ اور بولا۔ ”اگر تم نے یہ اطلاع مجھے دی ہوتی تو بڑے پیار سے پیش آتا۔!“

”میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔“ وہ مڑ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

”کیا فیصلہ کر لیا۔۔۔؟“

”میں صرف تم سے محبت کرتی ہوں۔۔۔۔ تمہاری ڈاڑھی انسانیت کا کھیت ہے۔!“

”دوسرا جملہ خطرناک ہے۔۔۔۔

”کیوں۔۔۔۔؟“

”ہو سکتا ہے کچھ دنوں کے بعد کہہ بیٹھو کہ فصل پک کر تیار ہو گئی ہے، اب کھیت کٹنا چاہئے۔!“

”نہیں۔۔۔۔! ازرہ مت۔۔۔۔ ڈاڑھی سمیت تمہیں چاہتی ہوں۔!

ٹھیک اُسی وقت ایک طویل قامت آدمی رودالنو کے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا۔ اور لوئیسا آہستہ سے بولی۔ ”مجھے اسی پر شبہ ہے۔!“

ناشتہ انہوں نے ڈائننگ ہال میں کیا تھا اور اس کے بعد سے یہیں پر بیٹھے رہے تھے۔!

اس وقت یہاں قیام کرنے والوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔!

”کیا یہ یہیں مقیم ہے۔!“ ظفر نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں مقیم نہیں ہے۔! پچھلی رات جب ہم مون تیسا میں اندھی لڑکی کا گیت سن رہے تھے یہ ہمارے قریب ہی موجود تھا۔ ہو سکتا ہے ڈیڈلی فراگ کا آدمی ہو

”وہ خود تو پھر دکھائی نہیں دیا۔!“

”ایک طاقت ور گروہ کا سرغنہ ہے، اُسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ سڑکوں پر مارا مارا پھرے، اس کے آدمی ہی کافی ہیں۔!“

”خیر۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔ ہمیں انجان ہی بنے رہنا چاہئے۔“ ظفر سر ہلا کر بولا۔

”میری دانست میں بھی یہی مناسب ہے۔! لیکن غافل نہ ہو جانا چاہئے۔!“

لمبا آدمی کاؤنٹر کے قریب کھڑی ہوئی لڑکی سے سگریٹ خریدنے لگا تھا۔

”سوال تو یہ ہے کہ آخر پرنس کی مخالفت کیوں۔۔۔۔؟“

”میں تفصیل سے نہیں جانتی۔۔۔۔! لیکن نہ تو کوئی اس کے تخت کا دعوے دار ہے اور نہ بنکاٹا ہی میں اس کی مخالفت ہے۔!“

”تو یہ مخالفت باہر کی ہے۔!“

”ایسے حالات میں یہی کہا جا سکتا ہے۔!“

”لیکن باہر کے آدمی کو اس سے کیا سروکار۔!“

”میں کہہ چکی ہوں کہ تفصیل کا مجھے علم نہیں۔!“

”تمہاری کیا پوزیشن ہے۔۔۔۔

”بنکاٹا کے شاہی خاندان سے ہمدردی ہے۔ کیوں کہ میرا باپ شاہ بنکاٹا کا پرسنل سیکرٹری رہ چکا ہے۔۔۔۔!“

”بنکاٹا میں تمہارے علاوہ اور بھی سفید فام خوبصورت لڑکیاں ہوں گی۔!“ جیمسن نے پوچھا۔

”قطعی نہیں۔۔۔۔! میرے علاوہ ایک بھی ایسی لڑکی تمہیں وہاں نصیب نہیں ہو گی۔“

”پھر آپ کا کیا ہو گا۔۔۔۔ یور ہائی نس۔۔۔۔!“ جیمسن نے ظفر سے پوچھا۔

”میں صبر کر لوں گا۔۔۔۔!“ ظفر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

لمبا آدمی سگریٹ خرید کر باہر جا چکا تھا۔

”میں دیکھتا ہوں کہ یہ کس چکر میں ہے۔!“ ظفر اٹھتا ہوا بولا۔

”بیٹھ جاؤ۔۔۔۔! میں اس کا مشورہ نہیں دے سکتی۔!“

”اوہو۔۔۔۔ تو کیا تم ہم پر حکم چلاؤ گی۔“ ظفر نے تلخ لہجے میں کہا۔

”اے میرے پیارے کے ساتھی!“ وہ ہنس کر بولی ”تم مینڈولن بہت اچھا بجاتے ہو۔۔۔۔ جاؤ اپنے کمرے سے مینڈولین اٹھا لاؤ۔۔۔۔ میں گانا چاہتی ہوں۔!“

”معقول مشورہ ہے۔!“ جیمسن سر ہلا کر بولا۔ ”ہمیں یہی سوچنا چاہئے کہ ہم یہاں صرف عیش کرنے آئے ہیں۔!“

ظفر رہائشی کمروں کی طرف چلا گیا۔

”اُوہ۔۔۔۔! تو کیا واقعی ہز ہائی نس مینڈولین لینے گئے ہیں۔“ جیمسن بڑبڑایا۔

”موڈ تو ایسا نہیں لگ رہا تھا۔“ لوئیسا نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ ”تم اس کی بڑی عزت کرتے ہو۔ کیا حقیقتاً کسی شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔“

”تمہیں اس میں شبہ نہ ہونا چاہئے۔ ہمارے یہاں ہر تیسرا آدمی کوئی نہ کوئی مخصوص زادہ

ہے۔ شہزادہ سے لے کر فقیر زادہ تک۔۔۔ ہر نام کے ساتھ زادگی کا دم چھلا ضروری ہے۔!"

"اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا۔!"

"پکا حرام زادہ۔!"

"یہ کیا ہوتا ہے۔۔۔۔

"بہت اونچا ہوتا ہے۔۔۔ اس کے بارے میں اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ کیا چیز۔۔!"

"واقعی ایسے ہی معلوم ہوتے ہو۔!"

لمبا آدمی پھر کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ لیکن اس بار تنہا نہیں تھا۔ اُس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ ان کے جسموں پر کسی مخصوص محکمے کی وردیاں تھیں۔!

"اُوہو۔۔۔ کسٹمز کے لوگ ہیں۔" لوئیسا بڑبڑائی۔

وہ سیدھے انہی کے پاس آئے تھے۔

"آپ کے کاغذات۔" ان میں سے ایک نے جیمسن کو مخاطب کیا۔

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔!" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ ہم یہاں کے لئے بالکل اجنبی تو نہیں ہیں۔!"

"حالات بدلتے رہتے ہیں موسیو۔۔۔

لوئیسا اور جیمسن رہائشی کمرے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ لمبا آدمی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ٹھہریئے۔" وہ دونوں رک کر مڑے۔

"آپ کا پورا سامان آپ کے پاس موجود ہے نا۔" اُس نے سوال کیا۔

"ہاں۔۔۔ ہاں، کیوں نہیں۔!" جیمسن بولا۔

"شاید آپ بھول رہے ہیں، آپ کا ایک سوٹ کیس کسٹم پوسٹ پر موجود ہے۔"

"کسی اور کا ہوگا۔۔۔

"کیا آپ کے سامان پر نشانات موجود ہیں۔!"

"ہم ذرا انہیں چیک کریں گے۔" لمبے آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔" لوئیسا نے جیمسن سے کہا۔ "میں اور ظفر سامان یہیں اٹھا لاتے ہیں۔!"

"نہیں تکلیف نہ کیجئے ہم خود کمروں تک چلتے ہیں۔" لمبے آدمی نے نرم لہجے میں کہا۔

"جی نہیں شکریہ۔۔۔۔! سامان یہیں آئے گا۔" لوئیسا تلخ لہجے میں بولی۔

وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ لمبے آدمی نے اپنے باوردی ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا ان محترمہ کا رویہ درست تھا۔!"

وہ کچھ نہ بولے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد صرف ظفر دکھائی دیا جس نے دو بڑے بڑے سوٹ کیس اٹھا رکھے تھے۔ ان کے قریب پہنچ کر دونوں سوٹ کیس فرش پر رکھ دیئے اور دوبارہ واپسی کے لئے مڑا۔

"ذرا ٹھہریئے۔!" لمبے آدمی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "وہ محترمہ کہاں ہیں۔۔

"کیوں۔۔۔۔؟" ظفر نے جارحانہ انداز میں سوال کیا۔

"اُن کا سامان۔۔۔۔

"وہ بھی لا رہا ہوں۔۔۔ ایسی پھول سی لڑکی کم از کم میری موجودگی میں وزن نہیں اٹھا سکتی۔"

"اُن کی موجودگی ضروری ہے۔

"اپنے کمرے میں موجود ہے۔!"

"اُن سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔!"

"تشریف لے جایئے کمرہ نمبر سترہ۔۔۔

لمبا آدمی اپنے ساتھ ایک باوردی آدمی کو لے گیا تھا۔ دوسرا وہیں کھڑا رہا "آخر قصہ کیا ہے۔" جیمسن نے اُسے مخاطب کیا۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔۔!" اُس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس بار تاہیتی جہنم بن گیا ہے یور ہائی نس۔۔۔!" جیمسن ظفر کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ہمیشہ حالات یکساں نہیں رہتے۔۔۔ مجھے خود بھی حیرت ہے۔! لڑکیوں سے لفٹ نہیں مل رہی۔" ظفر کا جواب تھا۔ اس بار باوردی آدمی نے اُسے بڑی نفرت سے گھورا۔ پھر شاید ذہنی طور پر تھوکا بھی ہو۔ چہرے سے تو یہی مترشح ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس آ گئے لیکن ان کے تیور اچھے نہیں تھے۔ "کمرہ نمبر سترہ خالی ہے۔" لمبا آدمی غرایا۔

"نہیں۔۔۔!" ظفر تحیر آمیز انداز میں چونک پڑا تھا۔ جیمسن اس رویے میں بناوٹ کا شائبہ بھی محسوس نہ کر سکا۔

"بتاؤ۔۔۔ وہ کہاں گئی۔۔۔؟" لمبے آدمی کا لہجہ اس بار بہت برا تھا۔ دونوں اپنی توہین محسوس کیے بغیر نہ رہ سکے۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔" ظفر نے بھی لہجے میں سختی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو تم لوگ۔۔۔۔! کیوں کہ زیرِ حراست ہو۔!"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟" جیمسن آگے بڑھ کر بولا۔

"تم اپنا سوٹ کیس وہیں چھوڑ کر آئے تھے جس میں غیر قانونی اشیاء تھیں۔"

"یہ جھوٹا الزام ہے۔!"

"اپنا سامان اٹھاؤ اور چلو ہمارے ساتھ۔۔۔۔ وہ تو عقبی دروازے سے فرار ہو گئی۔"

"کیا سچ مچ فرار ہو گئی۔" جیمسن نے سوال کیا۔

لیکن ان میں سے کسی کے بولنے سے قبل ہی ظفر نے کہا۔ "اگر فرار ہو گئی تو پھر وہ قابلِ اعتراض سوٹ کیس اُسی کا ہوگا۔!"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

"تین چار دن قبل ہماری ملاقات نیوزی لینڈ میں ہوئی تھی۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ حقیقتاً کون ہے۔!"

"ہم کچھ نہیں جانتے۔۔۔۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔ ہمارے آفیسر کے سامنے جواب دہی کر لینا۔!"

"ہم ضرور چلیں گے۔ لیکن تم نے اس سلسلے میں ضابطے کی کاروائیاں مکمل کر لی ہیں۔!"

"کیسی کاروائیاں۔"

"ہوٹل میں ہمارے ناموں کے ساتھ لکھو گے کہ تم کون ہو، اور ہمیں کہاں لے جا رہے ہو۔!"

"ہم یہ سب کچھ کر لیں گے، تمہیں اپنے سامان سمیت ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔!"

ظفر نے جیمسن کی طرف دیکھا، وہ مسکرا رہا تھا۔ "کیا حرج ہے یور ہائی نس ہم یہاں تفریح ہی کے لیے تو آئے ہیں۔!"

پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر ان کا سامان جیپ میں رکھ دیا گیا۔ ظفر الملک نے ضابطے کی کاروائی پر نظر رکھی تھی۔

جیپ چل پڑی، ظفر اور جیمسن اس طرح بٹھائے گئے تھے کہ وہ لوگ اُن پر چھائے رہ سکیں۔

"کیا آپ کو علم تھا کہ وہ غائب ہو جائے گی۔" جیمسن نے ظفر سے اردو میں سوال کیا!

"ہرگز نہیں۔۔۔۔! مجھے بھی اس اطلاع پر اتنی ہی حیرت ہے جتنی تمہیں ہو سکتی ہے۔"

"پتا نہیں کیا چکر ہے، کہیں دیارِ غیر میں بھیک ہی نہ مانگنی پڑے۔ آپ کے پرس کی کیا پوزیشن ہے یور ہائی نس۔۔۔۔!"

"کم از کم ایک ہفتہ بے فکری سے گزر جائے گا۔!"

گاڑی ساحل کے قریب سے گزرنے والی طویل سڑک پر نکل آئی اور جیمسن چونک کر بولا۔ ہم ایئرپورٹ کی طرف تو نہیں جا رہے۔!"

"خاموش بیٹھے رہو۔" ایک باوردی آدمی نے گرج کر کہا۔ ساتھ ہی اُس کا ریوالور بھی نکل آیا تھا۔

"ہوں تو یہ بات ہے۔" ظفر نے طویل سانس لی۔

* * *

لوئیسا اپنا چھوٹا سا سوٹ کیس اٹھائے اس عقبی دروازے سے نکل گئی تھی جو کچن کی ضرورت کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

تیز رفتاری سے اُس نے کئی گلیاں طے کیں اور بازار میں جا پہنچی جہاں چاروں طرف چینی تاجروں کی دکانیں تھیں۔!

بہت احتیاط سے گرد و پیش کا جائزہ لے کر ایک شوروم میں داخل ہو گئی۔ یہاں تاڑ کے پتوں کی بنائی سے تشکیل دی ہوئی مصنوعات کا کاروبار ہوتا تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھے ہوئے بوڑھے آدمی نے اُسے دیکھ کر سر کو جنبش دی اور اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔!

"وہ کہاں ہے۔۔۔۔؟" لوئیسا نے اُس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے پوچھا۔

"اُس نے تو مجھے پاگل بنا کر رکھ دیا ہے۔۔۔۔ مادام۔۔۔!" بوڑھے چینی نے مغموم لہجے میں کہا۔

"کیوں کیا ہوا۔۔۔۔؟"

"سمجھ میں نہیں آتا کس طرح بتاؤں۔!"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"اُس کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"وہ ہے کہاں....؟"

"ابھی ذرا دیر پہلے آیا تھا اور آپ کے لئے یہ لفافہ دے کر چلا گیا ہے۔!"

اُس نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک لفافہ نکال کر لوئیسا کی طرف بڑھادیا۔

لوئیسا نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لفافہ چاک کیا.... اس کے لئے پیغام تھا۔ "تم نے اُن دونوں کے ساتھ نہ جاکر غلطی کی ہے، پہلے اُن لوگوں کو صرف شبہ تھا.... اب یقین ہو جائے گا۔ بہر حال اب تمہارے لئے یہی مناسب ہوگا کہ پرنس کے پاس پہنچ جاؤ.... اس کے لئے تمہیں میری واپسی تک یہیں انتظار کرنا پڑے گا۔"

پرچے کو دوبارہ لفافے میں رکھتے ہوئے اُس نے طویل سانس لی اور بوڑھے سے بولی "میں یہیں رہ کر اس کا انتظار کروں گی۔!"

بوڑھے نے کاؤنٹر کے مقابل والے دروازے کی طرف اشارہ کیا.... اور وہ اندر چلی آئی۔

کمرہ عمدہ قسم کی فرنیچر سے آراستہ تھا۔ مختلف جگہوں پر تازہ پھولوں سے سجائے ہوئے گلدان رکھے ہوئے تھے۔! شاید انہی پھولوں کی ملی جلی خوشبو سے کمرے کی فضا مہک اٹھی تھی۔

وہ ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو گئی۔ اُس کی آنکھوں سے شدید ترین پریشانی جھلک رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد بوڑھا کسی مشروب کی ٹرے اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

"شکریہ۔! میں خواہش نہیں محسوس کر رہی۔!" لوئیسا بولی۔

بوڑھے نے ٹرے میز پر رکھ دی اور فلاسک سے گلاس میں اپنے لئے مشروب انڈیلنے لگا۔ مشروب کی ایک چسکی لے کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ آدمی تو بالکل احمق معلوم ہوتا ہے مادام....!"

"اس کے باوجود بھی ہم سب اُسی کے چارج میں دیئے گئے ہیں۔!"

"پچھلی رات مجھ سے کہہ رہا تھا کہ کنگ چانگ تو اس بطخ کو کہتے ہیں جس نے انڈے دینا بند کر دیئے ہوں۔!"

"اُس نے مزاحاً کہا ہوگا۔!" لوئیسا مسکرائی۔ "چھیڑ چھاڑ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا.... میں نے اُس کے ٹائپ کا اندازہ کرلیا ہے۔!"

"کنگ چانگ ہنسی کھیل نہیں ہے.... آپ بھی جانتی ہیں۔!

"ہاں میں جانتی ہوں.... خیر.... اس پر پھر بات کریں گے.... زہریلے مینڈک کے بارے میں کچھ معلوم ہوا....؟"

"میرے آدمیوں نے اُسے ابھی تک یہاں نہیں دیکھا۔!"

"ہوں....!" لوئیسا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ لیکن بوڑھا ٹٹولنے والی نظروں سے اُسے دیکھے جارہا تھا۔!

تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا۔ "کیا آپ یہاں ٹھہریں گی.

"میں اُس کا انتظار کروں گی۔!"

ٹھیک اُسی وقت کسی نے دروازے پر ٹھوکر ماری اور اندر گھستا چلا آیا۔ بوڑھے کے ہاتھوں سے گلاس چھوٹ گیا۔

خوفناک صورت والا "زہریلا مینڈک" اُن کے سامنے کھڑا تھا۔ اور اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

لوئیسا جس حال میں تھی اسی طرح پڑی رہ گئی۔ بوڑھے کا منہ کھل گیا۔

"شاید ابھی یہاں میرا ہی ذکر ہو رہا تھا۔" مسکراہٹ ڈراؤنی آواز میں تبدیل ہو گئی۔ کوئی کچھ نہ بولا۔ ڈیڈلی فراگ نے لوئیسا کی طرف انگلی اٹھا کر کہا۔ "تم میرے ساتھ چلو گی۔ ان جزائر پر میری آنکھیں مسلط ہیں.... مجھ سے کوئی بھی نہیں چھپ سکتا....!"

لوئیسا کسی سحر زدہ کی طرح اٹھ کھڑی ہوئی۔!

* * *

سفر کا اختتام ایک ساحلی عمارت کے قریب ہوا۔ یہاں دور، دور تک کسی دوسری عمارت کا وجود نہیں تھا۔

"اُترو....!" لمبے آدمی نے ظفر اور جیمسن کو مخاطب کیا۔

"ہیڈ آفس شہر سے بہت دور ہے۔!" جیمسن سوٹ کیس سنبھال کر گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔

لمبا آدمی اُسے صرف گھور کر رہ گیا۔ وہ دونوں عمارت کے اندر لائے گئے۔

"یہ تو رہائشی عمارت معلوم ہوتی ہے۔!" جیمسن نے اردو میں کہا۔

"ہم پھنس گئے ہیں اُس نامعقول عورت کی وجہ سے۔!"

"پلیز.... یور ہائی نس.... یہ بات طے پاچکی ہے کہ وہ صرف مجھے چاہتی ہے۔!" جیمسن نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

دفعتاً لمبا آدمی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم فرنچ کے علاوہ اور کسی زبان میں گفتگو نہیں کرو گے۔!"

"اپنی زبان میں گانا بھی نہیں گا سکتے۔" جیمسن نے بھول پن سے پوچھا۔

"زبان بند رکھو....!" دھمکی دی گئی۔

"سوال تو یہ ہے کہ ہماری چیکنگ میں کتنی دیر لگے گی.... اور کیا تم ہمیں اپنی ہی گاڑی میں شہر پہنچاؤ گے یا ہمیں پندرہ بیس میل پیدل طے کرنے پڑیں گے۔!"

"ہم کچھ نہیں جانتے....! باس ہی بتائے گا۔!"

"باس کتنی دیر میں بتائے گا۔!"

"میں کہتا ہوں زبان بند رکھو....!"

جیمسن کی نظر دروازے کی طرف اٹھ گئی جہاں ایک آدمی اسٹین گن سنبھالے کسی بھی ہنگامی حالت کے لئے تیار کھڑا تھا۔

"بڑی عجیب بات ہے....!" اس نے لمبے آدمی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"کیا ہم دونوں اتنے ہی خطرناک نظر آتے ہیں کہ اسٹین گن سے کور کیے رکھے جائیں۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ کچھ نہیں جانتا۔ سب باس ہی بتائے گا۔!"

خدا کے لئے اُسے جلدی بلواؤ، ورنہ ہمارے دل ڈوب جائیں گے۔ ہم صرف گیٹار اور مینڈولین کے عادی ہیں.... اسٹین گن خدا کی پناہ۔!"

"تم میرا اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔!"

"یہی خیال میرا تمہارے متعلق ہے۔" جیمسن تڑ سے بولا۔ "یقین کرو ہمارے پاس کوئی تیرا اسوٹ کیس نہیں تھا۔!"

"پھر اُس عورت کا کیا ہوگا جو فرار ہوگئی ہے۔!"

"وہ عورت بھی ہماری نہیں تھی۔ پتا نہیں کس کی بلا گلے پڑ گئی تھی۔ اچھا تم ہی بتاؤ.... اگر کوئی اتنی خوبصورت لڑکی تم سے دوستی کی خواہش مند ہو تو کیا تم انکار کر دو گے....؟"

"عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ عورت کی طرف سے بڑھا ہوا دوستی کا ہاتھ نظرانداز کر دیا جائے۔!"

"خدا کرے میں اس دن زندہ نہ رہوں جب مجھ سے ایسی حرکت سرزد ہو۔!" ظفر بولا۔

"بس تو پھر خمیازہ بھگتنے کی لئے تیار رہو۔!"

"کیا اسمگلنگ کا چکر ہے....؟" جیمسن نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا....!" وہ سر جھٹک کر بولا۔ ہم سے جو کچھ کہا جاتا ہے، کرتے ہیں اور بس۔!"

ظفر نے جیمسن کو خاموشی اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔

ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن "باس" کی شکل نہ دکھائی دی۔ لمبا آدمی اب بھی وہیں موجود تھا اور دروازے پر اسٹین گن بھی بدستور نظر آ رہی تھی۔

ظفر نے اکتائے ہوئے انداز میں جماہی لے کر گھڑی دیکھی اور لمبے آدمی کو مخاطب کر کے بولا۔ "اب تو بھوک لگ رہی ہے.... دوست....!"

"باس کی آمد سے قبل تم مر بھی نہیں سکو گے۔" جیمسن نے لمبے آدمی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا بکواس ہے....!"

"مجھے ہی نہ سمجھو....! میں یوگی ہوں....! تمہاری پیشانی کی لکیروں میں تمہاری موت کا وقت پڑھ سکتا ہوں، جواب زیادہ دور نہیں ہے۔!"

"کیا مطلب....؟" وہ اُسے غور سے دیکھتا ہوا اضطراری طور پر اٹھ گیا۔

"بیوقوف آدمی۔!" ظفر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تم ایک بے یقین آدمی پر اپنی صلاحیت کیوں ضائع کر رہے ہو۔!"

"مجھے افسوس ہے، لیکن کیا کروں سچی باتیں کہنی ہی پڑتی ہیں، خواہ اُن پر یقین نہ کیا جائے۔!"

لمبا آدمی اُن کے قریب آ کھڑا ہوا۔ اُس کے چہرے پر تذبذب کے آثار تھے۔

"کک.... کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔!" اس نے آہستہ سے پوچھا۔ اُس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"ہاں یہ سچ کہہ رہا ہے۔!" ظفر نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہندوستانی یوگیوں کا شاگرد رہ

چکا ہے۔!"

"ہم.... میرا باس کبھی کبھی اپنے ملازموں کو بے وجہ بھی مار ڈالتا ہے۔!"

"خوب....! تو ہم وہاں نہیں لائے گئے جہاں کے لئے کہا گیا تھا۔!"

"ہرگز نہیں....! ہم ڈیڈلی فراگ کے آدمی ہیں۔!"

"اوہ.... لیکن اُس بدمعاش کو ہم سے کیا سروکار۔ وہ تو یہاں کا بدنام ترین آدمی ہے۔!"

"آہستہ بولو....!" وہ مسلح آدمی کی طرف انکھیوں سے دیکھتا ہوا خوف زدہ لہجے میں بولا۔ "اپنی باتیں وہ خود ہی جانے، ہم میں سے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

ٹھیک اُسی وقت باہر سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ دروازے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لوئیسا کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ ظفر اور جیمسن کو دیکھ کر وہ ٹھٹکی اور پھر آگے بڑھتی چلی آئی۔

اس کے پیچھے وہی خوف ناک صورت والا آدمی تھا جسے وہ ہوائی جہاز پر دیکھ چکے تھے۔

"اوہ.... خوب صورت بلا.... تم نے ہمیں کس مصیبت میں پھنسا دیا۔" جیمسن ڈیڈلی فراگ کی طرف توجہ دیئے بغیر لوئیسا سے بولا۔

"میں نہیں جانتی....! کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے...

"میں جانتا ہوں....؟" فراگ غرایا۔

"آپ کی تعریف....!" جیمسن نے مضحکہ اُڑانے کے سے انداز میں سوال کیا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔" فراگ اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"اگر کوئی سوٹ کیس ہوگا تو اس عورت کا ہوگا۔" ظفر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "ایک ہفتہ قبل ہم اس کی صورت سے بھی ناآشنا تھے، آکلینڈ میں خود ہی ہماری دوست بن بیٹھی تھی۔"

"تم بکواس کر رہے ہو....!" فراگ بولا۔

"دیکھو دوست....! میں بے تکلفی پسند نہیں کرتا....!"

"تھوڑی دیر بعد تم پسند کرو گے۔" فراگ نے سرد لہجے میں کہا۔ پھر وہ مسلح آدمی کی طرف مڑا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔!" اُس نے گرج کر پوچھا۔

مسلح آدمی نے خاموشی سے لمبے آدمی کی طرف اشارہ کیا۔

"دونوں یہاں سے چلے جاؤ۔"

وہ احتراماً جھکے تھے اور باہر چلے گئے تھے۔

"بیٹھ جاؤ۔!" فراگ نے ان تینوں کو مخاطب کیا۔

جیمسن اور ظفر بیٹھ گئے لیکن لوئیسا کھڑی رہی....!

"میں نے تم سے بھی کہا تھا....!" وہ لوئیسا کو گھورتا ہوا بولا۔

"اگر یہاں کچھ دیر ٹھہرنے کا ارادہ ہوتا تو ضرور بیٹھ جاتی۔" لوئیسا نے خلاف توقع سخت لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب....!"

"میں صرف یہ دیکھنے چلی آئی ہوں کہ تم کتنے پانی میں ہو۔!"

"شاید تم میری قوت سے واقف نہیں ہو....؟"

"ڈیڈلی فراگ خاصی مشہور شخصیت ہے....!" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"دونوں ہی خطرناک معلوم ہوتے ہیں۔" جیمسن نے ظفر سے کہا۔

"اے.... تم خاموش رہو....!" فراگ غرایا۔

"کام کی بات کرو، تم یہاں مجھے کیوں لائے ہو....؟"

"کیا تم یہاں سے زندہ واپس جا سکو گی....!"

"یہ بھی غیر ضروری بات ہے جلدی سے مدعا بیان کرو میرے پاس وقت کم ہے۔!"

ظفر نے فراگ کی آنکھوں میں حیرت کے آثار دیکھے۔ اور پھر سنبھل کر بولا "تم لوگوں نے یہ ہر بنڈا کہاں سے پکڑا ہے۔!"

"ادب ملحوظ رہے.... ہز مائی نس ہر بنڈا کہو...

فراگ زہریلا سا قہقہہ لگا کر بولا۔ "تم لوگ والی بنکاٹا کے خلاف سازش کر رہے ہو۔ ہر بنڈا تو کب کا مر کھپ چکا ہے....!"

"وہم ہے تمہارا۔!"

"کنگ چانگ جاننا چاہتا ہے کہ یہ ہر بنڈا حقیقتاً کون ہے۔!"

"اوہو.... تو آج کل تم کنگ چانگ کی غلامی کر رہے ہو۔!"

"لڑکی....!" وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ دیواریں جھنجھنا اٹھیں۔!

"میرا لہجہ سریلا ہی رہے گا۔!" لوئیسا پھر ہنس پڑی۔

"کمال ہے....!" جیمسن اردو میں بڑبڑایا۔ "ایسی ہی تیس مار خاں ہے تو بھاگ کیوں نہ گئی تھی۔!"

"خاموش بیٹھے رہو....!" ظفر آہستہ سے بولا۔

اچانک عمارت کے ہی کسی حصے میں ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ زمین ہل گئی کھڑکیوں کے شیشے جھنجھناتے ہوئے فرش پر آ رہے اور یہ چاروں منہ کے بل گرے تھے۔!

کئی سیکنڈ تک گم سم پڑے رہے۔ پھر انہوں نے شور سنا۔

"یہ کیا ہوا.... یہ کیا ہو رہا ہے....؟" فراگ کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔ وہ فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔!

گہرے دھوئیں کا ایک ریلا کمرے کے اندر داخل ہوا۔

"بھاگو....!" فراگ پھٹی پھٹی سی آواز میں چیخا اور ناک دبائے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

پھیپھڑوں کو دھوئیں سے بچائے رکھنے کے لئے انہوں نے بھی سانس روکی تھی اور باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ فی الحال ان کے ذہنوں سے فرار کا خیال بھی محو ہو کر رہ گیا تھا۔

فراگ حلق پھاڑ پھاڑ کر اپنے آدمیوں پر برس رہا تھا لیکن ان ساتوں میں سے کوئی بھی دھماکے کی وجہ نہ بتا سکا۔

لمبا آدمی جیمسن کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے خوف زدہ سی آواز میں ڈیڈلی فراگ سے کہا۔

"ہمارے پاس بھی کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے دھماکہ ہو سکتا۔!

"تو پھر کیا یہ آسمانی دھماکہ تھا۔" وہ مکا تان کر اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

لیکن پھر عجیب طرح کی آواز اس کے حلق سے نکلی اور وہ کسی جڑ سے اکھڑے ہوئے تناور درخت کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

اس کے ساتوں آدمی بوکھلا کر اس طرف بڑھے.... ان میں سے بھی ایک نے سسکی لی اور اپنے باس ہی کی طرح گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔ وہ اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے کہ تیسرا

گرا۔ پھر یکے بعد دیگرے گرتے ہی چلے گئے۔

"بھاگو....!" لوئیسا چیخی.... اور سڑک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ ظفر اور جیمسن اس کی تقلید کر رہے تھے۔

دفعتاً کسی جانب سے آواز آئی۔ "ارے سوٹ کیس چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہو۔!"

جیمسن اس طرح رک گیا جیسے "چابی" ختم ہو گئی ہو، ظفر بھی رکا۔

"نہیں.... ناممکن....!" جیمسن چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ یہ کس کی آواز تھی لوئیسا بھی پلٹ پڑی۔

"کیا بات ہے....؟"

"کسی نے ہماری زبان میں مخاطب کیا تھا۔" جیمسن بولا۔

"آواز میں نے بھی سنی تھی۔!"

"سوٹ کیس تو لیتے جاؤ۔" آواز پھر آئی اور اس بار انہوں نے سمت کا تعین کر لیا۔

"خدا کی قسم....!" جیمسن چہکا۔ "ہز میجسٹی کے علاوہ اور کسی کی آواز نہیں ہو سکتی..

"اس کے بعد وہ آواز کی سمت بے تحاشا دوڑتا چلا گیا۔ پھر ان دونوں کو بھی اس کا ساتھ دینا پڑا۔ پھول دار جھاڑیوں کے درمیان ایک چہرہ ابھر رہا تھا۔ جیمسن تعظیماً جھکتا چلا گیا۔

"آپ....!" ظفر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔!

"جی ہاں....!" جواب ملا۔ "آپ جیسے کنواروں کو کسی نامحرم عورت کے حوالے کر دینے کے بعد دیں تو بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا۔"

"اوہ.... تو یہ تم تھے....!" لوئیسا بولی۔

"میں نہ ہوتا تو تم کہاں ہوتیں۔!" عمران نے کہا اور جھاڑیوں سے باہر آ گیا.... اس کے ہاتھ میں ایک عجیب وضع کی ایک چھوٹی سی رائفل تھی۔

جیمسن چٹکیوں سے تال دیتا ہوا عمران کے گرد ٹوئیسٹ کرنے لگا۔

"اسے ہوش مندو.... تم بھاگے کہاں جا رہے تھے۔" عمران نے اردو میں کہا۔

"پھر کیا کرتے....!" ظفر بولا۔

"واپس چلو.... وہاں ان آٹھ آدمیوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔!"

وہ پھر پلٹے اور انہوں نے عمران کو اپنی اپنی بپتا سنانی شروع کر دی اس عمارت میں جو گزری وہ بھی سنائی۔

"تو یہ ڈیڈلی فراگ کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اتنا کام کا کہ کنگ چانگ کا سراغ اسی کے توسط سے مل سکے گا۔" لوئیسا بولی

"آخر آپ نے اتنی رازداری سے کام کیوں لیا تھا۔" ظفر پوچھ بیٹھا۔

"تم سے الگ رہ کر حالات کا اندازہ لگانا چاہتا تھا۔

"وہ حالات کیا ہیں....؟"

"تفصیل میں جانے کا موقع نہیں....! فی الحال جو کچھ کہا جائے کرتے جاؤ۔!"

"ہز ہائی نس پر پچھلی رات حملہ ہوا تھا۔" لوئیسا بولی۔

"مجھے علم ہے....!"

"اس کے باوجود تم نے ان تینوں کے رحم و کرم پر انہیں چھوڑ دیا تھا۔"

"تم پرنس کو کیا سمجھ رہی ہو! وہ اس وقت مداخلت پسند فرماتے ہیں جب کمزور پڑ رہے ہوں.... جب میں نے دیکھا وہ تنہا ان پر بھاری پڑ رہے ہیں۔ تو دور رہا لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ان تینوں کی کسی نے بھی خبر نہ لی.... اس وقت اگر تم لوگ نہ چھیڑے جاتے تو اُن کے اس ٹھکانے کا پتہ نہ چلتا۔!"

عمارت کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ آٹھوں اب تک وہیں پڑے تھے۔

"لیکن یہ لوگ بیہوش کیسے ہوئے....؟" لوئیسا عمران کو گھورتے ہوئے بولی۔

"یہ میری ڈارٹ گن کا کمال ہے۔" وہ اپنی رائفل دکھاتا ہوا بولا۔

"اوہو.... تو یہ بیہوش کر دینے والی سوئیوں کا شکار ہوئے ہیں۔!"

"میرے پاس ایسی سوئیاں بھی ہیں جو موت کی نیند سلا دیتی ہیں، ارے تم دونوں کھڑے منہ کیا دیکھ رہے ہو.... اٹھا لاؤ اپنے سوٹ کیس۔!"

ظفر اور جیمسن اندر آئے.... دھواں غائب تھا۔ انہوں نے سوٹ کیس اٹھائے اور باہر آ گئے۔ لیکن اب عمران وہاں نہیں تھا صرف لوئیسا دکھائی دی جو بیہوش آدمیوں کی طرف ریوالور اٹھائے کھڑی تھی۔

"ہز میجسٹی کہاں گئے....؟" جیمسن چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ہز میجسٹی....! کیا مطلب....؟"

"مطلب نہ پوچھو.... میری بات کا جواب دو۔

"اپنی گاڑی لینے گیا ہے....!"

"اور یہ ریوالور کہاں سے ہاتھ لگا۔!"

"انہی میں سے ایک کا ہے....!" لوئیسا نے بیہوش آدمیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

جیمسن اُسے تھوڑی دیر تک خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "تو تم اسی لئے شیرنی ہو رہی تھیں۔!"

"میں نہیں سمجھی، تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

"تمہیں علم تھا کہ ہز میجسٹی آس پاس ہی موجود ہیں۔!"

"اس حد تک بھی مطمئن نہیں تھی، اس نے کمال کر دیا.... میں اُسے اتنا تیز ہرگز نہیں سمجھتی تھی۔!"

"بس، بس زیادہ تعریف نہیں۔!" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کہیں تم اپنے فیصلے میں تبدیلی نہ کر دو....!"

وہ برا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔!

"دیکھو.... دیکھو.... تم ابھی سے....!"

"خاموش رہو....! میں تمہیں بزدل اور نکما نہیں سمجھتی تھی۔

"کیا مطلب....؟"

"سوٹ کیس چھوڑ کر بھاگے جا رہے تھے۔!"

"تم نے کہا تھا۔!"

"ایسے مرد مجھے پسند نہیں جو عورتوں کے مشورے کے محتاج رہتے ہیں۔!"

"میں عورتوں کو اتنا حقیر نہیں سمجھتا....! ڈاڑھی نہ ہوتی تو خود بھی عورت ہی ہوتا۔!"

اتنے میں کسی گاڑی کی آواز سنائی دی۔

"اب اپنی محبت کی بات نہ کرنا۔" لوئیسا آہستہ سے بولی۔

"اُوہو... تو کیا ہز میجسٹی کو بھی پہلے ہی سے جھانسہ دے رکھا ہے۔!"

"چپ... چپ...!"

ایک بڑی سی ویگن اُن کے قریب آکر رکی۔

عمران ڈرائیونگ سیٹ سے اترتا ہوا بولا۔ "زہریلے مینڈک کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالنا ہے۔!"

"کہاں لے جاؤ گے...؟" لوئیسا نے حیرت سے کہا۔

"کہیں بھی۔" عمران نے جواب دیا۔

"نہیں... یہ خطرناک ہوگا۔!"

"پھر تم کیا چاہتی ہو۔!

"اسے یہیں چھوڑ جاؤ۔ اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ ان معاملات میں کنگ چانگ کا ہاتھ ہے۔"

"تو تم صرف تصدیق کرنا چاہتی تھیں۔!

"ہاں...!"

"اچھی بات ہے تصدیق تمہاری اور مینڈک میرا۔ میں اسے تل کر کھاؤں گا چلو تالا لگو! منہ کیا دیکھ رہے ہو... اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالو۔!"

"میں کہتی ہوں یہ مناسب نہ ہوگا۔!"

"آخر کیوں...!"

"تاہیتی پوپاؤں کے لئے جہنم بن جائے گا۔!"

"پوپاؤں... کیا مطلب...!" عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"مقامی لوگ سفید فام آدمی کو پوپا آ کہتے ہیں۔!"

"اُوہ... تو تم پوپا آ ہو..." عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھو...! سمجھنے کی کوشش کرو، اگر غائب ہو گیا تو جگہ جگہ سفید فاموں کی لاشیں پائی جائیں گی۔ میں اس کے آدمیوں کی نظروں میں آچکی ہوں۔ وہ مجھے ہی اس کی ذمہ دار سمجھیں گے۔!"

"ارے تم اس کی فکر نہ کرو۔!"

"آپ بھی ہاتھ لگائیے جناب...!" جیمسن نے عمران کو مخاطب کیا۔ "ہم سے نہیں اٹھ رہا... آدمی ہے یا گینڈا۔!"

تینوں نے اُسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا۔ اور عمران نے ظفر کو الگ لے جا کر کہا "اب لوئیسا تم لوگوں کو وہیں لے جائے گی جہاں جوزف مقیم ہے۔ لیکن بہت زیادہ محتاط رہنا۔ اسے جوزف کہہ کر مخاطب نہ کرنا... پرنس ہر ہنڈا۔ کیا سمجھے۔!"

"سمجھ گیا...!"

"اور اپنے مور پھیل کر بھی سمجھا دینا۔!"

"مگر آپ کہاں جا رہے ہیں...؟"

"اُفق کے اُس پار... اب یہاں رہ کر کیا کروں گا۔ میں اور ڈیڈلی فراگ... اچھا... ٹاٹا!"

"ارے سنئے تو سہی... کیا ہم پیدل جائیں گے۔!

"وہی جیپ استعمال کرو جس سے لائے گئے تھے۔" عمران نے کہہ کر انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

"سخت الجھن میں ڈال دیا ہے اس نے۔" لوئیسا برا سا منہ بنا کر بولی۔

"تم یہی تو چاہتی ہو تا کہ سفید فام محفوظ رہیں۔" ظفر نے پوچھا۔

"یقیناً۔"

"تو پھر ان ساتوں بیہوش آدمیوں کو قتل کر دو۔ تمہاری کہانی آگے نہیں بڑھنے پائے گی۔

لوئیسا نے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور پر نظر ڈالی اور پھر جیمسن کی طرف دیکھنے لگی۔

"میری موجودگی میں یہ ناممکن ہے کہ بے خبروں پر گولی چلائی جائے۔" جیمسن بولا۔

"بکواس مت کرو۔ میں بھی ایسی نہیں ہوں۔ غیر ضروری کشت و خون مجھے بھی پسند نہیں۔!"

"تو پھر چلو جیپ کی طرف۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔!"

* * *

ظفر اور جیمسن کو دیکھ کر جوزف کی باچھیں کھل گئیں۔

"میں تم دونوں کے لئے بہت بے چین تھا۔!"

"شکریہ یور ہائی نس۔!" ظفر نے تعظیماً جھک کر کہا۔

"خدا کے لئے تم لوگ تو مجھے پاگل نہ بناؤ۔!"

"ہم شرمندہ ہیں کہ ہمیں پہلے سے آپ کی حیثیت کا علم نہیں تھا۔!"

"ارے میری حیثیت.....!" جوزف دانت پیس کر سر پیٹتا ہوا بولا۔ "خدا وندا میں کیا کروں۔

"صبر کیجئے، یور ہائی نس۔" جیمسن نے مسکرا کر کہا۔ "اب میں اپنی باری کا انتظار کر رہا ہوں۔!"

"میرا مذاق مت اڑاؤ پیارے بھائی..... یہ بتاؤ..... باس کی بھی کچھ خبر ملی یا نہیں۔!

"تم نہیں اب بھول جائیے یور ہائی نس.....!

"مرتے دم تک نہیں بھول سکتا..... میں اپنے مالک کا وفادار کتا رہوں گا چاہے مجھے ساری دنیا کی بادشاہت سونپ دی جائے۔!"

"کہئے..... پیارے جمجم کی زیارت ہوئی یا نہیں۔!

"مت نام لو.....!" جوزف برا سا منہ بنا کر بولا۔ نہ جانے کون سی منحوس گھڑی تھی جب تم نے مجھے ٹاہیٹی کی تاریخ سنائی تھی..... نہ میں خواہش کرتا اور نہ یہاں آ پہنچتا..... اور سلیمان مر نہ جانے کس بد روح کا سایہ ہو گیا تھا کہ ٹھیک اسی وقت آئینہ دکھا بیٹھا۔!"

"ماضی کو بھول جائیے یور ہائی نس۔!" ظفر نے بڑے ادب سے کہا۔

"تم تو مجھے شرمندہ نہ کرو تم اصلی شہزادے ہو۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو ہاتھیوں کا شکار کر کے پیٹ پالتا تھا۔!"

"خاموش.....!" ظفر چاروں طرف دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "کان کھول کر سن لو، جس نے تمہیں شہزادگی کی راہ پر ڈالا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ تم شہزادے بنے رہو۔

"کیا سچ مچ.....!" جوزف کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"ہاں.....! اب تم جوزف نہیں پرنس ہربنڈا ہو۔

جوزف نے طویل سانس لی اور پھر اظہار مسرت کے طور پر اس کے دانت نکل پڑے۔

"اگر یہ بات پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو میں اپنا خون کیوں جلاتا۔!"

"اب میں اپنا خون جلاؤں گا.....!" جیمسن بولا۔

"کیوں مسٹر لیوبی....."

"تمہاری طرح مفت کی بیوی تو ہاتھ آئی نہیں کہ ٹھنڈک ہی ٹھنڈک رہے۔"

"اے مسٹر.....! میں اتنا کمینہ نہیں ہوں کہ کسی اور کی بیوی پر ہاتھ ڈالوں گا۔

"فضول باتیں نہ ہونی چاہئیں۔!" ظفر نے جیمسن کو گھورتے ہوئے کہا۔

"لیکن آخر یہ سب کیا ہے.....؟" جوزف اپنی پیشانی مسلتا ہوا بولا۔

"فکر نہ کرو..... شہزادوں کی طرح زندگی بسر کرنی ہے تمہیں۔

"دوسری بات.....!" جوزف پر تفکر لہجے میں بولا۔ "ٹالابوآ میری بیوی نہیں لیکن اس کے رویے میں اجنبیت نہیں پائی جاتی۔ قطعی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اداکاری کر رہی ہے۔

"فی الحال اس قصے کو ختم کر دیجئے یور ہائی نس.....!" ظفر اونچی آواز میں بولا۔

اس نے کسی کے قدموں کی آواز سنی تھی۔

دوسرے ہی لمحے میں لوئیسا پردہ ہٹا کر اندر آئی اور جوزف کے سامنے کسی قدر خم کھا کر ادب سے بولی۔ "ہز ہائی نس نے ان دونوں کو طلب کیا ہے۔ یور ہائی نس"

"اوہو.....!" جیمسن بولا "اب تو تم انگریزی بھی بول سکتی ہو۔!

"دنیا کی کئی بڑی زبانیں روانی سے بول سکتی ہوں۔!

"تم دونوں ٹالابوآ کے پاس جاؤ۔" جوزف نے اپنے انداز میں نخوت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"او کے یور ہائی نس.....!" دونوں بیک وقت بولے۔

ٹالابوآ نے سب سے پہلے ان کی آمد پر اظہار مسرت کیا تھا، پھر بولی تھی "پرنس کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری تم دونوں پر ہو گی۔!

"آپ ہمیں ہر وقت ہوشیار پائیں گی۔" ظفر نے کہا۔ "لیکن ہمیں کم از کم یہ تو معلوم ہونا ہی چاہئے کہ پرنس کو کس قسم کے خطرات ہیں۔!

"میں نے تفصیلی گفتگو کے لئے تم دونوں کو طلب کیا ہے۔!

لوئیسا انہیں ٹالابوآ کے کمرے میں چھوڑ کر چلی گئی اور وہ بات آگے بڑھنے کے منتظر رہے۔!

ٹالابوآ چند لمحے خاموش رہ کر بولی۔ "شاہ بنکاٹا بیمار ہیں.....! پتا نہیں کب ان کی آنکھیں بند ہو جائیں۔ اگر پرنس نہ ملتے تو اس خاندان کی بادشاہت کا خاتمہ ہو جاتا۔!"

"پھر کس کی بادشاہت ہوتی۔!"

"موکارد کے بادشاہ کی۔!"

"موکارد کہاں ہے.....؟"

”وہ بھی ایک جزیرہ ہے۔ ۔ ۔ بنکاٹا سے تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر۔!

”لیکن بنکاٹا تو فرانس کے زیر اثر ہے۔!“

”فرانس بھی پرانے معاہدوں کا پابند ہے۔ موکارو کے بادشاہ کے زیر اثر آنے کے بعد فرانس کا اثر پرانے معاہدے کے تحت خود بخود ختم ہو جائے گا۔!“

”کیا موکارو میں کنگ چانگ کی بادشاہت ہے۔ ؟“

”اوہ نہیں۔۔۔!“ وہ ہنس کر بولی ”شاید لفظ کنگ نے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہمارے سلسلے میں تم نے کنگ چانگ کا نام سنا ہو گا۔!“

”جی ہاں۔۔۔! پرنس کے سلسلے میں ناموزیکل لوئیسا نے ہمیں بتایا تھا کہ کنگ چانگ کے آدمی پرنس کو بنکاٹا نہیں پہنچنے دیتے۔!“

”کنگ چانگ بحر الکاہل کے جزائر کا طاعون ہے۔!

”میں نہیں سمجھا۔!“

”اس نام سے یہاں کے باشندے اس قدر خائف ہیں جیسے طاعون سے ہو سکتے ہیں۔!“

”آپ یہی کہنا چاہتی ہیں کہ اس کے وجود اور حیثیت کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔!“

”تم ٹھیک سمجھے۔۔۔! لیکن وہ جزائر کے معاملات میں ٹانگ اڑاتا رہتا ہے یہ ممکن ہے کہ موکارو کے والی نے معقول معاوضے پر اُس کی خدمات حاصل کر لی ہوں۔

”وہ رہتا کہاں ہے۔!“

”کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ صرف نام سنا جاتا ہے شکل شاید ہی کسی نے دیکھی ہو۔!“

”اس کے لئے کام کرنے والے کبھی نہ کبھی قانون کی گرفت میں ضرور آتے ہوں گے۔!“

”ہاں ایسا ہوتا ہے، لیکن وہ اس کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔“ نالابو آ نے کہا اور انہیں بتانے لگی کہ کس طرح جوزف نے کنگ چانگ کے تین آدمیوں کو قابو میں کیا تھا اور وہ ابھی تک اس کی قید میں ہیں۔

”شاید اسی لئے اپنے ان آدمیوں کی خبر نہیں لی کہ وہ اُس کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔“ نالابو آ نے کہا۔

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

بس اپنی آنکھیں کھلی رکھنا، نالابو آ نے گفتگو کا اختتام کرتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اُس کمرے میں آئے جہاں ان کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔!

”بات پلے نہیں پڑی۔“ جیمسن پر تشویش لہجے میں بڑبڑایا۔

”فضول باتیں نہ کرو۔ میری روح سفر کے لئے بے چین تھی۔!“ ظفر مسکرا کر بولا۔

”ہو سکتا ہے یہ سفر اُسے دوبارہ جسم میں واپس نہ لا سکے۔!“

”ڈر گئے ہو۔۔۔؟“

”جی نہیں۔۔۔! میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ مسٹر علی عمران کو بنکاٹا کی بادشاہت سے کوئی سروکار ہو گا۔!“

”اچھا تو پھر۔۔۔؟“

”کوئی اور ہی چکر ہے۔!“

”نالابو آ سے عشق ہو گیا ہو گا۔!“

”عین شین قاف اور عین میم رے الف نون میں بعد المشرقین ہے۔!“

”اتنی گاڑھی اردو نہ بولا کرو۔۔۔ مجھے الجھن ہوتی ہے۔!“

”کیوں۔۔۔؟“

”اس انکشاف کے بعد لوئیسا بھی ہاتھ سے گئی۔ ظاہر ہے کہ وہ ہمیں بے وقوف بنا رہی تھی۔!“

”صرف تمہیں۔۔۔ میں تو شروع ہی سے غیر مطمئن رہا ہوں۔!“

دفعتاً جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

”آخر باس کو یہ کیا سوجھی تھی۔!“ وہ ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔

”کوئی نئی بات۔!“ ظفر نے سوال کیا۔

”ہر بات نئی ہے مسٹر۔۔۔! مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم سب بدارواح کے نرغے میں آ گئے ہیں۔!“

”میں تم سے متفق ہوں۔!“ جیمسن بول پڑا۔

”پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔۔۔؟“

"اس کی باتوں میں نہ پڑو۔ تمہیں پرنس ہر بنڈا کا رول ادا کرتے رہنا ہے، اُس وقت تک جب تک باس خود ہی ڈراپ سین کر دے۔!"

"کاش اُن تک میری پہنچ ہو سکے۔!"

"مجھ سے کہو جو کچھ کہنا ہے۔!"

"کیا اس عورت ٹالا بو آ کا وجود ضروری ہے۔!"

"اُس کے بغیر تم بنکانا کا آئندہ وارث کیسے پیدا کر سکو گے۔" جیمسن بولا۔

"اے مسٹر...! میرا اُترانہ چاہو... اگر وہ سچ مچ میری بیوی ہوتی تو میں کبھی کا خودکشی کر چکا ہوتا۔!"

"وہ اتنی بُری تو نہیں ہے۔!"

"تم کیا جانو...!" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ پھر یک بیک اُسے غصہ آگیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ "میں شراب سے شادی کر چکا ہوں اور کرسچین ہوں اس لئے دوسری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!"

"شور نہ مچاؤ۔" ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ورنہ بنکانا کے عمائدین دوڑے چلے آئیں گے۔"

"خدا غارت کرے۔!" کہہ کر جوزف نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ بھینچ لیا۔!

ٹھیک اُسی وقت ٹالا بو آ کمرے میں داخل ہوئی شاید وہ جوزف کی دھاڑ سن کر آئی تھی۔

ظفر اور جیمسن مؤدب کھڑے رہے۔!

"کیا ہوا...؟" ٹالا بو آ نے جوزف کو پُر تشویش نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں... تم جاؤ یہاں سے۔" جوزف ہاتھ ہلا کر بولا۔

"یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ تم ان لوگوں کے کمرے میں دیکھے جاؤ۔!"

"کیوں...؟" جوزف غرایا۔ "میں تو ان لوگوں کے قدموں میں پڑا رہتا ہوں۔"

"یور ہائی نس پلیز... ہمیں شرمندہ نہ کیجئے۔!" جیمسن بولا۔

"یہ لوگ سمجھ داری کی بات کر رہے ہیں۔!" ٹالا بو آ نے ٹھنڈی سانس لی۔

"تم چپ رہو...!"

"یور ہائی نس یاد دہانی کراؤں کہ باس...!" ظفر جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا کیوں کہ باس کے نام ہی پر جوزف کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"شکریہ...!" ٹالا بو آ نے ظفر کی طرف دیکھ کر کہا اور خود بھی وہاں سے چلی گئی۔

"تو ہم اسے قابو میں رکھنے کے لئے یہاں بھیجے گئے ہیں۔!" جیمسن بولا۔

"ظاہر ہے...! ورنہ جنم جنم کا وحشی شہزادہ کیسے بن سکتا ہے۔!"

"خدا ہی جانے کیا چکر ہے...؟"

◆

ڈیڈلی فراگ نے کراہتے ہوئے کروٹ لی... اور آنکھیں کھول دیں... کچھ دیر نظر غبار آلود رہی پھر گرد و پیش کا منظر واضح ہوتا چلا گیا۔

کچھ دور پر ایک عجیب الخلقت آدمی اکڑوں بیٹھا نظر آیا۔ بڑی خوفناک شکل تھی۔ غالباً کسی تلوار کے گھاؤ نے پیشانی کو درمیان سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ناک پھولی ہوئی تھی اور گھنی مونچھوں نے دہانے کو قریب قریب ڈھانک ہی لیا تھا۔

ڈیڈلی فراگ اٹھ بیٹھا۔ اُس کے چاروں طرف جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور تھوڑے فاصلے پر آموں کے درخت تھے۔ قریبی درخت کی ایک شاخ سے رسی لٹکتی نظر آئی جس کے نچلے سرے میں پھندا جھول رہا تھا۔

"شکر ہے کہ میں صحیح وقت پر پہنچ گیا۔" بدصورت اجنبی نے فرانسیسی میں کہا۔

"تت... تم... کون ہو...؟"

"پہلے تم مجھے اپنی کہانی سناؤ کہ آخر وہ کون تھے جو تمہیں پھانسی دینا چاہتے تھے اور کیوں۔؟"

"پھانسی دینا چاہتے تھے۔!" ڈیڈلی فراگ پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔

"ہاں ایک ڈاڑھی والا تھا اور دوسرا خوب صورت سا جوان تھا اور وہ حرافہ جس کی تلاش مجھے عرصے سے تھی۔ وہ تمہاری گردن میں پھندا ڈالنے ہی والے تھے کہ میں شکار کی تلاش میں ادھر آنکلا۔ بس پھر تمہیں بچا لینے کے چکر میں وہ ایک بار پھر ہاتھ سے نکل گئی۔!"

"کک... کون تھی...؟"

"فرانسیسی بلی... سیکرٹ ایجنٹ... لیکن یہ نہیں بتاؤں گا کہ آج کل کس کے لئے کام کر رہی ہے۔!"

”اُوہو....!“

”ہاں.... لیکن تم کون ہو....؟“

”تیاراپور میں رہتا ہوں۔!“ فراگ اپنی صورت میں یتیمی طاری کر کے بولا ”وہ لوگ مجھے لوٹ لے گئے ہیں۔ میرے پاس کچھ جواہرات تھے اور کچھ نقد رقم تھی۔!“

”مگر دوست! تم ایسے تو معلوم نہیں ہوتے۔!“

”عورت کے معاملے میں بالکل اُلو ہوں۔“ وہ کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

”اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گیا.... وہ لٹیری بھی ہے۔!“

”میں تمہارا شکر گزار ہوں.... لیکن تم ان اطراف کے تو نہیں معلوم ہوتے۔!“

”جمیکن ہوں۔!“

”یہاں کب سے ہو۔!“

”پچھلے دو ماہ سے چھٹیاں گزار رہا ہوں۔!“

”کہاں ٹھہرے ہو....؟“

”رولت وائی نیب....!“

”بہت مہنگی جگہ ہے، کیا میرے مہمان بننا پسند کرو گے۔!“

”میں نے جو کچھ کیا ہے، اس کا معاوضہ نہیں لینا چاہتا۔“ اجنبی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ”میں بھی مفلس نہیں ہوں.... رولت وائی سے بھی زیادہ مہنگی جگہوں پر قیام کر سکتا ہوں۔!“

”مجھے بے حد افسوس ہے کہ میری پیش کش سے تمہیں تکلیف پہنچی۔!“ فراگ نے لہجے میں ندامت پیدا کر کے کہا ”میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ غیر ملکیوں کو دوست بنانا میری ہابی ہے کبھی کبھی اُن سیاحوں کو بھی مدعو کر بیٹھتا ہوں جن سے تھوڑی دیر کسی میز پر بھی ملاقات رہی ہو۔!“

”میں نے بُرا نہیں مانا.... اب تم جہاں کہو تمہیں پہنچادوں۔“ اجنبی ہنس کر بولا۔

اجنبی اُسے اپنی گاڑی تک لایا جو ایک کچے راستے پر کھڑی تھی۔ فراگ نے ایک بار پھر اُسے غور سے دیکھا اور ندامت آمیز لہجے میں بولا۔ ”میں نے ابھی تک تمہارا نام نہیں پوچھا۔!“

”ڈھمپ لوپوکا.... اور تم کیا کہلاتے ہو۔!“

”میں نہیں جانتا کہ میرا اصلی نام کیا ہے، لیکن تاہتی والے مجھے ڈیڈلی فراگ کہتے ہیں۔!“

”اُوہو....!“ اجنبی چونک کر اُسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے پہلی بار دیکھا ہو۔ فراگ کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

”یقین نہیں آتا۔!“ اجنبی بڑبڑایا۔

”کیوں....؟“

”تم اتنے مشہور آدمی ہو.... اور یہ سب کچھ.... نہیں یقین نہیں آتا۔!“

”یقین کرو میرے دوست....!“ فراگ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا ”عورت میری کمزوری ہے وہ دونوں اس عورت کو ایک معقول قیمت پر میرے حوالے کرنے والے تھے.... ہم نے ایک جگہ بیٹھ کر شراب نوشی کی.... پھر مجھے یاد نہیں کہ کیا ہوا۔!‘

”ہم جیسے لوگوں کو عورت سے دور رہنا چاہئے۔!“

”خیر.... خیر.... اب تم اپنے بارے میں بھی کچھ بتاؤ۔!“

”ڈھمپ لوپوکا.... بیچارہ.... وہ کچھ بھی نہیں ہے۔!“

”خیر.... چلو گھر چل کر باتیں کریں گے....!“ فراگ آہستہ سے بولا۔

پاپےتے پہنچ کر وہ ایک چھوٹی سی خوب صورت عمارت میں داخل ہوئے جہاں ایک سنہری رنگت والی نیم عریاں لڑکی نے ان کا استقبال کیا۔

”موسیو لوپوکا کی خدمت کرو....!“ فراگ نے اُس سے کہا۔

”کیا دنیا کے سارے خوبصورت مرد میری ہی قسمت میں لکھے گئے ہیں۔!“ وہ ہنس کر بولی۔

”لڑکی حواس میں رہ....“ فراگ غرایا۔

”اداکاری مت کرو پیارے....! مجھ سے بہت ڈرتے ہو۔!“

”جاؤ کچھ کھانے کے لئے لاؤ اچھی لڑکی۔!“ لوپوکا بولا۔

”اور بوربن بھی۔!“ فراگ نے کہا۔

”شکریہ....! میں شراب نہیں پیتا۔!“

”پھر کیا پیتے ہو....؟“ فراگ نے حیرت سے کہا۔

”ٹھنڈا پانی.... اور عورت میری کمزوری نہیں ہے....! ورنہ میں بھی فرانس کی کسی سیکرٹ ایجنٹ کے ہتھے چڑھ جاتا۔!“

”مجھ پر طنز مت کرو دوست....! لیکن سیکرٹ ایجنٹ والی میری سمجھ میں نہیں آئی۔!“

”اس کا نام اڈیسا ہے.... کبھی کبھی ایڈلی دے ساداں بھی کہلاتی ہے میرے ملک میں اس نے ایک غیر ملکی سفارت خانے کی پوزیشن خراب کرا دینے کی کوشش کی تھی.... تب ہی سے میں اس کے پیچھے رہا ہوں....!“

”تو کیا تم اپنے ملک کے سرکاری عملے سے تعلق رکھتے ہو....؟“

”ہاں.... کچھ ایسی ہی بات ہے۔!“

”خوب....! تو تم اس کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے تھے۔!“

”نہیں.... بس اتفاقاً یہاں نظر آ گئی.... پچھلے سال میں اُسے پکڑ ہی لیتا، لیکن جل دے کر نکل گئی تھی۔!“

فراگ کچھ کہنے ہی والا تھا، کہ لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

”تمہاری فون کال ہے ڈارلنگ....!“ اُس نے فراگ کو اطلاع دی۔

وہ اٹھ کر چلا گیا اور لڑکی لوبوکا سے بولی۔ ”میں نے کھانے کی میز کی تیاری کا حکم دے دیا ہے۔!“

”بہت بہت شکریہ.... یہاں کی آب وہوا میرے معدے پر خوش گوار اثر ڈالتی ہے۔!“

”تم کہاں کے باشندے ہو....؟“

”جمیکا.... میرا وطن ہے۔!“

”میں نے اور بھی جمیکن دیکھے ہیں.... لیکن تمہارے خدوخال اُن سے مختلف ہیں.... اور رنگت میں بھی فرق ہے۔!“

”میرا باپ نسلاً منگول ہے۔!“

”اوہ....! تو پھر یہی بات ہو گی.... کیا تمہاری پیشانی پر تلوار لگی تھی....؟“

”نہیں کلہاڑی....! ویسے کچھ دیر پہلے مجھے بدصورت کہہ کر تم نے میرا دل دکھایا تھا۔!“

”رومینٹک بننے کی کوشش نہ کرو.... ورنہ ڈیڈی فراگ تمہاری گردن توڑ دے گا۔!“

ابھی تک تو کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو میری گردن توڑ سکے۔ تم سچ مچ بہت خوبصورت ہو اور تیارے کی طرح خوشبودار بھی.... گرم گرم کی مہک رکھنے والی۔ تیارے تاہتی ہو.... اے سنہری لڑکی۔!“

”خاموش رہو.... کیا تمہاری دوستی پرانی ہے۔!“ لڑکی نے کنکھیوں سے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہماری ملاقات دو گھنٹے پہلے ہوئی تھی۔!“

”اس قسم کے اجنبیوں کو وہ یہاں پہلے کبھی نہیں لایا۔!“

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور لوبوکا کچھ کہتے کہتے رک گیا۔!

فراگ کمرے میں داخل ہوا.... اور لڑکی کو گھورتا ہوا غرایا.... ”تم یہاں کیا کر رہی ہو؟“

”تمہارے مہمان سے اپنے حسن کی تعریف سُن رہی تھی.... یہ تو شاعر معلوم ہوتا ہے۔!“

”جاؤ.... یہاں سے۔!“ وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ بُرا سا منہ بنائے ہوئے چلی گئی۔ اور فراگ اجنبی کو گھورتا ہوا اُس کے مقابل بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے....؟“ اجنبی نے پُر تشویش لہجے میں پوچھا۔ ”کیا کوئی بُری خبر تھی۔!“

”میرے لئے خبر صرف خبر ہوتی ہے۔ اچھی بُری سے سروکار نہیں رکھتا۔!“

”یہ بہت اچھی عادت ہے۔!“ اجنبی سر ہلا کر بولا۔

”لیکن تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم بھی انہی لوگوں میں سے نہیں ہو....!“ فراگ نے زہریلے لہجے میں سوال کیا۔

”میں تمہیں اپنے بارے میں بتا چکا ہوں۔!“

”میں نہیں یقین کرتا تمہارے بیان پر....!“

”کیا فرق پڑتا ہے۔!“ اجنبی نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جنبش دی۔

”تم کنگ چانگ کے نائب سے ہم کلام ہو۔!“

”میں جانتا ہوں....!“ اجنبی نے سرد لہجے میں کہا۔

”یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے۔!“

”بعد کی باتیں ہیں، اس لئے بُرا ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!“

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ بالآخر وہیں جا پہنچے جہاں انہیں پہنچنا تھا۔!“

”ظاہر ہے کہ وہ مجھے دیکھ کر بھاگ گئے تھے، لہٰذا اپنے ٹھکانے ہی پر پہنچے ہوں گے۔!“

”یہ بات نہیں ہے۔!“

''پھر کیا بات ہے۔۔۔۔؟ جلدی کہہ جاؤ۔۔۔۔ بھوک کے مارے میرا دم نکلا جا رہا ہے۔!''

''چلو۔۔۔۔ کھانے کی میز پر ہی بتاؤں گا۔!'' فراگ اٹھتا ہوا بولا۔!

''بیٹھ جاؤ۔۔۔۔!'' اجنبی ہاتھ ہلا کر بولا۔۔۔۔!''میں اتنا احمق نہیں ہوں۔!''

''کیا مطلب۔۔۔۔؟''

''تمہیں مجھ پر شبہ ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا۔!''

''ارے چھوڑو بھی۔۔۔۔ محض شبہے کی بنا پر تمہیں زہر نہیں دیا جا سکتا اور پھر میں ڈیڈلی فراگ ہوں۔ کوئی چوہا نہیں ہوں۔ تمہارے گریبان پر آسانی سے ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔''

اجنبی اٹھ گیا۔ کھانے کے دوران ڈیڈلی فراگ بولا۔

''میں نے اپنے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ وہ تینوں میرے قیدی تھے۔!''

''اوہ۔۔۔۔!'' اجنبی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

پھر فراگ نے اپنی کہانی شروع کر دی۔۔۔۔ کس طرح وہ اپنے دشمنوں کو اس عمارت میں لایا۔ اور اُن سے کچھ اہم معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا کہ عمارت کے کسی گوشے میں دھماکا ہوا۔ پھر اپنی بیہوشی کے مرحلے پر پہنچا تھا کہ اجنبی یک بیک بول پڑا۔

''پوری بات میری سمجھ میں آ گئی۔!''

''کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔۔؟''

''خطرناک لوگ معلوم ہوتے ہیں۔!''

''بکواس ہے، میں صرف اپنی بیہوشی کی وجہ معلوم کرنا چاہتا ہوں، ابھی فون پر اطلاع ملی ہے کہ میرے سارے ساتھی بھی بیہوش ہو گئے تھے۔!''

''بیہوشی کی وجہ میں نے تمہاری گردن سے نکالی تھی۔!''

''کیا مطلب۔۔۔۔؟''

اجنبی نے جیب سے ایک ننھی سی سوئی نکالی جس کے دوسرے سرے پر شٹل کارک کے سے بریک پر لگے ہوئے تھے۔

''یہ تھی وجہ۔۔۔۔ بیہوش کر دینے والی ڈارٹ۔!'' وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

''ہاں۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ میرے آدمیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے۔!''

''یہ لوگ بے حد چالاک معلوم ہوتے ہیں۔۔۔۔ آخر چکر کیا ہے۔۔۔۔؟''

فراگ کچھ نہ بولا۔۔۔۔ کھانا ختم کر کے وہ اُسے ایک بڑے کمرے میں لایا۔!

''کیا میں آئندہ بھی تم سے مل سکوں گا۔۔۔۔؟'' اجنبی نے فراگ سے سوال کیا۔

''ضرور۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔ اب کیوں نہ تھوڑی سی تفریح ہو جائے۔!'' فراگ سر ہلا کر بولا۔

''کیسی تفریح۔۔۔۔؟'' اجنبی چونک پڑا۔

فراگ کے ہاتھ میں اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور دیکھ کر اس کی گھنی گھنی مونچھیں دو تین بار پھڑکی تھیں۔۔۔۔ اور پھر وہ استہزائیہ انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا تھا۔!

''میں نے سنا ہے کہ جمیکا کے باشندوں پر گولیاں اثر نہیں کرتیں۔!''

فراگ زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

''ضرور سنا ہو گا۔۔۔۔ لیکن یہ اطلاع تمہیں کتنی دیر پہلے ملی ہے۔!''

''خاموش رہو۔۔۔۔!'' فراگ غرایا۔

''وہ تین ہی نہیں تھے، چوتھا بھی تھا جس نے چھپ کر بیہوش کر دینے والی سوئیاں پھینکی تھیں۔!''

''یقیناً۔۔۔۔! کچھ دیر پہلے میں نے اس طرف تمہاری توجہ مبذول کرائی تھی، اُسے ثابت بھی کیا تھا۔۔۔۔!'' اجنبی نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

''آخر اُس نے تمہیں کیوں چھوڑ دیا۔۔۔۔؟''

''اس لئے کہ میں کنگ چانگ ہوں۔۔۔۔!'' اجنبی زور سے دھاڑا۔۔۔۔ ساتھ ہی فراگ نے اُس پر فائر جھونک دیا۔

لیکن! اجنبی نے پھرتیلے پن سے اس کا وار خالی کر دیا تھا دوسرا فائر ہوا۔۔۔۔ پھر پے در پے بقیہ چار فائر۔۔۔۔ ریوالور خالی ہو گیا۔۔۔۔ اجنبی زندہ سلامت کھڑا گھنی مونچھوں کی چھاؤں میں مسکرا رہا تھا۔!

''اب اسے دوبارہ لوڈ کرو۔۔۔۔!'' اس نے ہنس کر کہا۔ ''تم نے ٹھیک ہی سنا تھا کہ جمیکا کے باشندوں پر گولیاں اثر نہیں کرتیں۔!''

''جہنم میں جائیں گولیاں۔۔۔۔ تم نے ابھی کہا تھا کہ تم کنگ چانگ ہو۔!''

''ہاں میں نے کہا تھا۔!''

"تم جھوٹے ہو.....!" فراگ نے پُر تنفر لہجے میں کہا۔

"ثابت کرو.....!"

فائروں کی آوازیں عمارت کے دوسرے افراد کو وہاں کھینچ لائی تھیں۔! انہی میں وہ لڑکی بھی تھی..... وہ سب دروازے کے قریب کھڑے انہیں حیرت سے دیکھے جا رہے تھے۔

"ثابت کرو کہ میں جھوٹا ہوں۔!" اجنبی نے ایک بار پھر فراگ کو للکارا۔!

"میں خود ہی کنگ چانگ ہوں۔!" فراگ سینہ ٹھونک کر بولا۔

ذرا شکل دیکھنا اس مینڈک کے بچے کی۔!" اجنبی نے تماشائیوں کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

وہ سب بے حس و حرکت کھڑے تھے۔ فراگ نے جھلاہٹ میں خالی ریوالور اجنبی پر کھینچ مارا۔ وہ غافل نہیں تھا..... جھکائی دے کر خود کو صاف بچا گیا۔!

"تم دیکھ رہے ہو اس نمک حرام کو..... اپنے آقا سے اس طرح پیش آ رہا ہے۔!

اجنبی نے پھر تماشائیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"تم اسے میرے نائب کی حیثیت سے جانتے ہو۔ اور اب یہ خود کو کنگ چانگ کہہ رہا ہے۔

"کھڑے کیا دیکھ رہے ہو، گھیرو اسے.....!" فراگ نے اپنے آدمیوں کو للکارا۔!

"ہمت بھی ہے کسی میں.....! میں کنگ چانگ ہوں۔" اجنبی سرد لہجے میں بولا۔

"میں تیرا گلا گھونٹ دوں گا۔!" فراگ دانت پیس کر بولا۔ اور ہاتھ پھیلائے ہوئے اُس کی طرف بڑھنے لگا۔!

اچانک اجنبی نے اس کے سینے پر ایک فلائنگ کک رسید کی اور وہ کسی زخمی بھینسے کی طرح ڈکارتا ہوا چاروں خانے چت گرا۔ لڑکی نہیں..... نہیں کہتی فراگ کی طرف جھپٹی تھی۔

"ٹھہر جاؤ لڑکی.....!" اجنبی غرایا..... اب اس کا ریوالور بغلی ہولسٹر سے نکل آیا تھا۔!

لڑکی رک کر اس کی طرف مڑی اور اجنبی نے فراگ کو مخاطب کیا۔

"نہیں.....! جیسے پڑے ہو پڑے رہو..... جنبش ہوئی اور میں نے تمہارا جسم چھلنی کر دیا۔!"

"یہ کیا ہو رہا ہے۔!" لڑکی گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

"یہ دوغلا کتا تمہیں بھی نہیں چاہتا۔ کچھ دیر پہلے ایک فرانسیسی جاسوسہ کے چکر میں پڑ کر پوری تنظیم کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔!"

"مت بکواس کرو.....!" فراگ حلق پھاڑ کر چیخا۔

اجنبی نے دروازے کے قریب کھڑے ہوئے چار آدمیوں کو متوجہ کر کے کہا۔

"میں کنگ چانگ تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فراگ کے ہاتھ پیر باندھ کر اسے میری گاڑی میں ڈال دو۔!"

"میں کنگ چانگ ہوں۔!" فراگ پھر چیخا۔

اجنبی کا قہقہہ کمرے کی محدود فضا میں گونج کر رہ گیا۔ پھر اس نے ان چاروں سے کہا۔

"کیا تم لوگ بھی مرنا چاہتے ہو.....؟ میرا حکم مانو۔!"

فراگ چیختا رہا..... اور وہ اس کے ہاتھ پیر باندھتے رہے..... لڑکی نے بلک بلک کر رونا شروع کر دیا تھا۔!

"اب تم سب ادھر کھڑے ہو جاؤ اور میری بات سنو۔!"

اجنبی نے ان چاروں سے کہا۔ اور لڑکی سے نرم لہجے میں بولا۔

"میں فراگ کو صرف تھوڑی سی سزا دوں گا جان سے نہیں ماروں گا۔ یہ عرصہ سے میری تلاش میں تھا کہ مجھے ٹھکانے لگا کر خود کنگ چانگ بن بیٹھے.....! لیکن کنگ چانگ غافل نہیں رہتا۔!"

"بکواس ہے۔!" فراگ پھر دھاڑا۔

لیکن اجنبی اُس کی طرف توجہ دیئے بغیر بولا۔

"تم پانچوں خوش قسمت ہو کہ مجھے اس طرح دیکھ سکے۔!"

وہ منظر بڑا مضحکہ خیز تھا جب وہ چاروں فراگ کو اٹھا کر اجنبی کی کار میں ڈال رہے تھے۔

فراگ آہستہ آہستہ انہیں دھمکیاں دے رہا تھا..... لیکن ان کے چہرے ہر قسم کے تاثر سے عاری نظر آ رہے تھے۔ جب وہ اُسے گاڑی میں ڈال چکے تو اجنبی نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ واقعہ تم پانچوں کی ذات سے آگے نہیں بڑھے گا۔ اگر اس کے خلاف ہوا تو تم پانچوں حیرت انگیز طور پر مر جاؤ گے۔!"

وہ کچھ نہ بولے..... لیکن ان کے چہروں پر ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس کے حکم کی سرتابی نہیں کریں گے۔!

گاڑی روانہ ہو گئی اور فراگ اجنبی کو گالیاں دیتا رہا۔

آبادی سے بہت دور نکل آنے کے بعد گاڑی نے پختہ سڑک چھوڑ دی اور اب وہ پھر جنگلوں میں بھٹکتی پھر رہی تھی۔! اجنبی شاید کسی مخصوص جگہ کی تلاش میں تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے گاڑی روکی.... اور سیٹ سے اتر کر دین کے پچھلے حصے کی طرف آیا اور پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا ایک بار پھر اُسے گالیوں اور لایعنی آوازوں کے طوفان کا سامنا کرنا پڑا!

"بس... بس... میرے شیر...! زیادہ غصہ نہیں.... وعدہ کر چکا ہوں کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔!" اجنبی نے کہا۔

"تم آخر کیا بلا ہو....؟" فراگ حلق کے بل چیخا۔

"تم سے مختلف نہیں ہوں.... اسی لئے اتنی آسانی سے تم پر ہاتھ ڈال سکا ہوں۔"

"تیری بکواس میری سمجھ میں نہیں آتی۔!"

"اچھا تو اسے اس طرح سمجھنے کی کوشش کرو کہ موت کے جزیرے میں اس وقت فرشتہ اجل میرے رحم و کرم پر ہے، جب کہ اس نے میرے ساتھیوں کو ایر پلین پر دھمکی دی تھی۔

"اوہ... اوہ.... مگر تم لوگ چاہتے کیا ہو؟"

"پرنس ہربنڈا کو بخیر و خوبی بنکانا پہنچا دینا چاہتے ہیں۔!"

"پرنس ہربنڈا فراڈ ہے۔!"

"ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن تم کس کے لئے کام کرتے ہو؟

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔!"

"چلو میں مجبور بھی نہیں کروں گا....!" اجنبی نے خوش دلی سے کہا۔

"اب مجھ سے کیا چاہتے ہو....

"اسٹیمر پر تمہاری موجودگی ضروری ہے۔!"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"میرا اشارہ پرنس ہربنڈا کے اسٹیمر کی طرف ہے۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!"

"لیکن میں نے اسے ممکن بنالیا ہے۔!"

فراگ خاموش ہو گیا۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

"تم شاید شراب کی ضرورت محسوس کر رہے ہو....؟" اجنبی نے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں....!" فراگ غصیلے لہجے میں بولا۔ "میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا.... تم نے مجھے میرے غلاموں کے سامنے ذلیل کیا ہے۔!"

"ضرورتا.... ورنہ میں تو بے حد شریف آدمی ہوں....! اگر میں ایسا نہ کرتا تو تم اپنے کنگ چانگ ہونے کا کبھی اعتراف نہ کرتے اور پرنس ہربنڈا تاہتی سے آگے نہ بڑھ سکتا۔!"

"وہ تو اب بھی نہیں بڑھ سکے گا۔!"

"میں جانتا ہوں کہ تمہارے بحری قزاق پرنس کے اسٹیمر کی تاک میں ہوں گے اور اسے غرق کر دینے کی کوشش کریں گے.... اسی لئے تو اس اسٹیمر پر تمہاری موجودگی ضروری ہے۔!"

فراگ کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔ وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تم میری جگہ ہرگز نہ لے سکو گے.... تم نہیں جانتے کہ میں اپنے لاتعداد غلاموں کو کس طرح کنٹرول کرتا ہوں.... ان چاروں آدمیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ جو صرف حیرت زدگی کے عالم میں تمہارے احکام کی تعمیل کرتے رہے تھے۔!"

"تم اس وہم میں کیوں مبتلا ہو گئے ہو کہ میں تمہاری جگہ لینا چاہتا ہوں میری مملکت تمہاری مملکت سے زیادہ وسیع ہے۔ میں تم سے کہیں زیادہ چالاک ہوں۔ ورنہ اس طرح تم میرے قابو میں نہ آجاتے۔!"

"ان حالات میں فی الحال اسے تسلیم کئے لیتا ہوں۔!" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں چاہتا کہ پرنس ہربنڈا بنکانا پہنچ جائے۔!"

"اچھی بات ہے مجھے آزاد کر دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ صحیح و سلامت بنکانا پہنچ جائے گا۔!"

"یہ کام میں اپنے طور پر کروں گا....! وعدوں پر اعتبار کر لینا میری ہابی نہیں ہے۔!"

"کیا تم لوگوں کے ساتھ وہ کتیا بھی ہوگی...

"یقیناً.... لیکن وہ تمہیں پہچان نہیں سکے گی۔ تم ریڈیو روم میں رکھے جاؤ گے.... اور وہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا....!"

"تم نے بہت برا کیا.... مجھے میرے آدمیوں کے سامنے ذلیل کیا میں تمہیں بھی معاف

نہیں کروں گا۔!"

"احمق ہو....!" اجنبی سر ہلا کر بولا۔ "وہ تمہیں کنگ چانگ کی حیثیت سے نہیں جانتے.... اب تو بحیثیت کنگ چانگ تمہاری اور بھی دھاک بیٹھ جائے گی.... وہ فخریہ دوسروں کو بتاتے پھریں گے کہ ہم نے کنگ چانگ دیکھا ہے....! خوفناک شکل والا کنگ چانگ....! میری شکل تو تم دیکھ ہی رہے ہو، ان میں جا کر کہہ دینا کہ سب کچھ ایک غلط فہمی کی بناء پر ہوا تھا۔ تم پھر اپنے منصب پر فائز کر دیئے گئے ہو۔"

◆

رات تاریک تھی....! پاپ اے اے ٹے کا ساحل چھوڑتے ہی اسٹیمر کو بڑی بڑی لہروں کا سامنا کرنا پڑا۔ غیر متوقع طور پر ہوا تیز ہو گئی تھی۔ پرنسز ٹالا بو آ جو پہلے ہی سے اعصاب زدگی کے عالم میں تھی اس افتاد پر اور زیادہ نروس نظر آنے لگی۔

"اگر ہم طوفان میں گھر گئے تو....؟" اس نے ظفر کو مخاطب کیا۔

"ان اطراف میں طوفان کہاں....! میں نے تو جغرافیہ میں نہیں پڑھا۔!"

"جغرافیہ بکواس ہے....! سب کچھ ممکن ہے.... یہ انہونی کا زمانہ ہے۔!"

دراصل ٹالا بو آ تاہیتی میں کچھ دن اور رکنا چاہتی تھی.... اسے خوف تھا کہ کہیں کنگ چانگ کی بحری قزاق کھلے سمندر میں نہ آ لیں۔ ویسے وہ دوسروں پر یہی ظاہر کرتی رہی تھی کہ اسے کنگ چانگ کے آدمیوں کے ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے۔!

بہر حال یہ عمران ہی تھا کہ جس نے اسے آج ہی روانگی پر آمادہ کر لیا تھا....! لیکن ٹالا بو آ کے لاکھ اصرار پر بھی یہ نہیں بتایا تھا کہ اس نے اسٹیمر کے تحفظ کے لئے کس قسم کے انتظامات کئے تھے۔!

خود لوئیسا بھی اس سلسلے میں پریشان تھی۔ اسے علم تھا کہ عمران ریڈیو روم میں موجود ہے لیکن اس سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ اس نے ریڈیو روم کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ اور کسی کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔!

لوئیسا نے حالات سے باخبر رہنے کے لئے جیمسن کو گھیرا۔

"آخر وہ ریڈیو روم میں کیا کر رہا ہے۔!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم اتنی جلدی بدل جاؤ گی۔!" جیمسن نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے شکوہ کیا۔!

"یہ فضول باتوں کا وقت نہیں ہے۔!" لوئیسا جھنجھلا گئی۔

"فرانسیسی لڑکیوں پر اعتماد کر لینے والے گدھے ہی ہوتے ہیں۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" لوئیسا نے کہہ کر آگے بڑھنا چاہا لیکن جیمسن راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

"ہٹو سامنے سے۔!"

"رات بڑی خوشگوار ہے۔ سمندری ہوائیں مجھے پاگل بنا دیتی ہیں۔!"

"میں تمہیں پانی میں پھینک دوں گی۔!"

"اس سے پہلے تمہیں اس کے لئے ہمارے باس سے اجازت طلب کرنا پڑے گی۔!"

"تمہارا باس تم سے بھی زیادہ الو ہے۔!"

"میں ہز میجسٹی عمران دی گریٹ کی بات کر رہا ہوں....! اس وقت وہی مالک ہیں.... پرنسز ٹالا بو آ کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔!"

لوئیسا نہ جانے کیوں نرم پڑ گئی۔ ہونٹوں کا تنفر آمیز کھنچاؤ مسکراہٹ میں تبدیل ہو گیا.... اور وہ آہستہ سے بولی۔ "کیا اس سے کسی طرح بھی ملاقات نہیں ہو سکتی....

"شکل دیکھے بغیر گفتگو کر سکتی ہو....!"

"وہ کس طرح....؟"

جیمسن نے چھوٹا سا جیبی ٹرانس میٹر نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"تم ہی کال کرو.... میں بات کر لوں گی....!" اس نے ٹرانس میٹر واپس کرتے ہوئے کہا۔

جیمسن نے فوری طور پر عمران سے رابطہ قائم کر کے کہا۔

"لوئیسا آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے یور میجسٹی۔!"

"کیا بات ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تم کیا کر رہے ہو.... مجھے ریڈیو روم میں کیوں نہیں آنے دیتے....!" لوئیسا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ باہر نکل سکوں.... یا کسی کو اندر بلا سکوں۔!"

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو.....؟"

"میرے جسم پر کپڑے نہیں ہیں۔ کسی نے میرا سوٹ چرا لیا ہے۔!"

"مجھے بیوقوف بنا رہے ہو.....!" وہ بھنا کر بولی۔

"اپنے کام سے کام رکھو.....!" دوسری طرف سے غراہٹ سنائی دی اور جیمسن نے اُس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر جھپٹ کر سوئچ آف کر دیا۔

"کیا سمجھتا ہے اُپنے آپ کو۔" لوئیسا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"جب وہ اس لہجے میں گفتگو کرے تو سمجھ لو کہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔!"

"میری طرف سے جہنم میں جائے، میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ آخر وہ کس برتے پر نکل کھڑا ہوا ہے جب کہ پرنسز ٹالا بو آ بھی فی الحال روانگی کے لئے تیار نہیں تھی۔!"

"وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کیا کر رہا ہے۔!"

"کنگ چانگ بہت طاقت ور ہے، یہ کسی چھوٹے موٹے گروہ کی کہانی نہیں ہے..... ان سمندروں میں بھی اس کے بحری قزاق دندناتے پھرتے ہیں۔!"

"بہر حال دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔! یا ہم بنکاٹا پہنچ جائیں گے یا نہیں پہنچ سکیں گے۔!"

"کیا بات ہوئی.....؟"

"ہم جواری ہیں زندگی داؤ پر لگاتے ہیں۔!"

اس بار لوئیسا وہاں نہیں رکی۔ جیمسن نے بھی راستہ چھوڑ دیا۔! پھر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔!

"یس یور میجسٹی۔!" جیمسن نے ٹرانسمیٹر کو منہ کے قریب لا کر کہا۔ "کیا اس نے تمہارے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کی تھی۔" دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

"جی ہاں.....!"

"اس کا کیبن باہر سے مقفل کر دو۔ اگر وہ کیبن کے اندر موجود ہو۔!"

"کیا فائدہ جناب اس کے پاس بھی چابی ہو گی۔!" جیمسن نے کہا۔

"نہیں کسی کے پاس بھی نہیں ہے تم کیپٹن سے اُس کے کیبن کی چابی طلب کر سکتے ہو۔!"

"بہت بہتر جناب۔!"

"اوور اینڈ آل۔!" جیمسن نے کہہ کر سوئچ آف کیا اور ٹرانسمیٹر کو جیب میں ڈال کر لوئیسا کے کیبن کی طرف چل پڑا۔

* * *

دوسری صبح تک لوئیسا نے اچھا خاصا ہنگامہ کر دیا تھا۔ ٹالا بو آ نے کیپٹن کو طلب کر کے کیبن نمبر تین کی چابی طلب کی۔

"وہ تو رات ہی مجھ سے طلب کر لی گئی تھی۔!" کیپٹن نے جواب دیا۔

"کون لایا تھا.....؟"

"پرنس کا ڈاڑھی والا باڈی گارڈ۔!"

"اوہ..... اچھا جاؤ.....!"

کیپٹن چلا گیا۔ پھر ٹالا بو آ جیمسن کو حاضر ہونے کا حکم بھجوا رہی تھی کہ جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

"کیوں خواہ مخواہ آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔؟" اُس نے غصیلے لہجے میں ٹالا بو آ سے کہا۔

"اُس ڈاڑھی والے نے پچھلی رات لوئیسا کا کیبن مقفل کر دیا تھا۔!" ٹالا بو آ نے بھی خفگی کے سے انداز میں جواب دیا۔

"اُس نے میرے حکم سے ایسا کیا تھا۔!"

"کک..... کیوں.....؟" ٹالا بو آ ہکلا کر رہ گئی۔

"بندریا کی طرح چاروں طرف چکچکاتی پھر رہی تھی۔ مجھے غصہ آ گیا اور میں نے جیمسن سے کہا کہ وہ اُسے بند کر دے۔!"

ٹالا بو آ طویل سانس لے کر رہ گئی۔

لیکن اُس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار بدستور قائم رہے۔ اُس نے کسی قدر توقف کے ساتھ پوچھا۔ "وہ آدمی جسے تم اپنا باس کہتے ہو۔! ریڈیو روم میں کیا کر رہا ہے۔؟"

"کچھ ٹھیک ہی کر رہے ہوں گے۔!" جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"مجھے وہ قابلِ اعتماد آدمی معلوم نہیں ہوتا۔!"

"پھر تو نے کتیوں کی طرح بھونکنا شروع کر دیا۔!"

"تم تو ایک ان پڑھ آدمی کی طرح گفتگو کرنے لگے ہو۔!"

"مجھ جیسے آدمی اکثریت میں ہیں! دنیا انہی کے دم سے آباد ہے، پر رونق ہے۔۔۔۔ ورنہ پڑھے لکھے لوگ تو اسے جہنم بنا کر رکھ دیتے۔۔۔۔ اور دیکھو۔۔۔۔! اگر اب تم نے باس کی شان میں گستاخی کی تو چیخ چیخ کر سب کو اصل حالات سے آگاہ کر دوں گا۔"

"نہیں۔۔۔۔!" ٹالا بو آ خوف زدہ لہجے میں بولی۔ "اب میں کچھ نہ کہوں گی۔!"

"ذرا عقل استعمال کرو۔۔۔۔ تمہارا خیال تھا کہ ہم پر کھلے سمندر میں حملہ ہوگا۔ لیکن تمہارے ہی بیان کے مطابق ہم آدھے سے زیادہ سفر طے کر چکے ہیں۔!"

"میں تو تمہاری ہی وجہ سے پریشان ہوں۔۔۔۔!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"چلو یہی سہی۔۔۔۔ اب اپنی زبان بند رکھنا۔۔۔۔ میرا باس بھی بہت بڑی مملکت کا بادشاہ ہے۔۔۔۔ اس لئے ادب ملحوظ رکھو۔۔۔۔ اور ہاں اس سفید بندریا کا اب کیبن کھول دیا گیا ہے۔۔۔۔! اُسے سمجھا دینا کہ ریڈیو روم سے دور ہی رہے۔!"

ٹھیک اسی وقت لوئیسا نے باہر سے کیبن میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔!

"آجاؤ۔۔۔۔!" ٹالا بو آ نے اونچی آواز میں کہا۔

لوئیسا غم و غصہ کی تصویر بنی ہوئی اندر آئی۔

"بس کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔" جوزف نے ہاتھ اٹھا کر کہا "تمہارا کیبن میں نے مقفل کر لیا تھا۔!"

"لیکن کیوں۔۔۔۔؟ یور ہائی نس۔۔۔۔!"

"تمہاری بہتری کے لئے۔۔۔۔ زکام ہو جاتا ہے سمندری ہوا سے۔!"

"بحث کی ضرورت نہیں۔!" ٹالا بو آ بول پڑی۔ "بس اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہز ہائی نس کے حکم سے کیبن تک محدود کی گئی تھیں۔!"

لوئیسا طنزیہ انداز میں کسی قدر خم ہوئی اور باہر نکل گئی۔ اب وہ ظفر اور جیمسن کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ وہ کچن کے قریب کھڑے کافی پی رہے تھے۔

لوئیسا کو اپنی طرف آتے دیکھ کر جیمسن نے بُرا سا منہ بنایا۔

"صبح بخیر ماموزیل۔!" ظفر نے چھیڑنے کے سے انداز میں اُسے مخاطب کیا۔

"میں موسیو علی عمران سے ملنا چاہتی ہوں۔!"

"پھر وہی جھگڑے کی بات۔۔۔۔!"

"یہ بہت ضروری ہے۔!"

"جو کچھ کہنا ہے ہم سے کہہ دو۔!" جیمسن بولا۔

"میرا خیال ہے کہ شاید ڈیڈلی فراگ بھی ریڈیو روم میں موجود ہے۔!"

"کہیں تم انجن سے تو شوق نہیں کرتی رہی ہو۔!"

"وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔؟"

"کہاں۔۔۔۔؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔!"

"چونکہ تم نہیں جانتیں، لہٰذا وہ ان کے ساتھ ریڈیو روم میں ہوگا۔!"

"میں کہتی ہوں وہ بے حد خطرناک ہے۔ اور یہ اسٹیمر بنکانا کے ساحل پر پہنچ کر بھی تباہ ہو سکتا۔ ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔۔۔"

"بڑی خوشی کی بات ہے۔! میں یہی چاہتا ہوں۔!" جیمسن ہنس کر بولا۔

"جہنم میں جاؤ۔!" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"اگر تم ساتھ چلنے کا وعدہ کرو تو مجھے اس پر بھی تیار پاؤ گی۔!"

"فضول باتیں نہ کرو۔۔۔۔!" ظفر نے جیمسن کو گھورتے ہوئے کہا۔ اور لوئیسا سے بولا۔

"بہتر ہوگا کہ تم صرف اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔۔! اور فی الحال اسے بھول جاؤ کہ ہم تمہاری نگرانی میں کام کر رہے ہیں۔!"

لوئیسا نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورا، اور پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔!

"یہ کیا بات ہوئی جناب۔۔۔۔؟" جیمسن اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔!

"کسی حد تک حالات سے آگاہ ہو گیا ہوں۔ عمران صاحب نے شروع ہی سے اس معاملے کو کچھ اس قسم کا رنگ دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم الجھائے گئے ہیں۔۔۔ ورنہ ان معاملات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔!"

"اس سے بحث نہیں۔۔۔ سوال اس عورت کی نگرانی میں کام کرنے کا ہے۔!"

"تم اسے کیا سمجھتے ہو.....؟" ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"فرانس کے خفیہ امور کے محکمے کی ایک اعلیٰ آفیسر ہے۔!"

"اوہو.....!"

"بہر حال مجھے اسی حد تک آگاہ کیا گیا ہے کہ اس معاملے سے ہمارے ملک اور فرانس کا کوئی مشترکہ مفاد وابستہ ہے۔!"

◆

دفعتاً ڈیڈلی فراگ اٹھ بیٹھا..... بڑی گہری نیند سو رہا تھا.....! تیزی سے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ لیکن یہ ریڈیو روم تو نہیں تھا۔ وہاں اتنی آرام دہ مسہری نہیں تھی۔ سرے سے کوئی ایسی جگہ ہی نہیں تھی جہاں کمر سیدھی کرنے ہی کے خیال سے لیٹا جا سکتا۔!

یہ تو ایک بہت کشادہ اور عمدگی سے آراستہ کیا ہوا کیبن تھا..... وہ مسہری سے اتر آیا..... سامنے قد آدم آئینہ تھا..... اُس پر نظر پڑتے ہی وہ بُری طرح چونکا.....!

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس کے سامنے کوئی اجنبی کھڑا ہو..... یہ اُس کی شکل تو نہیں تھی۔ اگر شانے کان کی لوؤں تک اٹھے نہ ہوتے تو وہ خود کو پہچاننے سے ہی انکار کر دیتا۔

"میں کس جال میں پھنس گیا ہوں.....!" وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔ دوپہر کے بعد جب اسٹیمر بنکانا کے ساحل سے لگنے والا تھا اُسے کافی پینے کو دی گئی تھی۔

شاید اُسی کافی میں کوئی خواب آور دوا شامل تھی۔ ورنہ وہ اپنی لاعلمی میں ریڈیو روم سے اس کیبن میں کیوں کر منتقل کیا جا سکتا۔!

چلو بھرم رہ گیا، اُس نے سوچا، وہ آدمی صرف اس مہم کی حد تک اُس کا دشمن تھا ورنہ اس کے چہرے پر ایسا میک اپ کیوں کرتا کہ دوسرے پہچان نہ سکیں۔

"بہر حال مسٹر کنگ چانگ.....!" وہ کھوکھلی سی آواز میں بڑبڑایا۔ "اتنی چوٹ تم نے پہلے کبھی نہیں کھائی ہو گی۔!" وہ کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکلا..... سورج غروب ہو چکا تھا اور فضا میں سرمئی غبار آہستہ آہستہ گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

اُس نے طویل سانس لی اور سوچنے لگا، تو کیا یہ واپسی کا سفر ہے.....؟ غالباً اسٹیمر تو وہی ہے جس کے ریڈیو روم سے وہ اپنے آدمیوں کو برابر ہدایات دیتا رہا تھا کہ اسٹیمر کو بخیر و عافیت بنکانا تک پہنچ جانے دیں۔ ایک بار پھر وہ جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا۔ خبیث صورت ڈھمپ لوپو کا اپنی تمام تر ہیئت کذائی کے ساتھ یاد آ گیا تھا۔ خیر دوست.....! اُس نے سوچا۔ زندگی ہے تو پھر ملاقات ہو گی اگر پورے بنکانا کو جہنم بنا کر نہ رکھ دیا تو کنگ چانگ پر تف ہے۔ دوبارہ کیبن میں داخل ہونے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ بائیں جانب سے ایک آدمی نمودار ہوا۔

"آپ کے لئے مارٹینی لاؤس یا کافی پسند فرمائیں گے.....!" اُس نے بڑے ادب سے پوچھا۔ فراگ نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا لیکن دھندلکے میں اُس کے خدوخال واضح طور پر نظر نہ آ سکے۔!

"اندر چلو..... بتاتا ہوں.....!" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"بہت بہتر جناب.....!" اُس نے کہا اور کیبن میں داخل ہو گیا۔

فراگ نے اُسے گھور کر دیکھا اور وہ اُس سے نظریں چرانے لگا۔ صورت ہی سے اول درجے کا احمق معلوم ہوتا تھا۔

"تم کون ہو.....؟" فراگ غرایا۔

"مم..... میں پرنسز ٹالابو آ کا خصوصی خادم ہوں جناب.....! اور ان کی ہدایت کے مطابق آپ کو تاہیتی پہنچانے جا رہا ہوں۔!"

"کس قوم سے تعلق رکھتے ہو.....!"

"ایشیائی ہوں جناب.....!"

"اسٹیمر پر اور کون کون ہے.....؟"

"اسٹیمر کا عملہ..... میں اور آپ جناب.....!"

"تمہارا نام کیا ہے.....؟"

"علی عمران.....!"

"لیکن یہ ایشیائی نام تو نہیں معلوم ہوتا۔!"

"عربی النسل ایشیائی ہوں۔!"

فراگ نے سوچا کم از کم ٹالابو آ کے اس خادم خصوصی کو تو بنکانا واپس نہ جانے دے گا..... اور..... اور..... اسی کو بنکانا کی تباہی کا باعث بنانے کی کوشش کرے گا.....! ٹالابو آ ہونہہ.....!

"مم..... میرے لئے کیا حکم ہے جناب.....!" خادم خصوصی ہکلایا۔

”مارٹینی لاؤ....!“

”اور کچھ جناب....!“

”اُس کے بعد رات کا کھانا.... تم بہت مہذب آدمی معلوم ہوتے ہو میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔!“

”بہت بہت شکریہ جناب....!“ وہ تعظیماً جھکا اور باہر نکل گیا۔

فراگ کے ہونٹوں پر شیطانی سی مسکراہٹ تھی۔!

◆

اسٹیمر پاپ اے اے تے کے ساحل سے جا لگا۔ چاروں طرف چمکیلی دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔

ڈیڈلی فراگ کیبن کا دروازہ کھول کر عرشے پر نظر دوڑانے لگا....

اس کی فطری جھلاہٹ اب پوری طرح بیدار ہو چکی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پہلے سامنے پڑنے والے کو پھاڑ ہی کھائے گا.... لیکن وہ ایسا نہ کر سکا.... نہ جانے کیوں اس احمق اور بھولے بھالے آدمی پر اسے رحم آنے لگا تھا۔

ٹالابو آ کے خادم خصوصی نے اسے جھک کر تعظیم دی۔

"اندر چلو۔" فراگ ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ "میں کچھ دیر بعد اتروں گا۔"

"آپ مرضی کے مالک ہیں جناب۔" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

"بیٹھ جاؤ۔" فراگ نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"میں اس کی جرأت کیسے کر سکتا ہوں جناب۔"

"میری اجازت سے۔" فراگ غرایا۔

وہ ایک اسٹول پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے موقع ملتے ہی بھاگ کھڑا ہوگا۔

"میرے بارے میں تمہیں کیا بتایا گیا ہے؟" فراگ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"یہی کہ آپ آنجہانی فرمانروا پوپارے پنجم کے پوتے ہیں۔ میرے مالک شہزادے ہزبنڈا کے دوست...."

"ہوں...." فراگ دم بخود رہ گیا۔ وہ لوبوکا کے بارے میں سوچنے لگا۔ دشمن ضرور تھا مگر

والا.... محض اپنی مقصد براری سے کام رکھتا ہے۔ کسی کی تذلیل کا خواہاں نہیں رہتا....

"ڈھمپ لوبوکا کہاں ہے؟"

"یہ کیا چیز ہے عالی جاہ....؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"چیز نہیں آدمی ہے! میرے ساتھ تھا۔"

"میرے لیے یہ نام نیا ہے عالیجاہ...."

فراگ نے اس کا حلیہ بیان کیا۔

"نہیں جناب!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "میں نہیں جانتا کبھی کوئی ایسا آدمی میری نظر سے نہیں گذرا۔"

"کیا تم فوری طور پر واپس جاؤ گے؟"

"جی ہاں...."

"کیا دو چار دن میرے ساتھ قیام نہیں کر سکتے....؟"

"شہزادی کی اجازت کے بغیر ناممکن ہے۔ ویسے تاہتی دیکھنے کی بڑی خواہش تھی۔ عالیجاہ! کاش دو ہی دن یہاں گذار سکتا۔"

"حیرت ہے! بنکانا میں رہتے ہو اور تم نے تاہتی نہیں دیکھا۔"

"زر خرید غلام یونہی زندگی بسر کرتے ہیں عالیجاہ! شہزادی ٹالابو آ نے مجھے میرے مفلوک الحال باپ سے خریدا تھا۔"

"میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ دن میرے ساتھ قیام کرو.... میں ٹالابو آ کو مطلع کر دوں گا.... وہ کچھ نہیں کہے گی۔"

"آپ مالک ہیں۔" عمران خوش ہو کر بولا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے چمک سی لہرائی تھی۔

"تم میرے ساتھ ہی اترو گے! یہاں اسٹیمر پر تو کسی کو جوابدہ نہیں....!"

"نہیں عالیجاہ! میں صرف آپ کے رحم و کرم پر ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں ٹالابو آ کو اطلاع بھجوا دوں گا۔"

"جیسا آپ فرمائیں۔" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسٹیمر سے اترے تھے اور ایک ساحلی ہوٹل میں داخل ہو گئے تھے۔ فراگ نے کاؤنٹر سے کسی کو گاڑی کے لیے فون کیا۔۔۔۔ پھر اسی میز کی طرف پلٹ آیا اور عمران کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔ ”کیا کھاؤ گے؟“

”جو مل جائے عالیجاہ۔“

”اچھا۔ اچھا میں خود ہی تمہارے لیے انتخاب کروں گا: اور اب دیکھو اب میں شہزادہ نہیں ایک تاجر ہوں۔“

”میں آپ کے خاندان کے افسوسناک حالات سے واقف ہوں۔“ عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

”اوہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں اب بھی میری ہی حکومت ہے۔۔۔۔ وہ تو میں اپنی اصلی شکل میں نہیں ہوں۔ ورنہ ہوٹل کا عملہ سر کے بل کھڑا ہو جاتا۔۔۔۔ شام کو میں تمہیں دکھا دوں گا۔“

”آپ اپنی اصل شکل میں۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔۔۔۔

فراگ نے بلند آہنگ قہقہہ لگا کر کہا۔ ”ہاں۔ یہ میک اپ ہے! میں ہربنڈا کو بنکاٹا پہنچانے گیا تھا۔ اس کے کچھ نامعلوم دشمن نہیں چاہتے تھے کہ وہ بنکاٹا کے ساحل پر قدم رکھ سکے۔ اسی لیے میں میک اَپ میں تھا کہ اس کے دشمنوں کا پتہ لگا سکوں۔“

”کس بادشاہ کے پوتے ہیں؟“ عمران نے ستائشی لہجے میں کہا۔

”تم انگریزی سمجھ سکتے ہو؟“

”نہیں عالیجاہ! فرانسیسی اور ہسپانوی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتا۔“

اشارے سے ایک ویٹرس کو بلا کر فراگ نے اپنا آرڈر پلیس کیا تھا۔

”اچھا یہ تو بتاؤ۔۔۔۔ یہ ہربنڈا آیا کہاں سے ہے؟“ فراگ نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”مجھے اس کا علم نہیں جناب! بس اتنا جانتا ہوں کہ طویل مدت کی گمشدگی کے بعد تشریف لائے ہیں۔“

”اس کے باوجود بھی یقین نہیں کہ وہ شاہ بنکاٹا سے معافی مانگ لے۔“

”معافی!“ عمران نے حیرت ظاہر کی۔ ”میں نہیں سمجھا۔“

”پرنس ہربنڈا ضدی آدمی ہے اور شاہ بنکاٹا بہر حال اسی کا باپ ہے۔ اگر ہربنڈا نے معافی نہ مانگی تو وہ بنکاٹا کو فرانس ہی کے حوالے کر دے گا۔“

”اوہ تو کیا شاہ اور ولی عہد کے درمیان کوئی جھگڑا ہے۔“ عمران نے اپنی حیرت کو بدستور قائم رکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ اور بات بہت معمولی تھی۔ ہربنڈا نے بھینس کا دودھ پینے سے انکار کر دیا تھا۔“

”اگر اجازت ہو تو میں اس بات پر ہنس لوں۔“ عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

اور فراگ کو سچ مچ ہنسی آ گئی۔

”باپ بیٹے دونوں سنکی ہیں“ اس نے کہا۔

”آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی برابری کے ہیں۔“

”میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔“

کھانے کے دوران ہی میں ایک لمبی گاڑی ہوٹل کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔ اور فراگ نے سوچا تھا کہ ہوٹل کے باتھ روم ہی میں اس میک اَپ سے پیچھا چھڑا لینا چاہیے۔ ورنہ اس کے آدمی کیا سوچیں گے۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا: کنگ چانگ سے تعلق رکھنے والے معمولی لوگ بھی کھلم کھلا سب کچھ کرتے پھرتے تھے۔ تو پھر بھلا وہ خود اس کے لیے کیا جواز رکھ سکتا تھا۔

پھر پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر وہ اس میک اَپ سے پیچھا چھڑانے میں کامیاب ہو گیا جو ڈھمپ لوپوکا نے اس پر کیا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ باتھ روم سے برآمد ہوا پورے ہوٹل میں سنسنی پھیل گئی۔ باتھ روم جانے سے پہلے اس نے بل ادا کر دیا تھا اور عمران سے کہا تھا کہ وہ ڈائننگ ہال سے باہر نکل کر برآمدے میں اس کا منتظر رہے۔

بہر حال گاڑی میں بیٹھتے وقت وہ ڈیڈلی فراگ تھا اور عمران اس کی شکل دیکھ دیکھ کر خوف زدگی ظاہر کیے جا رہا تھا۔

”ڈرو نہیں۔“ فراگ اس کا شانہ تھپک کر آہستہ سے بولا۔ ”تم مجھے اپنا دوست پاؤ گے۔۔۔ میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔“

* * *

یہ بنکاٹا بھی بہت خوبصورت جزیرہ ہے۔" جیمسن نے ظفر سے کہا۔ وہ کھڑکی سے قریب کھڑا دور کی سر سبز پہاڑیوں کو گھورے جا رہا تھا۔

انہیں پرنس کے محل میں کچھ کمرے دیئے گئے تھے۔ پچھلی سہ پہر کو وہ یہاں پہنچے تھے۔ شہزادے کی واپسی کی خوشی میں دارالحکومت کو شایان شان طریقے سے سجایا گیا تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں خاص شاہی محل پر اداسی طاری تھی۔ پچھلی شب پرنس کا محل بھی بقعۂ نور بنا ہوا تھا لیکن شاہی محل کی ظاہری حالت میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

"آخر آپ اتنے گم سم کیوں نظر آ رہے ہیں؟" جیمسن نے ظفر کی طرف مڑ کر کہا۔

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"لوئیسا تو یہاں پہنچنے کے بعد سے دکھائی ہی نہیں دی۔"

"جہنم میں جائے۔"

"ایسا نہ کہیے! اپنے بیان کے مطابق وہ یہاں واحد سفید فام لڑکی ہو گی۔"

"میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے اس لیے بکواس بند کرو۔"

"موڈ خراب رکھنے کی چیز نہیں ہوتی یور ہائی نس.... ملی جلی نسلوں والی گندمی لڑکیاں بھی میں نے یہاں دیکھی ہیں۔ بڑی آنکھوں والیاں تو بس قیامت ہیں قیامت۔"

ظفر جھلا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آ جاؤ۔" جیمسن اونچی آواز میں بولا۔

ایک سیاہ فام خادم نے کمرے میں داخل ہو کر ٹالابوآ کی طرف سے طلبی کا حکم سنایا۔

اور پھر وہی انہیں ٹالابوآ کی طرف لے چلا تھا۔

ٹالابوآ ایک بڑے کمرے میں ملی۔ لوئیسا بھی وہاں موجود تھی۔ جیمسن نے ٹالابوآ کی نظر بچا کر اسے آنکھ ماری اور وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں گھور کر رہ گئی۔

"میں نے تمہیں ایک خاص کام کے لیے طلب کیا ہے۔" ٹالابوآ نے ظفر کو مخاطب کیا....

"فرمایئے....!"

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے سامنے والی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ یور ہائی نس....!"

وہ دونوں بیٹھ گئے۔

"اب تم دونوں ہی پرنس کے مزاج داں ہو....! میرا ان پر کوئی اختیار نہیں رہا۔

ظفر اور جیمسن سنبھل کر بیٹھ گئے۔

ٹالابوآ کہتی رہی۔ "اپنی طویل گمشدگی سے پہلے وہ کم از کم میری کوئی بات نہیں ٹالتے تھے.... بہرحال تم دونوں انہیں اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرو کہ وہ اپنے باپ سے معافی مانگ لیں۔"

"اوہ۔ تو کیا پرنس کو ابھی تک معاف نہیں کیا گیا۔ اتنی طویل گمشدگی کے بعد بھی نہیں۔" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ صرف باپ ہی نہیں بنکاٹا کے بادشاہ بھی ہیں۔" ٹالابوآ نے سرد لہجے میں کہا۔

"تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ بھینس کا دودھ اس حد تک مسئلہ بن جائے گا۔" جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرو۔" لوئیسا بول پڑی۔

"ٹھیک ہے۔" ٹالابوآ سر ہلا کر بولی۔ "اب ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ بہرحال تم پرنس کو آمادہ کرو.... تمہاری جیبیں سونے کے سکوں سے بھر دی جائیں گی۔"

"ہم کوشش کریں گے یور ہائی نس....!"

"بس.... جاؤ۔"

وہ دونوں اٹھ گئے۔ ان کے ساتھ ہی لوئیسا بھی اٹھی تھی۔

"تمہاری موجودگی ضروری نہیں ہو گی۔" ظفر بولا۔

"کیوں؟"

"تمہیں دیکھ کر نہ جانے کیوں پرنس بھڑک اٹھتے ہیں۔"

"ہاں۔ ہاں۔ تم یہیں ٹھہرو۔" ٹالابوآ نے لوئیسا سے کہا۔

"جیسی آپ کی مرضی یور ہائی نس....!"

وہ دونوں کمرے سے نکل کر جوزف کی خواب گاہ کی طرف چل پڑے۔ وہ ابھی تک خواب گاہ

سے برآمد نہیں ہوا تھا۔ اس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے طور پر وقت گذارے گا۔ شاہی اوقات کار اس پر مسلط نہ کئے جائیں۔

"کیا ہم اندر آ سکتے ہیں؟ یور ہائی نس۔" جیمسن دروازے پر پہنچ کر اونچی آواز میں بولا۔

"ضرور.... ضرور.....!" اندر سے جوزف کی چہکار سنائی دی۔

وہ دونوں پردہ ہٹا کر خواب گاہ میں داخل ہوئے۔ جوزف مسہری سے اٹھ گیا۔

"یہ ٹھاٹ ہیں بیٹے۔" جیمسن نے اردو میں کہا۔

"کیا بولتا بھائی.... ہم پاگل ہو جائے گا۔ بیٹھو بیٹھو...."

"آخر آپ اپنے باپ سے معافی کیوں نہیں مانگ لیتے۔ یور ہائی نس....!" ظفر نے ادب سے کہا۔

"ہرگز نہیں!" جوزف دہاڑا۔ "مجھے پرواہ نہیں ہے۔ باپ معاف کرے یا نہ کرے! میں اپنے ماموں کے پاس چلا جاؤں گا۔"

"کیا مطلب؟" جیمسن بوکھلا کر بولا۔ "یا تو سرے سے باپ ہی نہیں تھا یا اب کوئی ماموں بھی پیدا ہو گیا۔"

"ہاں.... بالکل.... اس محل میں قدم رکھتے ہی میری یادداشت واپس آ گئی ہے.... میں پرنس ہر بنڈا ہوں.... اور میرا ماموں جزیرہ موکارد کا بادشاہ ہے.... میں موکارد چلا جاؤں گا.... اگر میرا باپ سیدھا نہ ہوگا۔"

"حضور آپ محض بھینس کی وجہ سے ناخلفی پر اتر آئے ہیں...." ظفر نے کہا۔

جوزف ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ "باس نے یہی کہا تھا' مجھے پریشان مت کرو.... نہ میں نے اس باپ کی پہلے کبھی شکل دیکھی ہے اور نہ موکارڈ والے ماموں کی۔"

"اوہ۔" جیمسن برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

"لیکن اگر باپ نے غصے میں قتل کر دینے کا حکم صادر فرما دیا تو....؟" ظفر نے پر تشویش لہجے میں پوچھا۔

"وہ اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ فرانس کا کٹھ پتلی بادشاہ ہے۔ باس نے یہ بھی بتایا تھا۔"

"پتا نہیں کیا چکر ہے....؟"

"ہوگا کچھ۔" جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی! چند لمحے کچھ سوچ کر بولا۔ "لیکن یہاں میرے لیے خطرہ موجود ہے۔ تم دونوں اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔"

"کیسا خطرہ....؟"

"مجھے قتل بھی کیا سکتا ہے"

"زیادہ چڑھ گئی ہے کیا؟" جیمسن بولا۔ "ابھی تو کہہ رہے تھے کہ وہ اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

"میں اپنے باپ کی بات نہیں کر رہا مسٹر! کچھ اور ہی لوگ میری زندگی کے خواہاں ہیں....!"

"لیکن بنگاٹا میں تو تمہیں کوئی خطرہ نہ ہونا چاہئے!"

"اگر ہو بھی تو کیا فرق پڑتا ہے! میں جنگل کا بیٹا ہوں مسٹر.... خطرات میرا کھیل ہیں۔ میں نے تو باس کا پیغام تم تک پہنچایا ہے۔"

"اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بتایا تھا"

"نہیں....!"

"کیا وہ یہیں موجود ہیں....؟"

"میں یہ بھی نہیں جانتا....!"

"خیر.... خیر.... اپنے ماموں کے پاس کب جانے کا ارادہ ہے اور ہمیں بھی ساتھ لے چلو گے یا نہیں....؟"

"دیکھو' کیا ہوتا ہے.... میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ویسے تم ٹالابو آسے کہو کہ تم دونوں میرے ساتھ خواب گاہ ہی میں راتیں بسر کرو گے۔"

"یہ کیا بدمذاقی ہے۔" جیمسن اسے گھورتا ہوا بولا۔

"یہی مناسب ہے مسٹر! میں کہہ چکا ہوں کہ ایک سے زیادہ بیوی نہیں رکھ سکتا۔ صرف بوتل ہی میری بیوی ہے....!"

* * *

عمران ابھی تک اندازہ نہیں کر پایا تھا کہ آخر نراگ اس سے کیا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ

آج یہ اس کا دوسرا دن تھا۔ فراگ اسے اپنی اقامت گاہ میں لے گیا تھا جہاں سے اس نے اسے ٹالابو آ کے اسٹیمر تک پہنچایا تھا۔

فراگ کا رویہ اس کے ساتھ دوستانہ تھا۔ ٹالابو آ کے غلام کی حیثیت سے ٹریٹ نہیں کر رہا تھا.... اس کی سال رواں کی محبوبہ اُم بنی ایک ہی دن میں اس سے بے تکلف ہو گئی تھی۔ اس کی احمقانہ باتوں پر بچوں کی طرح خوش ہوتی۔ گویا ایک کھلونا ہاتھ آیا تھا۔

"احمق نظر آنے کے باوجود بھی تم خوبصورت لگتے ہو۔" وہ بات بات پر کہتی اور عمران شرما کر سر جھکا لیتا۔ اُم بنی کی یہ بے باکیاں فراگ کی موجودگی میں بھی جاری رہتیں۔ اور وہ بھی اپنی فطرت کے خلاف کبھی ہنس دیتا اور کبھی صرف مسکرا کر رہ جاتا۔

اس وقت بھی اُم بنی کی چھیڑ چھاڑ جاری تھی کہ دفعتاً فراگ نے سنجیدگی اختیار کر کے کہا۔ "اب تم جاؤ! ہم کچھ ضروری باتیں کریں گے۔"

"ضروری باتوں میں کیا رکھا ہے! میں تمہیں گیتار پر ایک گیت کیوں نہ سناؤں....

"جاؤ!" فراگ جھنجھلا کر بولا۔ "میری مرضی کے خلاف کچھ کرتی ہو تو بندریا لگنے لگتی ہو۔"

وہ برا سا منہ بنائے وہاں سے چلی گئی۔

عمران سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے گھس بیٹھا رہا۔ فراگ نے اس سے کہا۔ "یہ بڑی اچھی بات ہے کہ تم اسپینی سمجھ سکتے ہو۔"

"میری مادری زبان ہے جناب! فرانسیسی تو سیکھنی پڑی تھی۔ آپ تو جانتے ہیں کہ بزکاٹا کی دوسری زبان یہی ہے۔"

"میری بدقسمتی ہے کہ مجھے اسپینی نہیں آتی۔"

"آپ سیکھ سکتے ہیں جناب!"

"وقت لگے گا اور میرے پاس وقت ہی تو نہیں ہے۔"

"میں آپ کو سکھا سکتا ہوں۔ بہت تھوڑے وقت میں۔ مگر اس کے لئے آپ کو بزکاٹا میں قیام کرنا پڑے گا۔"

"اوہ۔ پھر دیکھیں گے! فی الحال میری ایک بات سنو! آج رات ہم ایک میٹنگ میں چلیں گے۔ وہ لوگ یا تو انگریزی بول سکتے ہیں یا اسپینی! میں ان سے انگریزی میں گفتگو کروں گا۔ اگر وہ

آپس میں میرے خلاف کوئی بات کرنا چاہیں گے تو اسپینی میں کریں گے۔ تم اس طرف دھیان رکھنا....!"

"بہت بہتر جناب!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "میں کسی لومڑی کی طرح چوکنا رہوں گا۔ کیا وہ آپ کے دشمن ہیں جناب....؟"

"میرے لیے شاید اتنے نہ ہوں جتنے ہر بنڈا کے لیے ہیں۔"

"اوہ.... تب تو میں ان کے گردنیں توڑ دوں گا...." عمران غصیلے لہجے میں بولا۔

"طیش میں آنے کی ضرورت نہیں! دماغ کو ٹھنڈا رکھ کر ان کی آپس کی گفتگو پر دھیان دینا۔"

"ایسا ہی ہو گا جناب عالی!"

"یہ کتنا عجیب اتفاق ہے کہ تم اسپینی جانتے ہو! میرے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی مجھے پسند کرنے لگو تاکہ میں تمہیں ہر بنڈا سے حاصل کر لوں....؟"

"میری خوش قسمتی ہو گی جناب! کیونکہ آپ ایک زندہ دل مالک ہیں.... جوانی میں بڑھاپا مجھ پر طاری ہو گیا ہے۔ اس سے بھی نجات مل جائے گی۔"

"بزکاٹا کے لوگ خشک مزاج ہیں۔" فراگ مسکرا کر بولا۔ "ویسے تمہیں اسلحہ کے کھیل سے بھی کچھ دلچسپی ہے یا نہیں؟"

"تھوڑی بہت....!"

"نشانہ کیسا ہے....؟"

"میرا خیال ہے کہ برا نہیں ہے....!"

"باڈی گارڈ کے فرائض انجام دے سکو گے....؟"

"مجھے اس کا تجربہ ہے جناب! میں پرنسز کا باڈی گارڈ رہ چکا ہوں۔"

"وہ رسمی چیز ہے! کسی ایسے آدمی کے باڈی گارڈ بننے کی بات تھی جس کی زندگی ہر آن خطرے میں ہو۔"

"کیا وہ میٹنگ ایسی ہی ہو گی جناب....؟"

میرا خیال ہے کہ ایسی ہی ہو گی! اور میں اپنے ساتھ ایک سے زیادہ آدمی نہیں لے جا سکوں گا۔!"

"فکر نہ کیجئے! میں پہلے مر دوں گا' پھر آپ پر آنچ آئے گی...."

”پھر بھی میں کس طرح یقین کرلوں....“

”میرے پاس ریوالور نہیں ہے جناب....!“

”اوہ۔ تو کیا تم ثبوت پیش کرنا چاہتے ہو؟ اچھا تو چلو پائیں باغ میں....“ فراگ اسے پائیں باغ میں لایا اور ایک ریوالور دے کر بولا۔ ”دکھاؤ کیا دکھانا چاہتے ہو۔

”آپ ایک سکہ اچھالئے' زمین پر گرنے سے پہلے ہی اڑادوں گا.

فراگ نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں قہقہہ لگایا۔

”یقین کیجئے عالیجاہ....“

”ایسا کرتے کسے دیکھا تھا؟“

”آپ سکہ اچھالئے جناب!“ عمران نے کسی قدر جھلاہٹ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”اگر پہلے ہی فائر میں نہ اڑا سکا تو دوسرا اپنی کنپٹی پر کروں گا۔“

”اوہ.... یہ بات ہے.... اچھا تو سنبھالو۔“

فراگ نے جیب سے سکہ نکال کر اچھالا اور جیسے ہی وہ پھر نیچے کی طرف آنے لگا۔ فائر ہوا.... گولی سکے ہی پر پڑی تھی۔

فراگ حیرت سے منہ کھولے کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

برآمدے سے اُم بنی کی آواز آئی۔ ”یہ کیا ہورہا ہے؟“

”کچھ نہیں' بھاگ جاؤ۔“ فراگ نے چونک کر کہا۔ پھر آگے بڑھ کر عمران کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ ”میں تمہیں کسی قیمت پر بھی اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔“

اُم بنی بھاگ جانے کی بجائے برآمدے سے اتر کر ان کی طرف بڑھی آرہی تھی۔ لیکن فراگ اس وقت شائد بہت اچھے موڈ میں تھا اس لیے عمران سے بولا۔

”میں دوسرا سکہ اچھالتا ہوں۔ اسے بھی دکھاؤ۔“

سکہ پھر اچھالا گیا اور اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔

”کمال ہے....!“ فراگ بڑبڑایا۔ ”میں سمجھا تھا شاید دوسرا نشانہ چوک جائے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارے اعصاب بھی فولادی ہیں۔ ہیجان میں نہیں مبتلا ہوتے..

”شکریہ جناب عالی!“ عمران شرما کر بولا۔

”اور ایک سو سال پہلے کی لڑکیوں کی طرح شرمیلے بھی ہو۔“ اُم بنی ہنس کر بولی۔

عمران کا چہرہ سرخ ہوگیا۔

”ارے تم آخر ہو کیا چیز....؟“ فراگ اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

”کک.... کچھ نہیں جناب! جب کوئی میری تعریف کرتا ہے تو میں خود کو الو محسوس کرنے لگتا ہوں۔“

شام کو وہ اس نامعلوم مہم پر روانہ ہوئے جس کے لیے فراگ نے عمران کو اپنا ساتھی منتخب کیا تھا۔ عمران کے لیے تو وہ ایک نامعلوم ہی مہم تھی۔

گاڑی غالباً اسی سڑک پر جارہی تھی جس پر ایک بار پہلے بھی فراگ ہی کے ساتھ سفر کرچکا تھا۔ لیکن وہ اس دن.... خوفناک شکل والا ڈھمپ لوپوکا تھا۔

سفر طویل ہی معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اندھیرا پھیل جانے پر بھی اس کا اختتام نہ ہوسکا۔

قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد ان کی گاڑی جسے فراگ خود ہی ڈرائیو کررہا تھا ایک ساحلی گاؤں میں داخل ہوئی.... اور عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے خوشبوؤں کے خزانے میں داخل ہوگیا ہو.... بھانت بھانت کے پھولوں کی ملی جلی خوشبو فضا میں رقص کرتی پھر رہی تھی۔ خوشبوؤں کے ساتھ ہی ٹرمپٹ اور ڈرم کی آوازیں بھی تھیں.... عجیب سا نغماتی شور تھا۔

”یہ کیا ہورہا ہے....؟“ عمران نے فراگ سے پوچھا۔

”پھولوں کا رقص! شاید پچھلی طرف میدان میں لڑکیاں ناچ رہی ہیں۔“

دفعتاً ایک جگہ فراگ نے گاڑی روک دی اور کچھ فاصلے سے آواز آئی۔

”کون ہے....؟“

سوال انگریزی زبان میں کیا گیا تھا۔

”جس کے تم منتظر ہو....“ فراگ غرایا۔

پھر ان پر ٹارچ کی روشنی پڑی تھی اور فراگ دہاڑا تھا۔ ”یہ کیا بیہودگی ہے....؟“

اس کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں' عمران نے فرانسیسی میں پوچھا۔ ”کیا میں فائر کردوں جناب عالی....!“

”نہیں....!“

ٹارچ کی روشنی ڈالنے والا تیزی سے ان کی طرف آیا تھا۔

"اوہو.... آؤ میرے ساتھ۔" اس نے قریب پہنچ کر کہا۔

عمران اور فراگ ٹارچ کی روشنی میں اس کے ساتھ ایک طرف چل پڑے۔ تقریباً ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے پھر رکے۔

"اندر تشریف لے جائیے جناب....!" اجنبی نے اس بار بڑے ادب سے کہا۔

وہ اس کی شکل نہیں دیکھ سکے تھے کیونکہ عمارت کے آس پاس بھی اندھیرا تھا۔

اندر پہنچ کر وہ ایک کمرے میں آئے جہاں کئی کیروسین لیمپ روشن تھے۔

ایک بڑی سی میز کے گرد کئی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اجنبی نے ان سے بیٹھ جانے کی درخواست کی۔

پھر فراگ سے کہا۔ "گفتگو شروع کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا آپ کا ساتھی بھی اس گفتگو میں شریک ہوگا....؟"

"یہ فرانسیسی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتا اس لیے اس کی موجودگی سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایک آدمی ہر جگہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔"

"ٹھیک ہے! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اجنبی نے سر ہلا کر کہا۔

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"شام بخیر معززین...." اس نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

جواب میں فراگ نے صرف سر کو جنبش دی تھی۔

پھر وہ دونوں ان کے مقابل بیٹھ گئے اور نووارد نے فراگ سے پوچھا۔ "ہم اس معاملے کو سمجھنے سے قاصر ہیں آخر ہربنڈا بنکاک کیسے پہنچ گیا....؟"

"میں کنگ چانگ کا نائب ہوں۔" فراگ غرایا۔ "اور یہ ضروری نہیں کہ باس اپنے کسی نائب کو اس حد تک آگاہ رکھے۔ پہلے اس نے حکم دیا تھا کہ ہربنڈا کو روکا جائے.... پھر اچانک حکم دیا کہ جانے دیا جائے....!"

"تم ہربنڈا کے اسٹیمر پر خود موجود تھے۔" کسی قدر تلخ لہجے میں کہا گیا۔

"یہ بکواس ہے....!"

"ہم نے آواز ریکارڈ کی تھی۔ تم اپنے آدمیوں کو احکامات دے رہے تھے کہ ہربنڈا کے اسٹیمر کو صحیح سلامت گذر جانے دیا جائے۔"

"یقیناً میں احکامات دے رہا تھا۔ لیکن یہ بکواس ہے کہ میں ہربنڈا کے اسٹیمر پر موجود تھا۔!"

"آخر کنگ چانگ کے اس طرح بدل جانے کی وجہ....؟"

"مسٹر! میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہ مالک ہے اور ہم سب حکم کے پابند! کس کے منہ میں دانت ہیں کہ اس سے جرح کرے....؟"

"ہم اس مسئلے پر اس سے براہ راست گفتگو کرنا چاہتے ہیں....!"

"وہ براہ راست کسی سے گفتگو نہیں کرتا۔"

"اس کے احکامات تمہارے پاس کس طرح پہنچتے ہیں...."

"اپنی کھال میں رہو مسٹر....!"

"کیا مطلب....؟"

"اپنے کام سے کام رکھو! میں یہ کیوں بتاؤں کہ ہمارا طریق کار کیا ہے۔"

"اوہ.... اچھا اچھا...." وہ مسکرا کر بولا۔ "واقعی میرا یہ سوال نامناسب تھا۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔"

فراگ نے برا سا منہ بنا کر سر کو جنبش دی تھی اور نووارد دوسرے آدمی سے اسپینی میں کچھ کہنے لگا تھا۔

دوسرا آدمی اٹھ کر چلا گیا اور نووارد نے فراگ سے کہا۔ "دراصل ہم الجھن میں پڑ گئے ہیں۔ اسی لیے میں تم سے کافی کے لیے بھی نہیں کہہ سکا تھا۔"

"شکریہ! میں خواہش نہیں محسوس کر رہا۔" فراگ خشک لہجے میں بولا۔

"بہرحال! ہم اپنی گفتگو دوستانہ ماحول میں جاری رکھیں گے....!"

"کیسی....؟ وہ تو ختم ہو چکی۔" فراگ غرایا۔

"قطعی نہیں! کنگ چانگ سے ہمارے تعلقات بہت پرانے ہیں۔ تمہیں علم ہے کہ وہ معقول معاوضے پر ہماری مدد کرتا رہا ہے۔"

"میں جانتا ہوں....!"

"اس لیے ہمیں یہ معلوم ہونا ہی چاہئے کہ اس نے اس بار ہمارا کام کیوں نہیں کیا۔۔۔؟"

"تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔

"وہ کس طرح۔۔۔؟"

"تم پھر ہمارے طریق کار کو زیر بحث لانے کی کوشش کر رہے ہو۔

"اوہ۔ مجھے افسوس ہے۔ لیکن آخر کب تک ہمیں اس کی وجہ معلوم ہو سکے گی۔۔۔؟"

"وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن زیادہ دیر نہیں لگے گی۔"

دوسرا آدمی پھر کمرے میں داخل ہوا۔ اس بار اس کے ہاتھوں میں کافی کی ٹرے تھی۔

ٹرے میز پر رکھ کر وہ دو پیالوں میں کافی انڈیلنے لگا۔ اور پھر یہ پیالیاں فراگ اور عمران کے آگے کھسکا دی گئیں۔

دفعتاً عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا ریوالور نکل آیا جس کا رخ میزبانوں کی طرف تھا۔

"اب تم ہی دونوں اس کافی کو پیو گے۔" اس نے کہا۔ اس نے انہیں اسپینی میں مخاطب کیا تھا۔ دونوں اچھل پڑے۔

"یہ کیا شروع کر دیا۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تمہیں معلوم ہو جائے گا جناب!" عمران نے فرانسیسی میں کہا۔ "تمہیں یہ کافی پینی ہی پڑے گی۔"

پھر اس نے ریوالور کو جنبش دے کر ان دونوں کو مخاطب کیا۔ "موت سے بہتر بیہوشی ہی رہے گی دوستو! پیالیاں اٹھاؤ اور پی جاؤ' ورنہ کھوپڑیوں میں سوراخ ہو جائیں گے۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا ہو رہا ہے؟" فراگ کا مقابل ہکلایا۔

"میں اسپینی نہیں جانتا۔" فراگ نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔ "جو کچھ کہہ رہا ہے وہی کرو، ورنہ۔۔۔؟

دونوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر پیالیاں اٹھا لیں۔

"جلدی کرو۔۔۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

انہوں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں پیالیاں خالی کر دی تھیں اور میز پر کہنیاں ٹیک کر ہانپنے لگے تھے۔ ان کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی تھیں اور پھر ان کے سر میز پر ڈھلک آئے۔ فراگ حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں گھورے جا رہا تھا۔

"آپ انہیں دیکھیے۔" عمران نے فراگ سے کہا۔ "میں اندر جا کر دیکھتا ہوں کوئی اور بھی تو موجود نہیں ہے۔"

"تت۔۔۔ تم تو کمال کے آدمی نکلے۔۔۔ جاؤ دیکھو۔

اندر کوئی بھی نہیں تھا۔ عمارت میں صرف یہی دو آدمی تھے' عمران پھر اسی کمرے میں واپس آ گیا۔

"غالباً ہمیں بیہوش کر کے یہ کہیں لے جانا چاہتے تھے' اسپینی میں اس نے اسے ہدایت دی تھی کہ کافی میں خواب آور دوا ملائی جائے۔" عمران نے بیہوش آدمیوں کو پر تشویش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"پرواہ مت کرو۔۔۔ اب یہ ہمارے ساتھ جائیں گے۔" فراگ نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

وہ انہیں اٹھا کر گاڑی تک لائے تھے اور پچھلی نشست پر بٹھا کر ان کے ہاتھ اور پیر باندھ دیئے تھے۔

واپسی کے سفر کے دوران میں فراگ خاموش ہی رہا۔۔۔ لیکن واپسی اس عمارت میں نہیں ہوئی تھی جہاں فراگ مقیم تھا۔۔۔ بلکہ یہ عمارت وہی عمارت تھی' جہاں ظفر' جیمسن اور لوئیسا کو لے جایا گیا تھا۔

"میرے ساتھ آؤ۔" فراگ گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔ "میرے آدمی انہیں سنبھال لیں گے۔

عمران اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ ایک کمرے میں آئے جہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

فراگ نے فون کا ریسیور اٹھا کر ایک بار ڈائیل کیا اور پھر کسی کو ان بیہوش آدمیوں سے متعلق ہدایات دینے لگا۔

عمران اس کے پیچھے مؤدب کھڑا ہوا تھا۔ دفعتاً فراگ ریسیور رکھ کر اس کی طرف مڑا۔

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے نرم لہجے میں کہا اور عمران اس کا شکریہ ادا کر کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ فراگ خاموشی سے اسے گھورے جا رہا تھا' عمران کے چہرے پر اس وقت بلا کی حماقت طاری تھی۔

"تم میری توقعات سے بڑھ کر نکلے .... بلا کی قوت فیصلہ رکھتے ہو۔ کوئی دوسرا ہوتا تو پہلے مجھے موقع کی نزاکت سے آگاہ کرتا اور اس کے بعد میرے مشورے کا انتظار کرتا۔"

"کک کیا مجھ سے حماقت سرزد ہوئی ہے جناب عالی... !" عمران خوفزدہ لہجے میں ہکلایا۔

"ہرگز نہیں! تم نے وہی کیا ہے جو ایسے حالات میں خود میں بھی کرتا۔"

"شکریہ جناب۔"

"پھر دوسری خصوصیت یہ ظاہر ہوتی ہے کہ تم نے ابھی مجھ سے اس معاملے کے متعلق کچھ بھی نہیں پوچھا۔"

"میں صرف اپنے کام سے کام رکھتا ہوں جناب' آپ نے مجھ سے جس کے بارے میں کہنا تھا میں نے صرف اسی پر نظر رکھی تھی۔

'انمول چیز ہو' اگر میرے ساتھ رہنا منظور کر دو تو تمہیں تاہیتی کا شہزادہ بنا دوں گا...

"مجھے تو منظور ہے جناب! لیکن میں پرنسز ٹالابوآ کا زر خرید بھی ہوں...."

"جتنے میں اس نے تمہیں خریدا تھا اس کی دس گنا رقم میں اسے ادا کر سکتا ہوں...."

"بس تو پھر آپ ہی طے کر لیجئے! مجھے تو تاہیتی پسند آیا ہے! بنکاٹا میں بڑی گھٹن تھی۔

* * *

رات کے دس بجے ظفر اور جیمسن جوزف کی خوابگاہ میں رمی کھیل رہے تھے خود جوزف کو تاش کے کھیلوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لہٰذا وہ دور بیٹھا ایک ایک گھونٹ کر کے بوتل ہی منہ سے پی رہا تھا۔

ٹالابوآ کی وجہ سے دوسروں کے سامنے گلاس یا جام استعمال کر لیتا تھا۔ اس جیسے بلانوش کے لیے تو بیرل ہی سے منہ لگا دینا بھی پوری پوری آسودگی کا باعث نہ بن سکتا۔

"تم لوگ زندگی میں یکسانیت کا رونا رویا کرتے تھے۔" دفعتاً جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہاں! یور ہائی نس....!" جیمسن نے پتوں پر سے نظر ہٹائے بغیر کہا۔

"اب بتاؤ! کیسی رہی....؟"

"ٹھیک ہی رہی سوائے اس کے کہ چاروں طرف آپ ہی کی شکل کی عورتیں دکھائی دیتی ہیں..

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آ جاؤ۔" جوزف غرایا۔ وہ جانتا تھا کہ ٹالابوآ کے علاوہ اور کوئی دروازہ بجانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

اندازہ غلط نہیں تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں ٹالابوآ اندر داخل ہوئی اور دروازے کے قریب ہی رک کر جیمسن اور ظفر کو گھورنے لگی جو تاش کے پتے ہاتھوں سے رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"تم دونوں اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو....؟" وہ بالآخر ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

"ہز ہائی نس کا اصرار ہے کہ اسی کمرے میں رات بسر کریں۔"

"کیا یہ مناسب ہوگا....؟" ٹالابوآ جوزف سے مخاطب ہوئی۔

"اس سے زیادہ مناسب اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔ "دیکھو مجھے بہت زیادہ پریشان مت کرو میری یادداشت واپس آگئی ہے اور مجھے سب کچھ جانا پہچانا لگ رہا ہے۔!"

"اوہ.... نہیں۔!" ٹالابوآ خوش ہو کر بولی۔

"یقین کرو۔ اگر تم لوگ مجھے زیادہ پریشان کرو گے تو میں اپنے ماموں کے پاس چلا جاؤں گا۔"

"نن.... نہیں..

"میں نے تہیہ کر لیا ہے۔ اگر مجھے باپ سے معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا تو میں موکارو چلا جاؤں گا۔"

"تم بالکل نہیں بدلے ہربنڈا...

"بس جاؤ۔ اگر بنکاٹا کے تاج و تخت کو سلامت رکھنا چاہتی ہو تو مجھ سے مت الجھو۔"

ٹالابوآ نے بے بسی سے ظفر اور جیمسن کی طرف دیکھا۔

"ہم بھی سمجھاتے ہیں یور ہائی نس!" ظفر جلدی سے بولا۔

"دیکھو ہربنڈا ڈیئر!" وہ بے حد نرم لہجے میں بولی۔ "میرا خیال ہے کہ تم تکالیف سے بھرپور اتنا عرصہ گزارنے کے باوجود بھی نہیں بدلے۔"

"اب تو میں اور بھی زیادہ سخت ہو گیا ہوں....!"

"ایسی صورت میں تمہارا ماموں بھی تمہیں برداشت نہ کر سکے گا....!"

"میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔"

”تو پھر ہم نے اتنی مصیبت خواہ مخواہ جھیلی ہے۔“ ٹالابو آ نے پر تفکر لہجے میں کہا۔ پھر چونک کر بولی۔ ”ہاں! وہ کہاں گیا جسے تم اپنا باس کہتے ہو....؟“

”میں نہیں جانتا! مرضی کے مالک ہیں جہاں جی چاہے گا جائیں گے....!“

”یہ نہیں ہو سکتا۔ اسے ہمیں اپنی نقل و حرکت سے آگاہ رکھنا پڑے گا۔“

”مگر اب کبھی تمہارے ہاتھ لگ سکے تو ضرور آگاہ رکھیں گے۔“ جوزف خشک لہجے میں بولا۔

”اسی میں اس کی عافیت ہے! اور تم دونوں بھی سن لو۔“ ٹالابو آ نے ظفر اور جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”میرے علم میں لائے بغیر تم بھی محلات کی حدود سے باہر قدم نہیں رکھو گے۔ یہ جزائر اجنبیوں کے لیے بسا اوقات جہنم بن جاتے ہیں۔“

”ایسا ہی ہوگا.... یور ہائی نس.... ہم آپ کی اجازت حاصل کیے بغیر کچھ نہ کریں گے۔“

”اچھا اب تم جا کر آرام کرو۔“ جوزف ٹالابو آ کو مخاطب کر کے ہاتھ ہلاتا ہوا بولا۔ ”تمہیں بھی آرام کی ضرورت ہے، بہت تھک گئی ہو۔“

”میں جا رہی ہوں۔“ ٹالابو آ نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور پھر ظفر سے بولی۔ ”تم میرے ساتھ آؤ....!“

ظفر احتراماً جھکا اور اس کے پیچھے چلنے لگا۔ خوابگاہ سے باہر نکل کر وہ اس کی طرف مڑی، ظفر رک گیا۔

”اب میں تمہیں اپنے اعتماد میں لینا چاہتی ہوں۔“

”عزت افزائی کا شکریہ! یور ہائی نس....!“

”آؤ....“ کہتی ہوئی وہ پھر آگے بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد وہ محل کے ایک دور افتادہ کمرے میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔

”تم لوگوں کے ساتھ پرنس کا رویہ کیسا ہے....؟“ ٹالابو آ نے ظفر سے پوچھا۔

”بہت اچھا ہے یور ہائی نس....!“

”میں یہاں کی بات نہیں کر رہی، اپنے ملک کی بات کرو۔“

”وہاں بھی مناسب ہی تھا....!“

”کیا وہ تم لوگوں کے ساتھ شرارتیں نہیں کرتا تھا....؟“

”ہرگز نہیں! پرنس بیحد سنجیدہ تھے! بے ضرورت زبان تک نہیں ہلاتے تھے۔“

”ہوں! تو اب سنو! بھینس کے دودھ والی بات میں صداقت نہیں تھی۔“

”میں نہیں سمجھا یور ہائی نس....!“

”شاہ بنکاٹا کسی اور وجہ سے ناراض ہوئے تھے اور وہ بگڑ کر روپوش ہو گیا تھا..

”کیا وجہ تھی....؟“

”میں تمہیں اس لیے بتا رہی ہوں کہ تم اس پر نظر رکھو اور اسے بھٹکنے نہ دو، میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ تم دونوں سے نہیں الجھتا۔“

”ہاں! وہ کسی حد تک ہماری بات مان لیتے ہیں....!“

”تم یہ تو جانتے ہی ہو گے کہ شاہ بنکاٹا فرانس کے زیردست ہیں اور بشرط وفاداری یہ بادشاہت قائم رہے گی۔“

”مجھے علم ہے یور ہائی نس...

”یہ اس وقت کی بات ہے جب ہر بنڈا روپوش ہوا تھا۔ یہاں سیاسی بیداری کی ابتداء ہوئی تھی۔ بنکاٹا کے عوام فرانس کے تسلط سے پیچھا چھڑانے چاہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ شاہی خاندان کے لیے یہ چیز خطرناک تھی، یہاں آئے دن مظاہرے ہونے لگے۔ احتجاجی جلوسوں کی بھرمار ہو گئی۔ پھر کچھ لوگ لاقانونیت پر بھی اتر آئے۔ توڑ پھوڑ مچاتے، پولیس گولیاں چلاتی، جیل جاتے اور کچھ دنوں کے لیے سکون ہو جاتا.... پھر اچانک ایک دن ایک بالکل ہی نئے قسم کا احتجاجی مظاہر دیکھنے میں آیا۔ لوگ سارے کپڑے اتار کر بالکل ننگ دھڑنگ گھروں سے نکل آتے اور جلوس کی شکل میں شاہی محل کی طرف بڑھنے لگے۔ پولیس بوکھلا گئی۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ وہ بالکل خاموش تھے نہ انہوں نے توڑ پھوڑ مچائی اور نہ ہی کسی قسم کا ہنگامہ برپا کیا۔ ہمارے تعزیری قوانین کے مطابق کسی پبلک مقام پر برہنہ ہو جانے کی سزا ایک ہفتے سے زیادہ نہیں۔ اس کے بعد ایک دن یہ دیکھنے میں آیا کہ لوگ شہر کی سب سے زیادہ بارونق شاہراہوں پر بیٹھے رفع حاجت کر رہے ہیں۔ یہ بھی احتجاجی مظاہرہ ہی تھا۔ جس پر معمولی جرمانے کے علاوہ کوئی سزا نہیں دی جاتی۔“ ٹالابو آ خاموش ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگی اور ظفر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”واقعی حکومت بڑی دشواریوں میں پڑ گئی ہوگی۔“

"اور اب تمہیں بتاؤں کہ یہ ہربنڈا کی شرارت تھی۔"

"نہیں.....!" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یقین کرو.....! وہ چوری چھپے عوامی لیڈر بنتا جا رہا تھا اور شرپسندوں کو ایسی ایسی تدبیریں سجھاتا تھا کہ پولیس بے دست و پا ہو کر رہ جاتی تھی۔"

"کمال ہے۔ گویا وہ خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے تھے.....!"

"شاہ کو خبر ہوئی۔ انہوں نے اسے طلب کر کے ڈانٹا ڈپٹا۔ معافی نامہ طلب کیا کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ ہربنڈا نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا اور پھر اس دن کے بعد سے ہم اس کی شکل دیکھنے کو ترس گئے تھے۔ ابھی پچھلے دو ماہ قبل کی بات ہے کہ تمہارے ملک کے فرانسیسی سفیر کے توسط سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ہربنڈا کہاں ہے۔"

"اچھا اگر اب بھی پرنس نے شاہ سے معافی نہ مانگی تو کیا ہوگا.....؟"

"میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی، ہو سکتا ہے وہ اس شخص کی بات مان لے جسے اپنا باس کہتا ہے.....؟"

"کیا آپ کو علم ہے کہ باس کہاں ہے.....؟"

"میں نہیں جانتی! وہ ہمیں بنکاٹا کے ساحل پر اتار کر غائب ہو گیا تھا۔"

"باس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔

"تو پھر اسے تلاش کرو۔"

"ہمارے بس سے باہر ہے جب خود ہی مناسب سمجھے گا ہم سے آ ملے گا، ویسے آپ یہ تو بتا ہی سکیں گی کہ بنکاٹا میں پرنس کو کس قسم کے خطرات پیش آ سکتے ہیں۔"

"کسی قسم کے بھی نہیں۔"

"حیرت ہے! حالانکہ پرنس ہمیں اپنی خوابگاہ میں اسی لیے زد کے رکھنا چاہتے ہیں کہ کسی قسم کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں.....!"

"اس پر مجھے بھی حیرت ہے چلو میں پوچھتی ہوں.....!"

"نہیں یور ہائی نس! چونکہ آپ نے مجھے اعتماد میں لیا ہے اسی لیے میں نے بھی یہ بات کہہ دی ورنہ پرنس نے سختی سے منع کر دیا تھا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔" تالابو آ بے بسی سے بولی۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر ظفر بولا۔ "کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ موکارو کا بادشاہ بنکاٹا کو بھی اپنے قبضے میں لینے کے لیے پرنس کی زندگی کا خواہاں ہو جائے۔"

"ہرگز نہیں۔ کبھی نہیں۔ ایسی کوئی بات کسی کے سامنے زبان سے نہ نکالنا خونی رشتوں کی تقدیس کے منافی ہے۔ وہ پرنس کا ماموں ہے۔ ان اطراف میں حکومت کے لیے رشتے دار ایک دوسرے کا خون نہیں بہاتے اور رشتوں کا احترام اس طرح کیا جاتا ہے کہ ان پر ملکی قوانین بھی اثر انداز نہیں ہوتے۔"

"میں نہیں سمجھا یور ہائی نس.....!"

"اسے یوں سمجھو کہ پچھلے سال موکارو میں قانون بن گیا ہے کہ کوئی غیر ملکی موکارو کے ساحل پر قدم نہیں رکھ سکتا۔ آس پاس کے جزیروں کے لوگوں پر بھی یہ قانون لاگو ہوتا ہے لیکن ہربنڈا جب چاہے موکارو جا سکتا ہے! یہی نہیں بلکہ جتنے آدمی چاہے اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔ اس پر اس قانون کا اطلاق نہیں ہوگا۔"

"اوہ....." ظفر پر تفکر انداز میں اپنی بائیں کنپٹی سہلانے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "اچھا تو پھر اس ہنگامے کا کیا مقصد تھا، آخر کنگ چانگ کیوں نہیں چاہتا تھا کہ پرنس بنکاٹا پہنچیں۔ اور غالباً آپ نے ہمیں یہی سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ موکارو کا بادشاہ اس سازش کی پشت پر ہو سکتا ہے.....!"

"اس سلسلے میں لوئیسا نے مجھ سے جو کچھ کہا تھا، وہی میں نے تم لوگوں کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی تھی! اس نے یہ کہا تھا کنگ چانگ کے آدمی پرنس سے الجھیں گے.....!"

"آخر کیوں.....؟"

"وجہ وہ بھی نہیں بتا سکی تھی۔ اسے اپنے بڑے آفیسر کی طرف سے صرف اتنی ہی ہدایت ملی تھی۔ وجہ شاید اسے بھی نہیں بتائی گئی۔"

اچھا تو پھر آپ انہیں اپنے ماموں کے پاس جانے سے کیوں باز رکھنا چاہتی ہیں.....؟"

"ذرا عقل استعمال کرو۔ خدا خدا کر کے تو بنکاٹا پہنچے ہیں۔ اب یہاں سے کہیں اور جانے کی سوجھی تو نہ جانے کیا حشر ہو۔"

"اوہ! اچھا سمجھ گیا' میں کوشش کروں گا کہ پرنس شاہ سے معافی مانگ لیں۔

"اتنا بڑا انعام دوں گی کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"او کے یور ہائی نس . .

◆

عمران سر کے بل کھڑا تھا اور اُم بنی اسے حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔ وہ اسے بیوقوف اور سنجیدہ سمجھتی تھی۔ اس لیے اس کے اس فعل کو شرارت پر محمول کرنے کے لیے بھی تیار نہیں تھی۔ اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اُم بنی نے کھنکتا ہوا سا قہقہہ لگایا تھا۔ عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ندامت کے آثار دیکھ کر وہ پھر ہنس پڑی۔

"مم . . . . میں عبادت کر رہا تھا مادام۔" عمران ہکلایا۔

"یہ عبادت تھی۔" وہ ہنستی رہی۔

"عبادت ہی ہے۔!"

"کس مذہب سے تعلق رکھتے ہو . .

"یہ نہ بتا سکوں گا . . . . میں معافی چاہتا ہوں . . . .

-"کوئی پوشیدہ مذہب ہے . .

عمران سر کو اثباتی جنبش دیتا ہوا بولا۔ "اس مذہب کا اولین اصول یہ ہے چونکہ آدمی سر کے بل پیدا ہوتا ہے اس لیے اسے سر کے بل کھڑا رہنا چاہیے . . . . !

تو پھر کھڑے رہو کس نے منع کیا ہے . . . . ؟"

"خواتین کی موجودگی میں ناممکن ہے۔"

"کتنی دیر یہ عبادت جاری رہے گی مجھے تم سے کچھ گفتگو کرنی تھی۔"

"بس ختم ہی سمجھئے کیا باس ابھی سو رہے ہیں۔"

"نہیں! بہت سویرے کہیں چلا گیا ہے۔"

"تو پھر فرمائیے . .

"ناشتے کی میز پر . . . . میرے ساتھ آؤ . . . ." کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

عمران نے ہونٹ بھینچ کر سر کو جنبش دی اور اس کے پیچھے چلنے لگا۔ ڈائننگ روم میں پہنچ کر وہ ایک طرف مڑی تھی۔

"بیٹھ جاؤ۔"

"بہت بہتر۔" عمران پر بوکھلاہٹ طاری ہو گئی۔

"تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آ سکے۔" وہ اس کے مقابل بیٹھتی ہوئی بولی۔

"کک۔ کوئی بات نہیں ہے مادام! میں اپنی ماں سے بہت ڈرتا تھا۔ اس لیے عورتیں مجھے خوفناک معلوم ہوتی ہیں۔"

وہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔ "یہاں آنے سے پہلے کہاں تھے؟"

"اپنے گھر میں . . . . !"

"تمہارا گھر کہاں ہے . . . . ؟"

"بات دراصل یہ ہے مادام! کہ باس کی اجازت کے بغیر میں اپنے بارے میں آپ کو کچھ بھی نہ بتا سکوں گا . . . . !"

"اوہو . . . . تو کیا اس نے منع کر دیا ہے . . . . ؟"

"جی ہاں! خصوصیت سے آپ کی بات نہیں ہے۔ کسی کو بھی کچھ نہ بتاؤں' باس کی ہدایت ہے . . . . !"

"خیر . . . . خیر . . . . ناشتہ کرو۔" وہ ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

"شکریہ مادام . . . . !"

"میرا نام اُم بنی ہے۔"

"اچھا . . . . !" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا . . . . کیا تم بھول گئے؟"

"بھول جانے کے مرض میں مبتلا ہوں۔"

"کیا تم فراگ کو بہت دنوں سے جانتے ہو . . . . ؟"

عمران کچھ نہ بولا۔ سر جھکائے خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔ وہ اسے غصیلی نظروں سے گھورے جا رہی تھی۔ دفعتاً تیز لہجے میں بولی۔ "یہ پہلا موقع ہے کہ وہ مجھے کسی خوبصورت جوان کے ساتھ تنہا چھوڑ گیا ہے۔"

"یہ تو بہت برا کیا انہوں نے۔" عمران چھری کانٹا چھوڑ کر بولا۔

"کیوں....؟"

"اس لیے کہ آپ مجھ جیسے الو کو خوبصورت قرار دے رہی ہیں....!"

"کیا تمہیں کبھی کسی لڑکی نے نہیں چاہا....؟"

"میں نے عرض کیا تھا کہ مجھے عورتوں سے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

"ہر عورت ماں نہیں ہوتی۔"

"کسی نہ کسی کی تو ہوتی ہی ہے۔"

"میں نہیں ہوں۔"

"تب تو بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" عمران سچ مچ خوش ہو کر بولا۔

"کیا واقعی گدھے ہو....؟"

"جی ہاں!" عمران نے یک بیک اداس ہو جانے کی ایکٹنگ کی اور پھر کھانے میں مشغول ہو گیا۔

"فراگ کے ساتھ تم مارے جاؤ گے۔" تھوڑی دیر بعد وہ آہستہ سے بولی۔

"کک... کیوں....؟ عمران چونک پڑا۔

"وہ کنگ چانگ کا معتوب ہے۔"

"مم.... میں نہیں سمجھا مادام....!"

"وہ خود ہی کنگ چانگ بن بیٹھنا چاہتا تھا۔ پہلی غلطی تھی اس لیے کنگ چانگ نے تھوڑی سی سزا دے کر معاف کر دیا۔ اور سنو، میں ان پانچ خوش نصیبوں میں سے ہوں جنہوں نے کنگ چانگ کو دیکھا ہے۔"

"اچھا....؟" عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"یقین کرو.... لیکن تم اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کرو گے....!"

عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر کو تفہیمی جنبش دی۔ پھر بولا۔ "وہ کیسا ہے....؟"

"بیحد خوفناک شکل والا ہے! کم از کم میں تو اس سے آنکھیں نہیں ملا سکی تھی....!"

"آپ نے بہت اچھا کیا، مجھے آگاہ کر دیا، میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کنگ چانگ کا کوئی نائب خود کنگ چانگ بن بیٹھنے کی کوشش کرے گا۔"

"اسی لیے تو پوچھ رہی تھی کہ تم پہلے کہاں تھے....؟"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا....!"

"یہ تو میں نہیں جانتی۔ تمہارا نشانہ بڑے غضب کا ہے۔"

"یہ بات تو ہے۔" عمران نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"کیا وہ کسی آدمی کو قتل کرانا چاہتا ہے....؟"

"اب میری زبان بند رہے گی مادام....!"

"بیوقوف آدمی! میں تم سے صرف بے تکلف ہونا چاہتی ہوں۔ کچھ اگلوا لینا مقصد نہیں۔"

"تو یہ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔" عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر چپت رسید کر دی۔

"یہ کیا بیہودگی ہے....؟"

"بے تکلفی۔"

وہ کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "سچ مچ بالکل گدھے ہو....!"

"پتا نہیں! آپ کیا چاہتی ہیں....؟" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"میں سمجھ گئی!"

"کیا سمجھ گئیں....؟"

"وہ اسی لیے تمہیں یہاں چھوڑ گیا ہے۔"

عمران ہونقوں کی طرح منہ کھولے اس کی طرف دیکھتا رہا۔

"ناشتہ کرو۔" وہ غصیلے لہجے میں بولی۔ اور عمران جلدی جلدی کافی پینے لگا۔

ام بنی چند لمحے اسے گھورتی رہی پھر اٹھ کر چلی گئی۔ عمران نے خالی کپ میں دوبارہ کافی انڈیلی اور ٹانگیں ہلا ہلا کر نہایت اطمینان سے چسکیاں لیتا رہا۔

وہ اس سے بے خبر نہیں تھا کہ فراگ پشت والے دروازے میں کھڑا اسے گھورے جا رہا ہے۔ فراگ بے آواز چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن وہ انجان ہی بنا رہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کافی نہیں افیون پی رہا ہو.... دنیا و مافیہا سے بے خبر۔

دفعتاً فراگ نے اس کی کرسی کے پائے میں زوردار ٹھوکر ماری اور عمران اچھل کر الگ ہٹ گیا ورنہ ٹوٹی ہوئی کرسی کے ساتھ خود بھی فرش پر آ رہتا۔

"م.... میرا قصور.... جناب عالی!" عمران نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"لڑکی کو بہکا رہے تھے.... ذلیل آدمی۔" فراگ دہاڑا۔

"ن ن نہیں تو....!"

"جھوٹے ہو! میں نے خود دیکھا تھا تم اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔"

"ج.... جناب عالی.... وہ تو میں نے چپت رسید کی تھی۔"

"خاموش رہو! اگر تمہیں پناہ نہ دی ہوتی تو قتل کر دیتا.... چلے جاؤ یہاں سے اور کبھی اپنی شکل نہ دکھانا۔"

اتنے میں ام بنی بھی آ گئی۔ شاید اس کی دہاڑ ہی سن کر آئی تھی۔

"او کتیا! تم بھی نکل جاؤ یہاں سے۔" وہ اس پر الٹ پڑا۔

"تم ہوش میں ہو یا نہیں....؟"

"جاؤ۔" فراگ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "دونوں فوراً نکل جاؤ۔ میں نے آج تک کسی عورت کو بھی قتل نہیں کیا۔"

"اگر آپ فرمائیں تو میں قتل کر دوں" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ نکل جاؤ یہاں سے! میں تاہتی میں تم دونوں کا وجود برداشت نہیں کر سکوں گا لہٰذا شام ہونے سے پہلے ہی جدھر سینگ سمائیں چلتے بنو۔"

"وہ تو میں جانتی ہی تھی۔" ام بنی تلخ لہجے میں بولی۔ "میرا بھی وہی حشر ہو گا جو دوسری لڑکیوں کا ہو تا رہا ہے۔"

"میں کچھ سننا نہیں چاہتا.... نکل جاؤ....!"

"اچھا.... اچھا....!" وہ عمران کا ہاتھ پکڑ کر بولی اور پھر اس دروازے کی طرف کھینچنے لگی۔

"ارے.... ارے" عمران نے بوکھلا کر اس سے ہاتھ چھڑا لیا۔

"جاؤ....!" فراگ دونوں ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

پھر ذرا ہی سی دیر میں وہ دونوں عمارت کے باہر نظر آئے۔

"دیکھا تم نے.... دیکھ لیا۔" ام بنی عمران کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"م.... میں پاگل ہو جاؤں گا۔"

"آخر بات کیا ہوئی تھی....؟"

"کہہ رہا تھا کہ تم ام بنی کو بہکا رہے تھے.... اس کا سر سہلا رہے تھے۔"

"سب بکواس ہے! وہ بہت دنوں سے چھٹکارا پانے کا بہانہ تلاش کر رہا تھا۔"

"تم سے....!" عمران نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں! وہ ایسا ہی ہے۔ ابتدا میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکے گا.... لیکن پھر کچھ دنوں کے بعد اس طرح بدل جاتا ہے جیسے کبھی کی جان پہچان بھی نہ رہی ہو۔"

"سچ مچ مینڈک ہے! مگر مجھے تو بتایا گیا تھا کہ وہ پورے ہنجم کا پوتا ہے۔"

"شاید اسے اپنے باپ کا نام تک نہ معلوم ہو۔" ام بنی تلخ سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"بڑی عجیب بات ہے....؟"

"ختم کرو یہ باتیں.... اب یہ سوچو کہ جانا کہاں ہے! ورنہ سچ مچ شام ہو جانے کے بعد ہم قتل کر دیئے جائیں گے۔"

"کیا تاہتی سے باہر جانے کا اجازت نامہ ہے تمہارے پاس....؟"

"وہ تو ہمیشہ رکھتی ہوں مجھے سیر سپاٹے کا بہت شوق ہے۔"

"اچھا تو بس پر ہم شام سے پہلے ہی نکل چلیں گے۔"

"لیکن کہاں....؟"

"بکاتا....!"

"کیا تم وہیں رہتے ہو....؟"

"فکر نہ کرو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"بڑی عجیب بات ہے.... شاید وہ فرانسیسی لڑکی بھی بکاتا ہی میں رہتی ہے جس کے سلسلے میں کنگ چانگ نے اسے سزا دی تھی۔"

"جہنم میں جائیں کنگ چانگ اور مینڈک دونوں۔ تم مجھ سے بے تکلف ہونا چاہتی تھیں....

ام بنی ہنس پڑی اور پھر بولی۔ "مجھے ایسے لوگ پسند ہیں جنہیں کسی بات کی بھی پرواہ نہ ہوتی ہو۔"

"مجھے کیا پرواہ ہو سکتی ہے! میرا تعلق بکاٹا کے شاہی محل سے ہے۔"

"نہیں۔" ام بنی اظہار مسرت کے طور پر اچھل پڑی۔

"ہاں.... ہاں.... پرنسز ناٹالابوآ کا پرسنل سیکرٹری ہوں' اب تمہیں سب کچھ بتا دوں گا فراگ سے اب میرا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اچھا ہی ہوا جو ایسے پاگل آدمی سے پیچھا چھوٹ گیا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ تم ایسی پوزیشن کے مالک ہونے کے باوجود بھی فراگ جیسے بدمعاش سے کیوں تعلق رکھنا چاہتے تھے....؟"

"اس نے خود ہی تعلق پیدا کیا تھا کہتا تھا کہ تمہیں پرنسز ناٹالابوآ سے مانگ لوں گا۔"

"اور ذرا سی بات پر ایسی ناقدری کر بیٹھا۔"

"ارے پچھلی رات اگر میں نہ ہوتا تو مارا جاتا گینڈے کا بچہ۔"

"کیا مطلب....؟"

"یہ نہیں بتاؤں گا.... اب کھسکو یہاں سے! کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے تمہارا....؟"

"اب تم بڑی بے تکلفی سے باتیں کر رہے ہو۔"

"پہلے تم باس کی محبوبہ تھیں' اس لیے احترام کرتا تھا تمہارا۔"

"اور اب دونوں ہی ذلیل ہو گئے ہیں۔" وہ ہنس کر بولی۔

"تمہیں افسوس نہیں ہوا....؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"قطعی نہیں! اسے خود سے چھوڑتی تو دوسری دنیا کا سفر کرنا پڑتا۔"

"اب کہاں جاؤ گی....؟"

"کیا تم اپنے ساتھ نہ لے جاؤ گے' ابھی تو کہہ رہے تھے۔"

"ہاں.... ہاں.... لیکن تم وہاں رہو گی کہاں؟"

"تمہارے ساتھ...." وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"مم.... مگر مجھے عورتوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

"اب ہو جائے گا۔ اتنا تجربہ کار بنا دوں گی کہ لڑکیاں الو سمجھنا چھوڑ دیں گی۔"

"میں الو ہی بھلا۔ مجھے معاف کرو....!"

"اچھا تو پھر مجھے گولی مار کر سمندر میں پھینک دو۔"

"خیر.... خیر.... سوچوں گا۔"

وہ عمارت سے بہت دور نکل آئے تھے۔ دفعتاً ام بنی کراہ کر بولی "اب تو پیدل نہیں چلا جاتا۔"

"آؤ! میری پشت پر سوار ہو جاؤ!" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو۔ کہیں بیٹھنا چاہیے۔!"

"تم کسی ایسی جگہ سے واقف ہو تو مجھے لے چلو' میں تاہیتی سے میں اجنبی ہوں۔"

"پہلے کبھی نہیں آئے؟" ام بنی نے حیرت سے پوچھا۔

"جھوٹ کیوں بولوں گا....؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اچانک داہنی جانب کسی تیز رفتار گاڑی کے بریک چرچرائے اور وہ اچھل کر دوسری طرف ہٹ گئے۔ گاڑی رک چکی تھی۔ اگلی سیٹ پر دو آدمی بیٹھے نظر آئے۔ جو ان کے لیے اجنبی نہیں تھے۔

"باس نے تمہیں واپس بلایا ہے۔" ان میں سے ایک نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

عمران نے ام بنی کی طرف دیکھا۔ وہ سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑی تھی۔

"ہم واپس نہیں جائیں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیوں شامت آئی ہے۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"گفتگو کا یہ انداز مجھے پسند نہیں ہے۔"

"بکواس مت کرو' باس کے حکم کی تعمیل زبردستی بھی کرائی جا سکتی ہے۔"

"چلے چلو۔" ام بنی خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"تم جانا چاہو تو جا سکتی ہو' میں نے اس سے بھی زیادہ بڑے بڑے مینڈک دیکھے ہیں۔"

وہ دونوں گاڑی سے اتر کر عمران پر جھپٹ پڑے۔ ام بنی چیختی ہوئی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ لیکن اس نے ان دونوں کو لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا۔ عمران کا داہنا ہاتھ صرف دو بار تیزی سے حرکت میں آیا تھا.... ایک تو گر ہی گیا تھا۔ دوسرے نے بڑی پھرتی سے چاقو کھول لیا۔

"یہ کھلونا جیب میں رکھ لو.... ورنہ سچ مچ زخمی ہو جاؤ گے۔" عمران نے پرسکون انداز میں کہا۔

"تمہیں چلنا پڑے گا۔" وہ چاقو کا پھل نچا کر بولا۔

"یہ تو چاقو ہے' توپ بھی مجھے واپس نہیں لے جا سکتی۔"

"جھگڑا مت کرو، چلے" اُم بنی روہانسی ہو کر بولی۔

"اب تو تمہیں بھی نہیں جانے دوں گا، مجھے غصہ آگیا ہے۔"

چاقو والے نے اس پر چھلانگ لگائی اور بائیں جانب سے دوسرا آدمی بھی جھپٹ پڑا۔ لیکن ہوا یہ کہ اس کا چاقو اسی کے ساتھی کے داہنے پہلو میں اتر گیا۔

زخمی کی کراہ دل لرزا دینے والی تھی۔

عمران دور کھڑا کہہ رہا تھا۔ "میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ چاقو رکھ لو۔"

حملہ آور اپنے زخمی ساتھی کے قریب دوزانوں ہو کر چاقو اس کے پہلو سے نکالنے لگا تھا۔

عمران نے جھپٹ کر اُم بنی کا ہاتھ پکڑ لیا اور گاڑی کی طرف دوڑ لگائی۔

"ارے.... ارے... مجھے چھوڑ دو۔" وہ بالکل ایسے ہی انداز میں بولی جیسے گالی دے رہی ہو۔

لیکن اتنی دیر میں عمران اسے پچھلی سیٹ پر دھکیل چکا تھا۔ پھر گاڑی اسٹارٹ کی اور اُم بنی کے احتجاج کے باوجود اسے تیز رفتاری سے آگے بڑھاتا چلا گیا۔

"اب سچ مچ مارے جائیں گے۔" اُم بنی دانت پیس کر بولی۔

"اچھا۔ تو کیا وہ چاقو سے میری پیٹھ کھجانے آئے تھے؟"

"خیر.... خیر.... تم دیکھ ہی لو گے۔"

"میں نے ان پر حملہ نہیں کیا تھا....!"

"میں سب کچھ دیکھ رہی تھی پھرتیلے بندر.... تم نے ایسی ہی حرکت کی تھی کہ رابرٹو کا چاقو ریکسر کے پیٹ میں اتر جاتا...."

"کیا تم چاہتی تھیں کہ وہ میرے سینے میں اتر جاتا....؟"

"کچھ بھی نہ ہوتا۔" وہ جھلا کر بولی۔

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی؟"

"اب کہاں جا رہے ہو....؟"

"جہاں قسمت لے جائے۔ ایندھن کا میٹر بتا رہا ہے کہ ٹنکی لبریز ہے۔"

"میری مانو تو چپ چاپ واپس چلو۔"

"خاموش بیٹھی رہو عقلمند لڑکی! ورنہ میری کسی حماقت کا شکار ہو جاؤ گی۔"

گاڑی سنسان سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔ اُم بنی کے چہرے پر دہشت زدگی کے آثار گہرے ہوتے چلے گئے اور بالآخر وہ ہکلائی۔ "ب.... بہت برا ہوا...."

"تم تو اس طرح رہ رہ کر اگل رہی ہو جیسے حقیقتاً قصہ کچھ اور ہی رہا ہو....؟"

"اچھا! میری ایک بات مان لو۔" اُم بنی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کچھ کہو بھی تو....؟"

"ان ساری گاڑیوں میں سمت نما برقی آلات لگے ہوئے ہیں جدھر بھی جائیں گے اسے خبر ہو جائے گی۔ لہٰذا کہیں رک کر چیک کر لو۔"

"یہ ہوئی ہے کام کی بات۔" عمران نے کہا اور گاڑی کو سڑک سے اتار کر چٹانوں کے درمیان موڑ دیا۔

اُم بنی کا خیال غلط نہیں تھا۔ پچھلے مڈگارڈ کے نیچے سمت نما الیکٹرونک بگ مل گیا۔

عمران نے اسے نکال کر پوری طاقت سے دور تک بکھری ہوئی چٹانوں کے درمیان پھینک دیا۔

تین چار میل تک اسی سڑک پر سفر جاری رکھنے کے بعد ایک جگہ پھر عمران نے گاڑی سڑک سے اتاری اور ایک کچے راستے پر موڑ دی۔

"آخر سوچا کیا ہے تم نے....؟" اُم بنی کچھ دیر بعد بولی۔

"یہی کہ تمہیں بحفاظت یہاں سے نکال لے جاؤں۔"

"جو مجھے اب بھی ناممکن نظر آ رہا ہے۔"

"دیکھو! کیا ہوتا ہے۔"

"اگر تم فراگ سے معافی مانگ لیتے تو بات اتنی نہ بڑھتی۔"

"کس بات کی معافی مانگ لیتا....؟"

"میں کیا جانوں....؟"

"بس تو پھر خاموش بیٹھی رہو! پتا نہیں تم کیا چیز ہو؟ خوش خوش وہاں سے رخصت ہوئی تھیں.... اور ایک گاڑی بھی ہاتھ آگئی ہے تو اس طرح بور کر رہی ہو! کیا تم نے تھک جانے کی شکایت نہیں کی تھی....؟"

"اوہ.... اوہ.... اسے بھول جاؤ! سب کچھ ختم ہو گیا۔"

"بس تو پھر تم بھی خاموش بیٹھی رہو۔"

"مجھے حق حاصل ہے کہ تم سے پوچھوں۔"

"ضرور پوچھو! لیکن سوال جغرافیہ سے متعلق نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کی دنیا ہے جہاں چاہے پہاڑ بنائے جہاں چاہے دریا بہائے، ہم کون ہوتے ہیں اس سلسلے میں جھک مارنے والے.... خط استوا کی تلاش میں ساری دنیا چھان ماری لیکن مجھے تو کہیں نہ دکھائی دیا.... جھلاہٹ میں جغرافیہ کے ایک پروفیسر کی پٹائی کر دی تھی، ہاں۔"

"میں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی ہیں تم بکواس کیے جاؤ۔"

عمران نے گاڑی روک دی اور مڑ کر اسے گھورنے لگا۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو....؟" وہ گڑبڑا کر بولی۔

"یہی کہ تم کس رفتار سے جھوٹ بول سکتی ہو۔"

"کک۔ کیا مطلب؟"

"مجھے عورتوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں! میں صرف ان کا مصرف جانتا ہوں۔"

"یہ تو بالکل ہی بکواس ہے؟" وہ ہنس پڑی۔

"میرے نزدیک عورت کا مصرف اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اسے کسی درخت سے الٹا لٹکا کر خود نو دو گیارہ ہو جاؤ، اترو گاڑی سے....!"

"نہیں.... نہیں۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "تم مجھے یہاں تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔"

"اچھا تو پھر اپنی زبان بند رکھو۔"

"جہنم میں جاؤ.... اب میں نہیں بولوں گی۔" وہ پھر تیز ہو گئی۔

گاڑی ناہموار راستے پر اچھلتی، کودتی دوڑی جا رہی تھی.... اُم بنی نے خاموشی اختیار کر لی۔

دوپہر کا سورج آگ برسا رہا ہوتا اگر یہ چٹانیں سبزے سے ڈھکی ہوئی نہ ہوتیں۔ چوڑے پتوں والی اونچی اونچی جھاڑیوں سے چھن کر آنیوالی دھوپ زیادہ تکلیف دہ نہیں تھی۔

بالآخر ایک جگہ عمران نے گاڑی روک دی اور مڑ کر دیکھا تو اُم بنی سیٹ پر پڑی خراٹے لے رہی تھی۔ گاڑی سے اتر کر اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ کسی جانب سے ایک فائر ہوا، گولی گاڑی کے پچھلے دروازے سے ٹکرائی تھی۔ وہ بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا۔

"کک.... کیا ہو رہا ہے؟" اُم بنی بیدار ہو کر چیخی۔

"چپ چاپ پڑی رہو! ورنہ کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا۔ انہوں نے ہمیں آلیا ہے۔"

دوسرے فائر سے سمت کا اندازہ ہو جانے کے بعد عمران نے بھی ایک فائر کیا۔

"خداوندا رحم....!" اُم بنی منمنائی۔

"ضرور رحم! لیکن چپ چاپ پڑی رہو۔" عمران کہہ کر پھرتی سے پیچھے کھسکا ہی تھا کہ ٹھیک اسی جگہ کی مٹی اڑ گئی.... یہ دوسری طرف سے تیسرا فائر تھا۔

اس بار سمت کے ساتھ ہی حملہ آدار کی صحیح پوزیشن کا بھی احساس ہو گیا۔ عمران گاڑی کی دوسری طرف پہنچ چکا تھا۔

ٹریگر پر جمی ہوئی انگلی ایک بار پھر حرکت میں آئی۔ فائر کی آواز کے ساتھ ہی ایک طویل کراہ بھی فضا میں ابھری تھی۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی وزنی چیز نشیب میں لڑھک رہی ہو۔

"کک.... کیا ہوا....؟" اُم بنی پھر بولی۔

"تمہاری زبان بند رکھنے کے لیے بھی ایک فائر کرنا پڑے گا۔"

"نن.... نہیں....!"

عمران گاڑی کی اوٹ سے نکل کر اس طرف چل پڑا جدھر سے کسی وزنی چیز کے گرنے کی آواز آئی تھی۔ تھوڑے ہی فاصلے پر اس کا شکار اوندھا پڑا نظر آیا۔ گولی بایاں جبڑا توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی تھی۔

عمران پھر گاڑی کی طرف پلٹ آیا.... اُم بنی کو نیچے اتارنے میں خاصی دشواری پیش آئی تھی۔ وہ کسی خوفزدہ پرندے کی طرح کانپ رہی تھی۔

"چلو دیکھو! وہ کون ہے؟" عمران اسے لاش کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔

اُم بنی نے لاعلمی ظاہر کی۔ اس سے پہلے اسے نہیں دیکھا تھا۔

"اس کے بیشمار آدمی پاپ اے اے تے کے چپے چپے پر موجود ہیں۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس کی تلاشی لو.... اگر اس کے پاس سے مخصوص شناخت والا ٹرانسمیٹر برآمد ہو گیا تو پھر بتاؤں گی....!"

جامہ تلاشی پر جیسی ٹرانسمیٹر برآمد ہوا تھا.... رائفل کے کارتوسوں کی پیٹی بھی عمران نے

کھول لی.... لیکن رائفل کا کہیں پتا نہ تھا۔

"اب کھڑے کیا سوچ رہے ہو، یہ مصیبت صرف گاڑی کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنے آدمیوں کو آگاہ کر دیا ہو گا۔"

"گاڑی یہیں چھوڑ جائیں گے۔"

"آخر جانا کہاں ہے....؟"

"مجھے اس جگہ کا نام معلوم نہیں! لیکن یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔"

گاڑی کے پہیوں کی ہوا نکال کر عمران آگے بڑھ گیا۔ اَم بَنی اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ نشیب میں اترنے لگے۔ سامنے حد نظر تک سمندر پھیلا ہوا تھا۔

"میرا ہاتھ چھوڑ دو.... تم بہت تیز چل رہے ہو! تمہارا ساتھ نہیں دے سکتی۔" اَم بَنی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

عمران نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور تیزی سے نشیب میں اترتا رہا۔

◆

دونوں قیدی کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور فراگ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا اس طرح گھورے جا رہا تھا جیسے دوسرے ہی لمحے میں ان کے لیے سزائے موت تجویز کر دے گا۔ قیدی پرسکون نظر آ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے انہیں اس واقعے پر ذرہ برابر بھی تشویش نہ ہو۔

"کیا تم اپنی زبانیں نہیں کھولو گے....؟" فراگ کچھ دیر بعد بولا۔

"اپنا وقت ضائع نہ کرو۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ "تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"یقیناً! میں اس وقت تک تمہیں زندہ رکھوں گا جب تک تم اپنی زبان نہیں کھولتے۔"

"کوشش جاری رکھو۔" دوسرے نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"بتاؤ.... موکارو میں کیا ہو رہا ہے؟" فراگ دہاڑا۔ اور وہ دونوں ہنسنے لگے! پھر ان میں سے ایک بولا۔ "ڈکراتے رہو بھینسے کی طرح....!"

فراگ نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا پھر دونوں ہاتھوں سے اس کا سر تھام کر زور سے جھٹکا دیا۔ عجیب سی آواز قیدی کے حلق سے نکلی تھی اور اس کا سر معمول سے زیادہ گھوم گیا تھا آنکھیں حلقوں سے ابل پڑی تھیں۔

فراگ نے ہاتھ ہٹائے ہی تھے کہ اس کا سر سینے پر ڈھلک آیا۔

اس کے ساتھی نے اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یہ کیا ہوا....؟"

"وہی جو گردن کی ہڈی ٹوٹ جانے پر ہوتا ہے۔" فراگ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"نہیں....!" دوسرا قیدی چیخا۔

"ہمیشہ کے لیے اس کی زبان بند ہوئی ہے، مجھے بھینسا کہا تھا بدتمیز نے...

دوسرے قیدی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

"تت.... تم نے اسے مار ڈالا۔" قیدی کی آواز کانپ رہی تھی۔

"تمہیں بھی اسی طرح مار ڈالوں گا.... ورنہ بتاؤ کہ مجھے بیہوش کر کے کہاں لے جاتے۔"

"مم.... موکارو....!"

"کیوں....؟"

"ہمیں یہی حکم ملا تھا۔ اگر تم ٹنگ چانگ کے غیر متوقع رویئے کی وضاحت نہ کر سکو.... تو تمہیں کسی نہ کسی طرح موکارو پہنچا دیا جائے۔"

"کس نے حکم دیا تھا....؟"

"موکارو کے بادشاہ نے....!"

"بکواس ہے! موکارو کا بادشاہ ایسا کوئی حکم نہیں دے سکتا۔"

"ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتے۔"

"تم لوگ بھی غیر ملکی ہو! پھر موکارو میں کس طرح مقیم ہو....؟"

"پرانے باشندوں میں ہمارا شمار ہے! نئے لوگوں کے داخلے پر پابندی لگائی گئی ہے۔"

"سنو! اگر تم نے اپنے سرغنہ کا نام نہ بتایا تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔"

"سس.... سرغنہ....!"

"ہاں.... ہاں۔ موکارو کے بادشاہ کے نام پر وہاں کچھ ہو رہا ہے....؟"

"مم.... میں کچھ نہیں جانتا! یقین کرو۔"

"تم دونوں کو کس سے احکامات ملتے ہیں؟"

"آزبیل سے....!"

"اوہ۔۔۔۔ وہ منحوس جاپانی۔"

"وہ آج کل چیف منسٹر ہیں۔"

"میں کسی بہت بڑی سازش کی بو سونگھ رہا ہو۔" فراگ آہستہ سے بڑبڑایا۔

"میں کچھ نہیں جانتا آنریبل فراگ۔"

"اب یقین آگیا کہ اس سے زیادہ نہ جانتے ہو گے۔" فراگ نے کہا اور اس کی کرسی میں ٹھوکر ماری۔ وہ کرسی سمیت بائیں پہلو کے بل فرش پر گر کر کراہا تھا۔

فراگ کمرے سے نکلا چلا آیا تھا۔ مڑ کر دیکھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی تھی کہ قیدی پر کیا گزری۔۔۔۔! نشست کے کمرے میں دو آدمی اس کے منتظر تھے۔

"کیا خبر ہے۔۔۔۔؟" فراگ ان کی طرف دیکھے بغیر غرایا۔

"کچھ دور تعاقب کرنے کے بعد اشارے موصول ہونا اچانک بند ہو گئے۔ ایک طرح سے ہم نے سراغ کھو ہی دیا تھا۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔"

"لیکن۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ کیا لگا رکھی ہے جلدی سے بکو۔" فراگ آنکھیں نکال کر بولا۔

"کچھ دیر بعد ٹرانسمیٹر پر اطلاع ملی کہ اسپاٹ فورٹین پر گاڑی دیکھی گئی ہے۔ اطلاع دینے والا گاڑی کو روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن پھر اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملنے پر ہم اسپاٹ فورٹین پر پہنچے۔۔۔۔ وہاں گاڑی بھی موجود تھی اور ہمارے ایک آدمی کی لاش بھی۔"

"ان دونوں کی بات کرو حرام خور۔ لاش سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"گاڑی خالی تھی۔۔۔۔ اور وہ دونوں غائب۔"

"جہنم میں جاؤ۔" فراگ پیر پٹخ کر دہاڑا۔

دونوں سر جھکائے کھڑے رہے۔

"دفع ہو جاؤ۔" فراگ کچھ دیر بعد ہاتھ ہلا کر بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ دونوں احتراماً جھکے اور باہر نکل گئے۔

یہ وہی عمارت تھی جہاں پچھلی رات وہ دونوں قیدی لائے گئے تھے۔ فراگ نے ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

کچھ دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا پھر چونک کر سیدھا ہو بیٹھا۔ بائیں جانب ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کے بٹن پر انگلی رکھتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "للی ہاروے کو بھیجو۔"

"یس باس۔۔۔۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

وہ پھر آرام سے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک دلکش لڑکی گیٹار لیے کمرے میں داخل ہوئی۔

"للی۔۔۔۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"یس باس۔"

"کوئی خوبصورت سا گیت۔۔۔۔!"

لڑکی نے گیٹار کی لے پر ایک نغمہ چھیڑ دیا۔۔۔۔ وہ بہت اچھا گاتی تھی۔۔۔۔ چھوٹے سے قد کی ایک بھولی بھالی سی لڑکی تھی۔۔۔۔ آنکھیں بہت خوبصورت تھیں۔ غالباً ان کی دلکشی کا سبب وہ غم آلود سی ترماہٹ تھی جو پلکیں اٹھاتے وقت کچھ اور واضح ہو جاتی تھی۔۔۔۔ فراگ جو اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا اچانک بہت زور سے دہاڑا۔ "بند کرو۔۔۔۔!"

لڑکی سہم کر خاموش ہو گئی فراگ ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "یہ تو گاتے گاتے ناک کیوں سکوڑنے لگتی ہے۔۔۔۔؟"

"م۔۔۔۔ مجھے تو پتہ نہیں چلتا باس۔" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔

"چل پھر سے شروع کر پتا چل جائے گا۔۔۔۔!"

سہمی سہمی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے پھر گیت شروع کیا۔

"یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔ پھر وہی۔۔۔۔!" فراگ جھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"عادت ہے باس۔۔۔۔!"

"عادت کی بچی! میں تیری ناک ہی نکلوا دوں گا چہرے سے! ابھی اور اسی وقت!"

اس نے جھپٹ کر للی کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتا ہوا باہر لے چلا۔۔۔۔ گیٹار اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔۔۔۔ اور وہ کسی باز کے پنجے میں پھنسی ہوئی ننھی سی چڑیا کی طرح ہانپ رہی تھی۔

"م۔۔۔۔ معاف کر دو باس۔۔۔۔ میں کوشش کروں گی۔۔۔۔ کہ یہ عادت چھوٹ جائے۔"

فراگ رک گیا اور اسے گھورتا ہوا بولا۔ "دل چاہتا ہے کہ خود ہی تیری ناک کاٹ دوں۔"

"رحم باس۔ میں کوشش کروں گی۔" وہ رو پڑی۔

"اچھی بات ہے۔۔۔۔ معاف کیے دیتا ہوں مگر ایک شرط پر۔۔۔۔؟"

"میں تو تمہاری زر خرید ہوں جو حکم دو گے کروں گی۔۔۔۔!"

"اچھا چل۔۔۔۔!" فراگ آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ اسے اس کمرے میں لایا جہاں ایک قیدی کی لاش تھی اور دوسرا کرسی سمیت فرش پر پڑا ہوا تھا۔ فراگ نے آگے بڑھ کر گری ہوئی کرسی سیدھی کر دی۔ قیدی بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

فراگ نے اس کا گال تھپتھپا کر قہقہہ لگایا۔

"تمہارا یہ حشر نہیں ہو گا۔" اس نے لاش کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "ادھر دیکھو! میری طرف' اب اس لڑکی کی طرف دیکھو۔"

قیدی مخبوط الحواسوں کی طرح اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"کیا خیال ہے لڑکی کے بارے میں؟ یہ تمہیں کیسی لگتی ہے؟"

"مم۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔!" قیدی بالآخر خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر ہکلایا۔

"ہاں۔ ہاں تمہیں۔۔۔!"

"اچھی ہے! بہت اچھی ہے۔" وہ بوکھلا کر بولا۔

"اگر تمہیں مل جائے تو کیسی رہے۔" فراگ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکرایا۔

"لل۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ میں تو مر رہا ہوں آزیبل فراگ۔"

"یہ تمہیں زندہ کر دے گی۔۔۔۔ یہ دیکھو۔" فراگ نے لڑکی کو اٹھا کر قیدی کی گود میں بٹھاتے ہوئے کہا۔

پھر مقامی زبان سے لڑکی سے بھی کچھ کہا تھا۔ لڑکی نے قیدی کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔۔۔۔ بڑی مضحکہ خیز سچویشن تھی۔ وہ کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا تھا اور لڑکی اس سے اظہار عشق کر رہی تھی۔ وہ بے بسی سے ہنس پڑا۔

"کیوں۔۔۔۔ کیا بات ہے؟" فراگ نے چہک کر پوچھا۔

"گگ۔۔۔۔ گدگدی۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔ آزیبل ہی ہی فراگ ہی ہی ہی۔۔۔۔!"

وہ ہنس رہا تھا اور تھوڑے ہی فاصلے پر اس کے ساتھی کی گردن ٹوٹی لاش موجود تھی۔

"ہی ہی ہی۔۔۔۔ یہ نہیں۔۔۔۔ دیکھو! یہ مت کرو۔۔۔۔ ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔!"

فراگ بھی اس کی ہنسی میں شریک ہو گیا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "تم دونوں باضابطہ طور پر تو سو کارڈ سے روشناس نہ ہو سکے ہو گے۔"

"نہیں یور آنر۔۔۔۔ ہی ہی ہی۔۔۔۔ وہ ایک پوشیدہ راستہ ہے! ہی ہی ہی۔۔۔۔ اچھی لڑکی! بس کرو۔۔۔۔ ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔!"

"ساکاڈا اور اس کے خاص آدمیوں کے علاوہ اور کوئی اس سے واقف نہ ہو گا۔ کیوں؟۔۔۔۔؟" فراگ نے پوچھا۔

"یہی بات ہے۔۔۔۔ یور آنر۔۔۔۔ ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔ لڑکی لڑکی۔۔۔۔ ہی ہی ہی ہی بس مجھ پر رحم کرو۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔ ارے! خدا کی پناہ۔۔۔۔ حد ہو گئی۔۔۔۔ لڑکی لڑکی۔۔۔۔ ہی ہی ہی ہی۔۔۔۔!"

"تم مجھے وہ راستہ بتا دو گے۔۔۔۔!"

"بتا دوں گا۔۔۔۔ یور آنر۔۔۔۔ اف فوہ۔۔۔۔ لڑکی۔۔۔۔!"

* * *

آم بنی کو ہوش آیا تو بڑی دیر تک اندازہ ہی نہ کر سکی کہ وہ کہاں ہے۔ چاروں طرف زرد روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ شاید چمکدار زرد سمندر تھا جس میں تیرتی چلی جا رہی تھی۔

پھر آہستہ آہستہ ذہن صاف ہوتا گیا۔ وہ کسی لانچ کے چھوٹے سے کیبن میں لیٹی ہوئی تھی۔ بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔ آخر وہ اس لانچ میں کیسے پہنچی؟۔۔۔۔ وہ تو عمران کے ساتھ ساحلی نشیب میں اتر رہی تھی۔۔۔۔ پھر اسے یاد آیا کہ وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھے بھی تو تھے۔۔۔۔ اور اس کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ آخر تنگ آ کر عمران نے اس کی دونوں کنپٹیاں دبائی تھیں اور وہ شاید بیہوش ہو گئی تھی۔ یقیناً بیہوش ہو گئی تھی ورنہ اس کے بعد کی باتیں بھی تو یاد آتیں۔۔۔۔ لیکن آخر عمران نے اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا تھا؟ دشمن ہی سہی لیکن فراگ کی طرح ظالم تو نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن وہ خود بھی تو اس کا دماغ چاٹے جا رہی تھی۔ جو کچھ بھی وہ اس وقت کر رہا تھا اس کے علاوہ چارہ بھی کیا تھا۔ فراگ کے ہاتھوں مرنا کون پسند کرتا۔۔۔۔؟

وہ چونک کر اٹھ بیٹھی۔۔۔۔ کسی نے کیبن کے دروازے کا ہینڈل گھمایا تھا اور پھر دروازہ کھلتے ہی اس کے دیوتا کوچ کر گئے۔ سامنے خوفناک شکل والا کنگ چانگ کھڑا تھا۔ وہی کنگ چانگ جو ایک بار اس کی موجودگی میں ڈیڈلی فراگ کو باندھ لے گیا تھا۔

"یہ کس قسم کا کھیل ہو رہا تھا لڑکی۔۔۔۔؟" اس نے قہر آلود لہجے میں سوال کیا۔

”حضور.... جناب عالی.... میں بالکل بے قصور ہوں! فراگ پاگل ہو گیا ہے۔“

”کیا پھر کوئی حماقت کر بیٹھا....؟“

”جی حضور!.... وہ تو حماقتوں کا پتلا ہے۔ پتہ نہیں کہاں سے پرنسز ٹالا بوآ کا معتمد خصوصی ہاتھ لگ گیا تھا۔ مجھ سے کہا کہ میں تمہیں اس کے ساتھ متہم کر کے دونوں کو گھر سے نکال دوں گا۔ تم اس کے ساتھ بنکاٹا جانا.... اور وہاں میری منتظر رہنا۔“

”واقعی! اس کی نیت خراب ہو گئی ہے۔“ کنگ چانگ بولا۔ ”مجھ سے بہتیری باتیں چھپانے لگا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس نے موکارو کے دو آدمی پکڑ لیے ہیں....؟“

”وہی واقعہ تو فساد کی جڑ بنا ہے یور آنر! وہ دونوں فراگ کو بیہوش کر کے کہیں لے جانا چاہتے تھے۔ فراگ کو اپینی نہیں آتی۔ لیکن ٹالا بوآ کا ملازم اپینی ہی ہے اس نے اسے بروقت آگاہ کر دیا اور وہ دونوں پکڑے گئے۔ فراگ موکارو جانا چاہتا ہے۔ اپنی دانست میں وہ پرنس ہر بنڈا کے ساتھ ہی موکارو کے ساحل پر قدم رکھ سکے گا۔ لہٰذا وہ اب ہر بنڈا کو بنکاٹا سے اغوا کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے مجھے پہلے ہی سے بھجوا دینا چاہتا تھا.... میں شاہی محل میں قیام کرتی۔ اور پھر عمران کے ذریعے ہر بنڈا پر قابو پانے کی کوشش کرتی۔ اب فراگ کا پاگل پن بھی سن لیجیے۔ جب ایک بات طے ہو گئی تھی تو ہمیں گھر سے نکالا جا چکا تھا تو پھر واپس بلانے کی کیا ضرورت تھی....؟“

”کیا مطلب....؟“

اُم بنی نے فرار کی پوری کہانی دہرائی۔ ”کنگ چانگ“ کی آنکھیں کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ”تو یہ ٹالا بوآ کا ملازم ہے جو تمہیں اٹھائے ہوئے تھا۔“

”مجھے تو ہوش ہی نہیں تھا جناب عالی....!“

”ہاں! وہ تمہیں اٹھائے ہوئے ساحل کی طرف بڑھ رہا تھا کہ.... میری کشتی ادھر سے گزری۔ میں عرشے پر دوربین لیے کھڑا تھا۔ میں نے تمہیں پہچان لیا۔ ایک بار پہلے بھی دیکھ چکا تھا نا.... وہ آدمی بھی کشتی ہی پر موجود ہے لیکن اس نے اپنے بارے میں کچھ بتانے سے انکار کر دیا ہے۔ ویسے تمہیں اپنی بیوی بتاتا ہے۔ کہہ رہا تھا کہ مرگی کی مریضہ ہے دورہ پڑ گیا تھا۔“

”مردود کہیں کا....!“

”لیکن میری خواہش ہے کہ تم یہ ڈرامہ جاری رکھو! اب تم یہ کام فراگ کے لیے نہیں بلکہ میرے لیے کرو گی....!“

”آپ کی خدمت کرنا اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی جناب!“

”میں تم دونوں کو بنکاٹا کے ساحل پر اتار دوں گا....!“

”پھر مجھے کیا کرنا ہو گا....؟“

”فراگ کی بجائے میری منتظر رہنا شاہی محل میں....!“

”بہت بہتر جناب عالی! اب میں خود کو بالکل محفوظ سمجھ رہی ہوں۔“

”شاباش! مجھے ایسے ہی یقین اور اعتماد کی ضرورت ہے۔ اور فراگ کی تو اب میں کھال کھینچ لوں گا....!“

اُم بنی کچھ نہ بولی۔ کنگ چانگ نے کہا۔ ”تھوڑی دیر بعد میں اسے تمہارے پاس بھجوا دوں گا۔ کھیل جاری رکھو!“

”بہت بہتر جناب عالی....

وہ چلا گیا اور اُم بنی اپنے دل میں.. بڑھتی ہوئی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔

پندرہ بیس منٹ بعد عمران کی شکل دکھائی دی۔ چہرہ ہونقوں کا سا ہو رہا تھا۔ آتے ہی بولا۔ ”دیکھو! میں نے انہیں بتایا ہے کہ تم میری بیوی ہو اور مرگی کی مریضہ ہو! میرے بیان کی تردید نہ ہونے پائے۔ وہ ازراہ ہمدردی ہمیں بنکاٹا میں اتار دیں گے....!“

اُم بنی ہنس پڑی اور اس کے چہرے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ”ذرا شکل دیکھو شوہر کی....!“

”کک.... کیوں.... شکل کو کیا ہوا ہے....؟“

”ایسا لگتا ہے جیسے کسی گدھے کو باندھ کر ڈنڈوں سے پیٹا گیا ہو....!“

”بدتمیزی کرو گی تو جا کر کہہ دوں گا....!“

”کیا کہہ دو گے....؟“

”یہی کہ بیوی نہیں ہے مجھے بہلا پھسلا کر نکال لائی تھی....!“

وہ ہنس پڑی اور پھر یک بیک سنجیدہ ہو کر غرائی۔ ”تم نے میری کنپٹیاں دبا کر مجھے بیہوش کیوں کر دیا تھا۔ اگر مر جاتی تو....؟“

”مر جاتیں تو مجھے دکھاوے کے لیے رونا بھی پڑتا اور مجھے ٹھیک سے رونا نہیں آتا۔ بڑی

دشواری میں پڑ جاتا۔"

"مجھے تم بھی فراگ کی طرح پاگل معلوم ہوتے ہو۔"

"وہ پاگل نہیں بڑا عقلمند ہے کہ خود پیچھا چھڑا کر تمہیں میرے سر منڈھ دیا.... اب خدا کرے تم کشتی کے مالک کو پسند آ جاؤ اور وہ تمہیں مجھ سے چھین لے بدصورت ضرور ہے لیکن دل کا برا نہیں۔"

"کون ہے....؟"

"میں نہیں جانتا۔ نام پوچھا تھا' کہنے لگا تمہیں اس سے کیا سروکار' بہرحال تم دونوں کو بحفاظت بنکاٹا پہنچادیا جائے گا۔"

"کہیں اس سے بھی نہ الجھ بیٹھنا۔"

عمران نے اپنے دونوں کان پکڑے اور پھر گالوں پر تھپڑ لگانے لگا۔

"تمہارے یہی معصوم انداز تو مجھے بے چین کر دیتے ہیں۔" وہ ہنس کر بولی۔

"وہ سب ٹھیک ہے! لیکن میں پرنسز کو تمہارے بارے میں کیا بتاؤں گا....؟"

"اس سے بھی کہہ دینا بیوی ہے' تاہیتی میں شادی کر لی تھی....!"

"نہیں.... نہیں! میں پرنسز سے جھوٹ نہیں بول سکتا....!"

"میں سمجھتی ہوں! ہر ہنڈا کی عدم موجودگی میں اس نے تم جیسے درجنوں پالے ہوں گے۔"

"سن اے بیوقوف لڑکی! میں تیری گردن مروڑ دوں گا۔ اگر تو نے پرنسز کے تقدس پر حملہ کیا....!"

"بس بگڑ گئے۔ میں تو صرف اندازہ لگانا چاہتی تھی کہ محل میں تمہاری کیا حیثیت ہے۔؟"

"تالابوآ کا ایک ادنیٰ زرخرید غلام ہوں۔"

"خیر.... خیر.... تم کچھ بھی ہو! میں تو تمہاری محبت میں پاگل ہوئی جا رہی ہوں۔"

"تمہیں بھی دیکھ لوں گا....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"مجھے لفظ محبت، گالی معلوم ہونے لگا ہے۔"

"کیسی بیوقوفی کی باتیں کر رہے ہو' چلو ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو....!"

"سچ مچ شادی تو نہیں ہوئی۔"

"اچھا دفع ہو جاؤ گدھے کہیں کے۔" وہ چڑھ گئی۔

دوسرے دن سہ پہر کو لانچ بنکاٹا کے ایسے ساحل سے جا لگی تھی جہاں دور دور تک کوئی کشتی نہیں دکھائی دیتی تھی۔ وہ دونوں لانچ سے اتار دیئے گئے۔

لانچ پھر وہاں سے کہیں اور روانہ ہو گئی تھی۔ ام بنی نے مایوسی سے چاروں طرف نظر دوڑائی اور مضمحل سی آواز میں بولی۔ "پھر وہی مصیبت! شاید پیدل ہی چلنا پڑے گا۔"

"ہرگز نہیں۔ لانچ سے وائرلیس کے ذریعے بنکاٹا اطلاع بھجوادی گئی تھی.... بڑے اچھے لوگ تھے بیچارے۔"

"تو پھر اب کیا ہوگا....؟"

"تھوڑی دیر بعد ایک گاڑی آئے گی اور ہمیں شہر پہنچادے گی۔"

پھر شاید پندرہ منٹ گذرے ہوں گے کہ ایک چمچماتی ہوئی لمبی سی کار وہاں آ رکی جسے ایک باوردی فوجی ڈرائیو کر رہا تھا اور برابر والی سیٹ پر جیمسن موجود تھا.... اس نے ام بنی کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور عمران کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"آپ کی تعریف حضور والا....؟" اس نے عمران کو اردو میں مخاطب کیا۔

"انعام الرحمٰن....!"

"میں نہیں سمجھا....؟"

"نام نہیں ہے! مطلب تھا رحم کرنے والے کی طرف سے انعام۔" عمران نے ام بنی کے لیے گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"تت تم کس زبان میں گفتگو کر رہے تھے....؟" ام بنی نے اس سے پوچھا۔

"اسپینی میں...."

"یہ ڈاڑھی والا کون ہے....؟"

"پرنس کا باڈی گارڈ! کچھ دیر زبان کو آرام بھی کرنے دو....!"

گاڑی واپسی کے لیے مڑی۔

"کیا میں بھی ان خاتون سے فرانسیسی میں گفتگو کر سکتا ہوں یور مجسٹی!" جیمسن نے عمران

سے پوچھا۔

"نہیں.... نہیں.... تمہیں زکام ہو جائے گا۔ بہت ٹھنڈے مزاج کی ہے۔"

* * *

ظفر اور جیمسن متحیر تھے۔ حیرت کی بات بھی تھی۔ عورت کے نام سے بدکنے والا جوزف اُم بنی سے اس طرح گفتگو کرتا تھا.... جیسے قربان ہوا جا رہا ہو.... ایسے مواقع پر وہ ان دونوں کو شہزادوں ہی کی سی شان سے ڈانٹ ڈپٹ کر کمرے سے باہر نکال دیا کرتا تھا۔

ٹالابو آ نے بھی بالآخر اس کا نوٹس لیا اور ان دونوں کو طلب کر کے بیحد غصیلے لہجے میں بولی۔

"یہ تمہارا باس کون سی بلا اٹھا لایا ہے آخر اس کا مقصد کیا ہے....؟"

"باس کہہ رہا تھا کہ وہ اس کی منگیتر ہے...." ظفر نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

"لیکن وہ تو پرنس پر دھاوا بول بیٹھی ہے....؟"

"ہم ایسا نہیں سمجھتے یور ہائی نس! باس ہی کے حکم کے مطابق وہ صرف پرنس کا دل بہلاتی ہے۔ باس کا خیال ہے کہ اس طرح پرنس کے مزاج میں نرمی پیدا کر کے انہیں شاہ سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ اس کوشش میں شاید میں ہی ڈوب جاؤں...." ٹالابو آ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مایوسی کی باتیں نہ کیجئے یور ہائی نس....!"

"آخر اب تمہارا باس کہاں غائب ہو گیا....؟"

"انہیں خدشہ ہے کہ کہیں کنگ چانگ پھر کوئی شرارت نہ کرے۔ اس لیے وہ محل سے دور ہی رہ کر نگرانی کر رہے ہیں۔"

"کیا لوئیسا بھی اس کے ساتھ گئی ہے؟ کل سے نہیں دکھائی دی...."

"اس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں....!"

"خدا ہی جانے کیا ہو رہا ہے....!"

"آپ بے فکر رہئے! بہتر ہی ہوگا۔"

"ہر بنڈا تو ایسا نہیں تھا....!"

"واقعی وہ ایسے نہیں ہیں! حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں بھی اصل معاملے کا علم نہیں ہے۔ ورنہ ہم آپ کو مطمئن کر دیتے۔"

"اچھا جاؤ۔ میں اب آرام کرنا چاہتی ہوں۔" وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولی۔

دوسری طرف اُم بنی اب براہ راست "کنگ چانگ" کے احکامات وصول کر رہی تھی اور انہیں احکامات کے مطابق اپنی دانست میں جوزف اور عمران پر اپنی گرفت مضبوط کرتی جا رہی تھی۔

یہاں اسے فرانسیسی لڑکی لوئیسا بھی دکھائی دی تھی جو عموماً عمران سے چھیڑ چھاڑ کرتی رہتی تھی۔ نہ جانے کیوں اُم بنی کو اس پر بہت غصہ آتا تھا۔ اس وقت بھی جب وہ جوزف کے کمرے میں جا رہی تھی لوئیسا سے مڈبھیڑ ہو گئی.... وہ تو نکلی چلی گئی ہوتی لیکن لوئیسا ہی نے اس کا راستہ روکا تھا....

"یہ بیوقوف آدمی تمہیں کہاں سے پکڑ لایا ہے؟" اس نے مضحکانہ انداز میں اُم بنی سے پوچھا۔

"ہوش کی دوا کرو، وہ میرا شوہر ہے۔"

"لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ تم سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے۔"

"شاید بنکانا کا یہی رواج ہے!" اُم بنی تلخ لہجے میں بولی۔ "یہی چیز میں پرنس اور پرنسز کے درمیان بھی محسوس کرتی ہوں۔"

"کچھ بھی ہو! تمہارا مصرف میری سمجھ میں نہیں آسکا۔" لوئیسا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہٹو سامنے سے مجھے جانے دو....!" اُم بنی کو غصہ آ گیا۔

لوئیسا نے شانے سکوڑے اور راستے سے ہٹ گئی، ٹھیک اسی وقت عمران ایک کمرے سے برآمد ہوا اور لوئیسا چہک کر بولی۔ "تم جتنے خوش مزاج ہو اتنی ہی نکچڑی بیوی تم نے تلاش کی ہے۔!"

"آج کل کنٹراسٹ ہی کا فیشن چل رہا ہے۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ اُم بنی ان کی گفتگو سننے کے لیے نہیں رکی تھی۔

"سوال یہ ہے کہ اس لڑکی کا مصرف کیا ہے....؟" لوئیسا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"گلے پڑ گئی ہے تو کیا کروں....؟" کوڑے کے ڈھیر پر تو پھینکی نہیں جا سکتی۔ آدمی کا بچہ ہے.... تم فکر نہ کرو مصرف نکال لینا میرا کام ہے۔"

ٹالابوآ اس کی وجہ سے بہت پریشان ہے.... اور وہ کلوٹا یا تو اتنا خشک مزاج تھا یا اٹھارویں صدی کے عشاق کی طرح عقل سے خارج ہوا جا رہا ہے....!

"وہ بھی آدمی کا بچہ ہے....!"

"تم کیا بلا ہو....؟" وہ جھنجلا گئی۔

"اپنے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"اگر لڑکی اپنے لیے پسند کی تھی تو اس کلوٹے کے حوالے کیوں کر دی....؟"

"ناموزیکل لوئیسا.... میں نے اتنا طویل سفر عشق کرنے کے لیے نہیں کیا ہے.... میرے ملک میں قدم قدم پر اس کے مواقع موجود ہیں۔"

لوئیسا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ جوزف دہاڑتا ہوا اپنے کمرے سے نکلا اور عمران کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ اس کے پیچھے ام بنی تھی۔

"یہ.... یہ....!" جوزف عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر ہکلایا۔ "مجھے آخر پاگل ہو جانے پر کیوں مجبور کیا جا رہا ہے....؟"

"کیا ہوا' یور ہائی نس؟" عمران نے آگے بڑھ کر کہا۔

"کیا یہ لڑکی اسی لیے لائی گئی ہے کہ مجھے بہکائے....!"

"یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔؟"

"یہ بھی یہی کہہ رہی ہے کہ اپنے باپ سے معافی مانگ لوں....!"

"ہر شریف آدمی یہی کہے گا....!"

"یہ ناممکن ہے۔!" جوزف دہاڑا۔ "اس سے بہتر تو یہ ہو گا کہ میں سمندر میں چھلانگ لگا دوں۔!"

"نہیں یور ہائی نس! میں کبھی نہ چاہوں گا کہ بحر الکاہل بحر اسود بن جائے....!"

"میں نے آگاہ کر دیا ہے۔" جوزف ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

پھر تو اچھا خاصا ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔ محل کے ہر فرد کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ ہربنڈا اپنے باپ سے معافی نہیں مانگے گا۔ دو گھنٹے بعد ٹالابوآ نے انتہائی سراسیمگی کے عالم میں عمران کو بتایا کہ یہ خبر بادشاہ بزکاٹا تک جا پہنچی ہے۔

"میں اپنے طور پر پرنس کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔ "کسی کو

بھی علم نہیں تھا کہ ہربنڈا بادشاہ سے معافی نہ مانگنے پر اصرار کر رہا ہے۔

"تت.... تو.... پھر اب کیا ہو گا؟" عمران خوفزدہ لہجے میں ہکلایا۔

"شاہی خاندان میں نافرمانی کی سزا اذیت ناک موت ہے! تم دیکھ لینا' کچھ دیر بعد شاہی مہلت نامہ پہنچ جائے گا۔"

"یہ کیا ہوتا ہے....؟"

"وقت کا تعین کر دیا جائے گا۔ اگر اس مدت میں ہربنڈا نے معافی نہ مانگی تو پھر.... خدا جانے کیا ہو....؟" سمجھاؤ ہربنڈا کو....!"

"میرا خیال ہے کہ آپ پرنس کو مر ہی جانے دیجئے۔"

"اپنی زبان کو لگام دو۔" ٹالابوآ تیز لہجے میں بولی۔

"یور ہائی نس۔ بکری انڈے دے سکتی ہے لیکن وہ اپنی بات سے نہیں ہٹ سکتے۔

اتنے میں لوئیسا بھی آ گئی اور اسے بھی مشاورت میں شریک کر لیا گیا.... اس نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "یہ تو بہت برا ہوا یور ہائی نس.... اب کیا ہو گا۔ بکاٹا فرانس کے زیر نگیں ہے لیکن بادشاہ اپنے خاندان کے سلسلہ میں ذاتی قوانین نافذ کر سکتا ہے۔ اس میں سزائے موت بھی شامل ہے' فرانس کی حکومت اس میں دخل اندازی نہیں کر سکے گی۔

"تو پھر خدارا.... اسے یہاں سے نکال لے جاؤ...." ٹالابوآ گڑگڑائی۔

"تم ہی لوگ لائے تھے.... لہٰذا اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لو۔"

"ہاں.... آں۔!" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔ "اس کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔"

"جو کچھ بھی سوچنا ہے جلدی سوچو....!"

"مہلت نامہ اور وارننگ آ جانے دیجئے۔ اسی کی مناسبت سے کام کیا جائے گا۔" عمران بولا۔

"اچھا.... اچھا.... میری تو عقل ہی خبط ہو کر رہ گئی ہے۔"

عمران اور لوئیسا باہر نکلے وہ اسے عجیب سی نظروں سے گھورے جا رہی تھی۔ دفعتاً بولی۔

"اوپر سے الو اور اندر سے بالکل لومڑی ہو۔"

"کیوں؟ کیوں؟ میں نے کیا کیا ہے....؟"

"بالآخر اسی کی زبان سے کہلوا لیا کہ ہربنڈا کو یہاں سے نکال لے جاؤ۔"

"اس کے تعاون کے بغیر نکال لے جانا آسان نہ ہوتا...."

"لیکن وہ اس پر ہرگز تیار نہ ہوگی کہ تم اسے موکارو لے جاؤ...!"

"اسے ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے....؟"

لوئیسا چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "مناسب یہ ہوگا کہ اس سے پوچھ ہی لیا جائے۔ شاید وہ خود ہی کوئی جگہ بتا سکے۔ اس طرح ہم اس جگہ کے بہانے نہایت اطمینان سے پرنس کو موکارو لے جا سکیں گے۔"

"تمہاری تجویز اچھی معلوم ہوتی ہے۔" عمران بولا۔

"شکریہ!" وہ مسکرائی۔ "شاید پہلی بار تم کسی امر پر مجھ سے متفق ہوئے ہو۔"

"اتفاق ہے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"اس لڑکی میں کیا رکھا ہے....؟"

"ہائیں۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے کہاں سے کہاں پہنچ گئیں۔"

"میں آدمی بھی تو ہوں....احساسات و جذبات سے یکسر عاری تو نہیں۔"

"میں صرف فرائض کی ادائیگی میں مشین ہوں! احساسات و جذبات ہی نے دنیا کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔"

"کیا بات ہوئی....؟"

"کچھ بھی نہیں....جاؤ اپنا کام دیکھو! اسٹیمر کے کپتان سے کہو کہ ہر وقت روانگی کے لیے تیار رہے....!"

"اچھا....اچھا...." وہ برا سا منہ بنا کر بولی اور آگے بڑھ گئی۔

* * *

چاندنی رات تھی اور سمندر معمول کے مطابق پرسکون تھا۔ فراگ کی لانچ موکارو سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی لیکن اس کا رخ بندرگاہ کی طرف نہیں تھا۔

لانچ کیا تھی، ایک پرتکلف عشرت گاہ تھی۔ اس وقت فراگ کے کیبن میں جشن برپا تھا۔ للی ہاردے گا رہی تھی اور فراگ کا غیر ملکی قیدی گیت کی لے پر تھرک رہا تھا۔ فراگ کی آنکھوں میں شرارت آمیز چمک لہرا رہی تھی۔

"بس کرو، بیٹھ جاؤ!" وہ ہاتھ ہلا کر قیدی سے بولا۔ "تھک جاؤ گے بہت کام کرنا ہے۔"

"جو حکم یور آنر....!" قیدی نے کہا اور فراگ کے سامنے بیٹھ گیا۔

"للی! تم بھی خاموش ہو جاؤ۔"

"او کے باس!" اس نے کہا اور گٹار ایک طرف رکھ دیا۔

"تم جا سکتی ہو! اب ہم باتیں کریں گے۔" فراگ بولا۔

للی احتراماً خم ہوئی اور گٹار وہیں چھوڑ کر کیبن سے باہر نکل گئی۔

فراگ قیدی کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"اگر تم نے مجھ سے کوئی چال چلنے کی کوشش کی تو پچھتاؤ گے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا یور آنر.... میں آپ کا احسان مند ہوں، آپ نے مجھے ویسی ہی لڑکی بخش دی ہے جیسی میں چاہتا تھا۔"

"یقیناً للی اب تمہاری ہے! لیکن کام کے اختتام تک وہ لانچ ہی پر رہے گی۔ ہمارے ساتھ نہیں جائے گی....!"

"کک....کیوں....؟"

"میں احمق نہیں ہوں! شاید تمہاری نیت میں فتور آ جائے! پہلے کام پھر انعام....!"

"اگر آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں تو یہی سہی۔" قیدی نے کہا۔ "لیکن ایک بار پھر آپ کو آگاہ کر دوں کہ دھوئیں کے اس حصار کو پار کرنا ممکن نہ ہوگا۔"

"دراصل اس وقت میں اسی کے بارے میں تفصیل سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن میں کیا عرض کروں، یور آنر.... میں اس راستے موکارو سے باہر ضرور نکلا تھا لیکن مجھے اس کا ہوش نہیں کہ دھوئیں کی دیواریں میں نے کیسے پار کی تھیں؟"

"کیا بات ہوئی....؟"

"گھر پر بیہوش ہوا، اور آنکھیں اس چٹان پر کھلیں جس سے ایک لانچ لگی کھڑی تھی....!"

"پہلی بار ایسا ہوا ہے....؟"

"نہیں! بارہا میں دوسرے کاموں کے سلسلے میں اسی طرح موکارو سے باہر جا چکا ہوں....!"

“اب! اس وقت کیا صورت ہو گی۔ کیا وہاں کوئی تمہارا منتظر ہو گا؟”

“نہیں! ہم اس چٹان پر اتر کر صبح تک انتظار کریں گے! کوئی آئے گا۔ ہم وہیں ناشتہ کریں گے اور پھر.... دھوئیں کی دیوار کس طرح پار کریں گے۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے! ہمیں تو ہوش ہو گا نہیں....؟”

“تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ناشتے میں خواب آور دوا دی جائے گی۔”

“آنریبل فراگ! یہ میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب معینہ وقت کے مطابق ہم اس چٹان پر پہنچتے۔ اب کیا ہو گا؟ یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے وہاں پہنچنے میں دو دن کی دیر ہو گئی ہے۔”

“کیا پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا؟”

“نہیں جناب! ہم جس کام کے لیے گئے۔ پہلے سے معین کیے ہوئے وقت پر واپس پہنچ گئے۔ اسی لیے میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ اب مجھ پر کیا گذرے گی....؟”

“تم نے یہ سب کچھ پہلے ہی کیوں نہیں بتا دیا تھا....؟”

“اگر بتاتا تو آپ یہی سمجھتے کہ مکاری کر رہا ہوں۔ آپ کو اصل حالات سے آگاہ نہیں کرنا چاہتا.... اور آنریبل فراگ! میری گردن بھی ٹوٹ جاتی۔”

“خیر.... خیر.... میں دیکھوں گا۔ اب یہاں سے کتنا فاصلہ ہو گا....؟”

“دو یا ڈھائی میل۔”

“بس! اب ہم ہی دونوں یہاں سے ایک چھوٹی کشتی پر چلیں گے....!”

“یہ خودکشی ہو گی جناب!”

“بکواس مت کرو....”

“میں پھر کہتا ہوں کہ یہ خودکشی ہو گی۔”

“میں صرف راستہ دیکھنا چاہتا ہوں اتنا احمق نہیں ہوں کہ تمہارے ساتھ اس چٹان تک چلا جاؤں گا۔”

“آپ نے مجھے ایک بہت بڑی الجھن سے بچا لیا آنریبل فراگ” قیدی نے طویل سانس لی۔

“میں کسی معاملے کو اپنے طور پر سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔”

قریباً پندرہ یا بیس منٹ بعد ایک چھوٹی موٹر بوٹ پانی میں اتار دی گئی تھی۔ اس پر فراگ اور قیدی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ قیدی کی بتائی ہوئی سمت کشتی کا رخ موڑ دیا گیا۔ خود فراگ ہی اسے کنٹرول کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اونچی اونچی چٹانیں دکھائی دینے لگیں.... لیکن اتنے فاصلے سے ان کی ساخت کا اندازہ کرنا دشوار تھا۔

“یہ چٹانیں ناقابل عبور ہیں.... سوائے اس شگاف کے جس کے ذریعے سمندر کا پانی دور تک اندر چلا گیا ہے۔” قیدی کہہ رہا تھا۔ “اور وہ شگاف بھی ایسی جگہ ہے جسے عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔”

فراگ کچھ نہ بولا۔ چٹانوں سے کچھ فاصلے پر اس نے انجن بند کر دیا تھا اور دو چپّو نکال لیے تھے اور اب وہ خود ہی کشتی کھے رہا تھا۔

“آپ بہت محتاط ہیں! آنریبل فراگ۔” قیدی نے کہا۔

فراگ ہنس کر بولا۔ “اسی لیے کنگ چانگ کا نائب اول کہلاتا ہوں۔”

“مجھے یقین ہے کہ راستہ دیکھ لینے کے بعد آپ اس مہم کو کسی مناسب وقت پر اٹھا رکھیں گے۔”

“تاکہ تم کچھ دن اور عیش کر لو‘ کیوں؟”

“مم۔ مطلب یہ کہ میں اب ان لوگوں میں واپس نہیں جانا چاہتا۔”

فراگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اچانک کشتی کسی چیز سے ٹکرائی۔

“خدا کی پناہ.... یہ کیا ہوا؟” قیدی بوکھلا کر بولا۔

کشتی کے گرد سمندر کی سطح سے سیاہ رنگ کا ایک دائرہ بلند ہو رہا تھا۔

فراگ چپّو چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن وہ دائرہ اتنی دیر میں اس کے قد سے بہت اونچا ہو چکا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں ایسا لگنے لگا جیسے وہ کشتی سمیت کسی گہرے کنوئیں میں مقید ہو کر رہ گئے ہوں۔

“یہ کیا ہے....؟” فراگ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

“کنگ چانگ کے عقلمند نائب اول کے لئے لمحہ فکریہ!” قریب ہی سے باریک سی آواز آئی۔

“یہ کون بولا تھا....؟” فراگ نے پلٹ کر قیدی کا گریبان پکڑ لیا۔

“مم.... میں نہیں جانتا.... آواز ہی میں نے بھی سنی ہے۔”

“تم کون ہو....؟ سامنے آؤ۔ چھپ کر اس طرح بے بس کرنا بزدلی ہے۔”

"یہاں بہادری کے مظاہرے پر تمغے نہیں تقسیم کیئے جا رہے۔ اب تم ہمارے قیدی ہو۔"

فراگ نے ٹارچ روشن کر لی تھی۔ دفعتاً اس نے اندازہ لگا لیا کہ وہ آواز قیدی ہی کے پاس سے آ رہی تھی۔ شاید اسی وقت قیدی کو بھی احساس ہوا تھا۔ وہ خوفزدہ انداز میں چونک پڑا

"تم کیا چاہتے ہو۔۔۔؟" فراگ نے قیدی کا گریبان چھوڑتے ہوئے کہا۔

"تمہاری گرفتاری۔۔۔!" آواز آئی اور فراگ نے دوسرے ہاتھ سے قیدی کے کوٹ کے درمیان بٹن کی طرف اشارہ کیا۔ آواز اسی بٹن سے آئی تھی۔

قیدی بوکھلا کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فراگ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "میں کیا۔۔۔ کوئی بھی نہیں جانتا کہ کنگ چانگ کون ہے؟ اور کہاں رہتا ہے۔" فراگ نے اونچی آواز میں کہا۔ "میری گرفتاری سے تم کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔"

"یہ دیکھنا ہمارا کام ہے۔۔۔!"

"اچھی بات ہے دیکھنا۔!" فراگ غرایا اور ایک بار پھر قیدی کا گریبان تھام لیا۔

"م۔۔۔ میں۔۔۔ جناب بالکل نہیں جانتا تھا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔" قیدی نے بٹن کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں! مسٹر فراگ!" بٹن سے آواز آئی۔ "اگر ان لوگوں کو اس کا علم ہو جائے تو پھر ہم ان کی حماقتوں سے آگاہ کیسے ہو سکیں گے۔"

کشتی دائرے میں آہستہ آہستہ چکر لگا رہی تھی۔ اس دائرے کا قطر تیس، پچیس فٹ ضرور رہا ہوگا اور بلندی ان کی پہنچ سے باہر تھی۔

"سوال تو یہ ہے کہ تم کنگ چانگ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔۔۔؟" فراگ نے پوچھا۔

"یہی کہ اس نے تمہیں بعد میں یہ حکم کیوں دیا تھا کہ ہربنڈا کو نکل جانے دیا جائے۔۔۔؟"

"مرضی کا مالک ہے۔۔۔!"

"ہم بتائیں گے اسے! اس معمولی سے بدمعاش کی ہماری نظروں میں کیا وقعت ہو سکتی ہے۔!"

"بیوقوفی کی باتیں نہ کرو۔۔۔ اگر وقعت نہ ہوتی تو تم اس سے مدد کیوں طلب کرتے۔۔"

"اس قسم کے معمولی کاموں کے لیے ہمارے پاس وقت نہیں ہے"

"اور شاید تم یہ بھی نہ جانتے ہو کہ ہربنڈا کو کس نے تلاش کیا ہے۔۔۔

فراگ نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

"کیا تم جانتے ہو۔۔۔؟"

"یقیناً۔ کنگ چانگ کا نائب اول اگر اتنا بھی نہ جانے تو اس کے وجود کا فائدہ ہی کیا۔۔۔؟"

"کون ہے اس کی پشت پر۔۔۔؟"

"تم مجھے اس طرح بے بس کر کے مجھ سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکو گے!"

"اگر تم یہ جانتے ہو کہ اس سازش کی پشت پر کون ہے تو ہم تم سے معزز مہمانوں جیسا سلوک کریں گے۔ خوش آمدید۔۔۔!"

"یہ کنواں ہٹاؤ۔۔۔!"

"ہم اپنے طور پر تمہارا استقبال کریں گے۔ ہمیں مشورہ نہ دو۔" بٹن سے آواز آئی۔۔۔

قیدی نڈھال سا ہو کر گر پڑا تھا اور اس کے جسم پر رعشہ طاری تھا۔

◆

ٹالابوآ نے انہیں فرار میں مدد دی تھی۔ اس لیے کہیں روکے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔۔۔ وہ بندرگاہ پر آ پہنچے۔۔۔ اسٹیمر خصوصی ڈاک پر لنگر انداز تھا۔

ٹالابوآ نے اس کا فیصلہ عمران اور لوئیسا پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ پرنس کو کہاں لے جائیں گے؟

ظفر، جیمسن، ام بنی اور جوزف اسٹیمر پر پہنچ گئے تھے، لیکن عمران اور لوئیسا کا کہیں پتا نہ تھا۔

ام بنی کو اندرونی حالات کا علم نہیں تھا۔ وہ تو یہی سمجھتی تھی کہ جوزف اس کے ورغلانے ہی پر بنکاٹا چلنے پر آمادہ ہو گیا ہے اور اسی کے حکم پر عمران بھی ساتھ دے رہا ہے۔

وہ سائے کی طرح جوزف کے ساتھ لگی رہی۔ اسٹیمر کے کیبن میں بھی موجود تھی۔

"تم دونوں آرام کرنا چاہو تو جا سکتے ہو۔" اس نے ظفر اور جیمسن کو مخاطب کر کے کہا۔

"باڈی گارڈ آرام نہیں کیا کرتے۔" ظفر بولا۔

"فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، میں یہاں موجود رہوں گی۔"

"تمہاری موجودگی ہی تو فکر مندی کا باعث ہے۔" جیمسن مسکرا کر بولا۔ "ہز ہائی نس پر بیہوشی کے دورے پڑنے لگتے ہیں، اگر کسی عورت کے ساتھ تنہا چھوڑ دیئے جائیں۔"

ام بنی نے جوزف کی طرف دیکھا اور اس نے دانت نکال دیئے۔ پھر سر کو اثباتی جنبش دے

کر گویا جیمسن کے بیان کی تائید کی تھی۔

"تو پھر میں کہاں جاؤں....؟" اُم بنی جھنجھلا کر بولی۔ "عمران کہاں ہے... ؟"

"چلو! میں تمہیں تمہارا کیبن دکھادوں۔" جیمسن نے کہا۔

"تمہارے ساتھ تو ہرگز نہیں جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے! تمہیں میرے علاوہ اور کسی پر بھی اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔" دروازے کی طرف سے آواز آئی۔

وہ چونک کر مڑے۔ عمران سامنے کھڑا... اس طرح ایک ایک کی شکل دیکھے جارہا تھا جیسے وہاں اس کے خلاف کوئی سازش کی جارہی ہو۔

"تم کہاں تھے....؟" اُم بنی نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"چلو.... چلو.... پرنس کو آرام کی ضرورت ہے۔" عمران اس کے سوال کو نظر انداز کر کے بولا۔

اسٹیمر حرکت میں آگیا تھا۔ اُم بنی بڑبڑاتی ہوئی عمران کے ساتھ ہولی۔ وہ اسے ایک کیبن میں لایا.... اور کیبن کا دروازہ بند کر کے اس کی طرف مڑا۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو....؟"

"تم اب بھی فراگ ہی کے لیے کام کر رہی ہو...." عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کک.... کیوں....؟"

"میں یہی محسوس کر رہا ہوں' اسٹیمر پر قدم رکھتے ہی ہماری حیثیت قیدیوں کی سی ہوگئی ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتی....!"

"بنکاٹا سے نکل چلنے کی ترغیب تم ہی دیتی رہی تھیں۔!"

"محض اس لیے کہ اپنے بیان کے مطابق تم بنکاٹا ہی تک محدود رہے ہو۔ ذرا دیکھو! آہا یہ تو بھول ہی گئی.... لوئیسا کہاں ہے....؟"

"پتا نہیں....!"

"کیا وہ ساتھ نہیں ہے....؟"

"اس سے اس کے متعلق کوئی گفتگو نہیں ہوئی ہے۔"

اُم بنی نے طویل سانس لی اس کی آنکھوں سے آسودگی اور سکون مترشح ہونے لگا تھا۔

"بہت دلچسپ لڑکی تھی....!" عمران مسکرا کر بولا۔

"بات کرنے کی تمیز تو تھی نہیں...."

"ہاں، یہ بات تو ہے.... مرغ کو عالی جناب کہتی تھی....!"

"وہ آخر ہے کہاں....؟"

"محل میں ہوگی۔"

"زیادہ تر تمہارے ساتھ رہتی تھی۔"

"اگر تم میرے ساتھ اسی طرح رہو تو مار کر بھگا تو نہیں دوں گا' لیکن سوال یہ ہے کہ اب ہم کہاں جارہے ہیں....؟" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں جانا چاہتے ہو....؟"

"شکیری.... لیکن یہ اسٹیمر....؟"

"کیوں.... اس اسٹیمر کو کیا ہوا....؟"

"اس پر ہم لوگوں اور عملے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"ارے یہ بنکاٹا کا سرکاری اسٹیمر بھی نہیں ہے۔"

"واقعی....؟" اُم بنی اچھل پڑی۔

عمران نے مایوسانہ انداز میں سر کو جنبش دے کر کہا۔ "اسٹیمر کا عملہ کپتان سمیت کسی سوال کا جواب ہی نہیں دیتا۔"

اُم بنی پر تفکر انداز میں اسے دیکھے جارہی تھی۔ دفعتاً خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "کہیں ہم کنگ کانگ کی گرفت میں تو نہیں آگئے....؟"

"اچھا تو پھر سنو! تم ریڈیو روم سے فراگ کو پکار دو گی۔"

"کیا مطلب....؟" وہ چونک کر بولی۔ "یہ تم کیا کہہ رہے ہو....؟"

میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ "اگر ہم کنگ چانگ کی گرفت میں آگئے ہیں تو تم اسی طرح اپنی جان بچا سکتی ہو.... اور شاید ہمیں بھی بچالو....!"

"لیکن! میں فراگ سے کہوں گی کیا۔۔۔؟"

"یہی کہ اس وقت تم ہم لوگوں سمیت ایک اسٹیمر میں موجود ہو اور یہ اسٹیمر ساحل بنکاٹا سے جنوب کی طرف روانہ ہے۔۔۔ پرنس ہربنڈا ہم لوگوں کو نہ جانے کہاں لے جا رہا ہے۔۔۔؟

* * *

فراگ کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ وہ اس عمارت میں کیونکر پہنچا تھا۔ ویسے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ موکارو کے دارالحکومت پسو میں ہے۔ کم از کم موکارو کے سارے آباد حصے اس کے دیکھے ہوئے تھے۔۔۔ پردیسیوں کا داخلہ تو کچھ عرصہ سے ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔ پسو میں کنگ چانگ کی تنظیم سے متعلق بھی کچھ لوگ رہتے تھے۔

اس چھوٹی سی عمارت میں اس کے علاوہ دو ملازم بھی تھے ان میں سے ایک باورچی تھا اور دوسرا مختلف خدمات انجام دیتا تھا۔

فراگ کی آنکھ اسی عمارت۔۔۔ کے ایک کمرے میں کھلی تھی۔ اور اس وقت سے اب تک چھ گھنٹے اسی عمارت میں گذرے تھے۔ جن حالات کا وہ شکار ہوا تھا ان کا تقاضہ یہی تھا کہ خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہے۔ اس نے ان دونوں ملازمین سے بھی کسی قسم کی پوچھ گچھ نہیں کی تھی۔

اسے اس کا علم بھی نہیں تھا کہ سمند میں اس آہنی حصار میں پھنس جانے کے بعد سے اب تک کتنا عرصہ گزار تھا۔۔۔ یا اس کے ساتھ قیدی کا کیا حشر ہوا تھا۔۔۔ کسی نامعلوم آدمی کی آواز سنتے سنتے اچانک اس نے تیز قسم کی میٹھی سی بو محسوس کی تھی اور اس کا سر چکرا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کس طرح اس حصار سے نکل کر اس عمارت تک پہنچا تھا اسے یاد نہ آ سکا۔

کوئی بڑا چکر ہے۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ کنگ چانگ کے نام پر وہ بخش دیا جائے۔ وہ لوگ فی الحال تو یہی معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ہربنڈا کی پشت پر کون ہے؟ اور کنگ چانگ نے خلاف توقع اسے بنکاٹا کیوں پہنچ جانے دیا تھا۔ اس کے پاس ان دونوں سوالات کے جواب موجود تھے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد وہ کچھ دیر آرام کرنے کو سوچ ہی رہا تھا کہ خادم نے کسی کی آمد کی اطلاع دی۔ جسے وہ نشست کے کمرے میں بٹھا آیا تھا۔

فراگ شاہانہ انداز میں چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ اجنبی اسے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"آپ آنریبل ساکاوا کے مہمان ہیں۔" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

"خوشی ہوئی۔۔۔!" فراگ خشک لہجے میں بولا۔

"پرائم منسٹر آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔!"

"ابھی۔۔۔؟" فراگ نے سوال کیا۔

"وہ آپ کے منتظر ہیں۔۔۔!"

"چلو۔۔۔!" فراگ دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

باہر ایک لمبی سی کار کھڑی تھی۔ اجنبی نے فراگ کے لئے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور خود ڈرائیور کے برابر جا بیٹھا۔ پندرہ یا بیس منٹ بعد گاڑی ایک عظیم الشان عمارت کے احاطے میں داخل ہوئی۔ یہ غالباً وزیر اعظم ساکاوا کی رہائش گاہ تھی۔

"کتیا کا بچہ!" فراگ نے دل ہی دل میں کہا اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا۔ تین سال پہلے ساکاوا موکارو کی پولیس کا سربراہ تھا۔ کنگ چانگ کی تنظیم سے اکثر الجھتا رہتا تھا۔ بہرحال وہ اچانک ہی پرائم منسٹر نامزد کر دیا گیا تھا۔

چھوٹے قد اور گٹھیلے جسم والے اس جاپانی نے فراگ کا استقبال بڑے پر جوش انداز میں کیا۔ چھوٹی چھوٹی تیز چمکیلی آنکھیں کسی لومڑی کی یاد دلا رہی تھیں۔

"خوش آمدید، مسٹر فراگ!"

"شکریہ۔" فراگ نے مصافحہ کرتے ہوئے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی تھی۔

"بیٹھو!" ساکاوا نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ "میرے ان دونوں آدمیوں نے تمہارے ساتھ مناسب برتاؤ نہیں کیا تھا۔"

"میں اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یور آنر۔۔

"تم قابل معافی ہو! انہیں محتاط رہنا چاہئے تھا۔۔۔ خیر ہم جلد از جلد اصل معاملے کی طرف آئے جاتے ہیں۔"

"میں جوابدہی کو تیار ہوں! اور اپنی اس فروگذاشت کی بناء پر کنگ چانگ کے ہاتھوں سزا بھی پا چکا ہوں!"

"مجھے علم ہے۔" ساکاوا مسکرایا۔

”پھر آخر مجھے کیوں پریشان کیا گیا؟“

”محض یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کنگ چانگ نے معقول رقم وصول کر لینے کے بعد بھی دھوکا کیوں دیا۔ ۔ ۔ ؟“

”کنگ چانگ نے دھوکا نہیں دیا بلکہ میں نے دھوکا کھایا تھا۔“

”وہ کس طرح مسٹر فراگ۔ ۔ ۔ ۔ ؟“

”کنگ چانگ کے ہاتھوں سزایابی کے بعد میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ دیوانہ وار گاڑی چلا رہا تھا‘ اچانک حادثہ ہوتے ہوتے بچ گیا۔ لیکن لڑکی پھر بھی صدمے کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی اس کیساتھ والا مرد بیحد نروس نظر آ رہا تھا۔ میں نے اسے دلاسا دیا اور پیشکش کی کہ وہ جہاں کہے انہیں پہنچا دیا جائے بہرحال انہیں ایک اسٹیمر پر پہنچانا پڑا۔ ۔ ۔ ۔ اور وہیں سے میرے لیے دشواریاں پیدا ہونے لگیں۔ میں قیدی بنا لیا گیا۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ ہربنڈا اسی اسٹیمر پر بنکاٹا جائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ! رفتہ رفتہ ساری باتیں کھل کر سامنے آ گئیں۔ ۔ ۔ ۔ وہ لڑکی ایدلی دے ساواں تھی جو لوتیسا بھی کہلاتی ہے۔ فرانس کی سیکرٹ سروس سے اس کا تعلق ہے۔ ۔ ۔ ۔ اور اس کے ساتھ والا مرد جمیکن سیکرٹ سروس کا چیف ڈھمپ لوپو کا تھا۔“

”یہ میرے لیے نیا نام ہے مسٹر فراگ۔ ۔ ۔ ۔ ایدلی دے ساواں سے تو واقف ہوں۔“

”میرا خیال ہے کہ ہربنڈا کو انہی دونوں نے تلاش کیا ہے۔“

”یہ بڑی قیمتی اطلاع ہے مسٹر فراگ۔ ۔ ۔ ۔ “ ساکاوا مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔ ”میں پچھلے سارے واقعات بھلا دینے پر تیار ہوں۔ ۔ ۔ ۔ تم بدستور میرے مہمان رہو گے۔ ۔ ۔ ۔ ہاں۔ ۔ ۔ ۔ یہ اُم بنی کون ہے۔ ۔ ۔ ۔ ؟“

”کیوں۔ ۔ ۔ ۔ ؟“ فراگ چونک پڑا۔

”پچھلی رات سے تمہیں وائرلیس پر کال کیے جا رہی ہے۔“

”اوہو۔ کیا اس کا کوئی پیغام ریکارڈ کیا گیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ؟“

”ہاں۔ اس کی ہر کال ریکارڈ کی گئی ہے۔“

”میں سننا چاہتا ہوں۔“ فراگ مضطربانہ انداز میں اٹھ گیا۔

”بیٹھو۔ ۔ ۔ ۔ بیٹھو۔ ۔ ۔ ۔ میں یہیں منگواتا ہوں۔“ ساکاوا نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔

ایک باوردی خادم کمرے میں داخل ہو کر خم ہوا۔

”وہ ٹیپ ریکارڈر لاؤ۔“ ساکاوا نے اس سے کہا۔

خادم واپس چلا گیا۔ ۔ ۔ ۔ فراگ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے تھا۔

”ٹیپ ریکارڈر آیا۔ ۔ ۔ ۔ اور فراگ اُم بنی کی آواز سننے لگا جو اسے کال کر رہی تھی۔ ”ہیلو! ڈیڈلی فراگ! ہیلو۔ ۔ ۔ ۔ اُم بنی کالنگ۔ ۔ ۔ ۔ ہیلو۔ ۔ ۔ ۔ فراگ ہیلو۔ ۔ ۔ ۔ اُم بنی کالنگ۔ ۔ ۔ ۔ تنظیم سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی فرد میری آواز سن رہا ہو تو آنریبل ڈیڈلی فراگ کو مطلع کر دے۔ ۔ ۔ اُم بنی اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی ہے۔ ۔ ۔ ۔ تمام متعلقہ لوگ اسٹیمر پر موجود ہیں۔ اور اسٹیمر جنوب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اوور اینڈ آل۔ ۔ ۔ ۔ !“

بار بار یہی پیغام ریکارڈ کیا گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ فراگ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ساکاوا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ ۔ ۔ دفعتاً فراگ رک کر اس کی طرف مڑا‘ اور بولا۔

”میں نے اُم بنی کو بنکاٹا بھجوایا تھا کہ کسی طرح ہربنڈا کو بنکاٹا سے نکال لائے۔ جنوب کی طرف آنے کا مطلب یہ ہوا کہ اسٹیمر موکاردہی کی طرف آ رہا ہے۔“

”خبر اچھی ہے! لیکن ہربنڈا کا اغواء میں اس لیے چاہتا تھا کہ وہ موکاردنہ آنے پائے۔“

”بہرحال کنگ چانگ کا وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ ہربنڈا آپ کے حوالے کر دیا جائے گا۔“

”اب ہم خود ہی دیکھ لیں گے مسٹر فراگ تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔“ ساکاوا کا لہجہ خشک تھا۔

فراگ کچھ نہ بولا۔ ایک بار پھر وہ غیر مطمئن ہو گیا تھا۔ ساکاوا کی شریر طبیعت سے وہ بخوبی واقف تھا‘ اسے بدلتے دیر ہی نہیں لگتی تھی۔

ساکاوا نے ہاتھ بڑھا کر فون کا ریسیور اٹھایا۔ ۔ ۔ ۔ اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ ”آ جاؤ“ اس کے لہجے نے فراگ کو چوکنا کر دیا۔ وہ کسی خطرے کی بو سونگھ رہا تھا۔ ۔ ۔ ۔ لیکن خاموش بیٹھا کسی بھی سچویشن سے نپٹنے کے لیے ذہنی طور پر تیاری کرتا رہا۔ ۔ ۔ ۔

تھوڑی دیر بعد پانچ مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوئے اور ساکاوا نے کڑک کر کہا۔ ”اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر لے جاؤ۔“

فراگ نے ساکادا کو غور سے دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے لیکن جیسے ہی ایک آدمی ہتھکڑیاں لے کر اس کے قریب پہنچا اس نے پھرتی سے اس کے ہولسٹر پر ہاتھ ڈال دیا اور بائیں ہاتھ سے اس کے پیٹ پر زوردار مکا رسید کیا۔

"آنریبل ڈرٹی ڈاگ۔۔۔۔!" وہ ریوالور کا رخ ساکادا کی طرف کرتا ہوا غرایا۔ "اگر کسی نے مجھے ہاتھ بھی لگایا تو تم کتے ہی کی موت مر جاؤ گے۔"

چوٹ کھانے والا اپنے ساتھیوں پر جا پڑا اور پھر ان میں سے دو کو اپنے ساتھ لیتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

یہ سب کچھ چشم زدن میں ہوا تھا۔ ساکادا نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ اور آنے والوں سے بولا۔ "تم سب باہر جاؤ۔۔۔۔!"

"نہیں ٹھہرو! تم سب میرے ساتھ ہی باہر چلو گے! چلو مسٹر ساکادا۔۔۔ ان لوگوں کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اے! تم سب بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔!"

انہوں نے بے چوں چرا تعمیل کی! ساکادا اپنے آدمیوں کے قریب جا کھڑا ہوا۔۔۔۔ فراگ تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور انسٹرومنٹس کے تار کھینچ کر الگ کر دیئے۔ پھر ریوالور کو جنبش دے کر بولا۔ "اب تم سب میز کے قریب آ جاؤ۔۔۔

ساکادا دانت پیستا ہوا آگے بڑھا۔۔۔۔ اس کے پیچھے وہ پانچوں بھی تھے۔

"بیٹھ جاؤ۔! لیکن تمہارے ہاتھ سروں پر ہونے چاہئیں۔" فراگ غرایا۔

خاموشی سے اس کی تنبیہہ کے مطابق تعمیل کی گئی۔ فراگ کی نظر ان پر تھی اور وہ بائیں ہاتھ سے اپنے کوٹ کا کالر ٹٹول رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے کالر سے سوئٹر بننے کی سلائی سے مشابہہ کوئی چیز کھینچ کر نکالی اور ان لوگوں کی طرف اچھال دی۔۔۔۔ فرش پر گرتے ہی وہ ہلکی سی آواز کے ساتھ پھٹی تھی اور سرمئی رنگ کا غبار فضا میں بلند ہونے لگا تھا۔ فراگ تیزی سے باہر نکلا اور دروازہ بولٹ کر دیا۔ اندر سے ان کی کھانسیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

ریوالور والا ہاتھ اس نے پتلون کی جیب میں ڈالا اور نہایت اطمینان سے باہر نکلا چلا آیا۔

لوگوں نے اسے دیکھا تو لیکن خصوصی توجہ کا شائبہ تک ان کی آنکھوں میں نہیں تھا۔

احاطے میں وہ گاڑی موجود تھی جس پر وہ یہاں لایا گیا تھا۔ ڈرائیور بھی قریب ہی کھڑا نظر آیا۔ فراگ کو دیکھتے ہی وہ پچھلی نشست کی طرف جھپٹا تھا۔

دروازہ کھول کر ایک طرف ادب سے کھڑا ہو گیا۔ فراگ نے گاڑی پر بیٹھ کر سر کو جنبش دی۔ ڈرائیور دروازہ بند کر کے اگلی سیٹ پر جا بیٹھا۔ گاڑی اسٹارٹ ہو کر پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔

فراگ کے اطمینان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا غالباً اسی بنا پر ڈرائیور اس کو اسی سمت لے چلا تھا۔ جدھر سے لایا تھا۔

"پہلے مونی اوز کی طرف چلو۔" فراگ نے کچھ فاصلہ طے ہو جانے کے بعد کہا۔

"بہت بہتر جناب۔" ڈرائیور بولا۔

مونی اوز یہاں کی ایک ساحلی تفریح گاہ تھی۔

"ڈرائیور تیز چلو۔۔۔۔ جلد ہی واپس بھی آنا ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"تم ایک مشاق ڈرائیور معلوم ہوتے ہو۔" فراگ نے کچھ دیر بعد کہا۔

"شکریہ جناب۔۔۔۔ آنریبل پرائم منسٹر تیز رفتاری کے عاشق ہیں۔"

"میں جانتا ہوں! ہماری دوستی بیس سال پرانی ہے۔ آج میں بھی تمہاری مشاقی دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ کالے ٹیکرے پر چڑھا سکو گے۔۔۔۔؟"

"کوشش کروں گا جناب! اس سے پہلے کبھی اتفاق نہیں ہوا۔"

"کامیاب ہو گئے تو انعام دوں گا۔"

"شکریہ جناب!"

"میں اپنی بھاری جسامت کی بنا پر آج تک اوپر نہیں پہنچ سکا۔"

"میں ضرور لے چلوں گا جناب۔"

مونی اوز کی سب سے اونچی چٹان کالے ٹیکرے کے نام سے موسوم تھی اور اس تفریح گاہ کا یہ حصہ عموماً دور دور تک سنسان ہی پڑا رہتا تھا۔ کبھی کبھی صرف ایڈونچر کے شائق اس کی طرف توجہ دیتے تھے۔ چٹان کے اوپر پہنچنے میں سچ مچ ڈرائیور نے مشاقی کا ثبوت دیا۔

کئی بار ایسا محسوس ہوا تھا جیسے گاڑی پھسل کر کسی کھڈ میں جا پڑے گی۔ فراگ خود ہی دروازہ کھول کر گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔ "واقعی تم باکمال آدمی ہو! تمہیں انعام بھی دوں گا اور تمہاری

سفارش بھی کروں گا۔ میرے قریب آؤ۔“

ڈرائیور گاڑی سے اتر کر اس کے قریب پہنچا۔ فراگ کا بایاں ہاتھ کوٹ کی اندرونی جیب میں تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے پرس نکال کر کوئی بھاری رقم ڈرائیور کی ہتھیلی پر رکھ دے گا۔ لیکن اچانک اس کا داہنا ہاتھ ڈرائیور کی کنپٹی پر پڑا اور وہ داہنے پہلو کے بل گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔ فراگ کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

اس نے بیہوش ڈرائیور کو گاڑی میں ڈالا اور گاڑی کو نیوٹرل گیئر میں ڈال کر دھکا دے دیا۔

قریباً تین سو فٹ کی اونچائی سے گاڑی سمندر میں جا پڑی۔

* * *

اسٹیمر کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ کسی تفریحی سفر پر نکلا ہو۔

عمران اور اُم بنی ریڈیو روم میں تھے۔ اُم بنی وقفے وقفے سے فراگ کو کال کر رہی تھی لیکن ابھی تک جواب نہیں ملا تھا۔

”حیرت ہے۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”اتنی بڑی تنظیم ہے اور کسی کے کان پر جوں نہیں رینگتی....!“

”یہ بات نہیں ہے! اگر خاص طور پر فراگ کو کال نہ کر رہی ہوتی تو کہیں نہ کہیں سے ضرور جواب ملتا۔“

”پرنس بہت خوش ہیں....!“ عمران کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔

”اوہ.... یہ تو بھول ہی گئی تھی.... یہ جواکواری کس قسم کی سزا ہوتی ہے۔“

”تم نہ سنو تو بہتر ہے! انتہائی غیر رومانی اور جمالیاتی حس کو ٹھیس پہنچانے والی سزا ہے۔ یا تو آدمی گڑگڑا کر معافی مانگ لیتا ہے۔ یا اٹھارہ گھنٹے بعد سفر آخرت اختیار کر لیتا ہے۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ پرنس بنکاٹا سے بھاگ نکلے ورنہ جواکواری کے شکار ہو جاتے۔“

”واقعی بہت ضدی آدمی ہے۔“ اُم بنی نے کہا‘ کچھ اور کہنے والی تھی کہ اچانک ٹرانسمیٹر پر اس کے نام کی کال سنائی دینے لگی۔

”اوہ.... فراگ۔!“ اُم بنی اچھل پڑی۔ ”وہ خود ہی بول رہا ہے۔“

”اُم بنی.... اُم بنی.... فراگ کالنگ....!“

”اُم بنی.... میرے پیارے....!“ وہ چہکی۔

”کہاں سے بول رہی ہو....؟ کوڈ ورڈ میں بتاؤ.... روکی کوڈ....!“

اُم بنی نے سنبھل سنبھل کر بولنا شروع کیا.... لیکن عمران کو ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کوئی نفاست پسند اور شائستہ کتیا ٹھہر ٹھہر کر بھونک رہی ہو ایک بات بھی پلے نہ پڑ سکی۔ پھر دوسری طرف سے فراگ کی آواز سنائی دی.... وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ رہا تھا۔

دو منٹ بعد آوازوں کا یہ تبادلہ ختم ہوا اور اُم بنی عمران کی طرف مڑ کر پرجوش انداز میں بولی۔ ”ہم خطرے میں ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ جہاں بھی ہو وہیں سے اسٹیمر کا رخ جنوب مشرق کی طرف موڑ دو۔“

”وجہ....؟“

”بحث نہ کرو.... پہلے کیپٹن کو ہدایت دو.... پھر سب کچھ بتاؤں گی.... جلدی کرو۔“

عمران ریڈیو روم سے نکل گیا.... اُم بنی مضطربانہ انداز میں ٹہلتی رہی ”گنگ چانگ“ سے اسے پہلے ہی ہدایت مل چکی تھی کہ وہ اس سے اپنی ملاقات فراگ پر منکشف نہ ہونے دے۔ اس پر یہی ظاہر کرتی رہے کہ اسکی بے اعتمادی کے باوجود بھی وہ اسی کی وفادار رہی ہے۔ ان کی ہدایات پر عمل کرتی رہی ہے۔

دفعتاً اس نے محسوس کیا کہ اسٹیمر سمت بدل رہا ہے۔ اطمینان کی جھلک اس کی آنکھوں میں دکھائی دی تھی۔ پھر عمران واپس آ گیا اور ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”بہت بڑا خطرہ....! موکارڈ کا پرائم منسٹر نہیں چاہتا کہ ہر بنڈا موکارڈ کے ساحل پر قدم رکھے.... اس کے آدمی ہمیں گھیرنے کی کوشش کریں گے۔!“

”خود فراگ بھی تو یہی چاہتا تھا کہ پرنس تاہتی سے آگے نہ بڑھ سکیں مجھے پرنسز نے بتایا تھا۔“ عمران بولا۔

”تب اور بات تھی! اب موکارڈ والوں سے ہماری کھٹک گئی ہے۔ فراگ اب پرنس کے تحفظ کا خواہاں ہے....!“

”موکارڈ کے بادشاہ کو کیا ہو گیا ہے... کیا وہ اپنی بہن کے بیٹے سے دشمنی کرے گا... ان خاندانوں کی یہ روایت تو نہیں رہی....؟“

"میں اس سے متعلق کچھ نہیں جانتی۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم واقعی کنگ چانگ کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "اب اسٹیمر کا عملہ بھی ہمارے کہنے کے مطابق کام کر رہا ہے جیسے ہی میں نے کپتان سے اسٹیمر کا رخ موڑنے کو کہا اس نے بے چون و چرا تعمیل کی۔"

"دیکھو! کیا ہوتا ہے؟" ام بنی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"فراگ آخر کہاں سے بول رہا تھا....؟"

"اس نے یہ نہیں بتایا.... لیکن یہ ضرور کہا تھا کہ جلد ہی ملاقات ہوگی۔"

"اچھا ہے.... تم سے پیچھا تو چھوٹے۔"

ام بنی یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں مایوسی صاف پڑھی جا سکتی تھی۔

"کیا میں تمہیں اتنی ہی بری لگتی ہوں....؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"نہیں تو.... اچھی خاصی لگتی ہو۔"

"تو پھر مجھ سے کیوں چھٹکارا پانا چاہتے ہو۔"

"ولہ۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ ہر اچھی چیز گردن میں لٹکالی جائے۔"

"تم نے دوسروں کو یہ کیوں بتایا ہے کہ میں تمہاری بیوی ہوں....؟"

"اس کے بغیر تم کل میں قدم نہیں رکھ سکتیں! اور اب تو ہم کھلے سمندر میں ہیں لہٰذا بیوی غرق شد....!"

"پتا نہیں تم سچ مچ احمق ہو یا حد درجہ کے سنگدل.... عورتوں سے اس طرح گفتگو نہیں کی جاتی....!"

"کبھی عورت ہونے کا اتفاق نہیں ہوا، اس لیے قابل معافی ہوں۔"

"نہیں.... میرا دل نہ دکھایا کرو۔"

"کیا واقعی تم فراگ سے میری گردن تڑواؤ گی۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

ام بنی کچھ نہ بولی۔ اسے اس طرح دیکھتی رہی جیسے اس سے رحم کی طالب ہو عمران بھی غبیوں کے سے انداز میں اس کا منہ تکتا رہا۔

اچانک پرنس ہربنڈا کے نام کال شروع ہوئی۔ عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ام بنی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"پرنس ہربنڈا.... موکارو کالنگ.... پرنس ہربنڈا....!"

عمران نے آگے بڑھ کر سوئچ آف کر دیا اور ام بنی سے بولا۔ "میں اس کال کا جواب دوں گا۔ تم دخل اندازی مت کرنا.... وہ غالباً اسٹیمر کا نام اور نشان معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

"کوئی اوٹ پٹانگ بات نہ کہہ دینا۔"

"اچھا تو تم اسی لیے میرے سر پر سوار ہو.... صرف عورتوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ ویسے بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں.... تم اپنی چونچ بند رکھو۔"

ام بنی ہنس پڑی اور اس کے چہرے کے قریب انگلی بجا کر بولی۔ "بالکل روایتی شوہر معلوم ہو رہے ہو....!"

عمران نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ پھر آن کر دیا۔ کال برابر جاری تھی....!

"کون مخاطب ہے؟.... ہیلو ہیلو.... پرنس کو کون کال کر رہا ہے....؟"

"تم کون ہو؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"پرنس کا معتمد خصوصی....! تم کون ہو؟"

"جہاز کا نام اور نشان بتاؤ.... ہز میجسٹی بطور خاص استقبال کرنا چاہتے ہیں۔"

"سروانا آسٹریچ....!"

"کتنے میل پر ہو....؟"

"بندرگاہ سے پندرہ میل کے فاصلے پر۔"

"اوور...."

عمران سوئچ آف کرنے ہی والا تھا کہ فراگ کی آواز سنائی دی.... شاید اپنی اشاراتی زبان استعمال کر رہا تھا۔ جواب میں ام بنی بھی کچھ بولی تھی اور ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر کے عمران کی طرف مڑی تھی۔

"فراگ کہہ رہا تھا کہ دشمنوں کو اطلاعات کیوں دی جا رہی ہیں جب کہ میں نے خطرے سے آگاہ کر دیا تھا۔" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ زندگی بھر مینڈک ہی رہے گا۔" عمران ہنس کر بولا۔ "ہمارا اسٹیمر موکارو سے

چالیس میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں مڑ گیا تھا۔ اور اسٹیمر کا نام اور نشان بھی میں نے غلط بتایا تھا۔ مینڈک سے زیادہ عقل رکھتا ہوں۔۔۔۔ آدمی ہوں۔۔۔۔!"

"میں خواہ مخواہ تمہارے لیے فکر مند رہتی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ چند لمحے اسی طرح دیکھتی رہی پھر بولی۔ "اب میں اسے صحیح پوزیشن سے آگاہ کیے دیتی ہوں۔"

"ضروری نہیں۔۔۔!"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟"

"اب میں کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔ پرنس ہربنڈا میری ذمہ داری ہے۔ پرنسز ٹالابو آ نے اسے میرے سپرد کیا ہے۔"

"صرف تم سے یا پرنس کے باڈی گارڈز سے کیا ہو سکے گا۔ فراگ بہت طاقتور ہے۔"

"گدھا ہے اول درجے کا۔ اگر میں نہ ہوتا تو موکاردوا لے اسے کانی میں بیہوشی کی دوا دے کر اٹھا لے جاتے۔"

"وہ احمق نہیں ہے' صرف تمہارا امتحان کرنا چاہتا تھا۔"

"میرا امتحان۔۔۔! میں تو اسکول لیونگ میں بھی فیل ہو گیا تھا۔"

"بہر حال! فضول باتیں چھوڑو! میں اسے تمہاری حکمت عملی سے آگاہ کرنے جا رہی ہوں۔"

"گردن کٹواد گی میری!" عمران نے خوفزدگی کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ "وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"مجھ پر اعتماد کرو۔

"کیا یاد نہیں کیسی بے عزتی سے نکالی گئی تھیں۔۔۔۔؟"

ام بنی ہنس پڑی' پھر بولی۔ "میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔۔۔۔ مجھ پر اعتماد کرو۔۔۔۔ فراگ تمہارا دشمن نہیں ہے۔۔۔۔!"

"تو پھر وہ سب کچھ۔۔۔۔؟"

"اسے بھول جاؤ۔ فراگ کی باتیں دیر سے سمجھ میں آتی ہیں۔ آخر کنگ چانگ کا نائب ٹھہرا۔!"

"اچھا۔۔۔!" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ "جو دل چاہے کرو۔۔۔!"

ام بنی نے دوبارہ ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کیا اور فراگ کو کال کر کے کوڈ ورڈز میں صورت حال سے آگاہ کرنے لگی۔۔۔۔ عمران سر جھکائے کھڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس نے خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہو۔

گفتگو ختم کر کے ام بنی نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئے عرشے کی طرف چلی۔ "تم خواہ مخواہ ڈرے جا رہے ہو۔" وہ اس سے کہہ رہی تھی۔ "فراگ تم سے بہت خوش ہے! ابھی ابھی اس نے کہا ہے کہ تمہاری غلط فہمی دور کر دے گا۔

"واقعی۔۔۔۔؟" عمران چہکا۔ "تو تم میری غلط فہمی ہو۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا سالو۔۔۔۔ ایک دن تمہیں بھی ٹھیک کر دوں گی۔"

وہ ریلنگ کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ حد نظر تک چمکیلا سمندر پھیلا ہوا تھا۔ سورج غروب ہونے میں ابھی دو ڈھائی گھنٹے کی دیر تھی۔ عمران نے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین اٹھائی اور اطراف و جوانب میں نظر دوڑانے لگا۔

دفعتاً پشت سے جیمسن کی آواز آئی۔ "ہم بھی آ جائیں جناب!"

"یہاں کیا رکھا ہے۔" عمران نے مڑ کر جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"پرنس تشویش میں مبتلا ہیں' ان کے پاس صرف آدھی بوتل رہ گئی ہے۔"

"اٹھا کر پھینک دو سمندر میں مردود کو۔" عمران نے اردو میں کہا۔

"وہ آپ کی شادی پر بیحد خوش ہیں۔"

"فاقے کرے گا۔۔۔۔ ہر وقت پائی پائی کا حساب لیتی رہتی ہے۔"

"ذرا دوربین مجھے دینا۔" دفعتاً ام بنی بولی۔

"فکر نہ کرو۔۔۔۔ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔۔۔۔ تین لانچیں ہیں۔۔۔!"

"اگر دشمن کی ہوئیں تو۔۔۔۔؟"

"تب بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔" عمران نے کہا اور جیمسن سے بولا۔ "تم کیبن میں جاؤ' جوزف پر نظر رکھنا۔"

وہ چلا گیا۔۔۔۔ سامنے سے آنے والی لانچیں اب دوربین کے بغیر بھی دکھائی دینے لگیں تھیں۔ دوربین ام بنی کے ہاتھ میں تھی اور وہ انہیں دیکھے جا رہی تھی۔ دفعتاً پر مسرت لہجے میں

چیخی۔ "اپنی ہی کشتیاں نہیں۔"

"کیسے معلوم ہوا... ؟"

"ایک پر جھنڈا بھی موجود ہے میں ریڈیو روم میں جا رہی ہوں۔"

"ارے.... ارے.... مجھے یہاں تنہا نہ چھوڑو....!" عمران اس کے پیچھے دوڑتا ہوا بولا۔ لیکن وہ ریڈیو روم میں جانے کی بجائے کیپٹن کے کیبن کی طرف بڑھ گیا تھا۔

کیپٹن اسے دیکھ کر اٹھ گیا۔

"بیٹھو.... بیٹھو...." عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ اور جیبی ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا سوئچ آن کیا۔ ام بنی کی آواز سنائی دی۔ وہ آنے والی لانچوں سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ہیلو کے سی.... ہیلو کے سی....!"

کے سی شاید کنگ چانگ کا مخفف تھا۔ پھر اس نے وہی کوڈ ورڈز والی زبان سنی اور دوسری طرف سے ملنے والا جواب بھی سنا۔ ایک بھاری مردانہ آواز تھی۔

ٹرانسمیٹر جیب میں رکھ کر وہ آہستہ آہستہ کیپٹن کو کچھ ہدایت دینے لگا۔ ٹھیک اسی وقت ام بنی کیبن میں داخل ہوئی۔ عمران نے اسے گھور کر دیکھا۔ شاید یہاں اس کی موجودگی پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن ام بنی اسے نظر انداز کر کے بولی۔ "وہ کہہ رہے ہیں کہ متعلقہ افراد لانچوں میں منتقل ہو جائیں۔"

"اس سے کیا ہوگا....؟" عمران مسمسی صورت بنا کر بولا۔

"موکارد کی کشتیاں اپنی حدود سے نکل کر اسٹیمرز کو گھیر رہی ہیں۔ ان میں ایسی کشتیاں بھی موجود ہیں جن پر توپیں نصب ہیں۔"

"تب، تو میں بھی یہی مشورہ دوں گا جناب۔" کیپٹن نے عمران سے کہا۔ "پرنس اگر اسٹیمر پر نہ ہوئے تو کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ اسٹیمر یہاں سے واپس بھی ہو سکتا ہے۔ ہم ان لانچوں پر نظر رکھیں گے۔"

عمران کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے.... کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "اچھی بات ہے.... کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔"

کچھ دیر بعد وہ اسی لانچ میں تھے جس پر جھنڈا نصب تھا۔ لانچ کا عملہ جوزف کے لیے تعظیماً جھکا تھا۔

عمران نے ظفر، جیمسن اور جوزف کو تاکید کر دی تھی کہ وہ اپنی زبانیں بند رکھیں، ہر معاملے کو وہ خود ہی دیکھے گا۔ ام بنی لانچ کے عملے سے گھل مل کر باتیں کر رہی تھی۔ عمران نے محسوس کیا کہ وہ لوگ ام بنی سے بھی احترام کے ساتھ پیش آ رہے ہیں۔ خود اسے کسی نے گھاس بھی نہیں ڈالی تھی۔ ام بنی نے بھی شاید اسے محسوس کیا تھا، پہلی ہی فرصت میں اس کی تشفی خاطر کی کوشش کی تھی۔

"میں نے مصلحتاً انہیں تمہاری اہمیت سے آگاہ نہیں کیا....؟"

"مم.... میری.... اہمیت....؟" عمران نے معصومیت سے کہا۔

"ہاں.... ہاں.... یہی کہ میں تمہیں کتنا چاہتی ہوں۔"

"اب تو میں خود ہی آگاہ کر دوں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور وہ ہنستی ہوئی پھر وہاں سے چلی گئی۔

اب تینوں لانچوں پر جھنڈے نظر آ رہے تھے۔ لیکن یہ اس جھنڈے سے مختلف تھے جو ایک لانچ پر پہلے نظر آ رہا تھا۔

ام بنی نے بعد میں بتایا کہ وہ موکارو کے جھنڈے تھے اور مصلحتاً لگائے گئے تھے۔

سورج غروب ہو چکا تھا۔ لانچوں کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جلد سے جلد کہیں پہنچنا چاہتے ہیں۔ پھر اندھیرا پھیلنے لگا۔ لیکن جلد ہی چاند نے افق سے سر ابھارا تھا۔ اور پھر بہت دور سے روشنیاں دکھائی دی تھیں۔ ام بنی ایک بار پھر عمران کے پاس آئی۔

"ہم یونیاری میں اتریں گے۔" اس نے کہا۔

"یہ کیا چیز ہے....؟"

"ایک چھوٹا سا جزیرہ! بس یہ سمجھ لو کہ یہاں کنگ چانگ ہی کی حکومت ہے۔"

"آخر یہ کنگ چانگ ہے کیا چیز... کم از کم اس کا ذریعہ معاش ہی بتا دو۔"

"تم نہیں جانتے....؟"

"میں کیا جانوں...."

"چلو یہ بھی معلوم ہو جائے گا.... خود ہی دیکھ لو گے۔!"

پونیاری کے ساحل پر وہ خاموشی سے اتر گئے۔ لانچیں ایک دور افتادہ کنارے پر ٹھہری تھیں۔ یہاں سے گودی کی روشنیاں خاصے فاصلے پر تھیں۔

بقیہ سفر جیپوں کے ذریعے طے ہوا تھا۔ آبادی میں داخل ہوتے ہی ایسا محسوس ہوا جیسے کسی بہت بڑے شراب خانے میں داخل ہو گئے ہوں۔ فضا میں شراب کی بو پھیلی ہوئی تھی۔

"اوہ... اوہ...!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہم کہاں آ گئے ہیں...؟"

"خاموشی ہی مناسب رہے گی یور ہائی نس۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"یہاں گھر گھر شراب کشید کی جاتی ہے! اور ہماری تنظیم اسے دوسرے جزائر تک غیر قانونی طور پر پہنچاتی ہے۔" ام بی نے عمران کے کان میں کہا۔ "شاید اسی سے ہمارے متعلق کسی قدر اندازہ لگا سکو۔"

عمران کچھ نہ بولا... ظفر اور جیمسن بھی زور زور سے سانس کھینچ رہے تھے۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے حضرات!" عمران تیکھے لہجے میں بولا۔

"فضا تو بہ شکن محسوس ہو رہی ہے یور میجسٹی...!"

"مرغا بنا دوں گا اگر بکواس کی تو...."

وہ ایک مختصر سی عمارت میں اتارے گئے تھے چھوٹے چھوٹے مکانوں کی بستی تھی تاہیتی یا بنکاٹا کی طرح یہاں ترتیب یا حسن کا شائبہ بھی نہ تھا۔

"کیا فراگ یہیں ہے....؟" عمران نے ام بی سے پوچھا۔

"نہیں ... انہیں بھی کہیں سے اس کا پیغام ملا تھا۔ مگر اب ایک دشواری آ پڑی ہے۔"

"کیسی دشواری....؟"

"ہمیں یہاں دو دن قیام کرنا پڑے گا۔ میں پہلی بار آئی ہوں۔ میرا سر گھوما جا رہا ہے۔ یہاں پھیلی ہوئی بو مجھے پاگل بنا دے گی۔"

"لیکن پرنس ہر بنڈا کا خیال ہے کہ اگر وہ یہاں کے بادشاہ بنا دیئے جائیں تو مفت کام کریں گے۔" جیمسن بول پڑا۔

"تم بکواس مت کرو۔" ظفر بولا۔

اسی رات انہوں نے بڑے بدذائقہ کھانے کھائے تھے اور جوزف کے لیے "ہوم میڈ" شراب مہیا کی گئی تھی۔ وہ بہت مگن تھا۔ بار بار عمران سے کہہ رہا تھا۔ "آج اتنے دنوں کے بعد دماغ گرم ہوا ہے باس!... میرا ماسوں جائے جہنم میں.... میں تو یہیں رہوں گا۔ امپورٹڈ مال بکواس ہوتا ہے۔ اتنے دنوں سے یہی لگ رہا تھا جیسے شراب نہیں شوربہ پی رہا ہوں۔"

فن اردو ڈاٹ کام

"تجھے تو ردٹیاں لگ رہی ہیں۔ چپ چاپ شہزادہ بنا رہ ورنہ کھال کھنچوا دوں گا..."

"بنا تو ہوا ہوں۔" جوزف سہم کر بولا۔

"ارے یہ شہزادگی کی باتیں ہیں کہ تو کنٹری وائین کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا تا رہے۔"

"کیا کروں باس! مجھے امپورٹڈ سے نشہ نہیں ہوتا ہے۔"

"قصور میرا ہی ہے.... ٹھرا پلا پلا کر تیرے مینرز تباہ کر دیئے۔"

"اب میں کیا کروں باس! میرا مقدر ہی ایسا ہے۔" وہ روہانسا ہو کر بولا۔

رات انہیں اسی عمارت میں بسر کرنی تھی۔ عمران کا اندازہ تھا کہ وہ بستی کی سب سے اچھی عمارت ہے۔ حالانکہ اس کا فرش بھی کچا تھا۔

بڑی مشکل سے نیند آئی کیونکہ شراب اور دھوئیں کی ملی جلی بو دماغ پھاڑے دے رہی تھی۔

دفعتاً رات کے کسی حصے میں عمران کو جھنجھوڑ کر جگایا گیا۔ وہ سونا نہیں چاہتا تھا لیکن پھر بھی نیند آ ہی گئی تھی۔ کیروسین لیمپ کی روشنی میں فراگ کا چہرہ نظر آیا۔ اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"ب.... باس....!" عمران ہکلایا۔

"میں تمہاری زبان سے یہی سننا چاہتا تھا.... اٹھو.... بیحد ضروری باتیں کرنی ہیں۔"

وہ اسے دوسرے کمرے میں لایا۔ یہاں تین آدمی اور بھی موجود تھے۔

"یہ موکارو کے تین معزز ترین افراد ہیں اور شاہی خاندان کے وفادار ہیں۔" فراگ نے تعارف کرایا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ صرف تھوڑا سا خم ہوا تھا۔

"آج ہی موکارو اطلاع پہنچ گئی تھی کہ پرنس سزا سے بچنے کے لیے فرار ہو گیا ہے۔" فراگ بولا۔

عمران اب بھی خاموش کھڑا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان لوگوں سے بیحد مرعوب اور

متاثر ہوا ہو۔

"ان کا مشورہ ہے کہ پرنس ابھی بنکاٹا جائے۔"

"کک.... کیوں.... یور آنر....؟"

"تم نہیں جانتے' بیٹھ جاؤ.... میں تمہیں بتاؤں گا...."

عمران بیٹھ گیا.... موکارو کے لوگ بھی خاموش تھے۔

فراگ بولا۔ "یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ موکارو پر ساکاوا کی حکومت ہے.... بادشاہ بے بس ہو چکے ہیں۔"

"ساکاوا کون ہے....؟"

"تم اتنے لاعلم ہوں....؟" فراگ حیرت سے بولا۔

"میں صرف اپنے کام سے کام رکھتا ہوں یور آنر....!"

"خیر سنو! تین سال پہلے ساکاوا موکارو کی پولیس کا سربراہ تھا اور لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ وہ بادشاہ کی ناک کا بال بن بیٹھا.... اب وہ پرائم منسٹر ہے! بادشاہ کی طرف سے خود احکامات صادر کرتا ہے۔ اس کی تین جنگی کشتیاں ہر بنڈا کا اسٹیمر تلاش کرتی پھر رہی ہیں۔"

"تو کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ پرنس کسی استحقاق کی بناء پر اس سے ٹکرا جائیں گے....؟"

"نہیں! یہ بات نہیں.... موکارو ہی سے آرہا ہوں اور میں نے وہاں بہت کچھ دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بارے میں پھر بات کریں گے.... اس وقت تو یہ معززین صرف اس لیے آئے ہیں کہ پرنس کو بنکاٹا جانے سے روک دیں۔"

"اس پر بھی ہم مناسب موقع پر گفتگو کریں گے۔" عمران نے کہا۔

"یہ پرنس سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"صبح سے پہلے ناممکن ہے باس۔! مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ انہیں اس وقت تکلیف دوں۔!"

"یہ تو کرنا ہی ہے کسی نہ کسی طرح' یہ اسی وقت واپس جائیں گے۔"

"ذرا علیحدگی میں میری ایک بات سن لیجیے....!"

"اچھا.... اچھا....!" فراگ اٹھتا ہوا بولا۔

وہ اٹھ کر باہر آئے۔ عمران نے آہستہ سے پوچھا۔ "کیا آپ ان تینوں پر اعتماد کر سکتے ہیں....؟"

"میں احمق نہیں ہوں.... یہ ساکاوا کے جانی دشمن ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ میں پرنس کو جگاؤں گا نہیں.... وہ انہیں سوتے ہی میں دیکھ سکتے ہیں۔"

"کیوں احمقانہ باتیں کرتے ہو۔" فراگ غصیلے لہجے میں بولا۔ "میں خود جگاؤں گا۔ یہاں سب میرے پابند ہیں۔ پرنس ہو گا بنکاٹا میں۔"

"آپ میرا مطلب نہیں سمجھے! یہاں کی فضا میں ایسی بو رچی بسی ہے کہ پرنس بے قابو ہو گئے۔ برانڈی اور وہسکی پینے والے اگر ٹھرے کی دو بوتلیں چڑھا جائیں تو کیا حال ہو گا...."

"اوہ یہ بنکاٹا والے سدا کے ندیدے ہیں۔ خدا سمجھے.... خیر ویسے ہی دکھا دیں گے۔ شاید یہ لوگ اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہیں۔"

ان لوگوں سے کہا گیا کہ سفر کی تکان کی وجہ سے پرنس کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ اس لیے جگانا مناسب نہ ہو گا۔ البتہ سوتے میں "زیارت" کی جا سکتی ہے۔

وہ لوگ اس پر تیار ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اس میں سے ایک سگریٹ منتخب کی اور پھر سگریٹ کا لمبا سا ہولڈر نکالا اور اسے ہونٹوں میں دبائے ہوئے ان کے ساتھ چلنے لگا۔ لیکن سگریٹ ابھی ہاتھ ہی میں تھی۔ عمران نے اسے گھور کر دیکھا اور سر کو خفیف سی جنبش دی۔ لیکن جیسے ہی وہ جوزف والے کمرے میں قدم رکھنے لگا اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہونٹوں سے ہولڈر نکال لیا وہ جھلا کر مڑا اور کڑک کر بولا۔ "یہ کیا بیہودگی ہے....؟"

فراگ اور اس کے دونوں آدمی بھی پلٹ پڑے۔

"پرنس کے حضور یہ بدتمیزی ہو گی۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "لاؤ سگریٹ بھی مجھے دو' یہاں پرنس سے زیادہ معزز کوئی بھی نہیں ہے۔"

"کیوں بکواس کرتا ہے' لا ہولڈر مجھے دے۔"

لیکن عمران نے دوسرے ہی لمحے میں اس کے جبڑے پر ایک زوردار ہاتھ رسید کر دیا۔ وہ پشت والی دیوار سے ٹکرایا۔ اور بھد سے زمین بیٹھ گیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو....؟" فراگ غرا کر عمران کی طرف جھپٹا۔

"ذرا ٹھہریے.... اس ہولڈر کا جائزہ لیجیے.... اگر اس میں سے زہریلی سوئی برآمد نہ ہو تو

مجھے گولی مار دیجئے گا۔

"خبردار! کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے۔" اچانک مار کھا کر گرنے والا دہاڑا۔ اس نے ریوالور نکال لیا تھا۔

"اوہ.... تو یہ بات ہے۔" فراگ کا لہجہ بیحد سرد تھا۔

"ہاں!" وہ اٹھتا ہوا بولا۔ "ہر بنڈا کو مرنا ہی پڑے گا۔ تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"تو کنگ چانگ سے غداری کر رہا ہے اسے سوچ لے۔" فراگ اپنے ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا۔ بقیہ دونوں آدمیوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔ لیکن عمران جوں کا توں کھڑا تھا۔

"جہنم میں جائے کنگ چانگ۔" ریوالور والا کہہ رہا تھا۔ "اب میرے وزیر تجارت بن جانے کا امکان روشن ہو گیا ہے.... اے تو بھی اپنے ہاتھ اٹھا۔" اس نے عمران کو للکارا۔

عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں ہاتھ اٹھا دیئے تھے اور اسی حرکت کے دوران وہ سگریٹ ہولڈر اس کے ہونٹوں میں جا دبا تھا۔

ریوالور والے نے سسکاری لی اور اس کا ریوالور والا ہاتھ بے اختیاری میں چہرے کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ ٹھیک اسی وقت عمران کی ٹھوکر اس کے ہاتھ پر پڑی۔ ریوالور دور جا گرا اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا دایاں گال دبائے فرش پر ڈھتا چلا گیا۔

"شاباش...." فراگ چنگھاڑا۔

ریوالور والا فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

عمران نے جھپٹ کر ریوالور اٹھا لیا تھا اور اس کا رخ اس کے دونوں ساتھیوں کی طرف کر دیا تھا۔

"اوہ۔ عمران.... اوہ.... میرے پھرتیلے چیتے....!" فراگ شکار پر جھکتا ہوا بولا۔ چند لمحے اسے ٹٹولتا رہا پھر سیدھا ہو کر پرمسرت لہجے میں چیخا۔ "جہنم رسید ہوا اور اب تم دونوں بتاؤ حرامزادو....!"

"آزبیل فراگ! ہم وفادار ہیں۔! اس کالی بھیڑ کو کبھی نہ پہچان سکے! بس اتنا ہی قصور ہے ہمارا.... ورنہ ہم بھی اس کا ساتھ دیتے۔" ان میں سے ایک ہانپتا ہوا بولا۔ "اس نے ہمارے ہاتھ بھی تو اٹھوا دیئے تھے۔"

"اس کا فیصلہ صبح ہوگا۔" عمران بولا۔ "فی الحال خود کو پرنس کا قیدی سمجھو۔"

"ہم تیار ہیں.... ہمیں قید کر دو.... اس وقت تک روکے رکھو۔ جب تک کہ آزبیل کا اطمینان نہ ہو جائے۔"

فراگ نے سچ مچ ان دونوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اس ہنگامے کے دوران جوزف کے علاوہ اور سب جاگ پڑے تھے۔

"اس لاش کا کیا ہوگا....؟" عمران نے پوچھا۔

"پڑی رہنے دو، صبح کو دیکھا جائے گا۔" فراگ نے لاپرواہی سے کہا۔ پھر بولا۔ "تم نے کیسے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ ہولڈر دراصل بلو پائپ ہے اور اس میں زہریلی سوئی موجود ہے....؟"

"اگر وہ فوراً ہی ہولڈر میں سگریٹ لگا لیتا تو مجھے شبہ نہ ہوتا لیکن اس نے صرف ہولڈر ہونٹوں میں دبا تھا اور سگریٹ ہاتھ ہی میں رکھی تھی۔"

"میں نے قطعی دھیان نہیں دیا تھا۔"

"میں اسی لیے بنکاٹا کے محلات میں نمایاں حیثیت رکھتا ہوں باس! میری چھٹی حس کسی گوریلے کی بے چینی کی طرح ہر وقت بیدار رہتی ہے۔"

فراگ نے ام بنی کا بازو پکڑ کر عمران کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "لے جا.... سچ مچ تجھے بخش دی....!"

ام بنی عمران سے ٹکرائی اور وہ کراہتا ہوا زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا تھا۔

"کیا ہوا....؟" فراگ کے لہجے میں بوکھلاہٹ تھی۔

"پھانسی دے دو مگر عورت نہ دو۔" عمران گلوگیر آواز میں بولا۔

"کیا بکواس ہے....؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عورت کا کیا کروں۔" عمران نے کچھ ایسے لہجے میں کہا کہ فراگ کو ہنسی آ گئی۔

"ارے یہ ایسا ہی ہے....!" ام بنی دانت پیس کر بولی۔ "اب تک مجھے یہی محسوس ہوتا رہا ہے جیسے ریت کی بوری کے ساتھ وقت گزار رہی ہوں۔"

"واقعی تو عجیب ہے میرے شیر.... چل اٹھ اب سو جا.... صبح باتیں کریں گے۔! میری تقدیر نے کیسا تحفہ عطا کیا ہے واہ....!" فراگ عمران کا بازو پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔

پھر وہ خود کہیں اور چلا گیا اور وہ سب اسی کمرے میں چلے آئے تھے۔ جہاں شب بسری کی ٹھہری تھی۔

ام بنی عمران کو زہریلی نظروں سے گھورے جا رہی تھی۔ اور جیمسن کے دانت نکلے پڑ رہے تھے۔ جوزف اب بھی بے خبر سو رہا تھا۔

"دانت بند کر مور چھل! ورنہ پوپلا کر دوں گا۔" عمران نے اردو میں کہا۔

"اب کیا بکواس ہو رہی ہے میرے خلاف....؟" ام بنی چنچنائی۔

"تت... تم آرام کرو.... بہت تھک گئی ہو۔" عمران نرم لہجے میں بولا۔

"خاموش رہو۔ مجھے تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی ابھی تم مجھے قتل کر چکے ہو۔" ام بنی یہ کہتی ہوئی اپنے بستر پر جا پڑی۔

"واقعی! آپ بہت سنگدل ہیں یور میجسٹی..!" جیمسن عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔

"جا کر سو جاؤ۔ ورنہ سچ مچ ہاتھ، پیر توڑ کر رکھ دوں گا۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

اس کے بعد وہ سب تو سو گئے تھے۔ لیکن عمران جاگتا رہا تھا۔

دوسری صبح فراگ سے پھر ملاقات ہوئی۔ وہ خود ہی آیا تھا۔ اور صرف عمران کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

"ان دونوں کا کیا ہوگا؟" عمران نے کہا۔ "لاش تو صبح مجھے وہاں نہیں نظر آئی تھی۔"

"ان باتوں میں ذہن کو مت الجھاؤ۔ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میری تنظیم میں کالی بھیڑیں موجود ہیں۔"

"کہاں نہیں ہوتیں....؟"

"یہ تینوں موکارو کے باشندے اور میری تنظیم سے منسلک تھے۔ لیکن موکارو میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کنگ چانگ کے آدمی ہیں۔ تم اسی سے اندازہ لگا سکتے ہو کہ مرنے والا وزیر تجارت بننے کے خواب دیکھ رہا تھا۔"

"کس بات کا اندازہ لگا سکتا ہوں....؟" عمران نے سوال کیا۔

"اسی کا کہ یہ کس رتبے کے لوگ ہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔"

"لیکن! اب میں موکارو کے لوگوں پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ دونوں میرے ہی وفادار ہوں لیکن کسی وقت بھی بدل سکتے ہیں۔ موکارو کے پانی میں وفا نہیں ہے۔"

"تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں پرنس کو لے کر کہیں اور چلا جاؤں۔" عمران بڑبڑایا۔

"نہیں.... عمران....! اب میں ساکادا کے چیتھڑے اڑا دینے پر تل گیا ہوں۔"

"لیکن آپ کیا کر سکتے ہیں؟ جب کہ وہاں قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔"

"ہونہہ۔ میں قدم نہیں رکھ سکتا.... ارے میں وہیں سے آ رہا ہوں۔" فراگ نے کہا۔

چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "میں تمہیں اپنے حیرت انگیز سفر ہی کی داستان ہی تو سنانے کے لیے کسی پرسکون جگہ کی تلاش میں نکلا ہوں۔ یونیاری میں چکرانے والی یہ بدبو مجھے بھی پسند نہیں ہے۔"

ساحل پر پہنچ کر فراگ نے گاڑی روکی۔ اور عمران کو لیے ہوئے اپنی اسی لانچ میں داخل ہوا' جس پر اس نے تاہیتی سے موکارو تک کا سفر کیا تھا۔

"آہا.... یہ تو جنت ہے۔" عمران نے خوش ہو کر کہا۔ "زندگی میں پہلی بار ایسا بحری عشرت کدہ دیکھا ہے۔"

"تم مجھے پڑھے لکھے آدمی بھی معلوم ہوتے ہو۔"

"پرونوزوا سے لے کر خلائی سفر تک کا علم رکھتا ہوں۔"

"بہت خوب!" وہ اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "پرنس کے باڈی گارڈز کی قومیت کیا ہے۔؟"

"ایرانی ہیں.... پرنس کے ساتھ ہی آئے تھے۔"

"ٹھیک ہے انہیں بھی جزائر کی سیاست سے کوئی سروکار نہیں ہو سکتا۔"

"قطعی نہیں!"

"اچھا! اب میں تمہیں اپنے سفر کے حالات سناتا ہوں۔" فراگ نے کہا اور اپنی حکمت عملی کی داستان شروع کر دی.... عمران بڑے غور سے سنتا رہا۔ کہیں کہیں اس نے جوش کا اظہار بھی کیا تھا۔ جیسے ہی فراگ ڈرائیور اور گاڑی سے چھٹکارا پانے والے مرحلے پر پہنچا۔ عمران نے اٹھ کر اس کے گرد ناچنا شروع کر دیا۔

"بیٹھو.... بیٹھو! دلیر آدمی میں تمہیں بھی اپنے سے کم نہیں سمجھتا...." فراگ نے

ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "تمہارا پچھلی رات والا کارنامہ مجھے زندگی بھر یاد رہے گا۔ ایسا ذہن اور جلد فیصلہ کرنے والا۔"

"شکریہ! یور آنر....!" عمران اس کے سامنے والی آرام کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

فراگ نے چند لمحے خاموش رہ کر کہا۔ "پھر میں اپنی تنظیم سے تعلق رکھنے والوں میں چلا گیا اور وہ تینوں مجھے ایک بڑے صندوق میں بند کر کے موکارو سے نکال لائے تھے... مگر... وہ نمک حرام لازی گا۔ کالی بھیڑ نکلا.... خدا کی پناہ۔ اگر وہ اسی طرح سگریٹ ہولڈر ہونٹوں میں دبائے ہوئے کمرے میں داخل ہو جاتا تو پرنس ہماری لاعلمی ہی میں ختم ہو جاتا اور صبح سے پہلے تم اسے لاش سمجھنے پر تیار نہ ہوتے۔"

"یہ بات تو ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اور وہ سور کا بچہ لازی گا چپ چاپ موکارو پہنچ کر ساکاوا کے کان میں پھونک دیتا کہ وہ نہایت خاموشی سے اس کی خدمت انجام دے آیا ہے۔"

"آخر موکارو میں کیا ہو رہا ہے....؟" عمران نے سوال کیا۔

"تم یہ نہ سمجھنا کہ بادشاہت کا کوئی چکر ہے! موکارو کے عوام نے ساکاوا کو اسی لئے برداشت کر لیا ہے کہ وہ بادشاہ کو پسند ہے۔!"

"پھر کیا بات ہو سکتی ہے؟" عمران نے اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ساکاوا نہیں چاہتا کہ کوئی غیر ملکی موکارو میں داخل ہو.... لیکن ہربنڈا جسے چاہے اپنے ساتھ موکارو لے جا سکتا ہے۔ ساکاوا کھلم کھلا ہربنڈا کے داخلے کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا کرے تو بادشاہ اور عوام دونوں ہی اس کے مخالف ہو جائیں۔ کیونکہ ہربنڈا کا استحقاق موکارو کی قدیم مقدس روایات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"ٹھیک! اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ہربنڈا فرانس والوں کی دریافت معلوم ہوتا ہے' لوئیسا یا ایڈلی دے ساواں فرنچ سیکرٹ سروس کی ممبر ہے....!"

"نہیں....؟" عمران متحیرانہ انداز میں اچھل پڑا۔

"میں جانتا ہوں! اگر تم اس کے باڈی گارڈز کو ٹٹولو تو تمہیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ خیر!

مجھے اس سے سروکار نہیں۔ میں تو اپنی بات کر رہا ہوں۔ کنگ چانگ قطعی پسند نہیں کرے گا کہ بحرالکاہل میں کسی قسم کا ہنگامہ برپا ہو۔"

"میں نہیں سمجھا؟"

"میں سمجھاتا ہوں.... اگر یہاں جنگی نوعیت کی کوئی گڑبڑ ہوئی تو کنگ چانگ کی تجارت متاثر ہو گی۔ ہماری تنظیم بحرالکاہل کے جزائر میں منشیات کی غیر قانونی تجارت کی اجارہ دار ہے۔"

"آہا۔ تب تو مزہ آ گیا' خاصا ایڈونچر رہتا ہو گا۔"

"بہت زیادہ.... خیر' ہاں! تو میں کہہ رہا تھا کہ فرانس بحرالکاہل میں ایٹمی تجربے کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے.... لہٰذا وہ ہر طرف سے مطمئن ہونے کی کوشش کرے گا.... وہ ضرور دیکھنا چاہے گا کہ موکارو میں کیا ہو رہا ہے؟ اور اب میں تمہیں بتاؤں کہ موکارو سے متعلق فرانس کے شبہات درست ہیں۔ میں نے اپنے اس سفر میں یہی اندازہ لگایا ہے۔"

"حالات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے.... آپ کھلے سمندر میں کسی فولادی کنوئیں کے قیدی بن گئے تھے۔ اور کسی نظر نہ آنے والے آدمی سے گفتگو بھی کرتے رہتے تھے.... اور پھر وہ دھوئیں کا حصار....؟"

"میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ لیکن جس علاقے میں اس کی نشاندھی کی گئی ہے وہاں شہری آبادی کی طرف سے بھی کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔ ممنوعہ علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔ صرف وہی فوجی وہاں جا سکتے ہیں جو سبز ٹوپیاں لگاتے ہیں اور یہ ساکاوا کے خاص لوگ ہیں۔"

"خدا جانے کیا چکر ہے....؟"

"تمہیں علم نہیں لیکن میں جانتا ہوں.... دوسری جنگ عظیم میں شکست کھانے کے بعد بہتیرے جاپانی بحرالکاہل کے جزیروں میں بھاگ آئے تھے۔ ان میں فوجی بھی تھے اور سائنسدان بھی.... انہیں ایٹمی تجربات سے نفرت ہے....! وہ ساری ایٹمی طاقتوں کو للکارنا چاہتے ہیں.... ہیروشیما انہیں آج بھی یاد ہے۔"

"خدا کی پناہ....!"

"میں بتائے دیتا ہوں کہ موکارو دنیا کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ مجھے ان جاپانیوں سے ہمدردی ہے جو ایٹمی تباہی سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن میں اپنی تجارت کے علاقوں کو جہنم نہیں

بننے دوں گا۔"

"واقعی! آپ کی پوزیشن نازک ہے۔"

"لہٰذا میں اس سلسلے میں فرانس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔"

"میں فرانس نہیں ہوں۔" عمران بگڑ کر بولا۔

"مطلب یہ کہ تم اپنے ان دونوں باڈی گارڈز کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرو.... ہم چار آدمی مل کر اس مہم کا آغاز کریں گے.... فی الحال اس سلسلے میں اپنے آدمیوں پر اعتماد نہیں کر سکتا....!"

"اچھی بات ہے یور آنر.... میں آخری سانس تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ تم دیکھنا کہ اس آہنی کنویں کا کیا حشر ہوتا ہے۔"

"بس اب تفریح ہوگی.... ہمیں خود کو اس کے لیے تیار کرنا ہے.... کیا واقعی تم عورتوں سے ڈرتے ہو؟" فراگ جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"عورت کا نام لیا تو سمندر میں کود کر جان دے دوں گا۔" عمران بگڑ کر بولا۔

اور فراگ کا گرجدار قہقہہ دیر تک کیبن میں گونجتا رہا....!

⁂

جیمسن اور ظفرالملک کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ بھلا فرانس کے معاملے میں ان کا محکمہ اس حد تک دلچسپی کیوں لیتا ہے۔

ظفر الجھن میں تھا۔ لیکن جیمسن کی تفریح ہو رہی تھی۔ جزیرہ پونیاری کی فضا میں چکرانے والی شراب کی بو تیرہ گھنٹوں میں اس کے ذہن کے لیے مزید سرمستی کا باعث بن گئی تھی۔ جوزف پونیاری کی کچی شراب میں مگن تھا۔ بار بار کہتا۔ "گھر چھوڑنے کے بعد سے بس یہ ملی ہے۔ میں پھر سے زندہ ہو گیا ہوں۔!"

ظفر نے اسے پچھلی رات والے ہنگامے کے بارے میں بتایا۔

"پہلے بیوی نازل ہوئی تھی اب باپ کی بیوی کا بھائی مسئلہ بن گیا ہے۔" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "باس جانے یا خدا جانے۔ میں تو حکم کا بندہ ہوں مسٹر۔"

"وقت نے اسے ہیرو بنا دیا ہے۔" جیمسن بڑبڑایا۔

"اس کا غلام ہوں۔ پھانسی پر بھی چڑھا دے تو اف نہ کروں گا.... شہزادگی میں تو آرام ہی آرام ہے۔"

اتنے میں اُم بنی آ گئی اور بات جہاں تہاں رہ گئی تھی۔

"کیا عمران ابھی نہیں آیا؟" اس نے والہانہ انداز میں سوال کیا۔

"مینڈک کے ساتھ گئے ہیں! اس لیے ست رفتاری ہی سے واپس آئیں گے۔" جیمسن بولا اور وہ براسامنہ بنائے جوزف کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے یور ہائی نس۔"

"بالکل نہیں! میں تو جنت میں ہوں۔ اگر اس جزیرے کا مالک اسے بنکاٹا سے بدلنا چاہے تو مجھے تیار پائے گا۔"

اُم بنی نے ظفر سے کہا۔ "میں تم سے علیحدگی میں کوئی بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور.... ضرور....!" ظفرالملک اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دونوں باہر آ گئے اور چپ چاپ کھڑے رہے۔ اُم بنی ظفر کو خالی خالی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔

"کیا مجھے پہلے کہیں اور بھی دیکھ چکی ہو....؟" ظفر نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تم عمران کو کب سے جانتے ہو....؟"

"جب سے تمہیں جانتا ہوں۔ ہم لوگ جب پرنس کے ساتھ بنکاٹا پہنچے تھے تو وہ محل میں موجود نہیں تھا۔"

"مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ ٹالابوآ کا پرسنل سیکرٹری ہے۔"

"کیوں یقین نہیں آتا؟"

"اس میں کسی عورت کی ملازمت کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔"

"خدا جانے۔" ظفر نے شانے سکوڑے۔

"میں نے ایک اور بات محسوس کی ہے۔"

"وہ کیا....؟"

"ہر بنڈا اس کی موجودگی میں کچھ سہما سہما سا رہتا ہے۔"

"خیال ہے تمہارا۔" ظفر نے برا مان جانے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمارے پرنس بھلا ایسوں کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ ٹالابوآ کے پرسنل سیکرٹری کی کیا حیثیت ہے۔"

"تم کچھ بھی کہو! میں یقین نہیں کر سکتی۔!"

"تو پھر عمران سے پوچھ لینا۔ مجھے کیوں بور کر رہی ہو۔!"

ٹھیک اسی وقت عمران کی آواز سنائی دی۔ "ہائیں! تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو....؟"

"مجھے افسوس ہے موسیو عمران۔" ظفر نے خشک لہجے میں کہا۔

"کس بات پر جناب؟"

"آپ کی بیوی آپ کو نہیں جانتی۔!"

"فضول باتیں نہ کرو۔" اُم بنی بیر پٹخ کر بولی اور وہاں سے چلی گئی!

"کیا بات تھی؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

ظفر نے اُم بنی کے شبہے کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "اُسے آپ کے علاوہ اور کسی کی بھی فکر نہیں ہے۔"

"ہوں! لیکن تم دونوں بہت محتاط رہنا۔ صرف تم ہی دونوں پرنس کے ساتھ آئے تھے۔ نسلاً ایرانی ہو۔ پیرس میں لوئیسا سے ملاقات ہوئی تھی اور اس نے ایک اچھی ملازمت کی پیش کش کی تھی۔ اس طرح تم دونوں پرنس ہر بنڈا کے باڈی گارڈز بنے۔ تم نہیں جانتے کہ ہر بنڈا اصلی ہے یا نقلی۔ لوئیسا بنکا نا میں ہی رہ گئی۔ اور تم دونوں ڈھمپ لوپو کا نامی کسی آدمی سے واقف نہیں۔"

"یہ کون بزرگوار ہیں؟"

"ہوں گے کوئی۔ بس تم یہ نام یاد رکھنا۔ اور یہ ساری باتیں اپنے مور چھل کے ذہن نشین بھی کرادو۔"

"وہ سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق ہی ہوگا۔ لیکن اگر ہم اصل حالات سے آگاہ نہ ہوئے تو ہو سکتا ہے نادانستگی میں ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔"

"میں پہلے بھی بتا چکا ہوں' لیکن یہ معاملات میرے ذہن میں بھی منتشر اور غیر مربوط تھے۔ لیکن اب نئے حالات کے تحت کسی قدر واضح ہو گئے ہیں۔ تم لوگوں کا خیال قطعی درست ہے کہ بنکا نا کی بادشاہت سے ہمیں کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جوزف صرف جوزف ہے۔"

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "چھ ماہ پہلے کی بات ہے کہ بحرالکاہل کے ایک ملک میں عالمی سائنس کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ جس میں یہ طے کیا جانا تھا کہ جوہری توانائی کو آدمی کی بھلائی کے لیے کس طرح بروئے کار لایا جائے۔ ہمارے ملک سے بھی دو بڑے سائنسدان شرکت کے لیے پہنچے تھے۔ کانفرنس کے اختتام پر چند سائنسدانوں نے تاہیتی کے سفر کا پروگرام بنایا۔ ان میں ہمارے سائنسدان بھی شامل تھے۔ پھر اچانک وہ پانچوں تاہیتی سے غائب ہو گئے۔ ان

میں فرانس کا بھی ایک چوٹی کا سائنس دان شامل تھا۔ جن ملکوں کا معاملہ تھا ان کی طرف سے چھان بین شروع ہو گئی۔ ہمارے یہاں سے بھی ایک ٹیم گئی تھی۔ ادھر فرانس کو شبہ تھا کہ موکارو میں کوئی غیر معمولی حرکت ہو رہی ہے۔ جس کی بناء پر وہاں غیر ملکیوں کا داخلہ غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ ان جزائر کے بعض پرانے معاہدوں کی رو سے فرانس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ موکارو کے معاملات میں دخل اندازی کر سکے۔ بہر حال فضا سے چھان بین کی ٹھہری۔ ہوائی جہازوں کے ذریعے دیکھ بھال کا کام شروع ہو گیا۔ اور موکارو کے ایک حصے پر گہری دھند چھائی ہوئی نظر آئی۔ اتنی گہری کہ اس کے نیچے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ یہ دھند مستقل طور پر چھائی رہتی ہے۔ اس سے پہلے وہاں اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔"

عمران پھر خاموش ہو گیا۔ اُم بنی ان کی طرف آرہی تھی۔

"وہ تمہیں کہاں لے گیا تھا؟" اس نے قریب پہنچتے ہی عمران سے سوال کیا۔

"اپنی بحری عشرت گاہ میں....!"

"اوہ.... تو وہ پور نیاری کے ساحل پر موجود ہے۔"

"بالکل موجود ہے۔"

"اور ہم یہاں سڑ رہے ہیں۔"

"ہم اسی قابل ہیں۔"

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

"تو پھر کہیں اور جا کر رونے بیٹھو۔" عمران نے کہا اور ظفر سے اردو میں بولا۔ "ہاں تو فرانس کی تشویش بڑھ گئی۔ چونکہ ہمارے ملک کے سائنسدان بھی غائب ہوئے تھے اس لیے . .

"بھونکتے رہو کتوں کی طرح....!" اُم بنی نے طیش میں آکر کہا اور پھر واپس چلی گئی۔

عمران نے مسکرا کر ظفر کو آنکھ ماری تھی۔

"آپ خود ہی گلے میں ڈھول لٹکاتے ہیں اور پھر جب وہ بجنا شروع ہو جاتا ہے تو بور ہوتے ہیں۔" ظفر بولا۔

"وہم ہے تمہارا.... بور کہاں ہوتا ہوں۔ ہاں! تو میں کہہ رہا تھا کہ ہمارے ملک کے سائنسدان بھی غائب ہوئے تھے لہٰذا پیرس میں متعلقہ محکموں کے سراغرسانوں کی ایک میٹنگ

میں مجھے شرکت کرنے کا اتفاق ہوا۔ تمہیں یاد ہو کہ جوزف بھی میرے ساتھ تھا۔“

”مجھے یاد ہے۔ سلیمان بھی پیرس دیکھنا چاہتا تھا لیکن اس بیچارے کو مایوسی ہوئی تھی اور کئی دن تک جوزف کو گالیاں بھی دیتا رہا تھا۔“

”خدا تمہاری مغفرت کرے۔ ہاں تو وہیں یہ جوزف بتائے فساد بنا تھا۔ یعنی فرانسیسی سراغرساں متفقہ طور پر اسے گمشدہ پرنس ہربنڈا سمجھ بیٹھے۔

”اوہ....

”اس طرح انہوں نے موکارو میں غیر ملکیوں کے داخل ہونے کا پروگرام بنایا۔ جوزف ہو بہو ہربنڈا سے مشابہت رکھتا ہے۔ حد ہو گئی کہ ٹالابو آنے بھی اسے اپنا شوہر تسلیم کر لیا۔

”تو فرانس کے بقیہ سراغرساں کہاں گئے؟“

”تاہیتی میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہونے کی بناء پر صرف لوئیسا تنہا رہ گئی تھی اور بقیہ بیک گراؤنڈ میں چلے گئے تھے۔“

”اب وہ کہاں ہیں....؟“

”اسی اسٹیمر پر.... لوئیسا کو بھی موکارو میں نہیں داخل ہونا تھا۔ اس کا ذمہ میں نے لیا تھا۔ البتہ ضرورت پڑنے پر میں ان لوگوں سے رابطہ قائم کر سکوں گا۔“

”تو کیا آپ کا خیال ہے کہ ہمارے سائنسدان موکارو میں ہی ہیں۔“

”اس کا امکان ہے۔“ عمران نے کہا اور مختصراً فراگ کی روداد کہہ سنائی۔

”تب تو قیاس کیا جا سکتا ہے۔“ ظفر سر ہلا کر بولا۔

”اب اسکیم یہ ہے کہ فراگ بظاہر ہماری سربراہی کرے گا اور میں براہ راست فراگ کا ملازم ہوں۔ اسے باس کہوں گا۔“

”جوزف کو بھی سمجھا دیجئے گا۔

”اسے پہلے ہی بتا چکا ہوں۔“

”کمال ہے.. بڑی سختی سے اپنے ہونٹ بند رکھتا ہے۔

”اگر کھال اتار دی جائے تب بھی اس کے ہونٹ بند ہی رہیں گے۔ میرے پاس ایک بھی غیر ضروری آدمی نہیں ہے۔ خیر ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ فراگ آنے والا ہے۔ ایک میٹنگ ہو گی۔“

”اس میں کیا ہو گا؟“

”فراگ تم سے کچھ پوچھ گچھ کرے گا۔“

”ہو سکتا ہے ہمارے جوابات تشفی بخش نہ ہوں۔“

”اس کی فکر نہ کرو۔ کہیں لڑکھڑاؤ گے تو میں سنبھال لوں گا۔“

”ایک بات اور.... اگر فراگ کی لانچ ان لوگوں کی نظروں میں رہی ہو گی تو وہ اب اسے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔“

”بہت چالاک آدمی ہے۔ اس نے رات بھر میں نہ صرف اس کا حلیہ تبدیل کرا دیا بلکہ وہ اب نیوزی لینڈ کی ملکیت معلوم ہوتی ہے۔ کھلے سمندر میں بھی فراگ کی لانچ کی حیثیت سے بمشکل شناخت ہو سکے گی۔“

”میرا خیال ہے کہ اب آپ وہی راستہ تلاش کریں گے جس سے فراگ لے جایا جانے والا تھا۔“

”یہی مناسب بھی ہو گا۔ اب اس کی ضرورت نہیں کہ ہم شہزادے صاحب کا جلوس نکالیں۔

”لیکن اگر وہ ساتھ رہا تو ہربنڈا کی حیثیت سے پہچانا جائے گا۔

”کیا میں اس کا حلیہ تبدیل نہیں کر سکوں گا۔ فراگ کو بتا چکا ہوں کہ پرنس ایک ماہر جنگجو اور میک اپ کے استاد بھی ہیں۔“

”آپ خود کو بالکل الگ تھلگ رکھنا چاہتے ہیں۔“

”عربی النسل ہسپانوی ہوں۔“ عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

ظفر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عجیب طرح کا شور سنائی دیا۔ عمران چونک کر صدر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

”یہ تو فائروں کی آوازیں ہیں۔“ ظفر متحیرانہ لہجے میں بولا۔

”ہیں تو....“ عمران نے کہا اور صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کئی لوگ چیختے ہوئے ان کے قریب سے گزر گئے.... بے تحاشہ دوڑے جا رہے تھے۔

اُم بنی اور جیمسن بھی شاید شور سن کر آئے تھے۔

”ہٹ جاؤ۔ تم لوگ اندر جاؤ۔ میں دیکھوں گی کیا ہو رہا ہے۔“ اُم بنی نے عمران کا شانہ ہلا کر کہا۔

"تم کیا دیکھو گی؟"

"میں کہتی ہوں اندر جاؤ۔"

سامنے سے کچھ لوگ دوڑتے ہوئے گزرے۔ ام بنی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک اس طرف پلٹ آیا۔ ام بنی نے اس سے کچھ پوچھا اور وہ ہانپ ہانپ کر جواب دیتا رہا پھر اسی طرف دوڑتا چلا گیا' جدھر دوسرے گئے تھے۔

"وہ کہہ رہا تھا۔" ام بنی عمران کی طرف مڑ کر بولی۔ "مشرقی ساحل سے کچھ کشتیاں آگئی ہیں جن سے جزیرے پر فائرنگ ہو رہی ہے۔

"نکل چلو۔" عمران نے ظفر کی طرف دیکھ کر کہا۔

پھر اس نے بڑی تیزی دکھائی۔ جوزف کے سر پر ایک چادر ڈال کر چہرے کے گرد اس طرح لپیٹ دیا کہ صرف آنکھیں کھلی رہیں۔ باہر ایک گاڑی موجود تھی۔ شاید عمران کی واپسی اسی پر ہوئی تھی۔ وہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے۔ عمران خود ہی اسے ڈرائیو کر رہا تھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" ام بنی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"وہیں جہاں ہمیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہمیں پناہ نہ دے سکے گا۔"

"آخر یہ حملہ آور کون ہو سکتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ ہوائی فائرنگ کر کے آبادی کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے بعد تلاشی لیں گے۔"

"اوہو.... تو کیا موکارڈ والوں کو یہاں ہماری موجودگی کا علم ہو گیا ہوگا"

"اس کا علم تو ہوگا ہی کہ کنگ چانگ کی ڈسٹری ہے۔"

"یہ تو سب ہی جانتے ہیں۔"

"بس تو پھر وہی ممکن ہے جو میں کہہ رہا ہوں۔"

"مجھے اس طرح کی فائرنگ سے خوف معلوم ہوتا ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ گاڑی تیزی سے مغربی ساحل کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ پھر وہ اس مقام تک آپہنچے جہاں فراگ کی لانچ لنگر انداز تھی۔

"تمہارا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے۔" فراگ پر تشویش لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "وہ سنسنی پھیلا کر

تلاشی ہی لینا چاہتے ہیں۔ تم نے عقلمندی سے کام لیا ہے۔ ہمیں فی الحال یہاں سے نکل چلنا چاہئے۔"

"جزیرے والوں کا کیا ہوگا؟"

"اس کی فکر نہ کرو۔ وہ صرف تلاشی لیں گے۔ کسی کو خراش بھی آگئی تو موکارڈ کو بھگتنا پڑے گا۔"

"یہ منحوس کالا آدمی مصیبت بن گیا ہے۔" ام بنی بڑبڑائی۔

"گدی سے زبان کھینچ لوں گا اگر پرنس کی شان میں گستاخی کی۔" عمران غرایا۔

"اوہ.... نہیں نہیں.... یہ جھگڑے کا وقت نہیں ہے۔" فراگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

پھر وہ عرشے پر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ نے ساحل چھوڑ دیا اب اس کا رخ کھلے سمندر کی طرف تھا۔ فراگ واپس آیا تو پہلے ہی کی طرح ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ للی بھی تھی۔ فراگ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

ام بنی نے برا سا منہ بنایا۔ شاید فراگ نے اسے محسوس کر لیا تھا ہنس کر بولا۔ "مجبوری ہے! وہ قبول کرے یا نہ کرے میں تمہیں اس کو بخش چکا ہوں۔"

اشارہ عمران کی طرف تھا۔ جس کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار نمایاں ہونے لگے تھے۔ ام بنی نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ شاید اس نے للی کی آنکھ میں تمکنت آمیز چمک دیکھ لی تھی.... لانچ سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔

* * *

موکارڈ کا واحد سرکاری اخبار "لانیکا" میں کنگ چانگ کی تنظیم کی چیرہ دستیوں کی داستان شائع ہوئی تھی اور عوام کی طرف سے اس پر غم و غصے کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

وزیراعظم ساکاوا کے بیان کے مطابق "پرنس ہربنڈا نے اپنے باپ کے عتاب سے بچنے کے لیے موکارڈ کا رخ کیا تھا جسے کنگ چانگ کے آدمیوں نے اسٹیمر سمیت اغوا کر لیا۔ اسٹیمر کی تلاش جاری ہے۔ ساکاوا نے خدشہ ظاہر کیا تھا کنگ چانگ ہربنڈا کو کسی بڑی رقم کے عوض شاہ ہربنڈا کے حوالے کر دے گا۔ اس کے علاوہ اس اغوا کا اور کوئی مقصد ہو ہی نہیں سکتا۔" آگے چل کر ساکاوا نے کہا تھا۔ "اب وقت آگیا ہے کہ بحرالکاہل کے اس فتنے کو انتہائی گہرائیوں میں ڈبو دیا جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بحرالکاہل کے بعض جزائر کی حکومتیں بھی کنگ چانگ جیسی گندی تنظیم کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ ورنہ اس کا قلع قمع کر دینا کوئی بڑا مشکل کام نہ ہوتا۔ بہرحال

سوکارو کی حکومت نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تنہا ہی اس شیطانی گروہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے گی۔ مجھے باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ کنگ چانگ کا ایک معروف نائب ڈیڈلی فراگ کسی طرح چوری چھپے سوکارو میں داخل ہو گیا ہے۔ لہٰذا عوام پوری طرح ہوشیار رہیں۔ ڈیڈلی فراگ کو مردہ یا زندہ پیش کرنے والا خود کو پچاس ہزار ڈالر کے انعام کا مستحق سمجھے۔ جو فوری طور پر سرکاری خزانے سے ادا کر دیئے جائیں گے۔"

اس خبر کے ساتھ ڈیڈلی فراگ کی تصاویر کے مختلف پوز شائع کیے گئے تھے۔

اس دن کا "لافکا" سوکارو کے عوام میں مفت تقسیم کیا گیا تھا۔

لوگ ڈیڈلی فراگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ہر چند کہ انہیں ساکاوا سے نفرت لیکن پچاس ہزار ڈالر کی پیش کش شیطان کی طرف سے بھی ہو تو اسے ٹھکرایا نہیں جا سکتا اور پھر نہیں شاہی خاندان سے محبت بھی تھی۔ ہربنڈا سوکارو ہی کی ایک شہزادی کا فرزند تھا۔ شاہی خاندان سے محبت رکھنا ان کا مذہبی فریضہ تھا۔ "سالانہ مذہبی تقریب پولی ہی تی کے موقع پر کے ہر بالغ فرد کو قسم کھانی پڑتی تھی کہ وہ مرتے دم تک شاہی خاندان کا محب اور وفادار رہے گا۔

ساکاوا کو پل پل کی خبریں مل رہی تھیں۔ اس وقت وہ اپنے محل کے ساؤنڈ پروف آپریشن روم میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ تنہا تھا۔ اس کمرے میں اس کے سوا اور کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"اوہ... ! ہیلو پر ڈنیسر..." اس نے دوسری طرف سے کسی کی آواز سن کر ماؤتھ پیس میں کہا

"تم کیا کر رہے ہو؟" دوسری طرف سے غصیلی آواز آئی۔

"کیا میں نے کوئی غلط قدم اٹھایا ہے؟"

"اس قسم کا کوئی بیان دینے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں سمجھتا ہوں کہ میں نے غلطی نہیں کی۔ ہربنڈا کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے جو فرانس سے اس کے ساتھ آئے ہیں۔"

"اوہ۔ تب تو.... ٹھیک ہے۔"

"لیکن کنگ چانگ کا گروہ بہت طاقتور ہے۔"

"یہ سب تم جانو.... !"

"بس جو کچھ بھی میں کرتا ہوں مجھے کرنے دو۔"

"اسے اپنے معاملات میں دخل اندازی مت سمجھو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہم سکون سے اپنا کام جاری رکھنا چاہتے ہیں۔"

"جاری رکھو!" ساکاوا بولا۔ "اور بقیہ معاملات مجھ پر چھوڑ دو۔ خیال تھا کہ وہ پونیاری میں اترے ہوں گے۔ ہماری کشتیوں نے اس جزیرے پر ریڈ کیا لیکن تھوڑی دیر بعد کنگ چانگ کے بحری قزاق وہاں پہنچ گئے اور ہماری کشتیوں کو پسپا ہونا پڑا.... !"

"اچھا تو پھر کیوں نہ ابتدائی تجربہ پونیاری پر ہی کیا جائے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہر گز نہیں.... !" ساکاوا سخت لہجے میں بولا۔ "فرانس کے کئی اسٹیمر آس پاس موجود ہیں۔ ان میں دو ایسے بھی ہیں جن پر بحری چھان بین کے آلات بھی نصب ہیں۔"

"خیر.... خیر.... تم جانو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

ریسیور رکھتے ہی پھر گھنٹی بجی تھی۔ اس بار اس کا کوئی ماتحت تھا جس نے کوئی اہم اطلاع دی تھی۔ کیوں کہ وہ بڑی جلدی میں ریسیور کریڈل پر رکھ کر کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔ اس کے دونوں باڈی گارڈز اس سے چار قدم پیچھے تھے۔

کمپاؤنڈ میں پہنچ کر وہ ایک ایئر کنڈیشنڈ اور ساؤنڈ پروف گاڑی میں جا بیٹھا۔ باڈی گارڈز دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ساکاوا نے آڈیٹری پائپ منہ کے سامنے لا کر کہا۔ "شاہی محل"۔ اور ڈرائیور نے گاڑی موڑ کر اسٹارٹ کر دی۔ باڈی گارڈز بتوں کی طرح ساکت و جامد بیٹھے رہے۔

ساکاوا کو کھلی اجازت تھی کہ جب چاہے شاہی محل میں داخل ہو سکتا تھا حتیٰ کہ شاہ تخلیے میں بھی اسے طلب کر لیتا تھا۔

بادشاہ سیاہ فام نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ عمر ساٹھ کے قریب رہی ہو گی ہر قسم کی شرابیں ہر وقت اس کے گرد موجود رہتی تھیں۔ دائم الخمر قسم کا آدمی تھا

ساکاوا اس کے سامنے پہنچ کر خم ہوا۔

"آؤ.... آؤ.... ہمارے.... سس.... سب سے زیادہ وفادار دوست۔" بادشاہ نے جھومتے ہوئے کہا۔

"عزت افزائی کا شکریہ! یور میجسٹی۔"

"کہو.... ہمارا فرزند ہربنڈا.... سوکارو پہنچا یا نہیں۔"

"پہنچ گئے ہیں۔ یور میجسٹی۔ انہیں تین دن کے لیے بندرگاہ پر روک لیا گیا ہے اور رعایا جشن منا رہی ہے۔"

"اچھا.... اچھا.... ہم خوش ہوئے۔ یہاں بھی اس کے شایان شان استقبال کی تیاریاں کراؤ۔

وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

"غلام جانتا ہے یور میجسٹی۔!"

"اور ہاں۔! تمہارے سائنسدان کیا کر رہے ہیں۔"

"کوشش کر رہے ہیں۔" یور میجسٹی۔"

"ہمیں تشویش ہے.... کتنے دن ہو گئے.... لیکن ابھی تک.... وہ کوشش کر رہے ہیں.... ابھی تک کچھ نہیں کر سکے۔ ہمیں تشویش ہے۔ اگر جنگل پر چھائی ہوئی دھند پورے جزیرے پر مسلط ہو گئی تو کیا ہو گا۔"

"ابھی تک اس دھند کی نوعیت کا صرف ایک ہی پہلو ظاہر ہو سکا ہے۔ یور میجسٹی....!"

"دنیا میں اور بھی بڑے بڑے سائنسدان ہوں گے انہیں بلاؤ۔ کتنے دنوں سے ہم کہہ رہے ہیں۔"

"بہت جلد آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ یور میجسٹی۔ ویسے ایک بات گوش گزار کر دوں کہ یہ دھند آپ کو مالا مال کر دے گی۔"

"ہم نہیں سمجھے۔"

"اس سے ایک بالکل ہی نئی قسم کی انرجی حاصل کی جا سکتی ہے جس کا علم ابھی تک بقیہ دنیا کو نہیں ہو سکا۔ میں نے غیر ملکیوں کے داخلے پر پابندی لگا کر غلطی نہیں کی۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ دھند کار آمد مادہ ہے۔"

"بہت زیادہ.... بجلی کے لیے ضروری ہے کہ اسے تاروں سے گزار کر کار آمد بنایا جا سکتا ہے.... لیکن یہ انرجی لا سکتی ہے۔"

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"ہم بہت جلد آپ کے حضور اس کا مظاہرہ کریں گے یور میجسٹی! ویسے آپ مطمئن رہیے۔ میرے سائنسدانوں نے اس دھند پر اس حد تک قابو پا لیا ہے کہ اسے جنگل ہی کے علاقے تک ہی محدود رکھا جا سکے۔"

"لیکن یہ دھند آئی کہاں سے۔ ڈیڑھ سال پہلے تو نہیں تھی۔"

"دراصل یہی ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ اس پر تحقیق جاری ہے۔"

"ساکاوا....! بس ہم یہی چاہتے ہیں کہ وہ آبادیوں پر بھی مسلط نہ ہونے پائے۔"

"ایسا ہی ہو گا....! یور میجسٹی.... اپنے غلام پر اعتماد کیجیے۔"

"خیر.... خیر.... ہم ہربنڈا سے ملنے کے لیے بے چین ہیں۔"

"دو دن بعد وہ یہاں ہوں گے۔"

"اچھا بس جاؤ.... مجھے یہی معلوم کرنا تھا۔"

* * *

ڈیڈلی فراگ کی لانچ کسی نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں تھی! عمران کو اس نے بس اتنا ہی بتایا تھا کہ کسی غیر آباد جزیرے میں لنگر انداز کی ٹھہری ہے۔

فراگ بنیادی طور پر ایک زندہ دل انسان ثابت ہوا تھا۔ لیکن رنگ رلیوں میں مبتلا رہنے کے باوجود بھی جاگتے ہوئے ذہن کا مالک تھا۔ ٹرانسمیٹر پر خود ہی اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم رکھتا۔ اس وقت بھی اسے شاید کوئی اہم اطلاع ملی تھی اور وہ عمران کے کیبن کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔

"اوہو.... یور آنر....!" عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "مجھے طلب کر لیا ہوتا۔"

"چھوڑو تکلف کو.... اندر چلو....!"

وہ کیبن میں داخل ہو کر ایک اسٹول پر بیٹھ گیا۔ لیکن عمران کھڑا رہا۔

"ابھی اطلاع ملی ہے کہ میرے قزاقوں نے ان جنگی کشتیوں کو مار بھگایا جو پونیاری پر حملہ آور ہوئی تھیں!"

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے....!"

"لیکن میرے قزاق کشتیوں کا بیڑہ ترتیب دے کر میرے پیچھے نہیں چل سکتے۔"

"میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"ہنگ چانگ قوت کا مالک ہے۔ لیکن یہ طاقت تسلیم شدہ نہیں ہے۔ بحر الکاہل کی حکومتیں انہیں مجرموں کا ٹولہ سمجھتی ہیں۔"

"ٹھیک ہے! میں سمجھ گیا۔"

"اس لیے میری لانچ کسی وقت بھی گھیری جا سکتی ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ وہ اس علاقے میں سفر کرنے والے اسٹیمروں کی تلاشیاں لے رہے ہیں۔ خواہ وہ کسی ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔"

"یہ تو بری خبر ہے۔"

"پرواہ نہ کرو.... کم از کم وہ اس لانچ پر مجھے نہ پا سکیں گے۔ میں تو صرف ہربنڈا کے لیے پریشان ہوں۔ لانچ پر نیوزی لینڈ کا نشان موجود ہے اور تم سب ان کے لیے اجنبی ہو۔"

"آپ کہاں غائب ہو جائیں گے...

"بس دیکھ لینا.... فی الحال صرف ہربنڈا کے بارے میں سوچو۔"

“پرنس بڑے باکمال آدمی ہیں۔ بنکاتا سے باہر رہ کر بہت سے فنون میں طاق ہو گئے ہیں۔”

“اچھا تو پھر....؟”

“میک اَپ کے بھی ماہر ہیں۔”

میک اَپ کے نام پر وہ چونک کر عمران کو گھورنے لگا۔

“اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں یور آنر.... میری بات پر یقین کیجئے۔”

“کیا تم نے اس سے ڈھمپ لوبوکا کے بارے میں پوچھا تھا....؟”

“پوچھا تھا۔ ان کے لیے بھی یہ نام نیا ہے۔”

“حلیہ بتایا تھا....؟”

“جی ہاں.... اس حلیے کا کوئی آدمی کبھی ان کے سامنے نہیں آیا۔”

“خیر.... خیر.... وہ جب بھی ہاتھ لگا زندہ نہیں چھوڑوں گا۔”

“آخر وہ ہے کون؟”

“تم تو کہتے تھے کہ صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہو!” فراگ غرایا۔

“اوہ.... مجھے افسوس ہے جناب! اپنا سوال واپس لیتا ہوں۔”

“کوئی بات نہیں۔ ہاں تو تم یہ کہہ رہے تھے کہ پرنس میک اَپ کا ماہر ہے۔”

“جی ہاں۔ یہ کشتی نیوزی لینڈ کی ہے اور پرنس نہایت آسانی سے ماوری مذہبی پیشوا بن سکیں گے۔”

فراگ کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے اور وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

“اوہ جوان.... اوہ جوان.... تمہاری معلومات بھی وسیع معلوم ہوتی ہیں۔”

“تو پھر ہمیں جلدی کرنی چاہیے یور آنر۔” عمران بولا۔

“ضرور.... ضرور.... تم اس سے کہو کہ ماوری مذہبی پیشوا بن جائے اس کے بعد اسے لے کر میرے پاس آجانا۔”

“بہت بہت شکریہ! میں نے ابھی آپ کا کیبن نہیں دیکھا۔”

“اب دیکھ لو گے۔!” فراگ اٹھتا ہوا بولا۔

اس کے چلے جانے کے بعد عمران جوزف کے کیبن میں پہنچا۔

“بہت اچھا ہوا باس کہ تم آگئے۔” جوزف دانت نکال کر بولا۔ “تمہاری بیوی تمہارے خلاف مجھے ورغلاتی رہتی ہے۔”

“اچھا....!” عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ “کیا کہہ رہی تھی؟”

“یہی کہ! عمران اور فراگ مل کر تمہیں ساکادا کے ہاتھ فروخت کر دیں گے۔” جوزف نے کہا اور پھر باچھیں پھاڑ دیں۔

“باس سچ سچ بتاؤ کیا واقعی تم نے اس سے شادی کر لی ہے۔”

“کیوں بکواس کرتا ہے۔ ابھی میری شادی کی عمر ہی کہاں ہوئی ہے۔ اگر بیوی نہ کہتا تو تیری بیوی اسے گل میں نہ نکلنے دیتی۔”

“اچھا.... اچھا.... تو یہ جھوٹ ہے۔” جوزف کی باچھیں اور زیادہ کھل گئیں۔

“بس بیوی بازی ختم۔” عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ “اب میں تم پر ماوری پریسٹ کا میک اَپ کروں گا۔ میں نے فراگ کو بتایا ہے کہ تم میک اَپ کے ماہر بھی ہو۔”

“جو کچھ دل چاہے بنا دو باس تمہارا کتا ٹھہرا.... ویسے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ شادی والی بات غلط تھی۔”

“اچھا تو کیا تیری وجہ سے زندگی بھر کنوارہ بیٹھا رہوں گا۔”

جوزف کچھ نہ بولا۔ “بس ایک بار پھر اس کے دانت نکل پڑے تھے۔

اس کے بعد عمران نے اس کا میک اَپ شروع کر دیا۔

“یہ تو مصیبت کا کام ہے باس!” جوزف کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

“ہاں شاید پہلی بار تجھ پر یہ بپتا پڑی ہے۔ ماوریز کے بارے میں کچھ جانتا ہے یا نہیں۔”

“نہیں باس.... مجھے بتاؤ۔”

“نیوزی لینڈ کے قدیم باشندے ہیں! جیسے امریکہ کے قدیم باشندے ریڈ انڈین ہیں۔”

“سمجھ گیا۔ تو میں ان کا مذہبی پیشوا ہوں۔ بیوی نے شہزادہ بنایا اور اب یہ ماسوں.... خدا اسے غارت کرے۔”

“موکارو کی جنگی کشتیاں، لانچوں اور اسٹیمروں کو گھیر رہی ہیں۔ تیری تلاش جاری ہے۔ اسی لیے تیرا میک اَپ میں ہونا ضروری ہے۔”

“لیکن۔ باس فراگ تو صاف پہچانا جائے گا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ تم اس پر مینڈک ہی کا میک اَپ کر دو....!”

“میک اَپ کے سلسلے میں میرا نام بھی نہ آنے پائے۔ محتاط رہنا۔ میں نے تمہیں میک اَپ کا ماہر بتایا ہے۔”

“اچھا باس.... لیکن فراگ۔”

“تم ٹھیک کہتے ہو! اپنی گردن کی مخصوص بناوٹ کی بناء پر وہ میک اَپ میں بھی پہچان لیا جائے

گا۔"

"مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"کچھ بھی نہیں! بس یہ دیکھنا کہ وہ تمہیں ہر بنڈا کی حیثیت سے نہ پہچان سکیں۔" میک اپ کے اختتام پر وہ جوزف کو آئینے کے قریب لے گیا۔

"خدا رحم کرے مجھ پر۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اب شاید میں بھی خود کو نہ پہچان سکوں۔"

"چلو۔ فراگ کے کیبن میں۔" عمران بولا۔ پھر وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھے ہی تھے کہ خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

"چلو.... نکلو جلدی۔ پتا نہیں کیوں اس نے اپنے کیبن میں بلایا ہے۔"

فراگ کا کیبن اندر سے مقفل نہیں تھا۔ عمران نے ہینڈل گھما کر دروازے کھولا ہی تھا کہ کسی درندے کی غراہٹ سنائی دی۔

"ب.... باس.... تم پیچھے ہٹو...." جوزف بولا۔ "میں دیکھوں گا۔"

لیکن عمران دروازہ کھول چکا تھا۔ کیبن کے وسط میں کی بے حد خوفناک قسم کا گوریلا کھڑا اپنا بایاں پہلو کھجا رہا تھا۔

عمران جلدی سے اردو میں بولا۔ "جوزف کے بچے کہیں جھپٹ نہ پڑنا یہ فراگ معلوم ہوتا ہے۔"

پھر گوریلے سے فرانسیسی میں مخاطب ہوا۔ "کمال کر دیا یور آنر.... میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

"پرنس کو یہیں چھوڑ دو۔ تم باہر جاؤ۔" فراگ کی آواز گوریلے کی کھال کے اندر سے آئی۔ "خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔ شاید انہوں نے لانچ کو گھیر لیا ہے۔"

عمران عرشے پر نکل آیا۔ سچ مچ دو جنگی کشتیوں نے لانچ کو زد پر لے رکھا تھا۔ اور مائیکر دفون پر کہا جا رہا تھا۔ "انجن بند کر دو.... ہم تلاشی لیں گے۔"

ادھر لانچ کے لاؤڈ اسپیکر سے ظفرالملک کی آواز آئی۔ "کھلے سمندر میں تم کون ہوتے ہو تلاشی لینے والے۔ اس لانچ کا تعلق نیوزی لینڈ سے ہے۔ تم لوگ آخر ہو کون؟"

جنگی کشتی کے لاؤڈ اسپیکر سے۔ "کنگ چانگ" کا نعرہ بلند ہوا۔

عمران کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ انجن روم کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر کچھ سوچ کر فراگ کے کیبن کی طرف پلٹ آیا۔

غالباً لانچ کا انجن بند کر دیا گیا تھا۔ عمران دستک دیئے بغیر فراگ کے کیبن میں داخل ہوا۔ وہ بائیں جانب والی دیوار پر لگی ہوئی ٹیلیویژن اسکرین کے قریب کھڑا نظر آیا۔ اسکرین پر نہ صرف وہ دونوں جنگی کشتیاں نظر آ رہی تھیں بلکہ ان سے منتشر ہونے والی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

"تم نے دیکھا۔" فراگ عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "یہ مردود کنگ چانگ کے نام کے نعرے لگا رہے ہیں۔ اب میں ان کشتیوں کو نہیں چھوڑوں گا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔

دفعتاً فراگ نے اپنے سر پر منڈھی ہوئی کھال کھینچ کر پشت پر ڈال لی اور غضبناک ہو کر بولا۔ "یہ لوگ اسی طرح کنگ چانگ کا نام لے کر جہاز رانوں اور مسافروں کو خوفزدہ کر رہے ہوں گے۔ اس لیے میں نے اب مہم کا رخ بدل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا یور آنر۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"میں ایسی کشتیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر غرق کر دوں گا۔"

عمران نے طویل سانس لی اور گردن سہلانے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر فراگ ان جھمیلوں میں پڑ گیا تو اصل معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔ لیکن فوری طور پر اس سے متفق ہو جانے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ فراگ نے انٹر کام کے قریب جا کر کسی کو حکم دیا۔ "ان کشتیوں کو تارپیڈو کر دو۔"

"تت.... تارپیڈو...." عمران ہکلایا۔

"تم کیا سمجھتے ہو۔ یہ کشتی میری ہے۔ کنگ چانگ کے نائب کی۔" فراگ فخریہ انداز میں بولا۔

عمران کی نظر ٹیلیویژن اسکرین پر تھی۔ جنگی کشتیاں فراگ کی لانچ کو زد پر لیے آہستہ آہستہ قریب ہوتی جا رہی تھیں۔ اچانک یکے بعد دیگرے دو جھٹکے لگے اور کشتیاں اچھل اچھل کر الٹ گئیں۔ پھر ڈوبنے والوں کا شور بلند ہوا۔ فراگ کا بھیانک قہقہہ کیبن میں گونج رہا تھا۔

"اب مچھلیوں کا شکار ہو گا۔" فراگ میز پر پڑی ہوئی رائفل اٹھا کر بولا۔ اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

عمران نے ٹی وی اسکرین پر سے نظر ہٹالی۔

"یہ.... یہ.... تو ظلم ہے باس۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اب شاید وہ ڈوبنے والوں پر گولیاں چلائے گا۔"

"اس طرف مت دیکھو!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "اگر دنیا کا یہ حصہ بھی میرا دیکھا بھالا

ہوتا تو میں بھی اسے برداشت نہ کر سکتا۔ مجبوری ہے۔ ''

لانچ کا انجن دوبارہ چل پڑا تھا۔ تین یا چار منٹ بعد فراگ کیبن میں داخل ہوا۔ اس نے گوریلے کی کھال جسم سے الگ کر دی تھی۔

''حکمت عملی اور مصلحت کوشی پر لعنت بھیجو!'' وہ چنگھاڑتی ہوئی اسی آواز میں بولا۔ ''یہ کنگ چانگ کا نام لے کر غیر متعلق لوگوں کو بھی ہمارا دشمن بنانا چاہتے ہیں۔ میں دیکھوں گا ان حرامزادوں کو.... موکارد کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ ''

''لیکن یہ کیسا تارپیڈو تھا یور آنر۔ کشتیاں گیند کی طرح اچھل گئیں تھیں۔ '' عمران بولا۔

''اگر ایک ساتھ پانچ تارپیڈو چلائے جائیں تو بڑے سے بڑے جہاز کو بھی الٹ سکتے ہیں۔ '' فراگ نے اکڑ کر کہا اور اسے ثابت کرنا ناممکن ہے کہ وہ حادثہ کس قسم کے حملے کی بناء پر رونما ہوا ہوگا۔ ''

میں نہیں سمجھا.... ''

''ٹھوس ربڑ کے تارپیڈو ہیں اور ان کے سرے پر لچکیلے ربڑ سے بنائے گئے ہیں جہاز میں شگاف نہیں ڈالتے۔ ''

''کمال ہے.... نہ دیدہ نہ شنیدہ۔ ''

''ہم انہیں اسٹرائیکر کہتے ہیں۔ ''

''میری معلومات میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔ '' عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

فراگ نے ہنس کر کہا۔ ''کنگ چانگ کی بادشاہت یو۔ این۔ او سے تسلیم شدہ نہیں ہے اس لیے ہمارے حربے اپنی تباہ کاری کا ثبوت نہیں چھوڑتے۔ یہ دونوں کشتیاں کسی بحری جانور نے الٹ دی ہوں گی۔ کیا سمجھے! اس وقت میں نے تین منٹ میں پندرہ شکار کئے ہیں۔ میرا نشانہ بھی بہت اچھا ہے۔ اب میں عیش کروں گا۔ تم اِم بی کے پاس جاؤ۔ اور پرنس مجھے افسوس ہے کہ تمہارے لیے کسی لڑکی کا انتظام نہیں کر سکتا۔ ''

جوزف کو اس نے انگریزی میں مخاطب کیا تھا۔

''تمہاری شراب مجھے پسند ہے مسٹر فراگ۔ '' جوزف مسکرایا۔

''شکریہ یور ہائی نس.... آپ چاہیں تو شراب کے حوض میں غسل فرما سکتے ہیں۔ ''

''شکریہ.... شکریہ!'' کہتا ہوا جوزف دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران بھی باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے۔ لانچ حادثے کی جگہ سے بہت دور نکل آئی تھی اور فضا پر پھر پہلے ہی کا سا سکون طاری تھا جیسے تھوڑی دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ ظفر اور جیمسن عرشے ہی پر موجود تھے۔ وہ عمران کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھے۔

''آپ کہاں تھے؟'' ظفر نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

''فراگ کے کیبن میں۔ ''

''آپ نے شاید اس کی درندگی نہیں دیکھی۔ ''

''کیا مطلب؟'' عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

''اس نے ڈوبتے ہوئے آدمیوں پر فائر کئے تھے۔ ان میں سے شاید ہی کوئی بچ سکا ہو۔ ''

''تو پھر....؟''

''مجھے حیرت ہے کہ آپ اس پر احتجاج کرنے کے حق میں نہیں معلوم ہوتے۔ ''

''اپنے کام سے کام رکھو۔ ہم یہاں احتجاج کرنے نہیں آئے ہیں۔ ''

''میں تو احتجاج کرتا ہوں۔ '' جیمسن بول پڑا۔ ''ڈوبتے ہوئے آدمی ہمارے رحم و کرم پر تھے۔ انہیں قیدی بھی بنایا جا سکتا تھا۔ ''

''بکواس مت کرو۔ '' عمران کا لہجہ بدستور سرد رہا۔ ''ہم نے جس مقصد کے حصول کے لیے سفر اختیار کیا ہے اس کے علاوہ ہمیں اور کچھ نہیں سوچنا۔ ''

''ہم آدمی بھی ہیں جناب.... ''

''آدمی کے بچے اگر تم اپنے ملک کے ایئر فورس سے متعلق ہوتے اور تمہیں کسی شہر پر بمباری کرنے کا حکم دیا جاتا تو تم مہاتما بدھ کے اقوال دہرانا شروع کر دیتے.... جاؤ اپنے کیبن میں.... فوجیوں کے ساتھ تم سینکڑوں پرامن شہریوں کو بھی موت کے گود میں سلا آتے۔ ''

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ '' ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ پھر جیمسن کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ ''کیبن میں جاؤ۔ ''

ادھر عمران نے خود اس سے کہا۔ ''تم میرے ساتھ آؤ۔ ''

* * *

ساکادا غضبناک نظر آ رہا تھا۔ اور اس کے دونوں سیکرٹری تھر تھر کانپ رہے تھے۔

''بولو.... جواب دو۔ کیا وجہ ہے کہ وہ ہوش کی باتیں کر رہا ہے۔ '' ساکادا ایک بار پھر دہاڑا۔

یقین کیجئے یور آنر ہر وقت شراب اور عورت ان کے پاس موجود رہتی ہے۔ '' ایک سیکرٹری نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ ''آج بھی دو نہایت شوخ و شنگ لڑکیاں محل میں بھجوائی گئی ہیں۔ ''

"شراب۔۔۔۔!" ساکاوا نے زہریلے لہجے میں کہا۔ کہاں سے آتی ہیں یہ بوتلیں۔"

"امپورٹڈ ہیں یور آنر۔ اعلیٰ قسم کی شرابیں۔۔۔۔"

"جن میں پچھتر فیصد پانی ہوتا ہے۔"

"ناممکن یور آنر۔"

"بکواس بند کرو۔ پانچ سر بمہر بوتلوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ کون ملاتا ہے ان میں پانی۔۔۔۔؟"

"ہم نہیں جانتے۔۔۔۔ اگر ایسا ہے تو یہ کارروائی محل ہی میں ہوتی ہو گی۔"

"کیا تم حرامخوروں کو آنکھیں بند رکھنے کے لیے اتنی بڑی بڑی تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔!"

"ہم اپنی غفلت کی معافی چاہتے ہیں یور آنر۔۔۔۔ اب ہم دیکھیں گے۔"

"اب کیا دیکھو گے؟" اس نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "دفع ہو جاؤ۔۔۔۔!"

وہ اٹھ کر تعظیماً جھکے اور باہر نکل گئے۔ ساکاوا کسی گہری سوچ میں تھا کچھ دیر بعد وہ بھی اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے گھڑی پر نظر ڈالی۔ رات کے دس بجے تھے۔

کچھ دیر پہلے شاہی محل سے اس کی طلبی ہوئی تھی اور حکم لانے والے نے بتایا تھا کہ بادشاہ غضبناک ہو رہا ہے۔

ساکاوا شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے دونوں باڈی گارڈ بھی ساتھ تھے۔ بادشاہ سچ مچ بہت غصے میں تھا۔ ساکاوا کو دیکھتے ہی دھاڑا۔

"کیا تیری شامت آئی ہے؟"

"آپ مجھے ہر حال میں وفادار اور جان نثار پائیں گے یور میجسٹی۔۔۔۔!"

"چپ رہ سازشی کتے۔"

"میں ثابت کر دوں گا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے محض آپ کو الجھنوں سے بچانے کے لیے کی ایک کوشش تھی۔" ساکاوا نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"تو جھوٹا ہے۔۔۔۔ یہ دیکھ۔۔۔۔ اخبار دیکھ اور اپنی وہ غلط بیانی یاد کر جو تو نے کل کی تھی۔"

"میں آپ کو الجھن میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا یور میجسٹی۔ اگر میری نیت میں فتور ہوتا تو اخبار کو بیان کیوں دیتا۔ ویسے اس پر یقین رکھیے کہ آپ کا یہ غلام پرنس ہربنڈا کو شاہ بکاتا کے ہاتھ نہیں لگنے دے گا اور کنگ چانگ تنظیم تباہ کر دی جائے گی۔"

"ہمیں صحیح حالات سے باخبر رکھا کر۔" بادشاہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ فرماتے ہیں تو ایسا ہی ہو گا۔۔۔۔ یور میجسٹی۔"

"بس دفع ہو جاؤ۔۔۔۔ ہماری رات تو غارت ہوئی۔"

ساکاوا خوفزدگی کا اظہار کرتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا تھا۔ اب وہ محل کے اس حصے کی طرف جا رہا تھا، جہاں اس کے دفاتر تھے۔

"میجر لاگوبو کو بھیج دو۔" اس نے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنے باڈی گارڈ سے کہا۔ ان میں سے ایک چلا گیا اور دوسرا دروازے پر ٹھہرا رہا۔

ساکاوا کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔ اس نے ایک بیورو سے بوتل اور گلاس نکالے اور انہیں سامنے رکھ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے خالی خالی نظروں سے خلاء میں گھورتا رہا پھر بوتل سے گلاس میں تھوڑی سی شراب انڈیلی اور ایک ہی گھونٹ میں پی گیا۔

باہر سے قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور ساکاوا کے چہرے پر خشونت آمیز سنجیدگی طاری ہو گئی۔

شاہی محافظ دستے کے سربراہ میجر لاگوبو نے کمرے میں داخل ہو کر سیلوٹ کیا۔

ساکاوا نے اسے قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم سب اندھے ہو۔"

"میں نہیں سمجھا یور آنر۔۔۔۔!"

"آج کا اخبار ہز میجسٹی تک کیسے پہنچا؟"

"اخبار۔۔۔۔؟ میں نہیں جانتا یور آنر۔۔۔۔"

"یہ تو جانتے ہو کہ وہ اعصابی مریض ہیں۔"

"مجھے علم ہے یور آنر۔۔۔۔ لیکن اخبار۔۔۔۔!"

"ان سے چھپایا گیا تھا کہ پرنس ہربنڈا پر کیا گزری۔"

"ہو سکتا ہے ہز میجسٹی نے خود ہی اخبار طلب کیا ہو۔"

"ناممکن۔۔۔۔ انہیں اخبار سے نفرت ہے۔ کیا میرے اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے بھی یہاں کوئی اخبار پایا جاتا تھا۔"

"نہیں یور آنر۔"

"میں نے بڑی التجاؤں کے بعد ایک اخبار نکالنے کی اجازت لی تھی۔"

"مجھے اس کا علم ہے یور آنر۔"

"اس کالی بھیڑ کا پتا لگاؤ جو بادشاہ کی دشمنی پر کمربستہ ہے۔"

"میں انتہائی کوشش کردوں گا۔ یور آنر۔" میجر لاگوبو کچھ سوچتا ہوا بولا۔ پھر یک بیک کہنے لگا۔ "وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ جس شخص کی تحویل میں شراب رہتی ہے۔۔۔ صبح سے غائب ہے۔"

"پالی موگا۔۔۔"

"شاید یہی نام ہے۔۔۔!"

"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔" ساکاوا مضطربانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ میجر لاگوبو نے پھر حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"وہ۔۔۔ دشمن ہے۔۔۔ بادشاہ کا دشمن ہے۔۔۔ شراب میں پچھتر فیصد پانی کی آمیزش بھی کرتا رہا ہے۔ اسے تلاش کرو۔۔۔ زندہ یا مردہ۔ گرفتار کرنے والے کو پانچ ہزار ڈالر انعام دیئے جائیں گے۔"

"او۔ کے۔۔۔ یور آنر۔۔۔" میجر لاگوبو نے ایڑیاں بجائیں اور کمرے سے چلا گیا۔ ساکاوا کی مٹھیاں سختی سے بھنچی ہوئی تھیں۔ اس نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور پولی موگا سے متعلق احکامات جاری کرنے لگا۔

غصے نے اس کی شکل بگاڑ دی تھی۔ فون کا ریسیور رکھ کر ہانپنے لگا۔ پھر شراب کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اس بار اس نے گلاس لبریز کر لیا تھا۔

کچھ دیر بعد اس کے باڈی گارڈ نے پولیس چیف کی آمد کی اطلاع دی۔

"بھیج دو۔۔۔!" ساکاوا غرایا۔

"پولیس چیف نے ملزم کے موکارد سے فرار ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ "وہ اپنا شناخت نامہ دکھا کر ایک سرکاری کشتی ہاربر سے لے گیا ہے۔"

"اوہ۔۔۔!"

"ہم پوری کوشش کر رہے ہیں یور آنر۔ گشتی لانچوں کو اطلاع دے دی گئی ہے۔"

"کب۔۔۔؟"

"دس منٹ پہلے کی بات ہے۔"

"اور وہ لانچ کب لے گیا؟"

"سہ پہر کی بات ہے۔"

"دونوں ہی حماقتوں کی باتیں ہیں۔" ساکاوا میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا۔

"پولیس چیف خاموش رہا۔"

"دفع ہو جاؤ۔۔۔ تم سب سے سمجھوں گا۔"

وہ چپ چاپ چلا گیا۔۔۔ ساکاوا نے غصے میں میز الٹ دی اور خود بھی باہر چلا گیا۔

* * *

عمران اور ام بنی بڑی دیر تک اس بحث میں الجھے رہے تھے کہ فراگ کا موجودہ رویہ مناسب ہے یا نامناسب۔۔۔ فراگ نے فیصلہ صادر کر دیا تھا کہ وہ فی الحال ہربنڈا والی مہم ترک کر کے صرف ان لوگوں کو تباہ کرتا پھرے گا۔۔۔ جو جنگ چانگ کے نام پر دوسرے ممالک کے جہاز رانوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ ام بنی کا کہنا تھا کہ وہ کنگ چانگ کے پرسٹیج کا مسئلہ ہے پہلے اس کو حل کرنا چاہئے اور عمران کا مسئلہ تو پرنس ہربنڈا کے علاوہ اور کچھ تھا ہی نہیں۔

آخر کار وہ دونوں فراگ کے کیبن کی طرف چل پڑے۔

کیبن کے دروازے پر دستک دی گئی۔ اور اندر سے آواز آئی۔ "آ جاؤ" صرف عمران کو اجازت تھی کہ وہ ناوقت بھی فراگ سے مل سکتا ہے۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پھر واپسی کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فراگ نے کہا۔ "آؤ۔۔۔ آؤ۔۔۔" وہ لنگوٹی لگائے فرش پر اوندھا پڑا تھا اور للی ہاروے اس کے جسم پر تیل کی مالش کر رہی تھی۔

"پھر سہی۔۔۔" عمران جلدی سے بولا۔

"پروا مت کرو۔۔۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟"

"ام بنی۔۔۔!"

"اوہ۔۔۔ تو پھر تم بھی اسی پوزیشن میں آ جاؤ۔ ام بنی مالش کرے گی اور ہم دونوں باتیں کریں گے۔۔۔!"

"پلیز۔۔۔ یور آنر۔۔۔"

"کیا مطلب....؟"

"میرے جذبات و احساس کا کچھ تو خیال رکھا کیجئے۔ میں کسی عورت کو اپنے جسم میں ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

فراگ قہقہہ لگا کر اس طرح اٹھا کہ للی ہاردے جھٹکے کے ساتھ دور جا پڑی۔ فراگ نے اس کی طرف توجہ تک نہیں دی تھی۔ بس عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا ہنستا رہا۔ اُم بنی جھنجھلاہٹ میں اپنا ہونٹ چبائے ڈال رہی تھی۔

دفعتاً فراگ قہقہہ روک کر غرایا۔ "تو پھر اسے اپنے ساتھ کیوں لیے پھرتے ہو؟"

"بحث ہو گئی تھی۔ فیصلے کے لیے آئے ہیں۔"

"کیسی بحث؟"

عمران نے اُم بنی کی طرف دیکھا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی۔ ادھر للی ہاردے دیوار سے لگی کھڑی اپنا سر سہلا رہی تھی۔

"بولو.... کیسی بحث...." فراگ پھر غرایا اور للی ہاردے کو مالش جاری رکھنے کا اشارہ کر کے پھر فرش پر لیٹ گیا۔

للی ہاردے ان دونوں کو غضیلی نظروں سے دیکھتی ہوئی فراگ کے قریب جا بیٹھی۔

"بحث یہ تھی یور آنر کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔" عمران بولا۔

"وہی جو میں کر رہا ہوں۔" فراگ نے جواب دیا۔

"مالش کی بات نہیں تھی۔ دراصل قصہ پرنس ہر بنڈا کا تھا۔ یہ کہتی ہے کہ فی الحال ان لوگوں سے نپٹنا چاہئے جو کنگ چانگ کو بدنام کر رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ پہلے پرنس کا مسئلہ...."

"وہ ٹھیک کہتی ہے۔"

"اچھی بات ہے تو اب مجھے اور پرنس کو خودکشی کی اجازت دیجئے۔ ہم دونوں سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے۔"

"کیا بات ہوئی؟"

"میری بھی عزت کا معاملہ ہے یور آنر۔ میں نے پرنسز سے وعدہ کیا تھا کہ پرنس کو موکارد پہنچاؤں گا۔"

"کنگ چانگ پرنسز نالابو آیا تم سے کہیں زیادہ ذی عزت ہے۔"

"ہو گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیا مطلب؟" فراگ اٹھ بیٹھا لیکن اس بار للی ہاردے غافل نہیں تھی اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

"کوئی مطلب نہیں۔" عمران نے احمقانہ انداز میں جواب دیا۔

"جاؤ....! اپنے کیبن میں جاؤ۔" فراگ ہاتھ ہلا کر بولا۔

"چلا جاؤں گا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ آپ کا ہر فیصلہ آپ ہی کے معیار کے مطابق ہو۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"آپ کے شایان شان نہیں ہے کہ چھوٹے آدمیوں پر ہاتھ اٹھاتے پھریں۔ یہ بیچارے تو وہی کر رہے ہیں جس کے لئے انہیں حکم ملا ہے۔"

"اچھا تو پھر...."

"آپ کا شکار تو ساکاوا ہونا چاہئے۔ جلد از جلد ثابت کرنے کی کوشش کیجئے کہ آپ کے مقابلے میں وہ چوٹا جاپانی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔"

فراگ کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے عمران کے چہرے پر نظر جمائے رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تم بہادر ہی نہیں دانشمند بھی ہو۔ ٹھیک ہے کمتر آدمیوں پر ہاتھ اٹھانے سے فائدہ؟"

"آپ میری بڑی عزت افزائی فرماتے ہیں۔ یور آنر۔" عمران نے شرما جانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

فراگ اٹھ کر انٹرکام کے قریب آیا اور کیپٹن کو آوازیں دینے لگا۔

"یس یور آنر...." دوسری طرف سے آواز آئی۔

"لانچ کا رخ بیلو پیکو کی طرف موڑ دو۔"

"یس یور آنر۔"

فراگ مڑ کر اُم بنی اور للی ہاردے سے بولا۔ "تم دونوں جاؤ۔"

وہ اس طرح کیبن سے نکلی تھیں جیسے دیر سے اس کی منتظر رہی ہوں۔ فراگ عمران کے

قریب آ کھڑا ہوا۔ اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر نرم لہجے میں بولا۔ "تم میرے لیے بیحد ضروری بن کر رہ گئے ہو۔"

"شکریہ یور آنر۔"

"بیلو پیکو۔۔۔۔ چھوٹے غیر آباد جزائر کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ایک جزیرے کو ہم اپنا ہیڈ کوارٹر بنا سکتے ہیں۔ وہاں سے موکارو کا وہ ساحل زیادہ دور نہیں جس کے قریب انہوں نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ ایسی ہی کوئی جگہ مناسب رہے گی۔"

"جس جزیرے کا میں نے انتخاب کیا ہے وہاں ہماری مہم کے لیے خاصی آسانیاں پیدا ہو سکیں گی۔"

"آپ سچ مچ بادشاہ بننے کے لائق ہیں۔" عمران نے مکھن رسید کیا اور فراگ کے دانت نکل پڑے۔ عمران کہتا رہا۔ "آپ کی قوت فیصلہ نے مجھے بے حد مرعوب کیا ہے یور آنر۔"

"اور تم جیسا مشیر بھی شاید ہی کسی کو نصیب ہوا ہو۔"

لانچ کے رخ میں تبدیلی کی گئی تھی اور رفتار بھی اب پہلے کی نسبت تیز تھی۔ فراگ نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "شاید ایک گھنٹہ بعد ہم منزل مقصود پر ہوں گے۔"

رات کے گیارہ بجے تھے! پورا چاند ابر کے ٹکڑوں میں آہستہ آہستہ رینگ رہا تھا۔ کبھی دھند سی چھا جاتی اور کبھی سمندر کی سطح پر دفعتاً جھمک اٹھتی۔

عمران اپنے کیبن میں واپس آیا۔ یہاں ام بنی موجود تھی۔ حالانکہ اسے للی ہاروے کے کیبن میں ہونا چاہئے تھا۔ ان کے درمیان یہی سمجھوتہ ہوا تھا۔

"ارے تم ابھی سوئی نہیں۔" عمران نے پوچھا ہی تھا کہ وہ دانت پیس کر بولی۔ "تیل مالش کروں گی۔۔۔۔ باس نے مشورہ دیا تھا۔"

"تم۔۔۔۔ تک۔۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔۔" عمران سچ مچ بدحواس ہو گیا۔

"تیل مالش۔۔۔۔ کپڑے اتار دو۔"

"میں تم سے ایسی گھٹیا خدمت نہیں لے سکتا۔"

"باس کا حکم۔"

"حکم نہیں مشورہ۔۔۔۔ جسے نظر انداز بھی کیا جا سکتا ہے۔"

"میں نہیں کرتی نظر انداز۔"

"م۔۔۔۔ میں بیہوش ہو جاؤں گا۔"

"میں تمہیں پھر ہوش میں لاؤں گی اور مالش جاری رہے گی۔"

"تو پھر جانتی ہو کیا ہوگا۔ تم مالش ہی کرتی رہ جاؤ گی اور تم دونوں کے کفن تیار ہو جائیں گے۔ بس صرف آدھے گھنٹے کی مہلت لے کر اس مسئلے پر غور و فکر کرنے آیا ہوں۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"اس مہم میں عورتوں کی موجودگی اسے کھل رہی ہے۔"

"تو پھر۔۔۔۔؟"

"کہہ رہا تھا کہ دونوں کا گلا گھونٹ کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔"

"نہیں۔" ام بنی کے لہجے میں خوف تھا۔

"یقین کرو۔۔۔۔ میں اس سے کہہ کر آیا ہوں کہ میں کوئی دوسری تدبیر کروں گا۔ اتنی عمدہ لڑکیوں کو اس طرح ضائع نہ کیا جائے۔"

"تم اسے مذاق نہ سمجھو۔۔۔۔ وہ کر گزرے گا۔" ام بنی روہانسی ہو کر بولی۔

"مجھے بھی یقین ہے! وہ اسی طرح آدمیوں کو مار ڈالتا ہے جیسے جسم پر رینگنے والے کسی کیڑے کو مسل کر مطمئن ہو گیا ہو۔"

"تو پھر اب کیا ہوگا؟"

"اپنے کیبن میں جاؤ اور مجھے سوچنے کا موقع دو۔ میں تم دونوں کو اتنی بے بسی کی موت نہیں مرنے دوں گا۔"

"اگر تم مجھ سے لاپرواہی برتتے رہے تو وہ مجھے ضرور مار ڈالے گا۔"

"اوہ۔۔۔۔!"

"خود تمہارے لیے بھی خطرہ ہے اس کی کوئی بات نہ ٹالا کرو۔ کبھی کبھی وہ جھلاہٹ میں مبتلا ہو کر اپنے انتہائی کار آمد آدمیوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا کرتا ہے۔"

"فی الحال تم اپنی گردن بچانے کی فکر کرو۔ اپنے کیبن میں جاؤ۔"

ام بنی چلی گئی اور عمران فراگ کے جبڑے پر ایک تصوراتی مکا رسید کر کے بستر پر گر گیا۔

بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں اور وہ ذہن کو قابو میں رکھنے کے لیے خاصی جدوجہد کر رہا تھا۔ پھر شاید پندرہ منٹ بعد ہی کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا ہی تھا کہ فراگ کا مکا اس کی پیشانی پر پڑا۔ اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"یور آنر.... یور آنر.... یہ میں ہوں۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ بڑی مشکل سے دماغ کو ٹھنڈا رکھنے پر قادر ہو سکا تھا۔

"میں جانتا ہوں...." فراگ غراتا ہوا پھر جھپٹا لیکن وار خالی جانے کی بناء پر منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔

"جناب عالی.... جناب عالی.... قصور بھی تو معلوم ہو۔"

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" فراگ اٹھتا ہوا دہاڑا۔

"یہ ناممکن ہے یور آنر.... ابھی میں نے کافی نہیں پی۔"

"میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" فراگ دونوں مٹھیاں بھینچ کر دہاڑا اور عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔ فراگ شاید دوبارہ جھپٹنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ لیکن اس نئی حرکت پر جہاں تھا وہیں کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ عمران کے ہاتھ تڑاتڑ گالوں پر پڑ رہے تھے۔

"بس.... بس.... احمق.... روکو ہاتھ.... یہ کیا شروع کر دیا۔" فراگ اچانک کسی قدر نرم پڑتا ہوا بولا۔

"جب تک میرا قصور نہیں معلوم ہو گا میں یہ رسم سعادت مندی جاری رکھوں گا۔"

"تم عورتوں کو میرے خلاف ورغلاتے ہو۔

"اوہ.... خدا کی پناہ...." عمران ہاتھ روک کر بولا۔ پھر زور سے ہنس پڑا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے....؟ فراگ نے پھر آنکھیں نکالیں۔

"ارے.... وہ زبردستی مالش کرنا چاہتی تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"دھرنا دیئے بیٹھی تھی کہ مالش کر کے ہی جاؤں گی۔ باس نے مشورہ دیا تھا۔"

"تم آدمی ہو کہ کیچوے.... اس حد تک عورتوں سے خائف ہو۔"

"بچپن میں میری ماں مجھے ادھیڑ کر رکھ دیا کرتی تھی۔ اس لیے میرا فیصلہ ہے کہ میں کسی عورت کو اپنے بچوں کی ماں نہ بننے دوں گا۔"

"پتا نہیں کیوں مجھے تم پر رحم آ جاتا ہے۔"

"میں آپ سے محبت کرنے لگا ہوں بابا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کے جسم پر گوشت بہت زیادہ ہے۔"

"کیا بکواس ہے۔"

"وجہ آج تک میری سمجھ میں بھی نہ آ سکی۔ ورنہ بتا دیتا۔"

"تم آدھے پاگل معلوم ہوتے ہو۔ ختم کرو ان بیہودگیوں کو ہم اینکر کرنے والے ہیں۔"

"اوہ.... اچھا.... یہ بہت اچھا ہے...."

"لانچ اونچی اونچی چٹانوں کے درمیان ایک تنگ سی جگہ پر پہنچ چکی تھی۔

"لیکن رات لانچ ہی پر بسر ہو گی۔" فراگ بولا۔ "اندھیرے میں خشکی پر اترنا مناسب نہیں سمجھتا۔"

"لانچ کے رکتے ہی ایسا محسوس ہوا تھا جیسے زمین کی گردش رک گئی ہو۔ عجیب سا سناٹا فضا پر مسلط تھا۔

"فراگ عمران کو اپنے کیبن میں لایا۔ یہاں ام بنی موجود تھی۔ فراگ اس کی شکل دیکھ کر ہنس پڑا۔ اور عمران نے کہا۔ "یہاں میری گردن کٹوانے کے لیے دوڑی آئی تھیں۔"

"تو تم نے جھوٹ بولا تھا۔" ام بنی برا سا منہ بنا کر بولی۔

"اپنے کیبن میں جاؤ۔" فراگ غرایا۔

"جاؤ.... جاؤ.... جان بچ گئی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور فراگ اسے گھورنے لگا۔ ام بنی چپ چاپ کھسک گئی تھی۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو ایک گھونسے میں دم نکل جائے گا۔"

"مجھے یقین ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو پھر....."

"تو پھر آنریبل فراگ۔ موت صرف ایک ہی بار آئے گی۔ لہٰذا بار بار بور ہونے سے کیا فائدہ۔"

"تم بہت زیادہ بکواس کرنے لگے ہو۔ پہلے تو ایسے نہ تھے۔"

"عورتوں کی صحبت نے عورت بنا دیا ہے پندرہ دن بہت ہوتے ہیں۔"

"میں تمہیں یہاں اس لیے لایا تھا کہ کام کی باتیں کریں گے۔"

"شروع کر دیجیے۔"

"موکارو کا ساحل یہاں سے گیارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ لیکن دن کے اجالے میں وہاں جانا مناسب نہ ہوگا۔"

"ابھی چلتے ہیں۔" عمران بولا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ اس وقت آرام کریں گے اور کل دن بھر اسی جزیرے میں رہیں گے۔"

"جسم پر گوشت رکھنے والوں سے اسی لیے محبت کرتا ہوں۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"کیا مطلب؟"

"اول درجے کے کاہل ہوتے ہیں۔"

"بکواس بند کرو!" فراگ زور سے دہاڑا۔

"محبت کرنے والے فولاد کا جگر بھی رکھتے ہیں دہاڑتے رہیے۔"

"کیوں میرا دماغ خراب کر رہا ہے۔ مار ڈالوں گا۔" فراگ جھپٹ پڑا۔

اس بار عمران کیبن سے نکل بھاگا تھا۔ عقب میں اس نے دروازہ بند ہونے کی زوردار آواز سنی۔ وہ یہی چاہتا بھی تھا کہ فراگ اپنے کیبن تک محدود ہو کر رہ جائے۔

وہ کپتان کے کیبن کی طرف چل پڑا لیکن پھر اپنے کیبن کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہیں رک جانا پڑا۔ ام بنی سامنے کھڑی اسے گھورے جا رہی تھی۔

"اندر آؤ۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

"ارے تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"ابھی تک تو کچھ بھی نہیں کر رہی تھی۔ لیکن اب کروں گی۔"

"کک..... کیا کرو گی؟"

"تم دیکھ ہی لو گے۔ مسلسل اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی۔"

"کس مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔" عمران کراہا۔ "ابھی مینڈک کا بچہ جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اور اب تم۔"

ام بنی نے عمران کا گریبان پکڑ کر کیبن کے اندر کھینچ لیا۔

"ارے.... ارے... کوئی دیکھ لے گا۔"

دوسرا جھٹکا عمران کو بستر پر لے گیا۔

"کک... کیا ارادے ہیں؟"

"میری بات سنجیدگی سے سن لو۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔

"سن رہا ہوں۔"

"اس سے بے تکلف ہونے کی کوشش نہ کرو۔"

"ارے تو کیا میں اس سے ڈرتا ہوں۔"

"بحث مت کرو۔"

"کوئی خاص بات ہے؟" عمران نے اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں...." اس نے آہستہ سے کہا۔ "دروازہ بند کر کے بولٹ کر دو۔"

عمران نے بڑی سعادت مندی سے اس مشورے پر عمل کیا۔ اور پھر اس کے قریب واپس آ گیا۔

"میں تم لوگوں کے لیے خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔" ام بنی نے آہستہ سے کہا۔

"کیا مجھ سے بدلہ لینے کا ارادہ ہے؟" عمران مسکرایا۔

"میں کہتی ہوں سنجیدہ ہو جاؤ۔"

"اچھی بات ہے.... کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"اسے سمجھنا بہت مشکل ہے۔"

"ارے اسے جہنم میں جھونکو.... مجھے اپنے کام سے کام رکھنا ہے۔"

"یہ جزیرہ اس کے کارناموں کا میوزیم ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"جن لوگوں پر قابو پانا مشکل سمجھتا ہے۔ ان سے دوستی کرتا ہے اور سیر و شکار کے بہانے اس جزیرے میں لا کر دھوکے سے مار ڈالتا ہے پھر ان کی قبریں بنا کر کتبوں پر تاریخ وفات کندہ کرا دیتا ہے۔"

"واقعی! زندہ دل آدمی معلوم ہوتا ہے۔" عمران ہنس پڑا۔

"تم دیکھ ہی لو گے.... وہ قبریں.... میں تمہیں کہاں تک بتاؤں۔ چلو لگے ہاتھوں میری کہانی بھی سن لو کہ میں اس کے ہاتھ کیسے لگی تھی۔"

"میں سن رہا ہوں۔"

ام بنی کی آواز سرگوشیوں میں محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ اس نے کہا۔ "اگر کوئی عورت پسند آ جائے تو اسے ہر قیمت پر حاصل کر لیتا ہے۔ اور ایسی حرکت کرتا ہے کہ قانونی طور پر گرفت میں نہ آ سکے۔ میں سنگری پی کی رہنے والی ہوں۔ تین سال پہلے کی بات ہے کہ اس نے مجھے وہاں دیکھا اور میرے پیچھے پڑ گیا۔ میرے والدین سے مجھے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن انکار میں جواب پا کر بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ والدین نے ایک ماہ بعد میری شادی کر دی۔ شوہر نیک اور سادہ لوح آدمی تھا۔ ہم ماہ عسل منانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے ایک دن تیاراپو کے جنگلوں میں پکنک منا رہے تھے کہ اچانک کسی جانب سے ایک بہت بڑا گوریلا نمودار ہوا۔ اس نے میرے شوہر کو زخمی کیا اور مجھے اٹھا کر بھاگ نکلا۔ میں بیہوش ہو گئی۔ پھر جب ہوش آیا تو یہی فراگ سامنے کھڑا اپنے جسم سے گوریلے کی کھال اتار رہا تھا۔"

"خدا کی پناہ...." عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اور پھر جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ کنگ چانگ کا نائب ہے تو میں اپنی رہائی سے بالکل ناامید ہو گئی۔ اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اپنے بارے میں کسی کو کچھ بتایا تو وہ سنگری پی میں میرے والدین اور بہن بھائیوں کو قتل کرا دے گا۔ پھر اطلاع ملی کہ میرا شوہر بھی زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ اس نے پولیس کو یہی بیان دیا تھا کہ اسے ایک گوریلے نے زخمی کیا ہے اور ام بنی کو بھی وہی اٹھا کر لے گیا۔ پتا نہیں یہ اتفاق تھا یا اس میں بھی فراگ ہی کا ہاتھ تھا کہ تین دن پہلے چڑیا گھر سے ایک گوریلا فرار ہو گیا تھا۔"

"واقعی شیطان کا بیٹا معلوم ہوتا ہے۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"اس طرح وہ قانون کی زد سے بچا رہتا ہے۔ بہر حال مجھے اپنی تقدیر پر شاکر ہونا پڑا تھا۔ اور یہ تو تم نے دیکھا ہی ہے کہ وہ اپنی عورتوں کی کتنی قدر کرتا ہے کل تک مجھ پر جان دیتا تھا۔ آج تمہیں بخش دیا۔"

"تمہاری کہانی سن کر دکھ ہوا.... ام بنی۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اب اس دنیا میں تمہارے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے۔ اس لیے اب میں چاہتی ہوں کہ تم محتاط رہو۔ اس سے نہ الجھو۔ اور اب میں تمہیں یہ بھی بتا رہی ہوں کہ میرا تعلق براہ راست کنگ چانگ سے ہے۔"

"اچھا....!"

"ہاں۔ خوفناک چہرے والا جس نے ہمیں بنکاٹا پہنچایا تھا۔ کنگ چانگ ہی تھا۔ بس یہ سمجھ لو کہ اب میں کنگ چانگ کے لیے فراگ کی جاسوسی کر رہی ہوں۔"

"بہت اچھا ہوا تم نے مجھے بتا دیا۔ اب میں اور زیادہ محتاط رہوں گا۔"

"مجھے نہ بتانا چاہیے تھا لیکن میں تم پر اعتماد کرتی ہوں۔ تمہیں اپنا سمجھتی ہوں۔ یقین کرو میرے مالک.... میں نے تمہارے علاوہ آج تک کسی اور کو نہیں چاہا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ صرف تھوک نگل کر رہ گیا۔ بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

* * *

دوسری صبح بڑی خوشگوار تھی۔ جزیرے کی طرف سے آنے والی ہوائیں گرم گرم سی خوشبوؤں میں بسی ہوئی تھیں۔

جیمسن اور ظفر الملک عرشے پر کھڑے گہری گہری سانسیں لے رہے تھے۔ لانچ ایسی جگہوں پر لنگر انداز تھی جہاں دونوں طرف اونچی اونچی چٹانیں دیواروں کی طرح کھڑی تھیں۔ کھلا سمندر آنکھوں سے اوجھل تھا اور جزیرے کی مناظر بھی نہیں دکھائی دیتے تھے۔

"بڑی گھٹن ہے۔" دفعتاً ظفر بولا۔

"ایک دیوانے کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔" جیمسن نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "ضروری نہیں ہے کہ یہ عمران صاحب ہر معاملے میں دانشمندی کا ثبوت دیں۔"

"جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔ یہ پرپیچ راستہ اختیار کرنے کی بجائے انہی وسائل پر انحصار کیا جاسکتا تھا جن کا تعلق لو نیسا کی ذات سے تھا۔ پتا نہیں اب وہ اسٹیمر کہاں ہو گا۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمارے ٹرانسمیٹر کے دائرہ کار سے باہر نہ ہو گا۔ ہم کسی وقت بھی اس سے رابطہ قائم کر سکیں گے۔"

"یہ فراگ انتہائی شور معلوم ہوتا ہے۔"

"اسی لئے عمران صاحب کی ہدایت ہے کہ کسی وقت بھی غافل نہ رہا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ توقعات اور اصلیت میں گہرا تضاد ہو۔"

"ہائیں..... ہائیں۔ اب تو آپ بھی بڑی زور دار اردو بولنے لگے ہیں۔" جیمسن چڑانے کے سے انداز میں بولا۔

"ویسے ہی بہت بور ہو رہا ہوں۔ تم اپنی چونچ بند رکھو۔"

"بوریت سی بوریت ہے۔ ایک فراگ کے قبضے میں ہے اور دوسری عمران صاحب سے چپٹی رہتی ہے۔ آپ تو بالکل صفر ہو کر رہ گئے ہیں۔ یور ہائی نس۔"

"للی ہارڈے بہت اچھا گاتی ہے۔"

"دیر تک کیجئے اس کی باتیں۔ شاید اسی طرح جی بہل جائے۔"

"بکواس بند کرو.....!"

"اوکے یور ہائی نس۔ آپ کی تنہائی اور اداسی پر اظہار افسوس کر رہا تھا یہ خادم۔"

"شکریہ۔ اس کی ضرورت نہیں۔"

اچانک جوزف ادھر آ نکلا۔ وہ اب بھی ماروی پریسٹ ہی کے میک اپ میں تھا۔

"یہ سمندری مینڈک مجھے تو قابل اعتماد نہیں لگتا۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "پتا نہیں باس کس بناء پر بھروسہ کر بیٹھے ہیں۔"

"تمہیں کیا غم ہے پیئے جاؤ۔ چھ بوتلوں والی پابندی سے پیچھا چھوٹا بیرل دبائے بیٹھے رہو۔" جیمسن نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"واہ..... واہ..... کیا شراب ہے..... لیکن کب تک ساتھ دے گی پتا نہیں کب تک ادھر

ادھر بھٹکنا پڑے۔"

"تم روز بروز عقلمند ہوتے جا رہے ہو۔"

"بیوقوف تو کبھی نہ تھا مسٹر، بس اتنی سی بات ہے کہ باس کے سامنے بچہ بنے رہنے کو جی چاہتا ہے۔"

"رات والدہ صاحبہ باپ ہی کے کیبن میں تھیں۔"

"کیا بکواس لگا رکھی ہے تم نے۔" ظفر نے جیمسن کے شانے پر ہاتھ مار کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

دفعتاً اسٹیمر جاگ اٹھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔

"ہائیں! اب کہاں۔" جیمسن چونک کر بولا۔

"اپنے کام سے کام رکھو۔"

"کوئی کام ہو تو رکھوں۔ پتا نہیں کس جنجال میں آ پھنسے ہیں۔"

"میرے ماسوں سے نہیں ملو گے۔" جوزف اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ لیکن شاید جیمسن کا موڈ خراب تھا۔ اس نے منہ پھیر لیا۔

ٹھیک اسی وقت لانچ کے عملے کے ایک آدمی نے ہانک لگائی۔ "حضرات کھانے کی میز پر۔"

ناشتے کی میز کے گرد فراگ کے علاوہ اور سب موجود تھے۔ للی ہارڈے پہلے ہی کی طرح خوش دکھ لگ رہی تھی لیکن ام بی کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ساری رات سوئی نہ ہو اور عمران کے چہرے پر ازلی حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ جوزف کو دیکھ کر وہ احتراماً کھڑا ہو گیا تھا لیکن لڑکیاں اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھیں۔

"آنر ایبل فراگ تشریف نہیں رکھتے؟" جیمسن بولا۔

"استراحت فرما رہے ہیں۔" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اور میں آپ پر استرا فرمانے والا ہوں۔"

"میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔ سمندری ہوا کی شوریت نے میرے بال تباہ کر کے رکھ دیئے ہیں۔ داڑھی فرعون کی موم چڑھی داڑھی معلوم ہونے لگی ہے۔"

"جلد ہی سوئی بن کر دکھا دوں گا۔"

"کیا آپ مجھ سے کچھ ناراض ہیں یور میجسٹی؟"

"فراگ شکایت کر رہا تھا کہ تم وقتاً فوقتاً اسے آنکھ مارتے رہتے ہو۔ یہ بہت بری بات ہے۔"

"جیمسن نے دانت نکال دیئے۔

"اے....! فرانسیسی میں گفتگو کرو۔" ام بنی بول پڑی۔ "بالکل ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کچھ بندر آپس میں لڑ پڑے ہوں۔ یہ کون سی زبان ہے؟"

"اسپینی مائی لیڈی۔" عمران بڑے ادب سے بولا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اسپینی نہیں سمجھ سکتی۔ پتا نہیں تم لوگ کیا باتیں کرتے رہتے ہو۔"

"یہ دونوں بہت اداس ہیں۔" عمران نے ظفر اور جیمسن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ کیوں اداس ہیں؟"

"آنریبل فراگ نے انہیں کسی قابل نہیں سمجھا۔"

"کیا مطلب...؟"

"بتاؤ.... بھئی مطلب!" عمران نے ظفر کی طرف دیکھ کر کہا۔

اور وہ جھینپی ہوئی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "میں تو نہیں سمجھتا کہ میں اداس ہوں۔"

"میں تو ہوں۔" جیمسن بول پڑا۔

"اچھا تو پھر بتاؤ کہ کیوں اداس ہو؟" ام بنی نے کہا۔

"اپنی داڑھی کی وجہ سے۔ شاید ادھر کی لڑکیوں کو داڑھی پسند نہیں۔"

"لڑکیوں سے تم لوگوں کو کیا سروکار۔" ام بنی کے لہجے میں تلخی تھی۔ "پتا نہیں تم فرشتوں نے ادھر کا رخ کیوں کیا تھا۔"

"بولو...." عمران نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا اور جیمسن نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیئے۔

پھر کچھ دیر بعد انہیں فراگ کی دہاڑنے کی آواز سنائی دی۔ "ہم تفریحی سفر پر نہیں نکلے ابھی تک ناشتہ ہی ختم نہیں ہوا۔"

وہ سب کھڑے ہو گئے۔ اور عمران ہکلایا۔ "ہم.... تت.... تیار ہیں یور آنر۔"

"تم میرے ساتھ آؤ۔" فراگ نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

لانچ کی رفتار کم ہو گئی تھی۔ وہ دونوں عرشے پر آئے۔ بائیں جانب ایک ہرے بھرے جزیرے کے ساحل سے لانچ لگ رہی تھی۔ دائیں طرف ننگی چٹانوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا اور یہاں سے بھی کھلا سمندر نہیں دکھائی دیتا تھا۔

"یہی وہ جزیرہ ہے جہاں سے ہم موکارو کے سلسلے میں کچھ کر سکیں گے۔" فراگ بولا۔ اور عمران نے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا یہ بالکل ویران ہے؟"

"نہیں سانپ اور بچھو بھی ہیں یہاں۔"

"اچھا.... اچھا.... میرا مطلب تھا۔ پھاڑ کھانے والے جانور تو نہیں ہیں۔"

"کیا تم درندوں سے ڈرتے ہو؟"

"نہیں! میں تو ان سے بہت محبت کرتا ہوں۔ فوراً مار ڈالتے ہیں سسکا سسکا کر نہیں مارتے۔"

"تم ہر موقع پر بکواس کرنے لگتے ہو۔"

"معاف کیجئے گا۔ دراصل میں بہت خوش ہوں کہ آپ جیسا مہربان مالک مل گیا ہے۔ ورنہ میں تو ہفتوں بولنے کو ترستا تھا۔"

لانچ لنگر انداز ہو گئی تھی۔ فراگ کی تمام تر توجہ عمران کی طرف تھی۔ دفعتاً اس کے ہونٹوں پر عجیب قسم کی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے عمران کا شانہ تھپک کر کہا۔ "فکر نہ کرو۔ تمہاری ساری محرومیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔"

وہ لانچ سے خشکی پر اترے اور ایک جانب چل پڑے۔ فراگ آگے چل رہا تھا۔ چاروں طرف چوڑے پتوں والی جھاڑیاں بکھری پڑی تھیں۔ لیکن ان کے درمیان یہ پگڈنڈی بہت پرانی معلوم ہوتی تھی۔ فراگ نے پہلے پگڈنڈی ہی تلاش کی تھی۔

فراگ، عمران، ظفر اور جیمسن کے علاوہ اور سب لوگ لانچ پر ہی تھے۔ جوزف کو بھی ساتھ نہیں لیا گیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ پڑاؤ ڈالنے کے لیے کسی مناسب سی جگہ کی تلاش ہے آپ کو۔" عمران نے فراگ کو مخاطب کیا۔

"جگہ موجود ہے۔ تمہیں درختوں کی چھاؤں میں نہیں بسر کرنی پڑے گی۔"

"بہت بہت شکریہ! آپ اپنے خادموں کے آرام کا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

"مستقل مکھن لگائے چلے جا رہے ہیں۔" جیمسن آہستہ سے بولا۔

"خاموشی سے بیٹھے رہو اور دخل اندازی مت کرنا۔" ظفر بولا۔

"اتنا بور ہو چکا ہوں کہ تیر اندازی بھی کر سکتا ہوں۔"

وہ اپنی اپنی دھن میں آگے بڑھے جا رہے تھے کہ دفعتاً بائیں جانب سے ایک فائر ہوا۔ فراگ بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا تھا اور سب نے اس کی تقلید کی تھی۔

"اوہ.... تو یہاں بھی۔" وہ دانت پیس کر بولا۔

سبھوں نے ریوالور نکال لیے تھے۔ فائر پھر ہوا۔ لیکن اس بار سمت کسی قدر بدل گئی تھی۔

"ناچ ناچ کر فائر کر رہا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"تم یقین کیساتھ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ایک ہی آدمی ہے۔" فراگ بولا۔

"میرا تجربہ۔"

"بکواس ہے۔ ہمیشہ یہی سمجھو کہ پوری فوج تمہیں گھیر رہی ہے تب ہی تم اپنا بچاؤ کر سکو گے۔"

"کہیں کوئی سانپ ٹارگٹ پریکٹس نہ کر رہا ہو یور آنر۔"

"تم آدمی ہو یا خبیث۔ اس وقت بھی مجھ پر طنز کر رہے ہو۔"

"پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ بہت خوش ہوں۔"

"وہ تیسرے فائر کے منتظر تھے کہ اچانک تھوڑے فاصلے پر ایک پتھر آ کر گرا۔

"نہیں!" عمران نے فراگ کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

"یقین کیجیے وہ تنہا ہے۔" عمران بولا۔ "اور ہماری پوزیشن کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ورنہ پتھر کبھی نہ پھینکتا۔"

"لڑکے! تم واقعی تجربہ کار ہو۔" فراگ نے طویل سانس لی۔

عمران آہستہ آہستہ بائیں جانب رینگنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" فراگ نے سرگوشی کی۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ آپ لوگ یہیں ٹھہریے۔"

"سانپوں سے ہوشیار رہنا۔"

"فکر نہ کیجیے۔"

وہ کسی سانپ ہی کی طرح بے آواز رینگتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ اس کے ساتھی جہاں تھے وہیں رکے رہے۔

تیسرا فائر ہوا۔ اور اس بار تو عمران نے نہ صرف سمت کا بلکہ فاصلے کا اندازہ بھی لگا لیا۔ فائر کرنے والا دور نہیں تھا۔ لیکن شاید اس کی نسبت کسی قدر نشیب میں تھا۔ عمران بہت احتیاط سے آگے بڑھتا رہا اور پھر اسے اپنا شکار نظر آ گیا۔ وہ بھی اسی کی طرح جھاڑیوں کی اوٹ میں سینے کے بل رینگ رہا تھا۔ دفعتاً عمران نے اس پر چھلانگ لگائی اور دبوچ لیا۔

"آواز نکلی تو میرا بے آواز پستول تمہیں ہمیشہ کے لیے خاموش کر دے گا۔" اس نے اپنے شکار کو فرانسیسی میں مخاطب کیا۔ یہ یونیشی ہی معلوم ہوتا تھا۔

اس کا ریوالور عمران کے قبضے میں آ گیا تھا۔

"اٹھو....!" وہ اسے چھوڑ کر اٹھتا ہوا بولا۔ "اور چل پڑو۔"

اس نے اسے کور کر رکھا تھا۔ وہ ہاتھ اٹھائے ہوئے عمران کی طرف مڑا اور عمران نے محسوس کیا جیسے غیر متوقع طور پر اس کی تشویش رفع ہو گئی ہو۔

"تم کون ہو بھائی؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"اوہ.... تو پہچانے بغیر ہی فائرنگ کر دی تھی۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ تم ادھر کے تو نہیں معلوم ہوتے۔"

"میں اجنبی ہوں۔"

"کہاں رہتے ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"مڑو اور چل پڑو۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اس نے چپ چاپ تعمیل کی۔ عمران اس کی گردن سے ریوالور لگائے چل رہا تھا۔

"خوب.... خوب!" اس نے فراگ کی آواز سنی۔

"کیا آپ اسے پہچانتے ہیں یور آنر؟"

"نہیں!" فراگ زمین سے اٹھتا ہوا بولا۔ "تم نے بڑا خطرہ مول لیا تھا۔ آئندہ محتاط رہنا۔ خود آرائی مجھے پسند نہیں۔"

"بہت بہتر یور آنر....!"

اب فراگ قیدی کی طرف پوری طرح متوجہ ہوا۔

"کتنے آدمی ہیں تیرے ساتھ..... ؟ موکارد کے گندے سور۔"

"ہم..... میں اکیلا ہوں جناب..."

"قیمہ کر کے رکھ دوں گا۔"

"یقین فرمائیے جناب۔ اس میں شک نہیں کہ موکارد ہی کا باشندہ ہوں لیکن تنہا ہوں..... اور میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔"

"ضرور پہچان لیا ہو گا۔ اس جاپانی کتے نے میرا حلیہ جاری کرایا تھا۔ کیوں؟"

"درست ہے جناب! اگر آپ اجازت دیں تو جیب سے "لافیکتا" کی وہ کاپی نکال کر آپ کی خدمت میں پیش کروں۔"

"تم نکالو اس کی جیب سے۔" فراگ نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس کی جیب سے ایک چاقو بھی برآمد ہوا تھا۔ عمران نے اخبار فراگ کی طرف بڑھایا۔

اخبار کی تہہ کھولتے ہی فراگ کی زبان سے ساکاوا کے لیے ایک موٹی سی گالی نکلی تھی اور پھر وہ اخبار دیکھتا رہا اور زبان گالیوں پر گالیاں ڈھالتی چلی جا رہی تھی۔

"لو دیکھو..... تم بھی دیکھو..... اپنی نوعیت کا ایک ہی حرامزادہ ہے۔" فراگ نے اخبار عمران کی طرف پھینک دیا۔

"اب میری کہانی سنیئے جناب!....." قیدی تھوڑی دیر بعد بولا۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔" فراگ نے جیمسن سے کہا۔

جیمسن نے اپنی ٹائی کھولی اور فراگ کے حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ قیدی خاموش تھا۔

عمران نے اخبار دیکھ چکنے کے بعد کہا۔ "واقعی بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔"

"اول درجے کا جھوٹا ہے۔" قیدی بولا۔

"تم کیا جانو؟" فراگ اسے گھورنے لگا۔

"میں یہی تو بتانے والا تھا کہ ایک طرف تو اس نے یہ بیان جاری کیا تھا اور دوسری طرف ہز میجسٹی کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ پرنس ہر بنڈ بعافیت موکارد پہنچ گئے ہیں۔ لیکن عوام انہیں بندرگاہ پر روک کر ان کے اعزاز میں تین دن تک جشن منانا چاہتے ہیں۔

"دلچسپ" فراگ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تم محل کے حالات کیا جانو..... ؟"

"میں شاہی میخانے کا منتظم ہوں۔ پالی موگا نام ہے۔ ساکاوا نے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ ہز میجسٹی ہر وقت نشے میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ساکاوا کے وزیر اعظم بننے سے پہلے وہ ایسے نہ تھے بلکہ بلیاں تک بجد ور تھے اب تو باقاعدہ روز نئی نئی عورتیں ان کے قریب موجود رہتی ہیں۔"

"تم کام کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔" فراگ آہستہ سے بولا۔ "لیکن یہاں تمہاری موجودگی کیا معنی رکھتی ہے؟"

"لمبی کہانی ہے جناب!"

"میں سنوں گا۔"

"کیا آپ مجھے اس بیان پر جرح کرنے کی اجازت دیں گے یور آنر۔" عمران بول پڑا۔

"ضرور..... ضرور..... " فراگ نے نرمی سے کہا۔

"تم نے اپنا نام غالباً پالی موگا بتایا تھا۔"

"جی ہاں!"

"یہ کیونکر ممکن ہوا کہ ساکاوا ایک طرف تو اخباری بیان جاری کرے اور دوسرے طرف بادشاہ سے اتنا بڑا جھوٹ بولے۔"

"بادشاہ کو اخبار سے نفرت ہے۔ ساکاوا کے وزیر اعظم بننے سے پہلے موکارد میں کوئی اخبار نہیں تھا۔ اسی لیے بادشاہ سے اجازت لے کر "لافیکتا" جاری کرایا تھا۔ بادشاہ اب بھی اخبار نہیں دیکھتا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ساکاوا نے انہیں موکارد سے بہت دور کر دیا ہے۔ وہ شراب اور عورت میں مگن رہتے ہیں۔ یہ اخبار تو میں نے بادشاہ کو پہنچایا تھا۔ پھر اس کے بعد کیا میں موکارد میں ٹھہر کر اپنی موت کا انتظار کرتا۔ میری تلاش جاری ہو گی۔ ساکاوا مجھے بھی اپنا آدمی سمجھتا تھا۔ ورنہ میں اس عہدے پر کبھی فائز نہ کیا جاتا حقیقت یہ ہے کہ دوسرے محب وطن لوگوں کی طرح میں بھی ساکاوا کا دشمن ہوں۔"

"کیا خیال ہے؟" فراگ نے عمران سے سوال کیا۔

"کار آمد آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"تو پھر..."

"فی الحال اسے زندہ رہنے دیجئے۔"

"ساکادا کے دشمنوں کے ہاتھوں مرتے ہوئے مجھے ذرا برابر بھی افسوس نہ ہوگا۔" پالی موگا مسکرایا۔

"زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔" فراگ غرایا۔ "صرف کام کی باتیں کرو۔ یہ بتاؤ کہ یہاں تک کیونکر پہنچے؟"

"ایک سرکاری موٹر بوٹ لے نکلا تھا۔"

"وہ کہاں ہے؟"

"مشرقی ساحل کی طرف۔"

"ادھر کے ساحل پر کیوں اینکر نہیں کی تھی؟"

"ایسے پوشیدہ ساحلوں پر تو وہ مجھے ضرور تلاش کریں گے اسی غلط فہمی کی بناء پر میں نے آپ لوگوں پر فائرنگ کی تھی۔"

"اوہ.... تب تو ہمیں یہاں سے ہٹ جانا چاہئے!" فراگ عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "لانچ پر واپس چلو۔ کچھ اور سوچیں گے۔ اس کی موٹر بوٹ یہیں رہنے دو تاکہ وہ صرف اسی جزیرے پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں۔"

"معقول مشورہ ہے یور آنر۔" عمران بولا۔

اب وہ لانچ کی طرف جا رہے تھے۔

"یک نہ شد دو شد۔" جیمسن بڑبڑایا۔

"خدا غارت کرے۔" ظفر بولا۔

"شاید آج کل آپ خواتین کے تحریر کردہ ناول پڑھ رہے ہیں۔ زنانہ روزمرہ کے ماہر ہوتے جا رہے ہیں۔"

"بکواس کی تو سر توڑ دوں گا۔ خیال تھا کہ شاید ہی چند گھنٹے ٹک جانے کا موقع مل جائے۔ سمندر نے دماغ چکرا کر رکھ دیا ہے۔"

لانچ پر پہنچ کر فراگ نے لنگر اٹھوا دیئے اور کیپٹن کو ہدایت دی کہ جتنی تیز رفتاری سے

ممکن ہو ان جزائر سے دور ہٹنے کی کوشش کرو۔ قیدی اسی کے کیبن میں تھا اور عمران کی موجودگی بھی ضروری سمجھی گئی تھی۔ بظاہر فراگ اسے اپنا دایاں بازو سمجھتا تھا۔

"اب وہ دوسری کشتیوں کی تلاشی اور زیادہ تندہی سے لیں گے۔" عمران نے فراگ کو مخاطب کیا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو.... مجھ پر چھوڑ دو سب کچھ۔"

"میں مطمئن ہوں یور آنر۔"

فراگ پالی موگا کی طرف دیکھنے لگا۔ اس دوران میں لانچ حرکت میں آ گئی تھی۔ عمران محسوس کر رہا تھا کہ اس کی رفتار بتدریج بڑھ رہی ہے۔

"اس کے ہاتھ کھول دو۔" فراگ نے عمران سے کہا۔

پالی موگا کچھ نہ بولا۔ شاید وہ فراگ کی دار نگی پر محتاط ہو گیا تھا ادھیڑ عمر کا توانا آدمی تھا۔ آنکھیں کچھ اداس اداس تھیں اور جبڑے بھاری تھے۔

عمران نے اس کے ہاتھ کھول دیئے۔ اور وہ فراگ کی اجازت حاصل کر کے آرام کرسی کی پشتگاہ سے ٹک گیا۔

"ایک بات اور۔" فراگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اس جزیرے میں تنہا آدمی درجنوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ سکتا ہے پھر تم سے فائر کرنے کی حماقت کیوں سرزد ہوئی تھی۔"

"دیکھئے موسیو فراگ! میں ان معاملات میں ناتجربہ کار ہوں۔ پیروں کی آہٹ پا کر ہیجان میں مبتلا ہوا اور فائر کر دیا۔"

"ناتجربہ کار تو نہیں ہو دوست!" عمران نے آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ "ناتجربہ کار پتھر پھینک کر حالات کا اندازہ نہیں لگایا کرتے۔"

"یقین کیجئے جناب! پتھر میں نے اس لیے پھینکا تھا کہ اس سمت میں فائر ہو اور میں اندازہ لگا سکوں کہ جو کوئی بھی ہے مسلح ہے یا غیر مسلح۔"

"تجربہ کاری کی بات ہے۔" فراگ بولا۔

"صرف ذہانت کہئے۔ آج زندگی میں دوسری بار ریوالور استعمال کیا ہے۔"

"فی الحال اسے تسلیم کئے لیتے ہیں۔" عمران نے فراگ کی طرف دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی اور

اس سے بولا۔ "آپ تو دوسری طرح بھی ان کی صداقت کا امتحان لے سکتے ہیں۔ ساکادا کے لیے آپ کے ذہن میں بہت سارے سوال ہیں۔"

"ہاں.... ہاں.... میں دیکھتا ہوں۔" اس نے پالی موگا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "غیر ملکیوں کے داخلے پر پابندی کیوں لگائی گئی ہے۔"

"ساکادا کی حرکت ہے۔ ہز میجسٹی نے داخلی امور میں دخل دینا چھوڑ دیا ہے۔"

"چکر کیا ہے؟" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔

"میں نے جزیرے میں اسی طویل کہانی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ساکادا کے برسر اقتدار آنے سے کچھ پہلے کی بات ہے کہ موکارد کے ایک غیر آباد اور پہاڑی حصے پر دھند چھانی شروع ہوئی اور اس نے ایک بڑے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دھند اتنی گہری ہے کہ دوسری طرف نہیں دیکھا جا سکتا۔ ساکادا برسر اقتدار آیا تو اس نے مختلف ممالک کے سائنسدان اکٹھے کیے کہ وہ اس دھند کے اسباب کا پتا لگائیں اور اس خطرے کے امکان کا بھی جائزہ لیں کہ کہیں وہ پورے جزیرے پر تو مسلط نہیں ہو جائے گی۔"

"کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئی اس دھند سے گذر نہیں سکتا؟" فراگ نے پوچھا۔

"اس کے بارے میں نہ بتا سکوں گا۔ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ اور پھر اس دھندے سے گذرے گا کون۔ وہاں تو پہرہ ہے۔ اسے ممنوعہ علاقہ قرار دے دیا گیا ہے۔ ہر وقت فوجی دستے گشت کرتے ہیں۔ کوئی ادھر جانے ہی نہیں پاتا۔"

"میں نے تم سے پوچھا تھا کہ غیر ملکیوں کے داخلے پر پابندی کیوں لگائی گئی ہے؟"

"وہی عرض کرنے والا تھا۔ ساکادا نے ہز میجسٹی کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ وہ دھند کوئی کارآمد چیز ہے۔ اس لیے اس کا راز باہر نہ جانا چاہئے۔ اپنے طور پر باہر کے سائنسدانوں کو بلوا کر ریسرچ کرا رہا ہے شاید اسی لیے وہ پرنس ہربنڈا کے لیے اتنا پر تشویش نظر آ رہا ہے۔"

"ہربنڈا سے کیا مطلب؟"

"روایتی قانون کے مطابق پرنس ہربنڈا کے ہمراہیوں کو موکارد کے ساحل پر قدم رکھنے سے روکا نہیں جا سکے گا۔ کیا یہ حقیقت ہے موسیو کہ آپ نے کسی بھاری رقم کے عوض پرنس کو شاہ بنکانا کے حوالے کر دیا ہے۔"

"بکواس ہے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ البتہ ساکادا سے کنگ چانگ کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ اور کنگ چانگ نے دھمکی دی ہے کہ وہ ساکادا کو مار ڈالے گا۔ اس لیے اس کے نائب اول ڈیڈلی فراگ کا فرض ہے کہ وہ ساکادا کو ٹھکانے لگا دے۔"

"اس نیک کام کے لیے اگر میری زندگی بھی درکار ہو تو حاضر کر دوں گا۔ موسیو فراگ۔ ساکادا موکارد کو تباہی کی جانب لے جا رہا ہے۔"

"میں دیکھوں گا کہ تم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہو۔" فراگ نے کہا اور عمران سے بولا۔ "فی الحال پالی کو اپنے کیبن میں رکھو۔ ام جی بلّی کے ساتھ رہے گی۔"

"بہت بہتر جناب۔"

وہ پالی موگا کو اپنے کیبن میں لایا اور اسے تسلیاں دیتا رہا۔

"ویسے موسیو پالی۔ تمہارے ساکادا نے اچھا نہیں کیا۔ کنگ چانگ اتنا طاقتور ہے کہ بحرالکاہل کے کسی بھی جزیرے کی حکومت کے پرخچے اڑا سکتا ہے۔" اس نے کہا۔

"اسی لیے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اب موکارد ساکادا کے وجود سے ضرور پاک ہو جائے گا۔" پالی نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن موکارد کے ساحل پر قدم رکھے بغیر یہ کیونکر ممکن ہو گا۔"

"چٹانوں والے ساحل کے علاوہ اور سارے ساحلوں کی باقاعدہ حفاظت اور نگرانی کی جاتی ہے۔"

"کیا وہ چٹانیں قطعی طور پر ناقابل عبور ہیں؟"

"بظاہر یہی سمجھا جاتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہیں ایسا رخنہ موجود ہی ہو جس کے ذریعے وہاں تک رسائی ممکن ہو جائے۔"

کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ خاموش ہو گئے۔ عمران نے دروازہ کھولا۔ سامنے جیمسن کھڑا تھا۔

"مینڈک نے یاد فرمایا ہے۔ میں یہیں رک کر قیدی کی نگرانی کروں گا۔" جیمسن نے بڑے ادب سے کہا۔

"اچھا...." عمران اسے وہیں چھوڑ کر فراگ کے کیبن کی طرف چل پڑا۔ کیبن کا دروازہ کھلا.

تھا۔ فراگ سامنے ہی آرام کرسی پر نیم دراز دکھائی دیا اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

"منوکارو کے کسی باشندے پر کبھی اعتماد نہ کرنا۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تمہیں اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے۔"

"میں غافل نہیں رہتا یور آنر۔"

"ہو سکتا ہے وہ ساکادا سے دشمنی ہی کر کے بھاگا ہو۔ لیکن میری گردن کاٹ کر سرخروئی حاصل کرنے کا موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دے گا۔ اس پر قطعی ظاہر نہ ہونے دینا کہ ہر بنڈا ہمارے ساتھ ہے۔ اسے مادری پریسٹ ہی بنا رہنے دو۔"

"بہت بہتر۔۔۔"

"اور سنو۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ پالی سوگا کو بیہوش کر کے اس پر بھی کسی پادری ہی کا میک اپ کر دیا جائے اور اسے مسلسل بیہوش رکھا جائے۔"

"آپ واقعی جینئس ہیں۔"

"اور اب ہم کھلے سمندر ہی میں بہتر موقع کے منتظر رہیں گے۔"

"میں اس مسئلے پر آپ سے متفق نہیں ہوں۔"

"کیوں؟"

"بہرحال آس پاس کوئی پناہ گاہ اشد ضروری ہے یا پھر مجھے ایک چھوٹی کشتی دیجئے۔ اور غوطہ خوری کا لباس مع گیس سلنڈر۔۔۔ میں خود ہی وہ شگاف تلاش کر لوں گا۔"

"تم تلاش کر لو گے؟" فراگ کا لہجہ چڑانے کا سا تھا۔

عمران نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"غوطہ خوری آسان کام نہیں ہے۔"

"ابھی تک تو کوئی مشکل کام میری نظر سے نہیں گذرا یور آنر۔"

"لانچ پر میرے علاوہ ایک بھی غوطہ خور نہیں ہے۔"

"تب تو یہ کام اور بھی آسان ہو جائے گا۔ آپ ٹارچ سنبھالے گا اور میرے دونوں ہاتھ جدوجہد کے لیے آزاد ہوں گے۔"

فراگ اسے بے اعتباری سے دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً اٹھ کر انٹر کام کے قریب گیا اور بولا۔ "للّی ہارو ے۔"

"حاضر باس۔" دوسری طرف سے چہکتی سی آواز آئی۔

"وہیں بیٹھے بیٹھے وہ گیت سنا دے جس میں ایک گیدڑ شیر کے سامنے لاف گزاف کرتا ہے۔"

"سنیئے۔ میرے مالک۔۔۔!" دوسری طرف سے کہا گیا اور گیت شروع ہو گیا۔ عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ تھی۔

گیت ختم ہوا تو فراگ نے کہا۔ "للّی۔ ام بی کو بھیج دے اس کا الو میرے قریب ہی موجود ہے۔"

"میرا موڈ خراب نہ کیجئے یور آنر۔۔۔ اس خوبصورت گیت کا تاثر کچھ دیر تو ذہن پر باقی رہنے دیجئے۔"

"کیا وہ تمہیں اچھی نہیں لگی۔"

"اس حد تک نہیں کہ میں اس کا الو کہلانا پسند کروں۔"

"میں اسے واپس تو لے نہیں سکتا۔"

"ذرا چار اور بخش دیجئے۔ پھر سوچوں گا مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"وہ سو رہی ہے کہیے تو جگا دوں۔" انٹر کام سے آواز آئی۔

عمران نے بے بسی سے فراگ کی طرف دیکھا۔ فراگ ہنس پڑا اور بولا۔ "سونے دو۔۔۔!" پھر عمران کی طرف مڑ کر کہا۔ "تمہارے چہرے پر برسنے والی یتیمی بعض اوقات مجھے رحم کھانے پر مجبور کر دیتی ہے۔"

"اس پر رحم کھانا ہی چاہئے یور آنر جو باپ کی موجودگی میں یتیم ہو جائے۔"

"اگر تم اچھے غوطہ خور بھی ثابت ہوئے تو میں تمہیں اپنا بیٹا بنا لوں گا۔"

"ابھی اور اسی وقت۔۔۔ گیس سلنڈر اور ماسک کے بغیر مظاہرہ کر دوں گا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ عرشے پر نکل آئے۔ عمران کے جسم پر غوطہ خوری کا لباس تھا۔ لیکن اس نے سچ مچ گیس اور سلنڈر نہیں باندھے تھے۔ آنکھوں پر صرف عینک تھی۔

"میں پھر کہتا ہوں بیوقوفی نہ کرو۔ گیس سلنڈر اور ماسک لے لو۔" فراگ نے کہا۔

"ان کی موجودگی میں تو بچے بھی غوطہ خوری کے کمالات دکھا سکتے ہیں۔ اور پھر میری دوڑ تو آپ کی لانچ کے ساتھ ہوگی۔"

"تم پاگل ہو گئے ہو!" فراگ اسے پر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

اس ہنگامے میں ام بنی بھی بیدار ہو کر عرشے پر نکل آئی تھی۔ اس نے عمران کو حیرت سے دیکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ان کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"یہ کیا ہونے جا رہا ہے؟"

"تیراکی کا مقابلہ....." فراگ غرایا۔ "لانچ سے آگے نکل جانے کا دعویٰ کر رہا ہے۔"

پھر قبل اس کے ام بنی کچھ کہتی۔ عمران نے لانچ کے مخالف سمت میں چھلانگ لگا دی۔

"نہیں۔" ام بنی حلق کے بل چیخی تھی۔

عمران کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ایک بار بھی سطح پر ابھرتا ہوا نہ دیکھا گیا۔ پانچ منٹ گزر گئے۔ ام بنی کسی بت کی طرح بے حس و حرکت کھڑی تھی۔ فراگ بھی خاموش تھا۔ دوسرے لوگ سرگوشیاں کر رہے تھے۔

دفعتاً ظفرالملک نے قہقہہ لگایا۔ وہ سب چونک کر اس کی طرف مڑے۔

"وہ دیکھو۔!" اس نے ایک جانب اشارہ کیا۔ وہ سب تو لانچ کے پیچھے ہی تلاش کر رہے تھے لیکن عمران! وہ لانچ سے کئی گز آگے جا رہا تھا۔

"واہ..... واہ..... شاباش۔" فراگ بچوں کی طرح تالیاں بجاتا ہوا چیخا۔

"سچ مچ تو میرا بیٹا ہے..... تم سب دیکھو۔ میں نے اسے بیٹا بنایا ہے۔ آج سے تم سب اس کا احترام کرو گے..... اب بس کرو۔ نور نظر..... واپس آ جاؤ..... اے کیپٹن رسہ پھینکو۔"

لیکن عمران نے پھر غوطہ لگایا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"ضدی بھی ہے کمبخت۔" فراگ رانیں پیٹتا ہوا بولا۔

"اوہ..... کیا اب کے ڈوب گیا۔" ام بنی نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

تین چار منٹ بعد وہ پھر ابھرا۔ اب بھی وہ لانچ سے آگے ہی جا رہا تھا۔ فراگ پھر چیخنے لگا۔ ساتھ ہی رسہ بھی پھینکا گیا تھا۔ عمران پلٹ پڑا۔ لانچ کی رفتار کم ہو گئی تھی۔ پھر انجن بھی بند کر دیا گیا۔ وہ رسہ پکڑ چکا تھا۔

لانچ پر پہنچ کر اس نے کیپٹن کی طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ "کہو دوست کیسی رہی یہ دوڑ۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ تم رفتار تیز کر دو گے۔"

"یہی بہت بڑی بات ہے۔ موسیو عمران۔!" کیپٹن نے آگے بڑھ کر گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

پھر عمران فراگ کی طرف مڑ کر کسی قدر جھکا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔

فراگ خاموش تھا۔ بے حس و حرکت کھڑا عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔ آنکھوں میں کسی قسم کا بھی کوئی تاثر نہیں تھا۔ یک بیک وہ اپنے کیبن کی طرف مڑ گیا۔ پھر انہوں نے کیبن کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنی تھی۔

عمران اور ام بنی نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وہ آگے بڑھ آئی اور آہستہ سے بولی۔ "آخر تم پر یہ دیوانگی کے دورے کیوں پڑتے ہیں۔ کیا اس سے شرط ہوئی تھی؟"

"نہیں تو..... میں ہی اسے غوطہ خوری کے کمالات دکھا رہا تھا۔"

"وہ خود بھی بہت اچھا غوطہ خور ہے۔"

"مینڈک ہی ٹھہرا.....!"

"وہ تمہاری موت کا خواہاں ہے۔ کبھی نہ کسی طرح مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

"دیکھا جائے گا۔"

* * *

ساکادا شاہی محل میں داخل ہوا۔ اس نے بڑی احتیاط سے ایک سوٹ کیس اٹھا رکھا تھا۔ حالانکہ باڈی گارڈز ساتھ تھے۔ لیکن اس سوٹ کیس میں نہ جانے کیا تھا کہ اس نے اپنے ہی سوٹ کیس میں رکھنے کو ترجیح دی تھی۔

بادشاہ کے پاس اس وقت دو جاپانی لڑکیاں موجود تھیں اور وہ عالم سرخوشی میں مسخرہ پن پر اتر آیا تھا۔

ساکادا نے کمرے کے دروازے پر رک کر اپنی آمد کا اعلان خود ہی کیا۔

بادشاہ چونک کر بڑبڑانے لگا اور دونوں لڑکیاں پردے کے پیچھے چلی گئیں۔

"اب ہم تیری آمد پر پابندی لگائیں گے ساکادا" بادشاہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ مالک ہیں یور میجسٹی۔ لیکن ابھی آپ مجھے معاف کر دیں۔"

"کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"اپنی محنت کا پھل نذر کرنے آیا ہوں۔ یور میجسٹی۔"

"اوہ۔ تو کیا وہ دھند کار آمد ثابت ہوئی؟"

"بہت زیادہ یور میجسٹی۔ اب یہ معمولی سا جزیرہ دنیا کے نقشے پر ایک بہت بڑی طاقت بن کر ابھرے گا۔"

"اچھا...!"

فی الحال مختصر پیمانے پر ایک مظاہرہ پیش خدمت ہے۔" اس نے سوٹ کیس کو قالین پر رکھتے ہوئے کہا۔

بائیں جانب ریڈیو گرام رکھا ہوا تھا اس نے آگے بڑھ کر اس کا پلگ نکال دیا۔ بادشاہ حیرت سے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"یور میجسٹی! میں نے اس کا برقی رابطہ منقطع کر دیا ہے۔ لیکن یہ بولے گا۔ کہاں کے پروگرام پیش کروں؟"

"سڈنی...!" بادشاہ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس وقت یہاں پاپ میوزک ہو رہا ہو گا۔"

ساکادا نے سوٹ کیس کھول کر ایک چھوٹی سی مشین نکالی۔ اور ریڈیو کا سوئچ آن کر کے سڈنی لگایا۔ پھر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "ملاحظہ فرمایئے۔"

سوٹ کیس سے نکالی جانے والی مشین بیٹھے بیٹھے اٹھا کر اس کا رخ ریڈیو گرام کی طرف کر دیا۔ مشین سے دھوئیں کی باریک سی منجمد لکیر نکل کر ریڈیو کے ڈائل کی طرف بڑھتی چلی گئی اور جیسے ہی ڈائل سے مس ہوئی فضا میں موسیقی بکھرنے لگی۔

بادشاہ تیزی سے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا۔ غالباً اطمینان کرنا چاہتا تھا کہ بجلی کا کنکشن واقعی منقطع ہو چکا تھا یا نہیں۔ پلگ سوئچ بورڈ سے نکلا ہوا تھا۔ اس نے جھک کر نیچے دیکھا اور ہر طرح مطمئن ہو جانے کے بعد مضطربانہ انداز میں ساکادا کی طرف بڑھا۔

"ساکادا... ساکادا... تو سچ مچ بہت بڑا خیر خواہ ہے۔"

"میں اسی دن کا منتظر تھا یور میجسٹی۔ اس مظاہرے کے بعد کھل کر گفتگو کر سکوں گا۔"

"بول... بول کیا کہتا ہے۔ ہم نے ہمیشہ تجھ پر اعتماد کیا ہے۔"

ساکادا نے مشین کی ایک چرخی کو گردش دی اور دھوئیں کی لکیر کسی ڈوری کی طرح پیچھے ہٹتی ہوئی مشین میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"میں نے غیر ملکیوں کے داخلے پر اسی لیے پابندی لگوائی تھی کہ خاموشی سے اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ لیکن فرانس کے محکمہ سراغرسانی کو شاید اس کی بھنک مل گئی ہے۔"

"کیوں؟" تم یہ کس طرح کہہ سکتے:

"یور میجسٹی! آپ کا یہ خادم دور تک نظر رکھنے کا عادی ہے۔ موکارد کا محکمہ کار خاص اپنی کارکردگی میں دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے معیار سے کمتر نہیں ہے۔"

"مجھے یقین ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔"

"پرنس ہربنڈا کو فرانس کے محکمہ کار خاص نے تلاش کیا ہے محض اس لیے کہ پرنس کے ساتھ فرانس کے ایجنٹ بھی موکارد میں داخل ہو سکیں۔"

"اوہ...." بادشاہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"میری معلومات کے مطابق پرنس ابھی تک بنکاک واپس نہیں پہنچے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ کنگ چانگ تنظیم بھی اس سازش میں ملوث ہے۔"

"اس خبر سے ہم تشویش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔"

"کیسی تشویش یور میجسٹی؟"

"ہربنڈا موکارد پر حق رکھتا ہے.... اور یہ حق مقدس ہے۔ اس کے ہمراہیوں کو بھی نہیں روکا جا سکتا۔"

"غلام کی زندگی دو کوڑی کی ہو گی اگر اس کا آقا ذرا دیر تک کسی تشویش میں مبتلا رہ جائے۔"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے؟"

"آپ کی یہ تشویش بہ آسانی رفع ہو جائے گی۔"

"وہ کس طرح؟"

"پرنس ایک شرط کے ساتھ موکارد کے ساحل پر قدم رکھ سکیں گے۔"

"یور میجسٹی۔ آپ پرنس کے بزرگ ہیں۔ آپ کو حق حاصل ہے کہ انہیں فہمائش کریں۔ آپ بھروسہ رکھ سکتے ہیں کہ پرنس اپنے باپ سے معافی مانگے بغیر موکارو میں نہیں داخل ہو سکیں گے۔"

"اوہ۔۔۔ بہت خوب!" بادشاہ دفعتاً کھل اٹھا۔ "تو سچ مچ دانشمند ہے۔"

"اور اگر وہ پرنس ہی ہیں تو اپنے باپ سے ہرگز معافی نہ مانگیں گے۔"

"ہاں۔ وہ ایسا ہی ضدی ہے۔ پہلے بھی تو اس نے معافی نہیں مانگی تھی۔ بنکاک سے چلا گیا تھا۔۔۔ ساکاوا تو ہمارا دست راست ہے ہماری طرف سے اجازت ہے جیسا بیان چاہے ہم سے منسوب کردے۔"

"آپ نے غلام کو ایک بڑی الجھن سے نجات دلا دی۔

"تو اگر یہ ساری باتیں ہمیں پہلے ہی بتا دیتا تو ہم مخالفت تو نہ کرتے۔

"نہیں یور میجسٹی۔ میرے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اپنی کارکردگی کا۔"

"ہمیں تجھ پر اعتماد ہے۔"

"لیکن شاہی خاندان کے دوسرے افراد مجھے پسند نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ میں موکارو کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہوں۔"

"وہ سب نکمے ہیں۔ ہم اگر رحم دل نہ ہوتے تو ان کی زندگیاں دشوار ہو جاتیں۔"

"رحمدلی صرف درویشوں کو زیب دیتی ہے۔ جاہ و جلال بادشاہوں کے زیور ہیں۔"

"بہت خوب۔! تیرا کلام ہمیں پسند آیا۔"

"اب اجازت چاہوں گا۔"

"اجازت ہے۔ آج ہم سکون سے سو سکیں گے۔"

ساکاوا نے واپسی پر اپنے دفاتر کا رخ کیا۔ پولیس چیف شاید پہلے ہی سے اس کا منتظر تھا۔

"کیا خبر ہے۔۔۔؟"

"وہ کشتی ایک ویران جزیرے کے ساحل پر مل گئی ہے جس پر پالی موگا فرار ہوا تھا۔"

"اور پالی موگا۔۔۔؟"

"اس جزیرے میں اس کی تلاش جاری ہے۔"

"کون سا جزیرہ ہے؟"

"قبروں والا۔" پولیس چیف نے طویل سانس لے کر کہا۔ "لیکن ابھی تک یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ پالی موگا کنگ چانگ تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔"

"اسے تلاش کرو۔" ساکاوا نے تلخ لہجے میں کہا۔ "اگر وہ نہ ملا تو اپنی خیریت نہ سمجھو۔"

"ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں یور آنر۔" پولیس چیف نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کتنی کشتیوں کی تلاشی لی گئی ہے۔"

"چوالیس یور آنر۔ لیکن ہماری دو کشتیوں سے رابطہ نہیں ہو سکا۔"

"کیا مطلب؟"

"انہوں نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی۔ اور نہ ان کی طرف سے کوئی جواب مل رہا ہے کہ وہ کہاں ہیں۔"

ساکاوا کے چہرے پر تشویش کے بادل چھا گئے۔ وہ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "ان چوالیس میں سے کتنی فرانس سے تعلق رکھتی تھیں؟"

"ایک بھی نہیں۔ وہ یا تو آسٹریلیا سے تعلق رکھتی تھیں یا نیوزی لینڈ سے۔"

"کیا ثبوت ہے کہ آسٹریلیا یا نیوزی لینڈ ہی سے تعلق رکھتی تھی۔ کیا ان کے کاغذات بھی دیکھے گئے ہیں۔"

"صرف اپنی سمندری حدود میں ہم کاغذات کا مطالبہ کرنے کے مجاز ہیں۔"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اکثریت کے کاغذات نہیں دیکھے جا سکے۔"

"جی۔۔۔!" پولیس چیف نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اور اپنی سمندری حدود کے باہر تلاشیاں بھی نہیں لے سکتے لیکن ہم اس میں بھی کامیاب رہے ہیں۔"

"وہ کس طرح؟" ساکاوا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"کھلے سمندر میں ہماری کشتیوں سے کنگ چانگ کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے اور ہراس پھیلا کر تلاشیاں لی جاتی ہیں۔"

دفعتاً ساکاوا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ "تمہیں کس نے مشورہ

دیا تھا کہ ایسا کرو۔" وہ چیخ کر بولا۔

"مم.... میری اپنی اسکیم یور آنر.... اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔"

"اپنی سمندری حدود کے باہر تلاشیاں ہی کیوں لی گئیں؟"

پولیس چیف کچھ نہ بولا۔

ساکاوا پھر بیٹھ گیا۔ لیکن قہر آلود نظروں سے پولیس چیف کو گھورے جا رہا تھا۔

"ان دونوں کشتیوں میں کتنے آدمی سوار تھے جن سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔" ساکاوا نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

"چالیس آدمی....!"

"تم چالیس آدمیوں کے قاتل ہو۔" ساکاوا میز پر ہاتھ مار کر دھاڑا۔

"نن.... نہیں....!" پولیس چیف ہکلا کر رہ گیا۔

اس دوران میں ساکاوا کا ہاتھ میز کی دراز میں رینگ گیا تھا۔

"تمہارا تقرر شہزادہ باگے سوتی کی سفارش پر ہوا تھا۔"

"جی ہاں.... یور آنر۔"

"وہ اول درجے کا گدھا ہے۔"

"یور آنر۔" پولیس چیف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس کا ہاتھ ہولسٹر کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ساکاوا کے بے آواز پستول سے شعلہ نکل کر پولیس چیف کی پیشانی میں پیوست ہو گیا۔

اس کی لاش فرش پر پڑی تھی۔ اور ساکاوا فون کا ریسیور ہاتھ میں لیے بادشاہ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اب کیا ہے؟" دوسری طرف سے بادشاہ کی غصیلی آواز آئی۔

"پولیس چیف بورا کو.... کنگ چانگ کا آدمی ہے۔"

"اچھا تو پھر....؟" بادشاہ کی آواز آئی۔

"میں نے اسے گولی مار دی ہے۔"

"بہت اچھا کیا۔ اس کی لاش سمندر میں پھنکوا دو۔ تاکہ کنگ چانگ سے جا ملے۔ اور اب خلل انداز نہ ہونا۔ تمہارے ملک کی دلآویز عورتیں اس وقت ہمیں نئی دنیاؤں کی سیر کرا رہی

ہیں۔"

"ایک بات اور یور میجسٹی۔"

"بکو جلدی سے!"

"میں اپنے اسسٹنٹ کو پولیس چیف بنا رہا ہوں۔"

"بنا دو! ہم صبح فرمان جاری کر دیں گے۔" بادشاہ نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

ساکاوا نے بھی ریسیور رکھ کر پھر اٹھایا اور کسی اور کے نمبر ڈائیل کیے۔

"ساتو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "فوراً میرے آفس میں پہنچو۔"

ریسیور رکھ کر وہ پولیس چیف کی لاش کو گھورنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ایک جاپانی دفتر میں داخل ہوا اور پھر اس لاش پر نظر پڑتے ہی کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"سیدھا کھڑا ہو...." ساکاوا کو غصہ آ گیا۔

وہ الرٹ ہو گیا۔

"پولیس چیف کے عہدے پر تیرا تقرر کیا گیا ہے۔ اس لاش کو سمندر میں پھنکوا دے۔"

"او۔ کے.... یور آنر۔"

"جو کشتیاں تلاشیوں کے لیے گشت کر رہی ہیں انہیں واپس بلوا لے۔"

"بہت بہتر جناب!"

"اور اب صرف موکارو کے ساحلوں کی نگرانی ہو گی۔"

"بہت بہتر جناب!"

"جاؤ....!"

وہ تعظیماً جھکا اور باہر نکل گیا۔

◆

پالی موگا جوزف کے کیبن میں بے ہوش پڑا تھا۔ لیکن اب پالی موگا کی حیثیت سے اس کی شناخت مشکل تھی۔ عمران نے اسے بھی مادری بنا دیا تھا اور فراگ کسی قسم کے انجکشن کی مدد سے

اس کی بیہوشی کی مدت میں اضافہ کرتا رہتا تھا۔

اس وقت عمران بھی جوزف ہی کے کیبن میں تھا اور جوزف اس سے کہہ رہا تھا۔ "یہ ناممکن ہے باس.... تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔"

"تمہیں غوطہ خوری کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اس لیے فی الحال میرے ساتھ نہیں جاسکو گے۔"

"بالکل اسی طرح تمہیں ادھر کے سمندروں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

"میں نے جغرافیہ تو پڑھا ہے۔"

"باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو باس۔ میرے جیتے جی تم تنہا نہیں جاسکتے۔"

"میں پورے انتظام کے ساتھ آیا ہوں۔ زیرولینڈ کے ایجنٹوں سے ہتھیایا ہوا بہتیرا ایسا سامان میرے پاس موجود ہے جو میری اس مہم کو بڑی حد تک محفوظ بنادے گا۔"

"سمندر کے لیے کیا ہے؟"

"ان کا غوطہ خوری کا لباس اور وہ پستول جو صرف پانی ہی میں مار کرسکتا ہے اور مار بھی کیسی۔ وھیل جیسی پہاڑ مچھلی کے پرخچے اڑ جائیں۔ یہ چیزیں زیانی اور ڈولیڈ والے چکر میں ہاتھ لگی تھیں۔"

"اطمینان نہیں ہوتا باس۔ میں اپنے دل کو کیا کروں۔ جوزف مر جائے مگر تم زندہ رہو باس۔"

"ابے تو کیا میں مرا جارہا ہوں۔"

جوزف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" عمران نے بلند آواز میں پوچھا۔

"مینڈک میاں آپ کو یاد فرمارہے ہیں۔" باہر سے جیمسن کی آواز آئی۔

"کیا بات ہے؟"

"مسٹر فراگ اپنے کیبن میں تشریف رکھتے ہیں۔ کچھ دیر پہلے عرشے پر کھڑے تھے۔"

عمران فراگ کے کیبن کی طرف چل پڑا۔ وہ اس وقت تنہا تھا اور اس کے گلے میں دوربین لٹک رہی تھی۔

"آؤ.... آؤ....!" وہ مسکرا کر بولا۔ "ابھی ہم موکارہ کے اسی ناقابل عبور ساحل کی طرف سے

گذریں گے۔ میں پھر گوریلے کی کھال پہننے جارہا ہوں۔ تم عرشے پر موجود رہنا۔ بائیں جانب۔"

"کیا ان کی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہوجانے کا امکان ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ہوسکتا ہے.... لیکن تم فکر نہ کرو۔ اگر انہوں نے پھر کنگ چانگ کے نام کا نعرہ لگایا تو میں انہیں تباہ کردوں گا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ ہم گوریلا کیوں ساتھ لیے پھر رہے ہیں۔"

"بہت دیر میں یہ سوال اٹھایا تم نے۔"

"بھول گیا تھا۔"

"نیوزی لینڈ کے کسی چڑیا گھر کے لیے خریدا گیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

فراگ نے دوربین گلے سے اتار کر اس کے حوالے کی اور بولا۔ "بے فکری سے جائزہ لے سکتے ہو۔ میں ان سبھوں کو دیکھ لوں گا۔"

"بہت بہتر.... یور آنر۔"

وہ عرشے پر چلا آیا۔ جیمسن ظفرالملک اور ام جنی وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ پتا نہیں وہ کس قسم کی گفتگو کررہے تھے کہ یک بیک خاموش ہوگئے اور عمران نے ان کے چہروں پر کچھ اس طرح کے تاثرات پائے جیسے گفتگو کا موضوع وہ خود ہی رہا ہو۔

"ہلو....!" اس نے انہیں مخاطب کیا۔ ام جنی اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں۔" عمران نے مسکرا کر پوچھا۔

"تم شاید کبھی سنجیدہ نہ ہوسکو۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

"کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو۔"

"میں تمہیں اس کا آلہ کار نہیں بننے دوں گی۔"

"اس طرح کنگ چانگ کی نافرمانی کروگی۔"

"مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ میں تو تمہیں ان خطرات سے نکال کر کہیں دور لے جانا چاہتی ہوں۔"

"چلے جائیے جناب۔" جیمسن نے مضحکانہ انداز میں مشورہ دیا۔

"گردن مروڑ کر پانی میں پھینک دوں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ظفر سے بولا۔

"لے جاؤ اپنے مور چھل کو۔"

ظفر اس کا بازو پکڑ کر وہاں سے کھینچ لے گیا۔ اشارہ سمجھ گیا تھا کہ عمران انہیں وہاں سے ہٹانا چاہتا ہے۔

"اب کھل کر بات کرو۔" عمران نے اُم بنی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"پتا نہیں اس کے ذہن میں کیا ہے۔ اسے پرنس ہر بنڈا کے سوکارو پہنچنے یا نہ پہنچنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔"

"مجھے یہی تو دیکھنا ہے کہ اس کے ذہن میں کیا ہے۔"

"کبھی میرے ذہن کے بارے میں سوچا۔"

"تت تمہارا ذہن.... میں نہیں سمجھا۔"

"تم کبھی نہیں سمجھو گے۔"

"تو پھر بیکار ہے۔" عمران مایوسی سے بولا۔

لانچ سوکارو کے سنگلاخ ساحل سے بہت فاصلے پر تھی۔ عمران نے دوربین آنکھوں سے لگائی۔

اونچی اونچی چٹانیں دیواروں کی طرح سیدھی کھڑی تھیں۔ لیکن یہ کیا؟ فراگ نے تو بتایا تھا کہ اس ساحل کی نگرانی نہیں کی جاتی۔ پھر یہ کشتیاں۔ ادھر ان کشتیوں کی موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ یہ تعداد میں پانچ تھیں اور ساحل سے لگی ہوئی چل رہی تھیں۔ اور یقینی طور پر مسلح کشتیاں تھیں۔ ان پر لگی ہوئی تین انچ دہانے کی توپیں دوربین سے صاف دیکھی جا سکتی تھیں۔

دفعتاً لانچ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔

"چلو... چلو.... کیبن میں جاؤ۔" عمران اُم بنی کا بازو پکڑ کر بولا۔

"تم بھی چلو۔"

"میں فراگ کے پاس جا رہا ہوں۔"

"میں بھی وہیں چلتی ہوں۔"

"اس وقت میرے علاوہ اور کوئی اس کے کیبن میں قدم نہیں رکھ سکے گا۔"

"بیوقوف آدمی تم خواہ مخواہ اتنے اہم نہیں بن بیٹھے ہو۔!"

"میں قربانی کا بکرا ہی سہی.... پھر تمہیں کیا....؟"

"جہنم میں جاؤ....!" اس نے کہا اور پیر پٹختی ہوئی اپنے کیبن کی طرف چلی گئی۔ فراگ اسی ہال میں نظر آیا جس میں متوقع تھا۔ گوریلے کی کھال پہنے ٹیلی ویژن اسکرین کے سامنے کھڑا تھا۔ ہاتھ ہلا کر اُس نے عمران کو قریب بلایا۔ ٹیلی ویژن اسکرین پر سوکارو کا ساحل دکھائی دے رہا تھا اور پانچوں کشتیاں ننھے ننھے آبی پرندوں کی طرح سطح سمندر پر متحرک نظر آ رہی تھیں۔

"مسلح کشتیاں ہیں۔!" عمران بولا۔ "تین انچ کے دہانے والی توپیں نصب ہیں۔!"

"لیکن حیرت ہے کہ ہمارا نوٹس نہیں لیا جا رہا۔!" فراگ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے..... آگے نکل جانے کے بعد تعاقب کیا جائے۔!"

"ٹھہرو..... اور ٹھہرو.....!" فراگ نے طویل سانس لی۔ "ویسے میرا خیال ہے کہ ساکادا کو عقل آ گئی۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"اگر وہ دونوں کشتیاں نہ الٹی جائیں تو کنگ چانگ کو بدنام کرنے کا سلسلہ جاری رہتا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ دفعتاً انٹر کام سے آواز آئی۔ "ساحل سے دور رہنے کی ہدایت مل رہی ہے یور آنر..... !"

یہ آواز کیپٹن کی تھی۔

"اچھا..... اچھا.....!" فراگ اونچی آواز میں بولا۔ "تم اسی ڈگری پر چلتے رہو۔!"

عمران کی نظر اسکرین پر جمی ہوئی تھی۔ سوکارو کا وہ ساحل غائب ہو چکا تھا اور اب صرف سمندر کی لہریں تھیں۔

"ساحل سے دور رہنے کی وارننگ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اب کشتیوں کی تلاشیاں نہیں لیں گے۔!" فراگ بولا۔ "صرف ساحلوں کی نگرانی کی جائے گی۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب ہم ادھر سے کوئی کارروائی نہ کر سکیں گے۔!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے.....!"

"تو پھر.....؟"

"کچھ بھی نہیں۔" فراگ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "خواہ مخواہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا رکھا ہے ان باتوں میں اپنے کام سے کام رکھنا چاہئے۔!"

"ارے.....ارے..... آپ تو پھر مصلح کل ہوئے جا رہے ہیں۔!"

"یہ بات نہیں ہے۔ ...بھلا مجھے اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔!"

"ہم ایسکی اسے مردانگی کے خلاف سمجھتے ہیں کہ کسی سے انتقام لینے نکلیں اور دشواریوں کا سامنا ہوتے ہی ٹھنڈے ہو کر پھر گھر لوٹ جائیں۔"

فراگ چونک کر اُسے گھورنے لگا۔ پھر جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "آخر کوئی صورت بھی تو ہو۔ میں بادشاہوں کی طرح اعلان جنگ کر کے تو لڑ نہیں سکتا۔!"

"تدبیر... یور آنر... تدبیر... میں پرنس کو موکارو پہنچانا چاہتا تھا لیکن اب اس مقصد کے تحت کام نہیں کر رہا۔!"

"تو پھر.....؟"

"ہو سکتا ہے.....! موکارو سچ مچ انسانیت کے لئے کوئی بہت بڑا خطرہ بن رہا ہو۔!"

"اوہو..... تمہیں کیا ہوا۔ تمہیں اس سے کیا سروکار..... ایک کالی شہزادی کے خادم ہو۔"

"اس کے باوجود بھی کہ فراگ دی گریٹ مجھے بیٹا بنا چکا ہے۔"

"اوہ..... میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔"

"میں ساکاوا سے آپ کی توہین کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ اس سے زیادہ اب اور کچھ نہیں چاہتا اور یہ بھی سن لیجئے کہ اب پرنس کو نہ بنکالا سے کوئی دلچسپی رہی ہے اور نہ موکارو سے۔ وہ بھی اب صرف یہی دیکھنا چاہتا ہے کہ موکارو میں کیا ہو رہا ہے۔"

"مجھے سوچنے کی مہلت دو۔ عمران۔ ہماری تجارت کا انحصار انہی جزائر پر ہے۔ اسے بھی ذہن میں رکھنا۔"

"لیکن مجھے یقین ہے کہ ساکاوا زندہ رہا تو نہ اب آپ کو پنپنے دے گا اور نہ آپ کی تجارت کو۔"

"تم بہت عقلمند بھی ہو۔ لیکن عقلمندی کا دورہ کبھی کبھی پڑتا ہے۔ تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آ سکے۔"

"میرا اصلی والا باپ بھی یہی کہتا ہے۔ لہٰذا اس چکر میں نہ پڑیئے۔"

"میں ایک گھنٹے بعد تمہیں بتا سکوں گا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔"

"فی الحال ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"کہیں بھی نہیں۔"

"کیوں نہ انہی ویران جزائر کے آس پاس ہی رہیں۔"

"مناسب مشورہ ہے۔ میں کیپٹن کو ہدایات دوں گا۔"

"تو اب اتار دیجئے یہ کھال....."

"ابھی نہیں! موکارو والوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر تعاقب نہیں کیا جاتا تو سمجھنا چاہئے کہ حالات بدل چکے ہیں۔"

شام ہوتے ہوتے وہ پھر انہی ویران جزیروں کی طرف جا نکلے تھے۔ نہ ان کا تعاقب کیا گیا تھا اور نہ ہی تلاشی کی نوبت آئی تھی۔

فراگ نے عمران سے صرف ایک گھنٹے کی مہلت مانگی تھی۔ لیکن ابھی تک اسے اپنے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ کیبن سے باہر ہی نہیں نکلا تھا اور نہ کسی کو کیبن میں طلب کیا تھا۔

عمران نے بھی یہی مناسب سمجھا تھا کہ فی الحال اس سے الگ تھلگ ہی رہے البتہ اسٹر دکر سے معلوم ہوا کہ فراگ کیبن ہی سے ہدایت دیتا رہا ہے اور اب [illegible] کے حکم کے مطابق وہ مغربی ساحل کا چکر کاٹ کر اسی جگہ پہنچیں گے جہاں پچھلی شام کو لانچ لنگر انداز ہوئی تھی۔

"مغربی ساحل پر کسی کشتی کی تلاش ہے۔" اسٹر دکر بولا۔

"اوہ.....!" عمران کو یک بیک یاد آ گیا کہ پالی منوگا نے اپنی کشتی کا ذکر کیا تھا۔ جسے اس نے مغربی ساحل پر چھوڑا تھا۔ پورا ساحل دیکھ ڈالا گیا لیکن کوئی کشتی نہ دکھائی دی۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پالی کی تلاش میں اس طرف آئے تھے اور کشتی لے گئے۔ بہرحال جزیرے میں کسی نہ کسی کی موجودگی کی صورت میں وہاں کوئی کشتی ضرور دکھائی دیتی۔

لانچ جنوب کی طرف مڑ رہی تھی۔ فراگ عرشے پر دکھائی دیا۔ عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ فراگ کی موجودگی سے اپنی لاعلمی پوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر کار فراگ خود ہی اس کے قریب آ پہنچا۔

"کس سوچ میں ہو۔" وہ آہستہ سے بولا اور عمران نے چونک کر ریلنگ چھوڑ دی۔

"کک۔۔۔۔ کچھ نہیں۔"

"تمہارے ہی مشورے پر عمل ہو رہا ہے۔ اب تو خوش ہو جاؤ۔"

"بہت بہت شکریہ۔ یور آنر۔"

سورج غروب ہونے سے پہلے ہی لانچ اسی جگہ لنگر انداز ہو گئی۔ جہاں پچھلی شام کو ہوئی تھی۔ پالی موگا ہوش میں آ رہا تھا کیونکہ مقررہ وقت پر اسے انجکشن نہیں دیا گیا تھا۔ عمران نے جوزف کو اس کیبن سے ہٹا دیا اور خود ٹھہرا رہا۔ فراگ کی تجویز تھی کہ وہ پالی موگا سمیت جزیرے میں اتریں گے۔ وہ انہیں کسی خاص جگہ پر لے جانا چاہتا تھا۔ عمران نے تفصیل معلوم کرنے سے مصلحتاً گریز کیا۔ ویسے اس نے یہ ضرور کہا تھا کہ پالی موگا سے مزید گفتگو کیے بغیر اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھانا مناسب نہ ہوگا۔ لہٰذا اس وقت پالی موگا کے قریب اس کی موجودگی کی یہی وجہ تھی۔ پالی ہوش میں آتے ہی اٹھ بیٹھا اور جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "شائد میں بہت زیادہ سویا ہوں۔"

"خاصی گہری نیند تھی۔!" عمران بولا۔ "اس وقت بھی بیدار نہیں ہوئے تھے جب تمہارا حلیہ تبدیل کیا جا رہا تھا۔"

"حلیہ تبدیل کیا جا رہا تھا۔؟" پالی نے حیرت سے کہا۔ "میں نہیں سمجھا۔ موہنیو۔"

"عمران نام ہے۔ تم اب خود کو پہچان نہیں سکو گے۔" عمران نے اسے آئینہ تھماتے ہوئے کہا۔

آئینہ دیکھ کر وہ ہلکی سی چیخ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں خوفزدگی کے آثار دیکھے۔

"ڈرو نہیں۔ یہ صرف میک اپ ہے۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن۔۔۔۔ کیوں؟"

"اس لیے کہ پہچانے نہ جا سکو۔"

"اوہ۔۔۔۔!" وہ طویل سانس لے کر پھر بیٹھ گیا۔ عمران اسے تجسس آمیز نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"آخر تم نے چھپنے کے لیے اسی جزیرے کا انتخاب کیوں کیا تھا؟" اس نے بالآخر پوچھا۔ پالی

فوری طور پر جواب نہ دے سکا۔ وہ کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"وقت کم ہے دوست۔" عمران کچھ دیر بعد بولا۔

"میں اس سوال کا کیا جواب دوں جناب۔ جبکہ میں نے یہ کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہیں کیا تھا۔"

"تمہاری کشتی اب مغربی ساحل پر موجود نہیں ہے۔"

"تب تو وہ اسے لے گئے ہوں گے۔ آپ لوگ میرے لیے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہیں۔ ورنہ ضرور مار لیا جاتا۔"

"اب ہم پھر مشرقی ساحل پر ٹھہرے ہیں۔"

"یہاں مت رکیے۔" وہ جلدی سے بولا۔ "وہ مجھے جزیرے میں تلاش کر رہے ہوں گے۔ ساکاوا کے کتے خود مر جانے کی حد تک جدوجہد کرتے ہیں۔"

"ساحل پر کوئی کشتی موجود نہیں ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جناب! کشتی واپس کرا دی ہو گی اور خود ٹھہر گئے ہوں گے۔ موکارد میں مشہور ہے کہ یہ جزائر کنگ چانگ کی غیر قانونی سرگرمیوں کے مراکز ہیں۔"

عمران نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکوڑے لیکن کچھ بولا نہیں۔

پھر وہ فراگ کے پاس پہنچا تھا۔ پالی موگا کے شبہات کا ذکر کر ہی رہا تھا کہ فراگ نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔

"کچھ دیر پہلے مجھے مرد بنا رہے تھے اور اب خود۔" وہ قہقہہ روک کر بولا۔ اور عمران کے چہرے کی طرف ہاتھ اٹھا کر پھر ہنسنے لگا۔

"سمجھنے کی کوشش کیجئے یور آنر۔۔۔!"

"بکواس مت کرو۔ آج رات اس جزیرے میں جشن منائیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔" عمران کا انداز بھی چڑ جانے والا تھا۔

اسے دیوانگی ہی کہنا چاہیے کہ اس موقع پر فراگ کو تفریح کی سوجھی تھی۔ موکارد کے ساحل سے دس میل کے فاصلے پر ایک جشن ترتیب دیا جا رہا تھا۔ تاریک اور ویران جزیرے میں بڑی بڑی مشعلوں کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ فراگ اور اس کے ساتھیوں نے عجیب عجیب وضع

کے لباس پہنے تھے۔ پالی سوگا بھی ان میں شامل تھا۔ یہ سب جلوس کی شکل چلے جا رہے تھے۔ جوزف عمران کے ساتھ چل رہا تھا۔ عربی میں اس سے بولا۔ "یہ کیا شروع ہو گیا ہے مالک۔ تم ایک دیوانے کے ہتھے چڑھ گئے ہو۔"

"چپ چاپ دیکھتے رہو۔"

"لڑکیوں کو بھی لانچ سے اتار لایا ہے اور میں یہاں سانپوں کی بو سونگھ رہا ہوں۔۔۔۔ اوہو۔۔۔ یہاں تو قبریں بھی موجود ہیں۔ اس ویران جزیرے میں۔"

مشعلوں کی روشنی میں متعدد نئی اور بہت پرانی پختہ قبریں نظر آئیں۔

"آخر ہم جا کہاں رہے ہیں؟" ظفرالملک عمران کے قریب پہنچ کر بولا۔

"فی الحال میں کچھ نہیں جانتا۔" عمران نے جواب دیا۔

دشوار گذار راستوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک کھلے میدان میں آ پہنچے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ میدان خاص طور پر تیار کیا گیا ہو۔ کیونکہ اس کے چاروں اطراف میں گھنے جنگل تھے۔

فراگ ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "ٹھہر جاؤ۔۔۔۔ اور یہیں ٹھہرے رہو۔"

وہ سب رک گئے اور فراگ اپنے آدمیوں کو کچھ ہدایت دینے لگا۔ ام بنی عمران کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔

"میں کسی بڑے خطرے کی بو سونگھ رہی ہوں۔"

"سو جاؤ۔" عمران لاپرواہی سے بولا۔

"تم نہیں سمجھتے۔ یہ جزیرہ بذارادح کا مرکز ہے۔"

"میں نے سنا تھا کہ کنگ چانگ کی غیر قانونی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔"

"اگر وہ تمہیں۔ کہیں لے جانا چاہے تو ہرگز نہ جانا۔"

"ہائیں۔۔۔۔ تو کیا تم مجھے لڑکی سمجھتی ہو۔"

"فضول باتیں مت کرو۔۔۔۔!"

ٹھیک اسی وقت فراگ وہاں آ پہنچا اور ام بنی کا خدشہ حقیقت بن گیا۔ فراگ نے عمران سے کہیں چلنے کو کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے اس بھیڑ سے الگ لے جا کر گفتگو کرنا چاہتا ہو۔

"میں بھی چلوں گی۔" ام بنی بول اٹھی۔

"نہیں۔۔۔۔! یہ تنہا میرے ساتھ جائے گا۔" فراگ سخت لہجے میں بولا۔

"ہاں ہاں اور کیا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آخر تم میرا دم چھلا کیوں بننا چاہتی ہو۔"

ام بنی زیر لب کچھ بڑبڑا کر وہاں سے ہٹ گئی۔ فراگ ایک مشعل اٹھائے آگے بڑھا۔ عمران اس کے پیچھے چل رہا تھا میدان پار کر کے وہ جنگل میں داخل ہوئے۔

"سانپوں سے ہوشیار رہنا۔" فراگ نے کہا۔

"میں ہوشیار ہوں یور آنر۔"

"میں تمہیں وہ جگہ دکھاؤں گا جہاں سے ہم موکارو کے چٹانوں والے ساحل تک بہ آسانی پہنچ سکیں گے۔"

"لیکن وہاں تو کشتیاں گشت کر رہی ہیں۔"

میں اس سلسلے میں ذاتی طور پر کچھ نہ کر سکوں گا لیکن تمہارے لیے آسانیاں ضرور فراہم کر دوں گا۔"

"یہی بہت ہے یور آنر۔"

"کیا تم تنہا جانا چاہتے ہو؟"

"چٹانوں میں وہ شگاف تنہا ہی تلاش کروں گا جس سے جزیرے میں پہنچنے کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔"

"تمہاری مرضی۔۔۔۔!"

وہ آگے بڑھتے رہے۔۔۔۔ ناہموار راستے پر چاروں طرف طرح طرح کی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ جنگل متعدد بار کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔

دفعتاً ایک نسوانی قہقہہ سنائی دیا اور فراگ اس طرح رک گیا جیسے کوئی مشین چلتے چلتے رکی ہو۔ قہقہہ پھر سنائی دیا اس بار آواز نسبتاً قریب کی تھی۔

"کک۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مطلب؟" عمران نے فراگ کی خوفزدہ سی آواز سنی۔

"کوئی پاگل عورت ہنس رہی ہے شاید۔" عمران بولا۔

"نن۔۔۔۔ نہیں۔"

"اس بار تو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ بالکل ان کے سروں پر ہنسی ہو فراگ کے ہاتھوں سے

مشعل چھوٹ پڑی۔ نہ صرف چھوٹ پڑی بلکہ زمین پر گرتے ہی بجھ بھی گئی۔

اندھیرا.... گہرا اندھیرا.... ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا.... عورت کا قہقہہ پھر سنائی دیا اور اس بار کسی عورت کا چمکدار ہیولہ ان کے کچھ فاصلے پر کھڑا نظر آیا۔ خدوخال واضح نہیں تھے لیکن وہ کوئی عورت ہی تھی۔

“بھ.... بھوت۔” فراگ کی کپکپاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

“بھوت نہیں بھوتنی یور آنر۔” عمران نے پرسکون لہجے میں تصحیح کی۔

“بھاگو....!”

“نہیں یور آنر۔” عمران نے اس کا بازو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔

“پپ پاگل ہو گئے ہو۔”

“عورت سے ڈرتا ہوں۔ لیکن بھوتنی کا تو عاشق زار ہوں۔ بس کوئی مل جائے۔”

قہقہہ پھر سنائی دیا۔ فراگ عمران سے بازو چھڑانے کے لیے زور لگا رہا تھا۔ عمران نے آہستہ سے کہا۔ “میں تو چلا اس سے بغلگیر ہونے۔”

“بھاگو.... پاگل نہ بنو۔”

“میں اپنے جذبات کا خون نہیں کر سکتا۔” عمران نے کہا اور فراگ کا بازو چھوڑ کر بھوتنی پر جھپٹ پڑا۔ پہلی ہی چھلانگ میں دبوچ بیٹھا تھا۔ بھوتنی کے حلق سے ڈری ڈری سی چیخیں نکلنے لگیں۔

“چھوڑ دو.... چھوڑ دو....!” فراگ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ “للی ہے۔” اور پھر اس کا جھینپا جھینپا سا قہقہہ فضا میں گونجا تھا۔

عمران للی کو کھینچتا ہوا اسی طرف چلا آیا جہاں پہلے کھڑا تھا۔

“یہ کیا مذاق ہے یور آنر۔ اگر میرا دم نکل جاتا تو۔” عمران نے شکوہ کیا۔

“تم بدمعاش ہو.... خاموش رہو۔” اس بار فراگ کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ للی ہاردے منمناتی ہوئی آواز میں عمران کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ اس کے دونوں بازوؤں میں خراشیں اور پیر میں بھی چوٹیں آئی تھیں۔

“میں تو بھوتنی سمجھا تھا۔” عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ “ورنہ تم تو جانتی ہو کہ عورتوں سے کتنا ڈرتا ہوں۔”

“واپس چل۔” فراگ غرایا۔ اس نے ایک چھوٹی سی ٹارچ روشن کی تھی اور واپسی کے لیے آگے بڑھ گیا تھا۔

عمران للی ہاردے کا ہاتھ پکڑے چلتا رہا۔

“اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔” اس نے آہستہ سے کہا۔

“میں کچھ نہیں جانتی۔” للی ہاردے ہانپتی ہوئی بولی۔ “مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا میں نے کیا۔ لیکن تم سچ مچ بہت دلیر ہو کہیں تم ہی تو بھوت نہیں ہو۔”

“آرنبل فراگ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔”

“یہی شکایت اسے تم سے ہے۔ شاید آج کسی بات پر تم نے اس کی مردانگی کو چیلنج کیا تھا۔”

“اوہ....!” عمران نے طویل سانس لی۔

“کیا بات تھی؟” للی نے پوچھا۔

“کچھ بھی نہیں۔ مجھے تو یاد بھی نہیں بھلا میں اس کی جرات کیسے کر سکتا ہوں۔”

“نہیں کوئی بات ضرور تھی۔ وہ اس وقت تمہیں خوفزدہ کر کے تمہارا مضحکہ اڑانا چاہتا ہے۔ ایسے معاملات میں بالکل بچوں کا سا ذہن رکھتا ہے۔ بدلہ ضرور لے گا۔”

“مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہاموزئیل۔”

وہ پھر وہیں آپہنچے جہاں سے چلے تھے۔ میدان میں جگہ جگہ الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اور کئی چھولداریاں بھی نصب کی گئی تھیں۔ فراگ ایک چھولداری میں چلا گیا۔ ام بنی دوڑتی ہوئی عمران کی طرف آئی تھی۔ اسے دیکھ کر للی ہاردے وہاں سے کھسک گئی۔

“کیا ہوا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ تمہارے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔” وہ عمران کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔

“میرا خیال ہے کہ تم ان دنوں گو بھی گوشت پکا کر کھاتی رہی ہو۔”

“فضول باتیں نہ کرو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا۔”

“کچھ بھی نہیں۔ ہم دونوں ایک بہت ہی خاص مسئلے پر گفتگو کرنے کے لیے ادھر گئے تھے۔”

“اور یہ للی ہاردے....؟”

"لّلی ہاردے۔!" عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے دہرایا۔

"مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو۔ وہ بھی ساتھ تھی۔"

"اب تو کہنا پڑے گا کہ شاید تم بینگن کا بھرتا بھی کھانے لگی ہو۔"

"پچھتاؤ گے عمران! اگر مجھے کسی بات سے بے خبر رکھا۔"

"کوئی بات بھی تو ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ لّلی ہاردے بھی بخش دی گئی ہے۔"

"بس خاموش رہو ورنہ میں اب خود کو پیر بخش محسوس کرنے لگوں گا۔"

"پھر وہ کہاں سے تمہارے ساتھ ہو لی تھی۔ تم دونوں تو تنہا گئے تھے۔"

"میں نہیں جانتا وہ کہاں سے ساتھ ہو لی تھی۔ ہم تنہا گئے تھے اور تنہا واپس آئے تھے۔"

عمران نے کہا اور تیزی سے اس چھولداری کی طرف بڑھ گیا جس میں فراگ داخل ہوا تھا۔

* * *

ساکاوا نون کا ریسیور رکھ کر تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا۔ باہر نکلا ہی تھا کہ باڈی گارڈز اس کے پیچھے بڑھے۔

"نہیں!" وہ مڑ کر سخت لہجے میں بولا۔ "تم لوگ یہیں ٹھہرو۔"

وہ رک گئے اور وہ عمارت سے نکل کر ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھ گیا۔ خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ کار موکارد کے ہیلی پیڈ کی طرف تیزی سے روانہ ہوئی تھی۔ ساکاوا کے سپاٹ چہرے پر اس وقت دبے دبے سے جوش کی علامات پائی جاتی تھیں۔ وہ باڈی گارڈز کے بغیر باہر نہیں نکلتا تھا لیکن اس وقت اس نے انہیں ساتھ نہیں لیا تھا۔ شاید اسی لیے اس نے ایسی گاڑی بھی استعمال کی تھی کہ باہر پہچانا نہ جا سکے۔

موکارد کے اصل باشندے اس سے نفرت کرتے تھے۔ پولیس کے سربراہ کی حیثیت سے وہ ایک عرصہ تک ان پر مسلط چلا آ رہا تھا کہ اچانک وزارت عظمیٰ بھی اس کے ہاتھ آ گئی۔ جس کے بعد اس نے موکارد کو پولیس اسٹیٹ بنا دیا تھا۔ پندرہ سال کے بچے کے لیے بھی شناخت نامہ ضروری قرار دے کر "جکڑ بند" کا نیا ریکارڈ قائم کیا تھا۔ بہر حال وہاں کے عوام اس کے دشمن تھے۔ اس لیے خواب گاہ کے دروازے پر بھی باڈی گارڈز کی موجودگی لازی ٹھہری۔ مگر اس وقت

کوئی ایسا ہی معاملہ در پیش تھا کہ وہ تنہا باہر نکل آیا تھا۔ ہیلی پیڈ پر پہنچ کر وہ گاڑی سے اترا اور دوڑتا ہوا ایک خالی ہیلی کوپٹر پر جا چڑھا۔ اور خود ہی اسے پائیلٹ کرنے لگا۔ فضا میں بلند ہو کر وہ کسی قدر ترچھا ہوا اور جنگلوں کی طرف اڑتا چلا گیا۔

شہری آبادی بہت پیچھے رہ جانے کے بعد ساکاوا نے ڈیش بورڈ کا ایک سوئچ آن کیا تھا۔ جس کی بنا پر ہیلی کوپٹر کے نچلے حصے میں گردش کرنے والی سرخ لائٹ روشن ہو گئی تھی۔ جنگل کا وہ حصہ روشن ہو جاتا جس پر سے ہیلی کوپٹر گزرتا۔ اسی طرح ساکاوا راستے کا تعین کرتا ہوا کسی نامعلوم منزل کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ پھر دفعتاً ایک جگہ اس نے ہیلی کوپٹر کا رخ موڑ دیا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو اسے اس دھند سے گزرنا پڑتا جو دور تک چھائی ہوئی تھی۔ ہیلی کوپٹر دھند سے کترا کر نکلا تھا۔ اور اب اس کا رخ ساحلی چٹانوں کی طرف تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہیلو.... ہیلی کنٹرول ٹاور.... کنٹرول ٹاور۔!"

"کون ہے؟" ایئر فون سے آواز آئی۔

"ساکاوا.... راستہ دکھاؤ....!"

دفعتاً بہت دور ایک سرخ لائٹ گردش کرتی نظر آئی۔ شاید اسے فوری طور پر روشن کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے تو وہ نہیں دکھائی دی تھی۔

ہیلی کوپٹر اسی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے ایک جگہ لینڈ کیا تھا کچھ لوگ دوڑ کر ہیلی کوپٹر کے قریب پہنچے یہ سب جاپانی تھے۔ ساکاوا ہیلی کوپٹر سے اتر کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔

وہ ایک دو منزلہ عمارت میں داخل ہوئے جس کی تعمیر میں زیادہ تر لکڑی استعمال کی گئی تھی۔

"کیا قصہ ہے؟" ساکاوا نے وہاں پہلے سے موجود ایک آدمی کو مخاطب کیا۔

"آبزرویٹری میں تشریف لے چلئے جناب۔" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

اب ساکاوا کے ساتھ صرف وہی آدمی تھا اور وہ اوپری منزل پر جانے کے لیے زینے طے کر رہے تھے۔ دوسرے کمرے میں پہنچ کر ہمراہی نے کہا۔

"قبروں والے جزیرے میں بہت سے آدمیوں کی موجودگی کا پتا چلا ہے۔"

سورج غروب ہونے سے قبل تک وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔" ساکاوا پر تشویش لہجے میں بولا۔

"میں ابھی دکھاتا ہوں۔" ہمراہی نے کہا اور انٹر کام کا سوئچ آن کر کے بولا۔

"آپریٹر... سوئچ آن ٹو ویٹ آئی لینڈ۔"

یہ کمرہ کسی کنٹرول روم کا منظر پیش کر رہا تھا۔ چاروں طرف دیواروں کے قریب بھانت بھانت کی مشین رکھی نظر آ رہی تھی۔

دفعتاً ایک مشین کی اسکرین روشن ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ دھندلی پڑنے لگی تھی۔ پھر کئی جگہ سرخ نقطے نظر آئے۔ جن کے پاس بہت چھوٹے چھوٹے سیاہ نقطے متحرک دکھائی دیتے تھے۔

"او ہو...!" ساکاوا کی آواز میں تحیر تھا۔

"کیا خیال ہے جناب؟" ہمراہی نے سوال کیا۔

"تمہارا خیال درست تھا۔ لیکن میری معلومات کے مطابق سورج غروب ہونے سے قبل تک جزیرہ ویران تھا۔ ہوں... ہوں۔ اچھی بات ہے میں دیکھتا ہوں۔" وہ واپسی کے لیے مڑ گیا۔

نچلی منزل پر پہنچ کر اس نے ان لوگوں کو کچھ ہدایات دیں جو ہیلی پیڈ سے یہاں تک اس کے ساتھ آئے تھے۔ دس منٹ بعد پھر اس کا ہیلی کوپٹر موکارو کی شہری آبادی کی طرف پرواز کر رہا تھا۔

* * *

فراگ زمین پر اوندھا پڑا تھا۔ اور عمران اس کے قریب کھڑا اسے آوازیں دے رہا تھا۔

"چلے جاؤ۔" وہ سر اٹھائے بغیر غرلیا۔

"ارے تو کیا میں جانتا تھا کہ وہ للّی ہار دے بیٹھے۔" عمران بھنا کر بولا۔

فراگ اٹھ بیٹھا کیروسین کی مدھم روشنی میں اس کا چہرہ بڑا ڈراؤنا لگ رہا تھا۔

"تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔" فراگ بالآخر بولا۔

"ہاں ہاں میں الو ہوں پھر...؟"

"مجھ سے اس لہجے میں گفتگو نہ کرو۔"

"جب آپ مجھ سے مذاق کر سکتے ہیں تو مجھے بھی کسی قدر حق دیجئے۔"

"تم میری برابری کرنے کی کوشش کرتے ہو۔"

"ہرگز نہیں۔" عمران اپنے کان پکڑ کر بولا۔ "مجھے تو آپ سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ ابھی نامکمل ہوں۔ لیکن یہاں اس وقت اس جزیرے میں جو آپ نے کھڑاک پھیلایا ہے اس سے متفق نہیں ہوں۔"

"کیوں؟"

"جو لوگ اس حد تک ترقی یافتہ ہوں کہ کوٹ کے بٹن کو ٹرانسمیٹر بنا دیں یا سمندر میں اچانک فولادی دیوار اٹھا کر آپ کو کشتی سمیت قید کر دیں اتنے احمق نہیں ہو سکتے کہ دس میل تک بھی نظر رکھنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"لانچ پر واپس چلئے! یہاں الاؤ روشن کر کے جشن منانا کسی طرح عقلمندی نہیں کہی جا سکتی۔"

"میں ڈرپوک نہیں ہوں۔ یہاں اس جزیرے میں میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

"میں تو ڈرپوک ہوں۔" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

"جہنم میں جاؤ۔

"نہیں آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لانچ پر بھجوا دیجئے۔

"میں نے منع تو نہیں کیا۔ ضرور جاؤ۔ اپنے ساتھیوں کو بھی لے جاؤ۔ اور ہاں۔ اب ام بی کا شمار بھی تمہارے ہی ساتھیوں میں ہوتا ہے اسے ہرگز یہاں نہ چھوڑنا' سب جانتے ہیں کہ میں اس سے دستبردار ہو چکا ہوں لہٰذا اس کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی۔"

"اچھی بات ہے۔ میں اسے بھی لے جاؤں گا۔"

"دوسری بات! مجھے فریب دینے کی کوشش نہ کرنا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"لانچ لے کر فرار نہ ہو جانا۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لانچ پر عملہ بھی تو موجود ہے۔"

"میں تمہیں بھی اپنی ہی طرح ناقابل اعتماد اور فتنہ پرداز سمجھتا ہوں۔"

"عزت افزائی کا شکریہ! اگر آپ جیسا دل بڑھانے والا مل جائے تو چھ ماہ میں ساری دنیا کو الٹ پلٹ کر رکھ دوں۔"

"بس چلے جاؤ... میرے کان نہ کھاؤ۔"

"او۔ کے یور آنر۔" وہ ایڑیوں پر گھوم کر چھولداری سے باہر نکل آیا۔

اب اسے للّی ہاردے کی تلاش تھی۔ وہ ایک الاؤ کے پاس مل گئی۔ عمران نے اسے الگ بلا کر

کہا۔ ”تمہارا وہ اندھیرے میں چمکنے والا لباس مجھے بہت پسند آیا۔ اگر رات بھر کے لیے مجھے دے دو تو کیا برائی ہے۔“

”تم کسے ڈراؤ گے؟“

”اُم بنی کو.... تاکہ وہ یہاں اس ویرانے میں میرے قریب نہ آ سکے۔“

”واقعی تم عجیب ہو۔ اگر وہ اتنی ہی ناپسند ہے تو کسی اور کو بخش دو۔“

”ناپسند نہیں ہے۔ صرف ڈر لگتا ہے اس سے۔“

”بکواس نہ کرو۔ اچھا میں تمہیں وہ لباس دے دوں گی۔ لیکن فراگ کو نہ معلوم ہونے پائے۔“

”معلوم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“

للّی ہاروے سے وہ لبادہ لے کر اس نے جوزف' ظفر' جیمسن اور اُم بنی کو اکٹھا کیا۔

انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ وہ لانچ پر ہی رات بسر کریں گے تو ان کے چہرے کھل اٹھے۔ کیونکہ یہاں مچھروں نے بیحد پریشان کیا تھا۔ چلتے چلتے ایک بار پھر وہ فراگ کی چھولداری میں داخل ہوا.....

”ایک عرض اور ہے یور آنر۔“ اس نے مودبانہ کہا۔

”چلے جاؤ.... میرا دماغ مت چاٹو۔“ فراگ جھلا کر بولا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا سے بیزار بیٹھا ہو۔

”میں لانچ کو کھلے آسمان کے نیچے نہیں رکھوں گا۔ بلکہ اسے اس طرف لے جاؤں گا جہاں ایک چٹان سائبان کی طرح چھائی ہوئی ہے۔“

”جو دل چاہے کرو۔ میں فی الحال تنہائی چاہتا ہوں۔“

”شکریہ یور آنر۔“

لانچ تک پہنچنے میں انہیں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ عمران انہیں بتا رہا تھا کہ فراگ نے یہاں ڈیرا ڈالنے کی کیوں ٹھانی تھی۔

”وہ اس مہم سے منہ موڑنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی غیرت کو للکار دیا تھا۔ غیرت تو پلٹ آئی لیکن اس نے مجھے ڈرپوک ثابت کر کے نیچا دکھانے کی ٹھان لی۔“

”وہ ایسے معاملات میں بچوں کا سا ذہن رکھتا ہے۔“ اُم بنی بولی۔ ”لیکن وہ تمہیں کس طرح

نیچا دکھانا چاہتا تھا۔“

”بتاتا ہوں! لیکن تم یہ بات اپنی ہی ذات تک محدود رکھو گی۔“ عمران نے کہا اور بھوتنی والی کہانی دہرا کر بولا۔ ”اس طرح تم نے للّی ہاروے کو ہمارے ساتھ دیکھا تھا۔ وہ ہم سے پہلے ہی جنگل میں پہنچائی جا چکی تھی۔“

”لیکن تم نے اس وقت تو مجھے جھٹلا دیا تھا۔“ اُم بنی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہ بتانا چاہتا تو اب بھی نہ بتاتا۔ اس وقت مناسب نہیں سمجھا تھا۔“

”آپ خواہ مخواہ ان چکروں میں پڑے ہیں۔“ ظفرالملک نے کہا۔ ”لوئیسا والے اسنیپرز سے رابطہ کیوں نہیں قائم کرتے۔“

اس نے عمران کو اردو میں مخاطب کیا تھا۔

”جب تک خود کو بے بس نہ سمجھ لوں گا' ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔“ عمران نے بھی اردو میں ہی جواب دیا۔ ”ان سے الگ رہ کر میں اپنے طور پر کام کروں گا۔ کم از کم ان لوگوں کی دخل اندازی مجھے پسند نہ آئے گی۔ فراگ کی اور بات ہے اس سے مذاق کا رشتہ ہو گیا ہے۔“

”مذاق کا رشتہ....؟“ جیمسن نے حیرت سے کہا۔

”ہاں۔ اپنی محبوبہ کو مجھے بخش کر برادر نسبتی بن گیا ہے۔“

”فرنچ میں یہی بات کہہ دیجئے تو مزا آ جائے گا۔“

”ختم کرو یہ قصہ۔ لانچ کو کسی محفوظ مقام پر لے جانا ہے۔“ عمران نے کہا اور کیپٹن کے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

”تم لوگ اپنی زبان میں کیا باتیں کر رہے تھے؟“ اُم بنی نے ظفر سے پوچھا۔

”یہی کہ تم بے حد خوبصورت ہو۔“ جیمسن بول پڑا۔

”ریچھوں کی زبانی اپنے حسن کی تعریف سن کر مجھے خوشی نہیں ہوتی۔“

”حالانکہ ریچھوں کے بارے میں سنا جاتا ہے کہ....“

”تم اپنی بکواس بند نہیں کرو گے۔“ ظفر نے سخت لہجے میں کہا۔

اتنے میں لانچ کا انجن اسٹارٹ ہوا تھا اور وہ حرکت میں آ گئی تھی۔

اُم بنی اپنے کیبن کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ ظفر اور جیمسن عرشے پر ہی کھڑے رہے۔

دفعتاً انہوں نے ہیلی کوپٹروں کی گڑگڑاہٹ سنی۔

"میرا خیال ہے کہ استاد کا قول کرسی نشین ہوا۔" ظفر بڑبڑایا۔

"دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں عرشے پر گونجنے لگیں اور لانچ کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی۔"

"پھر جزیرے کی طرف سے دھماکے سنائی دیئے۔"

"تیار ہو جاؤ۔!" انہوں نے عمران کی آواز سنی۔

لانچ اس حصے میں داخل ہو رہی تھی جہاں اس اب لنگر انداز ہوتا تھا۔

"جوزف!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "میرے ساتھ صرف تم چلو گے۔"

"او کے۔ باس۔"

دھماکوں کی آوازیں برابر آ رہی تھیں۔ فراگ اور اس کے ساتھی غیر مسلح نہیں تھے۔ ان کے پاس اسٹین گنیں تھیں۔

جوزف نے بڑی پھرتی سے لباس تبدیل کیا تھا۔ اور اسٹین گن سنبھال کر تیار ہو گیا تھا۔

"تم یہاں ٹھہر کر لانچ کی حفاظت کرو گے۔" عمران نے ظفر اور جیمسن سے کہا۔

ام جنی خاموش کھڑی تھی۔ دفعتاً عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "کیا تمہارا جانا ضروری ہے۔"

عمران نے اس کا ہاتھ جھٹک کر ساحل پر چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے جوزف بھی کودا تھا۔

"لیکن باس ادھر کے راستے سے ہم واقف نہیں ہیں۔" اس نے کہا۔

"کنارے کنارے اسی طرف دوڑ چلو۔ جہاں لانچ پہلے کھڑی تھی۔" عمران بولا۔

✣

عمران اور اس کے ساتھیوں کے رخصت ہو جانے کے بعد فراگ باہر نکلا تھا۔ گیتار اور بونگو کے نغمے فضا میں گونجنے لگے تھے۔ للی ہارڈوے رقص کر رہی تھی اور وہ سب حلق پھاڑ پھاڑ کر گا رہے تھے۔ اس سے پہلے اچھی خاصی شراب نوشی بھی ہوئی تھی۔

پالی موگا کو فراگ نے اشارے سے اپنے پاس بلا لیا۔

"کیا تم بالکل تنہا تھے۔" اس نے اس سے سوال کیا۔

"ج ج..... جی ہاں"

"متعلقین میں کوئی بھی نہیں۔"

"بیوی پچھلے سال فوت ہو گئی تھی۔ ہم لاولد تھے۔"

"اب تم مکارو میں قدم نہیں رکھ سکو گے..... کیوں؟"

"ظاہر ہے جناب۔"

"لیکن اس صورت میں کیا ہوگا اگر تم پچاس ہزار ڈالر کے انعام کے مستحق ہو جاؤ۔"

"ساکادا کے ہاتھوں مرنا قبول۔ لیکن اس کے انعام کا تصور بھی میرے لیے توہین کا باعث ہوگا۔"

"مکون ہزائی میں تم موکارو والے اپنا جواب نہیں رکھتے۔"

بات یہیں تک پہنچی تھی کہ وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

"ہیلی..... کوپٹر....." پالی موگا ہکلایا۔

ہیلی کوپٹروں کے انجن چنگھاڑتے ہوئے فضا کے سکون کو درہم برہم کر رہے تھے۔

فراگ نے دونوں ہاتھ ہلا کر اپنے آدمیوں کو کچھ اشارہ کیا اور وہ دوڑتے ہوئے بائیں جانب والی جھاڑیوں میں گھسنے لگے پھر فراگ اور پالی موگا بھی ان میں شامل ہو گئے۔ دو ہیلی کوپٹر اس میدان تک پہنچے جہاں انہوں نے الاؤ روشن کئے تھے۔ انہوں نے میدان کا ایک چکر لگایا اور ان پر دستی بم پھینکے جانے لگے۔ یہ بم چاروں طرف کی جھاڑیوں میں گر رہے تھے۔

فراگ بے تحاشہ دوڑا جا رہا تھا۔ اندھیرے میں جس کے جدھر سینگ سمائے بھاگ نکلا۔

دفعتاً ہیلی کوپٹروں کی زیریں سرچ لائٹیں بھی روشن ہو گئیں اور اب وہ جنگل پر پرواز کر رہے تھے۔

فراگ پھر میدان کی طرف مڑا۔ وہ کسی جنگلی جانور ہی کی طرح جھاڑیوں میں دبکتا ہوا راستہ طے کر رہا تھا۔ اس کی بھاری جسامت کو مد نظر رکھتے ہوئے توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ اتنا پھرتیلا ثابت ہوگا۔ اسٹین گن اس کے شانے سے لٹکی ہوئی تھی۔ وہ چاہتا تو ہیلی کوپٹروں کی سرچ لائٹیں تو بیکار ہو جاتیں لیکن اس نے فائرنگ نہیں کی تھی۔

ہیلی کاپٹروں سے اب بم نہیں پھینکے جا رہے تھے۔ شاید اسٹاک ختم ہو گیا تھا۔ جنگلوں میں کئی

جگہ آگ لگ گئی تھی۔ فراگ میدان کے قریب پہنچ کر جھاڑیوں میں دبک گیا۔ جنگل میں لگی ہوئی آگ کا دھواں آہستہ آہستہ جزیرے پر مسلط ہوتا جا رہا تھا۔

فراگ کے ساتھی تتر بتر ہو چکے تھے۔ پالی موگا اور للی ہاردے کا بھی کہیں پتہ نہ تھا۔ ہیلی کوپٹر جنگل سے نکل کر پھر اس چھوٹے سے میدان کے گرد چکر لگانے لگے۔ لیکن یہاں سناٹا تھا۔ شاید وہ لوگ اپنی کارکردگی کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔

فراگ انہیں خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ وہ ان روشنیوں کی زد سے باہر تھا۔

میدان کے دو تین چکر لگانے کے بعد مغرب کی طرف اڑتے چلے گئے اور پھر اتھاہ سناٹا طاری ہو گیا۔ ان کی آوازیں بہت دور سے آ رہی تھیں۔

فراگ جھاڑیوں میں دبکا ہوا ہانپتا رہا۔ دفعتاً بائیں جانب سے آواز آئی۔ ”ارے کوئی زندہ بھی ہے.... یا سب مر گئے؟“

فراگ نے آواز پہچان لی۔ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جھاڑیوں سے نکل آیا۔

عمران اور جوزف لپکتے ہوئے اس کے قریب پہنچے تھے۔

”آپ خیریت سے ہیں نا“ عمران نے پوچھا۔

فراگ کچھ نہ بولا۔ عمران کے شانے پر ہاتھ رکھے خاموش کھڑا رہا۔

”وہ پھر پلٹیں گے یور آنر.... اس لیے جلدی کیجئے۔“

”میں ان کے پلٹنے کا ہی منتظر ہوں.... آؤ.... ادھر آ جاؤ جھاڑیوں میں۔“

عمران اور جوزف نے چپ چاپ تعمیل کی۔

”تمہارے اندازے صد فیصد درست ہوتے ہیں۔“ فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”لیکن وہ اب کیوں واپس آئیں گے؟“

”اپنی کارکردگی کا انجام دیکھنے اور اپنے جو تین مسلح آدمی اتار گئے تھے انہیں واپس لے جانے کے لیے آئیں گے۔“

”تین آدمی....؟“ فراگ اچھل پڑا۔

”وہ ادھر کی جھاڑیوں میں منتظر ہیں کہ کب میدان صاف دیکھ کر آپ کے بچے کھچے آدمی ادھر آئیں اور وہ انہیں بھون کر رکھ دیں۔“

”اوہ....!“ فراگ نے آگے بڑھنا چاہا۔

”ٹھہریئے.... آپ کہاں چلے.... انہیں آرام کرنے دیجئے۔“

”کیا مطلب....؟“ فراگ پلٹ کر غرایا۔

”اب میں اتنا الو بھی نہیں ہوں کہ انہیں آرام سے سلائے بغیر ادھر چلا آتا۔“

”اوہ.... شاباش.... بہت اچھے۔“

”ان کی بے ہوشی دو گھنٹے سے پہلے ختم نہیں ہو سکتی۔“

”یہ تم نے اچھا کیا کہ انہیں ختم نہیں کیا۔ واقعی دانشمند ہو۔“

”آپ کے دوسرے خادم کہاں ہیں؟“

”جو بچ گئے ہوں گے.... میرے اشارے کے منتظر ہوں گے۔ اگر اشارہ نہ ملا تو کل صبح میری لاش ڈھونڈنے نکلیں گے۔“

”آپ نے انہیں بہت عمدہ ٹریننگ دی ہے۔“

”ارے وہ....!“ فراگ چونک پڑا۔ ”لانچ تو محفوظ ہے نا۔“

”مطمئن رہیئے.... وہ کھلے میں نہیں ہے۔ اسے تلاش کرنے کے لئے انہیں زمین پر اترنا پڑے گا۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے لیے کیا کروں۔“ فراگ پرمسرت لہجے میں بولا۔

”ام بنی واپس لے لیجئے۔“

فراگ ہنس پڑا۔ اور بولا۔ ”فولادی اعصاب کے مالک ہو۔ ایسے حالات میں بھی مزاح کی حس جاگتی رہتی ہے۔“

”آپ پھر مذاق میں ٹال رہے ہیں جب سے وہ مجھے بخشی گئی ہے ایسا لگتا ہے جیسے میرے دُم نکل آئی ہے۔“

فراگ کا قہقہہ اس بار خاصا بلند آہنگ تھا۔ عمران نے جوزف سے عربی میں کہا۔ ”تم انہی تینوں کے پاس جاؤ۔ کہیں ان میں سے کسی کو سانپ نہ ڈس لے۔“

”بہت اچھا باس۔“ جوزف جھکا ہی جھکا تیزی سے آگے بڑھا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

”یہ کس زبان میں گفتگو ہوئی تھی۔“ فراگ نے پوچھا۔

"اسپینی میں.... پرنس نے فرانسیسی نہ بولنے کی قسم کھا رکھی ہے انگریزی یا اسپینی میں گفتگو کرتے ہیں۔"

"تم اسے کیوں ساتھ لائے ہو۔"

"اوہ.... شاید آپ کو علم نہیں کہ پرنس گوریلا جنگ کے ماہر ہیں۔ اس وقت فرق برا ہے اٹھ گیا ہے۔ ہم دونوں صرف سپاہی ہیں۔ میں نے انہیں تینوں کے پاس بھیجا ہے کہ سانپ سے نہ ڈسے جائیں۔"

"میں تمہاری صلاحیتوں سے مرعوب ہو چلا ہوں۔ نوجوان آدمی۔"

"شکریہ یور آنر۔"

قریباً بیس پچیس منٹ بعد پھر ہیلی کوپٹروں کی آواز سنائی دی۔ اور ایک ہیلی کوپٹر سرچ لائٹ ڈالتا ہوا میدان پر چکر لگانے لگا۔ اس کے بعد دوبارہ مغرب کی طرف پرواز کر گیا۔

"میرا خیال ہے کہ اشارہ ملے بغیر وہ نیچے نہیں اترے گا۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"کیسا اشارہ....؟"

"ہو سکتا ہے کہ ان تینوں کی طرف سے کوئی اشارہ ملنے کے بعد ہی لینڈ کرنے کی ٹھہری ہو۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ صرف چکر لگا کر واپس چلے جانے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔"

"ان کی طرف سے اشارہ تو ملنے سے رہا۔"

"ظاہر ہے۔"

"تو پھر قوت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟" عمران نے کہا۔ "اپنے بچے کھچے آدمیوں کو اکٹھا کیجئے اور لانچ پر واپس چلئے۔ ان تینوں کو قیدی بنا کر رکھیں گے۔ آہا۔ للی ہاروے بھی تو ساتھ تھی۔ پتا نہیں بے چاری کس حال میں ہو گی۔"

فراگ کچھ نہ بولا۔ اس نے جیب سے ایک سیٹی نکالی اور اسے ہونٹوں میں دبا کر کسی مخصوص انداز میں بجانے لگا۔ ریلوے اسٹیم انجن کی سی تیز آواز والی سیٹی تھی۔ اس کی آواز یقیناً دور تک پھیلی ہو گی۔ دو تین بار اس نے سیٹی پر اشارے دیئے تھے اور پھر عمران سے بولا تھا۔ "وہ سب وہیں پہنچ جائیں گے جہاں پہلے لانچ لنگر انداز ہوئی تھی۔"

عمران فراگ کو اس جگہ لایا جہاں جوزف بے ہوش آدمیوں کی نگرانی کر رہا تھا۔ فراگ نے

ٹارچ نکال کر ان کے چہروں پر روشنی ڈالی۔

"اوہ.... سبز نوپیوں والے فوجی.... یہ تینوں جاپانی ہیں۔" اس نے کہا۔

"ہاں ہیں تو جاپانی۔"

"یہ ساکادا کا مخصوص دستہ ہے۔ موکارد کی اصل فوج سے اس کا تعلق نہیں لیکن تم نے انہیں بے ہوش کیسے کیا۔"

"پھر کسی وقت اطمینان سے بتاؤں گا۔ فی الحال لانچ تک پہنچنے کی سوچئے۔"

پھر انہوں نے ایک ایک کو کاندھوں پر اٹھایا تھا اور ساحل کی طرف چل پڑے تھے۔

ساحل پر پہنچنے والے لوگوں میں تین کم تھے۔ دو فراگ کے آدمی تھے اور تیسرا اپالی موگا۔ بے ہوش للی ہاروے کو فراگ کا ایک آدمی کاندھے پر اٹھا کر لایا تھا۔

"ہیلی کوپٹر کی واپسی سے قبل ہمیں لانچ تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔" عمران نے فراگ کو مخاطب کیا۔ "ہو سکتا ہے اس بار بھی اپنے ساتھیوں کی طرف سے اشارہ نہ ملنے پر وہ اس ساحل کا چکر بھی لگائیں۔"

فراگ نے اس تجویز سے اختلاف نہیں کیا تھا۔ وہ لانچ کی طرف چل پڑے بے ہوش آدمی اب فراگ کے ساتھیوں کے کاندھوں پر تھے۔

"پتا نہیں ان تینوں کا کیا حشر ہوا۔" عمران بڑبڑایا۔

"زندہ بھی ہوں گے تو جزیرے میں بھوکے مر جائیں گے۔" فراگ لاپرواہی سے بولا۔

عمران کو جواب کا یہ انداز پسند نہیں آیا تھا۔ لیکن وہ خاموش رہا۔ لانچ تک پہنچنے میں آدھے گھنٹے سے کم وقت صرف نہیں ہوا تھا۔ زخمی ساتھیوں کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہیں چل سکے تھے۔

"اور اب میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ لانچ کو کھلے سمندر میں نکال لے چلئے۔" عمران نے فراگ سے کہا۔

"میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا اور اب میں کھل کر اعلان جنگ کروں گا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ان کشتیوں کو غرق کروں گا جو چٹانی ساحل کی نگرانی کر رہی ہیں۔" فراگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "ہو سکتا ہے تم اسے بھی حماقت سمجھو لیکن میں مجبور ہوں۔"

"نہیں! میں آپ کو اس سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کروں گا۔" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔

لانچ کا لنگر اٹھا دیا گیا' لیکن فراگ کی ہدایت کے مطابق ساری روشنیاں بجھا دی گئی تھیں۔

ذرا ہی دیر بعد انہوں نے پھر ہیلی کوپٹر کی آواز سنی۔

"کاش وہ ادھر بھی آ نکلے۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ایک ہی بم لانچ کو تباہ کر دے گا۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"اس سے پہلے ہی اس کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ یہ کنگ چانگ کے نائب کی لانچ ہے۔ اس کی جنگی صلاحیت کا ایک مظاہرہ تم دیکھ ہی چکے ہو۔ میں ہنگامہ نہیں چاہتا تھا لیکن اب مجھے اس پر مجبور کر دیا گیا ہے۔"

"وہ کس طرح یور آنر؟"

"یہ جزیرہ ہمیشہ سے ہماری سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے لیکن موکارو کی حکومت نے کبھی اس میں مداخلت نہیں کی۔ اب ہم پر حملہ ہوا ہے تو ہم بھی دیکھیں گے۔ دو گھنٹے کے اندر اندر میرے قزاقوں کی کشتیاں چنائی ساحل کے قریب پہنچ سکتی ہیں۔"

"اوہو... تو باقاعدہ جنگ....."

"ہاں.... اور تم مجھے اس سے باز نہیں رکھ سکتے۔"

"اب تو میں بھی یہی چاہتا ہوں یور آنر۔"

"یہ سب کچھ بھوتنی کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"میری تفریحات ایسی ہی ہوتی ہیں۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"بہت بہتر یور آنر!"

"اپنے کیبن میں جاؤ.... تینوں قیدی وہیں ہیں۔ ان سے جو معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو کرو۔ یہ اسی دستے سے تعلق رکھتے ہیں جو موکارو کے ممنوعہ علاقے میں متعین ہے۔"

"بہت بہت شکریہ! یور آنر۔"

"اگر وہ زبان کھولنے پر آمادہ نہ ہوں تو مجھے مطلع کر دینا۔ آہا گر تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ بیہوش کیسے ہوئے تھے۔"

"زبانی بتانے کی چیز نہیں ہے۔ مظاہرہ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ کے پاس کوئی فالتو آدمی ہو تو

میرے حوالے کیجئے۔"

"اچھا پھر سہی.... اس وقت کوئی نیا بکھیڑا نہیں کرنا چاہتا۔"

عمران اپنے کیبن میں آیا۔ لانچ کی بیرونی روشنیاں بجھا دی گئی تھیں اور کیبن کی روشنی کیبن تک ہی محدود تھی۔ تینوں بے ہوش جاپانی فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ اور جوزف ان کے قریب ہی اسٹول پر بیٹھا انہیں گھورے جا رہا تھا۔ بوتل اس کے ہاتھ میں تھی۔

"کیا ان کے حلق میں بھی ٹپکانے کا ارادہ ہے۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

جوزف نے دانت نکال دیئے۔ پھر بولا۔ "شاید یہ جاپانی ہیں۔ پتا نہیں کس زبان میں گفتگو کریں۔ تمہیں جاپانی تو آتی نہیں باس۔"

"ہوش آنے سے پہلے ہی ان کے ہاتھ پیر باندھ دو۔" عمران نے کہا۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران پھر فراگ کے کیبن کے دروازے پر دستک دیتا ہوا نظر آیا۔

جزیرے کی طرف سے ہیلی کوپٹر کی آواز اب بھی آ رہی تھی۔

"کون ہے؟" اندر سے فراگ کی غراہٹ سنائی دی۔

عمران نے نام بتایا تھا اور دروازہ کھل گیا تھا۔

"کیا بات ہے؟"

"وہ ہوش میں آ گئے ہیں۔ لیکن شاید جاپانی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے۔" عمران نے کہا۔

"تب پھر ہمارے لیے بیکار ہیں۔ گولی مار کر پانی میں پھینک دو۔"

"جوڈو کیوں نہ سیکھوں ان سے۔" عمران نے تجویز پیش کی۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"دراصل خواہ مخواہ مار ڈالنا میری عادت میں داخل نہیں ہے۔ مارنا ہوتا تو پہلے ہی مار ڈالتا۔ بیہوش کر کے باربرداری کیوں کرتا۔"

"انہیں موقع ملتا تو تمہیں مار ڈالتے!"

"اس سلسلے میں میرے اپنے اصول ہیں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں صرف اسے مار سکتا ہوں جو مجھ پر حملہ کرے۔"

"یہ تو کھلی ہوئی شرافت ہے۔ میں شریف آدمیوں کو پسند نہیں کرتا۔"

"ہم جیسوں کو پسند ہی کر لیا کیجئے۔ کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔ اب پھر آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ ان تینوں کی بازیابی نہ ہو سکنے کے بعد وہ اس طرف کشتیاں بھی روانہ کریں گے۔"

"میں خود یہی سوچ رہا تھا عمران۔ تمہارے اظہار خیال سے تقویت پہنچی ہے۔ میرے نظریئے کو۔ لہٰذا ہمیں بحری جنگ کے لیے تیار ہو جانا چاہئے۔ ویسے ہم خود ہی چٹانی ساحل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔"

"چٹانی ساحل کی طرف بڑھنے کا مطلب ہی بحری جنگ ہے اب اس میں خصوصیت سے تیار ہو جانے کا کیا سوال ہے۔"

"کیا تم خائف ہو؟"

"میرے بعد میرے ساتھیوں کا خیال رکھئے گا۔"

"کیا مطلب؟ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"جنگ شروع ہو جانے کے بعد پاگل ہو جاتا ہوں مجھے ہوش نہیں رہتا کہ توپ کے دہانے میں گھسا جا رہا ہوں یا بندوق کی نال سے خلال کر رہا ہوں۔"

"بھاگ جاؤ.... "فراگ ہنس کر بولا۔ "اپنے ساتھیوں کو صورت حال سے آگاہ کر دو۔"

* * *

جیمسن، ظفر اور جوزف عمران کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بغور سن رہے تھے وہ کہہ رہا تھا۔ "مجھے اس سے غرض نہیں کہ ہوکارو میں کیا ہو رہا ہے نہ میں فرانس کے لیے یہ خطرہ مول لے رہا ہوں مجھے اپنے ملک کے دونوں سائنسدانوں کی تلاش کا کام سونپا گیا ہے لہٰذا میں یہ کام اپنے طور پر کرنا چاہتا ہوں۔ تنہا جاؤں گا اور تم میرے پیغام کا انتظار کرو گے۔"

اس نے ظفر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔ "لوئیسا والے اسٹیمر سے میں نے رابطہ قائم کر رکھا ہے وہ اس کشتی سے بیس میل کے فاصلے پر ہے شروع ہی سے اس نے یہ فاصلہ برقرار رکھا ہے اگر اس لانچ پر کوئی مصیبت نازل ہو تو تم ٹرانسمیٹر سے لوئیسا سے رابطہ قائم کر کے مدد طلب کر سکو گے۔"

"لیکن باس میں تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔" جوزف جھنجھلا کر بولا۔ اس کے تیور صاف بتا رہے تھے کہ جو کچھ کہہ رہا ہے کر گزرے گا۔

"میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ تمہیں غوطہ خوری کا کوئی تجربہ نہیں۔"

"تم کیا جانو کہ نہیں ہے.... باس.... تم زمین پر رہتے ہو پانی میں نہیں کہ تمہیں میری غوطہ خوری کا تجربہ ہوتا۔"

"چل یہ بھی مان لیتا ہوں لیکن تیری لیے چھ بوتلیں کہاں سے مہیا کروں گا۔"

"تم نے مجھے پیدا نہیں کیا ہے باس۔ جس نے پیدا کیا ہے وہی بوتلیں بھی بھجوائے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ اگر تم سے شکوہ کروں تو گولی مار دینا۔ رہی غوطہ خوری کی بات تو تم مجھے پانی ہی کی پیداوار سمجھو! میں نے جس دیس میں جنم لیا ہے وہ.. خوفناک جنگلوں اور پر خطر دریاؤں سے اٹا پڑا ہے۔ تم لوگوں کی غوطہ خوری تو میرے نزدیک اچھی خاصی عیاشی ہے۔ ایسا لباس پہنتے ہو کہ پانی کی شوریت کا تمہارے جسموں پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور سانس لینے کے لیے گیس کے سلنڈر ہوتے ہیں ایسی آسانیاں فراہم ہوں تو مجھ جیسا آدمی پوری زندگی سمندر کی تہہ میں گزار دے۔"

"ہائیں.... ہائیں.... مجھے مرعوب کر رہا ہے.... نالائق....!"

"میں غلط نہیں کہہ رہا باس تم دیکھ ہی لو گے وقت آنے پر۔"

اس کے خاموش ہوتے ہیں جیمسن بولا۔ "اس مینڈک کے ساتھ رہنے کو میں اس پر ترجیح دوں گا کہ سمندری مچھلیوں کی غذا بن جاؤں۔"

"اچھا.... آپ کو بھی زکام ہوا۔"

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔" ظفر بولا۔ "فراگ جیسے متلون مزاج آدمی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

"سنو! تمہیں مجھ سے زیادہ آدمیوں کی پہچان نہیں ہے وہ حتی الامکان تمہارا خیال رکھے گا۔"

وہ مزید کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کسی نے کیبن کے دروازے پر دستک دی۔ جیمسن نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور آم بینی کیبن میں داخل ہوئی۔

"خبردار اسے کچھ نہ معلوم ہونے پائے۔" عمران نے اردو میں کہا۔

"کیا گالی دی ہے مجھے!" وہ تنک کر بولی۔

"عورتوں سے گالیاں کھانے کا عادی ہوں۔ دی نہیں آج تک کسی کو۔ ویسے تم اس وقت

یہاں کیوں آئی ہو۔"

"تمہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ چلو اپنے کیبن میں۔"

"کوئی خاص بات ہے؟"

"بہت خاص..... اٹھو!"

وہ انہیں آنکھ مارتا ہوا ام بنی کے ساتھ کیبن سے نکل آیا۔

"یہ لانچ پھر اسی طرف جا رہی ہے جہاں موکارو کی جنگی کشتیاں گشت کر رہی ہیں۔" ام بنی نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"بہت پرانی اطلاع ہے۔"

"یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ابھی تم ان کی ایک دیوانگی دیکھ ہی چکے ہو۔ تین آدمی خواہ مخواہ ضائع کرا دیئے۔"

"دوسرے کیوں باقی بچیں۔ اس زندگی میں رکھا ہی کیا ہے۔"

"میں تو زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"ضرور رہو..... تمہیں کس نے منع کیا ہے۔"

"تم سچ مچ درندے ہو۔"

"جاؤ..... اپنے کیبن میں جاؤ۔" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ "میری زندگی کا مقصد عورتوں کے میٹھے بول سننا نہیں ہے۔ زبردستی گلے پڑ جاتی ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ غصیلے لہجے میں بولی۔ "اب میں تمہیں اپنی شکل نہ دکھاؤں گی۔"

"تمہاری شکل دیکھ کر میرا بنک بیلنس نہیں بڑھ جاتا۔"

"کمینے..... ذلیل..... جہنم میں جاؤ۔"

وہ بلبلاتی ہوئی اپنے کیبن کی طرف چلی گئی۔

"آپ نے اچھا کیا یور میجسٹی۔" اس نے پشت پر جیمسن کی آواز سنی۔

"چھپ چھپ کر باتیں سنتے ہو۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پیشہ ہی یہی ہے جناب عالی۔"

عمران پھر ظفر کے کیبن میں واپس آ گیا اور جوزف سے بولا۔ "اچھی بات ہے تم میرے

ساتھ چلو گے لیکن گیس سلنڈر کے علاوہ بھی تمہیں کچھ وزن اٹھانا پڑے گا۔"

"پہاڑ رکھ دو مجھ پر باس۔" جوزف کی باچھیں کھل گئیں۔

دفعتاً لانچ پر ہلچل سی مچ گئی۔ عرشے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"تم سب میرے کیبن میں چلو۔" عمران نے جوزف سے کہا اور ان دونوں سے بولا جب ہم غائب ہو جائیں تو فراگ کو اطلاع دے دینا۔ لیکن اس پر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ تمہیں میری سکیم کا علم پہلے سے تھا۔ بس یہ کہہ دینا کہ تم نے ہم دونوں کو لانچ سے چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔"

"اس قسم کی جدائی مجھ سے برداشت نہ ہو سکے گی۔" جیمسن نے کہا۔

"جوگی بن جانا میرے فراق میں۔" عمران کہتا ہوا کیبن سے نکل آیا۔

اور پھر انہیں معلوم ہوا کہ دو کشتیاں لانچ کا تعاقب کر رہی ہیں اور ان کی طرف سے وارننگ مل رہی ہے۔

"چلو!" عمران جوزف کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کیبن میں گھسیٹ لے گیا۔

پھر فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔ لانچ کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ یکایک ایک زوردار جھٹکا لگا لیکن اس کے بعد بھی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا فائرنگ کے بعد ہی عرشہ ویران ہو گیا تھا۔ ظفر اور جیمسن کو پہلے ہی ہدایت کر دی گئی تھی کہ جنگ شروع ہوتے ہی وہ اپنے کیبنوں تک محدود رہیں۔ عرشے پر آنے کی ضرورت نہیں۔ خود فراگ نے انٹرکام پر ان سے خطاب کیا تھا۔

"عجیب جنگ ہے۔" جیمسن بڑبڑایا۔

"یہ لانچ حیرت انگیز ہے۔" ظفر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ تعاقب کرنے والی کشتیوں میں سے کوئی الٹ گئی ہے یہ جھٹکا شاید تارپیڈو چلانے کی وجہ سے لگا تھا۔"

دفعتاً پھر ویسا ہی جھٹکا اور فائروں کی آوازیں معدوم ہو گئیں۔

"شاید ایک اور غارت ہوئی۔" جیمسن بولا۔

پھر سناٹا چھا گیا۔

"پتہ نہیں ان حضرت نے کیا گل کھلایا۔" ظفر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"مجھے تو واپسی ناممکن ہی نظر آتی ہے۔"

لانچ کی رفتار پھر معمول پر آ گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ تھوڑی دیر

بعد کسی نے کیبن کے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے؟" جیمسن بولا۔

"دروازہ کھولو... !" فراگ کی غراہٹ سنائی دی۔ جیمسن نے جھپٹ کر دروازہ کھولا تھا۔

"کیا عمران یہاں ہے؟" فراگ نے پوچھا۔

"نہیں یور آنر...!" جیمسن بولا۔ "وہ دونوں تو دیر ہوئی غوطہ لگا چکے ہیں۔ میں نے خود انہیں ایسا کرتے دیکھا تھا۔"

"کب...؟" فراگ نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"جب یہ کشتیاں حملہ آور ہوئی تھیں۔"

فراگ نے طویل سانس لی۔ اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دیکھے جا سکتے تھے۔

"ضدی اور بیہودہ۔" اس نے بالآخر غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ.... تو کیا! انہوں نے آپ کے حکم کے خلاف یہ قدم اٹھایا ہے۔" ظفر نے حیرت سے پوچھا۔

"قطعی۔ میں نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی تھی یہ بہت برا ہوا۔ اور وہ منحوس پرنس کیا وہ بہت زیادہ نشے میں تھا۔"

"نہیں یور آنر۔ میں نے ایسی کوئی بات محسوس نہیں کی تھی۔"

"ہم اس ساحل کے قریب سے گذر رہے تھے۔" فراگ نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "اور ان کشتیوں نے ہم پر فائرنگ شروع کر دی تھی دو ہی تھیں دونوں غرق ہو گئیں۔ لیکن اب مجھے اس ساحل کے آس پاس ہی رہنا پڑے گا اور ہاں دیکھو تم دونوں اب میری ذمہ داری ہو۔ میرے علم میں لائے بغیر تم بھی کوئی ایسی ہی حرکت نہ کر بیٹھنا۔"

"ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یور آنر۔"

"اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم دونوں کا خاص طور پر خیال رکھوں۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں سمجھا شاید مذاق کر رہا ہے۔"

اتنے میں ام بنی بھی آ پہنچی۔

"وہ دونوں پانی میں کود گئے۔" فراگ نے اسے اطلاع دی۔

"کون دونوں؟"

"عمران اور پرنس۔!"

"نہیں۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔

"صبر کرو۔" فراگ اس کا شانہ تھپکتا ہوا نرم لہجے میں بولا۔ "تم سچ مچ میری وفادار ہو۔ جسے میں نے بخش دیا اسی کی ہو گئیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ میں دل سے تمہاری قدر کرتا ہوں۔"

جیمسن نے معنی خیز نظروں سے ظفر کی طرف دیکھا۔

فراگ ام بنی سے کہہ رہا تھا۔ "میں اب یہ ساحل نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کے آس پاس ہی رہوں گا۔ خواہ کچھ ہو جائے تم مطمئن رہو۔"

پھر وہ اسے سہارا دے کر کیبن سے نکال لے گیا تھا۔

"عجیب چیز ہے یہ مینڈک بھی۔ اپنی محبوبہ دوسرے کے حوالے کر کے اس کے جذبہ محبت کی تعریف کر رہا ہے۔"

ظفر کچھ نہ بولا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ عمران سچ مچ ایسا کوئی قدم اٹھائے گا۔ وہ کھلی ہوئی خودکشی تھی۔ لیکن اسے باز رکھنا کس کے بس کا روگ تھا۔

تھوڑی دیر بعد انٹرکام سے فراگ کی آواز آئی وہ انہیں اپنے کیبن میں طلب کر رہا تھا۔

* * *

وہ گہرائیوں میں اترتے چلے گئے تھے۔ عمران کے گرد اتنی روشنی تھی کہ جوزف اس پر نظر جمائے رکھنے پر قادر تھا۔ معمولی جسامت کی مچھلیاں ان کے قریب سے گزر رہی تھیں اور ابھی تک کسی خطرناک قسم کے آبی جانور کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ عمران تھوڑی تھوڑی دیر بعد مڑ کر جوزف کو دیکھ لیتا۔

جوزف نے گیس سلنڈر کے علاوہ عمران کے سامان کا واٹر پروف تھیلا بھی پشت پر باندھ رکھا تھا۔ ایک تھیلا عمران کے ساتھ بھی تھا لیکن وہ جوزف والے تھیلے کی طرح وزنی نہیں تھا۔ جوزف تو دونوں تھیلے اپنی ہی کمر سے باندھنے پر مصر تھا لیکن پھر یہ طے پایا تھا کہ وزنی تھیلا وہ سنبھالے اور ہلکا عمران۔

ساحل تک پہنچنے میں پندرہ یا بیس منٹ صرف ہوئے تھے چنانچہ خاصی گہرائی تک اترتی چلی

گئی تھیں۔ لیکن وہ شگاف کہاں تلاش کیا جائے۔ کسی خاص جگہ کی نشاندہی موجود نہیں تھی۔ یہ چٹانیں پانی کے اندر بھی دیوار ہی کی طرح سیدھی چلی گئی تھیں اور ان پر کائی کی اتنی پھسلن تھی کہ کسی جگہ ہاتھ جمانا بھی مشکل تھا۔

ایک جگہ بہت بڑا سمندری سانپ دکھائی دیا جو ایک پتلی سی دراڑ سے برآمد ہو رہا تھا۔ لیکن زیرولینڈ والا آبی حربہ آڑے آیا۔ اس سے سانپ کے چیتھڑے پانی میں منتشر ہو گئے تھے۔

اگر جوزف کے جسم پر بھی اسی قسم کا لباس ہوتا جیسا عمران نے پہن رکھا تھا تو وہ آپس میں گفتگو بھی کر سکتے تھے کچھ دیر بعد کی جدوجہد کے بعد ایک ایسی دراز نظر آئی جس سے دو آدمی بیک وقت گذر سکتے تھے۔ عمران نے احتیاطاً پہلے اس میں ایک فائر کیا اور پھر اندر تیر گیا۔ جوزف نے اس کی تقلید کی۔ مگر خاصہ فاصلہ طے کرنے کے بعد اچانک مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ آگے راستہ مسدود تھا۔ عمران پھر پلٹا۔ دراڑ سے باہر نکلتے ہی وہ کسی قدر تھکن محسوس کرنے لگا تھا جوزف کا جو حال ہوا ہو۔

وہ چٹانوں سے لگا ہوا بائیں جانب بڑھتا رہا۔ یا کامیابی... یا غرقابی۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں تھی۔ لانچ نہ جانے کہاں پہنچی ہو۔ پانی کے اندر ٹرانسمیٹر پر بھی اس سے رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا تھا اور سطح پر ابھرنے کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پتا نہیں ساحل کی نگرانی کے لیے کتنی مسلح کشتیاں موجود ہوں۔ فراگ کی بھوت والی بچکانہ حرکت نے سارا کھیل بگاڑ دیا تھا ورنہ وہ دن کی روشنی میں یہ کام سرانجام دیتا۔ اس صورت میں فراگ کم از کم اس جگہ کی نشاندہی تو کر ہی سکتا۔ جہاں اس کی کشتی ایک آہنی کنویں میں قید ہوئی تھی پھر تو وہ ناک کی سیدھ ہی میں اس شگاف کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا اور شاید جلد ہی کامیاب بھی ہو جاتا۔ وہ ایک بار پھر جوزف کی طرف پلٹا۔ غالباً دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں اسے اس کی ضرورت تو نہیں۔ لیکن جوزف نے اشارہ کر کے اسے آگے بڑھتے رہنے کا اشارہ کیا۔ ایک جگہ پھر ایک شگاف نظر آیا۔ لیکن وہ بھی دھوکہ ہی ثابت ہوا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں سچ مچ آخری وقت تو نہیں آگیا۔ اب آگے بڑھنے کی رفتار سست تھی۔

دفعتاً بیس بائیس گز کے فاصلے پر نیلے رنگ کے چمکدار لہریئے سے نظر آئے۔ اوہ.... یہ تو روشنی ہے.... اس نے سوچا.... نیلی روشنی جس کی شعاعیں پانی میں لہریئے سے ڈال رہی تھیں

اور یہ روشنی چٹان ہی سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ پھر جوزف کی طرف پلٹا اور اشارہ کیا کہ وہ اس کی ٹانگ پکڑ لے۔ اب تیراکی آسان نہیں رہی تھی۔ اس کے بازو آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

وہ ایک خاصا کشادہ شگاف ہی تھا جس سے روشنی کے لہریئے نکل رہے تھے۔ اس روشنی کی زد سے بچتا ہوا وہ جوزف سمیت اس شگاف کے سامنے جا پہنچا۔ روشنی کے لہریئے شگاف سے نکل کر تین چار فٹ پر معدوم ہو جاتے تھے۔ شگاف اتنا کشادہ تھا کہ اس سے ایک خاصی بڑی کشتی گزر سکتی تھی۔

عمران نے اپنے حربے سے شگاف کے اندر فائر کیا ہی تھا کہ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی انجن سے اسٹیم خارج ہونے لگی ہو۔ روشنی کے لہریئے غائب ہو چکے تھے۔

وہ دونوں اوپر سے نیچے کی طرف شگاف کے گرد چکر لگانے لگے عمران فوری طور پر اس میں داخل نہیں ہونا چاہتا تھا۔

اسٹیم خارج ہونے کی آواز کچھ دیر بعد تھم گئی۔ اب وہ شگاف میں داخل ہو رہا تھا۔

شاید اسی شگاف کے بارے میں فراگ کے قیدی نے بتایا تھا۔ اس نے سوچا۔ اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔ جوزف نے اس کی ایک ٹانگ پکڑ رکھی تھی اور دوسرے ہاتھ سے پانی کاٹتا جا رہا تھا۔ عمران کے دونوں ہاتھ چل رہے تھے۔

یہ شگاف بتدریج اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا تھا۔

عمران سوچ رہا تھا کہ شاید اس نیلی روشنی کا انتظام انہوں نے اپنے آدمیوں کی رہنمائی کے لیے کر رکھا تھا جسے زیرولینڈ والے حربے نے ضائع کر دیا یک بیک اس کا سر پانی کی سطح پر ابھر آیا۔ ساتھ ہی لباس سے خارج ہونے والی روشنی بھی ختم ہو گئی تھی اب چاروں طرف گہری تاریکی تھی اور وہ دونوں سطح پر تیر رہے تھے۔ جوزف نے اب بھی اس کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی۔

پھر اچانک اس کا ہاتھ کسی پتھر سے ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے حربہ تو ہولسٹر میں رکھا اور دونوں ہاتھوں سے اس پتھر کو ٹٹولنے لگا۔ وہ خشک تھا اور پوری طرح اس کے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں آ گیا تھا۔ اس نے اس پر زور دے کر اوپر اٹھنا شروع کیا۔ اور پھر وہ ٹانگ اس کے آس پاس پہنچانے کی کوشش کرنے لگا جسے جوزف نے نہیں پکڑ رکھا تھا۔

شاید جوزف کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ کنارہ مل گیا ہے۔ اس لیے وہ اس کے لیے آسانی فراہم

کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر اس کا دوسرا ہاتھ بھی خشکی سے ٹکرایا اور اس نے عمران کی ٹانگ چھوڑ کر اپنے طور پر جدوجہد شروع کر دی۔

قریباً تین منٹ بعد وہ سخت زمین پر چت پڑے تھکے ہوئے چوپایوں کی طرح ہانپ رہے تھے۔ سر پر تاروں بھرا آسمان تھا اور رات سائیں سائیں کر رہی تھی۔

انہوں نے گیس سلنڈر اتار دیئے تھے کچھ دیر بعد جوزف نے کروٹ لے کر سرگوشی کی۔

"کیا خیال ہے باس۔؟"

"تم بہت اچھے غوطہ خور ثابت ہوئے ہو۔"

"اونہہ..... اسے چھوڑو..... ہم کامیاب ہو گئے ہیں نا.....؟"

"ہاں..... شاید اللہ نے ہم پر رحم کیا ہے۔ کہیں سو نہ جانا..... "

"یہ سونے کی رات نہیں ہے باس۔" جوزف نے کہا اور کھی کھی کر کے ہنسنے لگا۔

"ابے۔ تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟"

"مزہ آ رہا ہے باس یہ سوچ کر کہ تم مجھے چھوڑ آنے کا ارادہ رکھتے تھے۔"

"ذرا چپ چاپ..... پتا نہیں کہاں آ پہنچے ہیں۔ یہاں تو ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا۔"

"تھوڑی دیر بعد سجھائی دے گا باس۔ آنکھوں کو عادی تو ہونے دو۔ کچھ دیر بعد تاروں کی چھاؤں میں بہت کچھ دکھائی دے گا۔"

"سنو..... ہمیں اس جگہ سے ہٹ جانا چاہئے۔"

"ٹھیک ہے باس۔ میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ یہ تو اچھا خاصا راستہ ہے ہو سکتا ہے پوشیدہ آمدورفت کا مستقل راستہ ہو۔"

عمران کے تھیلے میں ٹارچ بھی موجود تھی۔ لیکن اس نے اس کا استعمال مناسب نہ سمجھا۔ جہاں تک سطح زمین ملی۔ سینے کے بل رینگتے چلے گئے۔ پھر چٹانوں کے ہیولے نظر آنے لگے اور زمین بھی ناہموار ہو گئی اور انہیں گھٹنوں کے بل بیٹھنا پڑا۔

اب وہ چوپایوں کی طرح ہاتھوں اور پاؤں سے چل رہے تھے۔ ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں پہنچ کر عمران رک گیا۔

"فی الحال یہی ہماری منزل ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "گیس سلنڈر اور تھیلا پشت سے اتار دو۔"

جوزف خاموشی سے تعمیل کرتا رہا۔ پھر عمران بولا۔ "یہ بڑا اچھا ہوا کہ اپنا بوجھ خود ہی اٹھا کر لائے ہو۔"

"میں نہیں سمجھا باس۔"

"تمہارے تھیلے میں ذو گیلن پونیازی کی کچی شراب موجود ہے۔"

"ب..... باس.....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "آسمان پر وہ اور زمین پر تم میرے باپ ہو۔ تمہارے علاوہ اور کسی نے میرا اتنا خیال نہیں رکھا۔ آسمانی باپ نے زندگی دی ہے اور تم پال رہے ہو۔" اس نے ٹٹول کر عمران کا ہاتھ پکڑا۔ اسے والہانہ انداز میں چومنے اور آنسوؤں سے بھگونے لگا۔

رات کا ابدی سناٹا پہلے سے بھی زیادہ گہرا معلوم ہونے لگا۔

* * *

فراگ کی لانچ موکارو کے سنگلاخ ساحل سے دس میل دور ہٹ گئی تھی لیکن اسی کے متوازی چل رہی تھی۔ ساحل کے اختتام پر پہنچ کر پھر پلٹ پڑتی اور دوسری سمت میں چلنے لگتی۔

فراگ بہت زیادہ مضطرب تھا۔

موکارو کی ان دونوں کشتیوں کی تباہی کے بعد پھر کوئی حملہ آور کشتی نہ دکھائی دی۔

فراگ ظفر سے کہہ رہا تھا۔ ”ہمیں یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ خطرہ ٹل گیا ہے۔ ساکاوا اپنی ناکامی پر پاگل ہو جائے گا۔“

”تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟“

”اس کی طرف سے کوئی اطلاع ملے بغیر میں یہاں سے ہٹ نہیں سکتا۔ خواہ کچھ ہو جائے۔“

فراگ غرایا۔ ”اُم بنی کو بلاؤ۔“

ظفر اس کے کیبن سے نکلا ہی تھا کہ جیبی ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر جیب سے نکالا تھا۔

دوسری طرف عمران کی آواز آرہی تھی۔ ”ظفر الملک.... ظفر الملک....“

”ظفر....!“ ظفر چہکا۔

”تم لوگ محفوظ ہونا؟“ عمران کی آواز آئی۔ ”اردو کے علاوہ اور کوئی زبان استعمال نہ کرنا۔“

”آپ کہاں ہیں؟“

”خدا کا شکر ہے کہ منزل مقصود پر پہنچ چکا ہوں۔ جوزف اچھے موڈ میں ہے۔ تم اپنی پوزیشن بتاؤ۔“

”ساحل سے دس میل دور.... متوازی.... چال پھیر ہو رہی ہے۔ ابھی تک دوسرا حملہ نہیں ہوا۔“

"اس سے کہو! سیدھا پونیاری کی طرف نکل جائے۔ وہیں اینکر کرے۔ ورنہ تم سب خطرہ میں پڑ و گے۔"

"کیا آپ اس سے گفتگو نہیں کریں گے؟"

"ہرگز نہیں.... اردو کے علاوہ اور کوئی زبان استعمال نہیں کر سکتا۔ اچھا بس اس سے کہہ دینا کہ پونیاری کی طرف نکل جانے میں دیر نہ لگائے.... اختتام...."

ظفر کچھ اور کہنا چاہتا تھا لیکن دوسری طرف سوئچ آف کیا جا چکا تھا۔ وہ الٹے پاؤں فراگ کے کیبن کی طرف پلٹ آیا۔

"خوش خبری یور آنر۔"

فراگ ٹہلتے ٹہلتے رک کر مڑا۔

"وہ دونوں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے شگاف تلاش کر لیا۔"

"نہیں۔" فراگ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یقین کیجئے! ابھی ابھی ٹرانسمیٹر پر پیغام موصول ہوا ہے اور اسے اس بات پر بے حد افسوس ہے کہ آپ سے براہ راست گفتگو نہیں کر سکتا۔"

"کیوں؟" مجھ سے کیوں نہیں کر سکتا؟"

"ایسی کوئی زبان استعمال نہیں کر سکتا جو ان اطراف میں سمجھی جا سکے۔"

"وہم ہے اس کا۔ اگر یہ سمجھتا ہے کہ اجنبی ان اطراف میں نہیں سمجھی جا سکتی۔"

"ہم نے اجنبی میں گفتگو نہیں کی تھی بلکہ وہ ایک ایشیائی زبان ہے۔"

"ہو گی....!" فراگ نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"اس نے کہا ہے کہ لانچ کو پونیاری کی طرف لے چلا جائے۔ ادھر اس کی موجودگی مناسب نہیں۔"

"ہم دونوں کی ذہنی لہریں ایک دوسرے سے ٹکرا رہی ہیں۔ وہ سچ مچ میرا ہی بیٹا لگتا ہے۔ میں سمجھوں یا نہ سمجھوں! تم مجھے اس کی آواز سنوا دو۔"

ظفر نے ٹرانسمیٹر نکال کر اشارے والا سوئچ آن کیا۔

"ہیلو.... ہیلو.... عمران صاحب.... ظفر مخاطب ہے.... ہیلو ہیلو۔"

"کیا بات ہے؟" آواز آئی۔

"مینڈک آپ کی آواز سننا چاہتا ہے۔"

"غالباً سن ہی رہا ہو گا۔ جتنی تیزی سے ممکن ہو۔ بتائی ہوئی جگہ کے لیے روانہ ہو جاؤ۔"

"بہت بہتر....!"

"اختتام....!"

"ہاں وہی ہے.... وہی ہے...." فراگ نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "کیا کہہ رہا تھا....؟"

"میں نے کہا تھا کہ آپ اس کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ اس نے پھر کہا ہے کہ جتنی تیزی سے ممکن ہو پونیاری کی طرف روانہ ہو جاؤ۔"

"ضرور.... ضرور.... جو کچھ کہے گا کروں گا۔ بعض اوقات وہ میری سوجھ بوجھ پر بھی سبقت لے جاتا ہے۔"

ٹھیک اسی وقت اَم بنی خود ہی وہاں آ پہنچی۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"وہ وہاں پہنچ گیا ہے۔" فراگ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اب تجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسی کی ہدایت کے مطابق اب ہم پونیاری جا رہے ہیں۔"

"کیا میں اس پر یقین کر لوں؟" اَم بنی نے ظفر سے پوچھا۔ "مجھے بہلایا تو نہیں جا رہا۔"

"کیوں بکواس کر رہی ہے۔" فراگ غرایا۔ "کیا میں جھوٹ بولوں گا۔"

"نہیں.... نہیں.... میں معافی چاہتی ہوں۔" اَم بنی گڑگڑائی۔ "میرے حواس درست نہیں ہیں۔"

"جاؤ! آرام کرو۔" فراگ پھر نرم پڑ گیا۔ چند لمحے اسے ترحم آمیز نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میری دعا ہے کہ اس کے دل میں تمہارے لیے جگہ پیدا ہو جائے۔"

"محبت کرنے والوں کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی۔" اَم بنی مغموم لہجے میں بولی۔ "وہ صرف چاہتے ہیں۔ اس کے بدلے میں انہیں محبت ملے یا نہ ملے۔"

"ہوتا ہو گا.... یہی ہوتا ہو گا.... اب تم جاؤ۔"

اَم بنی لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے چلی گئی۔ ظفر نے ٹھنڈی سانس لی تھی۔

"اس کے لیے پاگل ہو رہی ہے۔" فراگ بڑبڑایا پھر چونک کر بولا۔ "ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہمیں جلد از جلد پونیاری کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔"

پھر اس نے کیپٹن کو ہدایات دی تھیں اور لانچ پونیاری کی طرف چل پڑی تھی۔

"اگر پونیاری کی پڑ باقاعدہ حملہ ہوا تو؟" ظفر نے سوال کیا۔

"ایک بار سبق دیا جا چکا ہے۔ اگر اب بھی وہ باز نہ آئے تو پھر بھگتیں گے۔" فراگ بولا۔

تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر پرنس ہر بنڈا کا ذکر چھیڑ دیا۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ پرنس غوطہ خوری بھی کر سکتے ہیں۔" ظفر نے کہا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ حقیقتاً ہر بنڈا ہی ہے۔"

"میں اس سے زیادہ نہیں جانتا جتنا مجھے بتایا گیا تھا۔" ظفر نے فراگ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ ملازمت بہت مہنگی پڑی۔ جن حالات سے گذرنا پڑا ہے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔"

دفعتاً خطرے کی گھنٹیاں پھر بجنے لگیں اور انٹر کام سے کیپٹن کی آواز آئی۔

"مشرق کی طرف سے غیر معمولی تموج اسی جانب بڑھتا آ رہا ہے۔ لانچ اس کی متحمل نہ ہو سکے گی۔"

فراگ جھپٹ کر انٹر کام کے قریب پہنچا۔

"لائف بوٹس تیار رکھنے کا حکم دے دو۔!" اس نے کیپٹن کو مخاطب کیا.... "کیا طوفان ہے؟"

"نہیں یور آنر.... کمپیوٹر صرف تموج بتاتا ہے۔"

"اوہ.... اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پھر بھی لائف بوٹس تیار رکھو اور ہاں.... ان قیدیوں کو ٹھکانے لگا دو.... ہمارے لیے بیکار ہیں۔"

ظفر الملک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ عمران کا حکم تھا کہ فراگ کے معاملات میں دخل اندازی نہ کی جائے۔

لانچ کی رفتار دفعتاً کم ہو گئی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اس تموج کو پیچھے نہیں چھوڑ سکتی۔ ہر حال میں اس سے نپٹنا پڑے گا۔ کچھ ہی دیر بعد لہروں کا شور سنائی دیا تھا۔

"حیرت انگیز..!" فراگ آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "بالکل نئی بات.... ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ سننے میں بھی نہیں آئی یہ بات...." دیو پیکر لہریں گویا سر پر چڑھی آ رہی تھیں۔

لانچ ایک حقیر سی گیند کی طرح اچھلنے کودنے لگی۔

"بیلنس کرو.... بیلنس کرو...." فراگ انٹر کام کے قریب منہ لے جا کر چیخا۔

کیبن کا سامان ادھر سے ادھر لڑھکتا پھر رہا تھا اور انٹر کام دیوار میں نصب نہ رہا ہوتا تو اس کا بھی یہی حشر ہوتا۔

ظفر کو بار بار محسوس ہوتا جیسے معدہ اچھل کر حلق تک آ گیا ہو اور پھر نیچے چلا گیا ہو۔ شانوں پر سر نہیں بلکہ کوئی چکرانے والی چیز معلوم ہو رہا تھا۔ دیر تک خود کو سنبھالتا رہا۔ لیکن کب تک؟ اس قسم کے حالات کا عادی تو تھا نہیں آہستہ آہستہ اس پر غشی سی طاری ہوتی گئی۔ اور پھر وہ فرش پر گر کر بالکل بے حس و حرکت ہو گیا۔

* * *

صبح ہونے والی تھی۔ تاریکی دھندلکے میں تبدیلی ہونے لگی اور آبی پرندوں کی تیز آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔

عمران سو رہا تھا اور جوزف کسی رکھوالی کے کتے کی طرح پہرہ دے رہا تھا۔ دونوں نے بقیہ رات اسی طرح باری باری سے سو جاگ کر گذاری تھی۔

سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی جوزف نے اسے جھنجھوڑا۔

"ہاں.... ہاں.... زندہ ہوں۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور اٹھ بیٹھا۔

"باس۔! وہ جگہ تو مجھے ایک چھوٹی سی گودی معلوم ہوتی ہے۔"

"کون سی جگہ....؟"

"وہی جہاں سے ہم خشکی پر پہنچے تھے۔ ذرا تم اوپر چڑھ کر ایک نظر دیکھ تو لو باس۔"

عمران نے تھیلے سے دوربین نکالی اور چٹان پر چڑھتا چلا گیا۔ جوزف نیچے بیٹھا اسے دیکھے جا رہا تھا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔" وہ آہستہ سے بولا۔ "باقاعدہ ڈاک بنا ہوا ہے اور اس وقت کچھ لوگ بھی وہاں موجود ہیں۔"

"اوہو.... تو پھر...."

"فی الحال یہی جگہ ہمارے لیے مناسب رہے گی۔"

"دھوئیں کی دیوار بھی دکھائی دی یا نہیں۔"

"اس کا دور دور تک کہیں پتا نہیں۔"

پھر اسی چٹان کے قریب انہیں ایک چھوٹا سا غار بھی مل گیا تھا جس میں انہوں نے اپنا سامان رکھ دیا تھا۔ غوطہ خوری کا لباس اتار کر معمولی کپڑے پہن لیے تھے۔ ڈبوں میں محفوظ کی ہوئی غذا سے ناشتہ کر کے انہوں نے اس جگہ کچھ نشانیاں قائم کیں اور چٹانوں کی آڑ لیتے ہوئے گودی کے قریب پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔

ڈاک پر تین آدمی نظر آئے۔ ان میں سے دو غوطہ خوری کے لباس میں ملبوس تھے۔ ایک نے ٹارچ سنبھال رکھی تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں کچھ اوزار تھے۔ پھر وہ پانی میں اتر گئے۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں سرچ لائٹ کے ضائع ہونے کی اطلاع ہو گئی ہے۔" جوزف آہستہ سے بولا۔

"ممکن ہے۔"

تیسرا آدمی ڈاک ہی پر کھڑا چاروں طرف نگراں تھا۔

کچھ دیر بعد دونوں غوطہ خور ڈاک پر واپس آ گئے۔ شاید ان تینوں کے درمیان کوئی گرما گرم بحث چھڑ گئی تھی۔ بڑے جوش سے ہاتھ ہلا ہلا کر گفتگو کر رہے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے ڈاک سے ہٹ کر بائیں جانب نشیب میں اترنا شروع کیا۔

"دیکھنا چاہئے کہ یہ کدھر جاتے ہیں۔" عمران آہستہ سے بولا۔

وہ پتھروں اور چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے مغرب کی سمت بڑھنے لگے لیکن جلد ہی ان کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ نشیب میں اتر کر وہ تینوں ایک جیپ میں بیٹھے تھے اور جیپ تیزی سے ایک طرف بڑھ گئی تھی۔ پھر وہ دور تک بکھری ہوئی چٹانوں کی اوٹ میں غائب ہو گئی۔

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا تھا۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا باس۔!" جوزف کراہا۔

"ضروری نہیں کہ سب کچھ ہماری توقعات کے مطابق ہی ہوتا رہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔ اوپر والے کی مرضی۔ اگر یہاں تک پہنچنے کا راستہ ہی نہ ملتا تو ہم کیا کر لیتے۔"

"چلو واپس چلیں۔ فی الحال گودی ہی کی نگرانی مناسب رہے گی۔"

وہ پھر اسی جگہ پلٹ آئے جہاں سے چلے تھے۔ ڈاک پر سناٹا تھا۔

"کوئی ایسی جگہ تلاش کرنی چاہئے جہاں رات گزاری جا سکے۔" جوزف بولا: "جس غار میں سامان رکھا ہے وہ تو مناسب نہیں۔"

"مناسب کیوں نہیں؟"

"دیکھو باس۔! یہ جگہ ڈاک سے زیادہ دور نہیں ہے۔ وہ سرچ لائٹ تباہ ہوئی ہو گی۔ ہو سکتا ہے وہ کسی اجنبی کے داخلے کے بارے میں سوچ ہی بیٹھیں۔"

"اوہو.... خاصا عقلمند ہو رہا ہے۔" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہاں اس کا امکان ہے۔ ان تینوں میں شاید اسی مسئلے پر بحث ہو گئی تھی۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ سورج آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا۔ سمندر کی طرف سے آنیوالی ہوا میں ہلکی سی گرمی محسوس ہونے لگی تھی۔ پتا نہیں کیوں عمران کے ذہن پر نیم غنودگی کی سی کیفیت طاری تھی۔ جوزف بار بار اسے غور سے دیکھنے لگتا۔ آخر کار بولا۔

"بعض خطوں کی آب و ہوا عجیب ہوتی ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"تم کہاں ہو باس! میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایسی آب و ہوا والے خطوں میں تھوڑی بہت شراب کے بغیر دماغ قابو میں نہیں رہتا۔"

"اسی لیے مجھے تیری فکر تھی اور میں دو گیلن پار کر لایا تھا۔"

"میں تمہاری بات کر رہا تھا باس۔"

"میں آب و ہوا والا جانور نہیں ہوں۔ چوبیس گھنٹے بعد ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

"تم اس زمین کے آدمی نہیں معلوم ہوتے باس۔"

"میں سرے سے آدمی ہی نہیں ہوں۔"

"اوہ.... دیکھو.... باس۔" جوزف چونک کر بولا۔

اس نے بائیں جانب اشارہ کیا تھا۔ اس طرف تھوڑے فاصلے پر چٹانوں کے پیچھے سے دھواں اٹھتا نظر آیا۔ عمران کسی شکاری کتے کی طرح چوکنا ہو گیا۔

"تم یہیں ٹھہر کر ڈاک کی نگرانی کرو۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "میں دیکھتا ہوں۔"

وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چٹانیں اتنی بلند تھیں کہ کم از کم ڈاک کی طرف سے ان کے دیکھ لیے جانے کا امکان نہیں تھا۔

اس چٹان کے قریب پہنچ کر رک گیا جس کی اوٹ سے گہرے دھوئیں کے مرغولے اٹھ کر فضا میں منتشر ہو رہے تھے۔ چٹان خاصی بلند تھی اور بناوٹ کے اعتبار سے ایسی نہیں تھی کہ بہ آسانی اس پر چڑھا جا سکتا۔ اس نے مڑ کر دیکھا جوزف اپنی جگہ پر موجود تھا اور دوربین سنبھالے ڈاک کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

عمران بائیں جانب چل پڑا۔ اسے کسی ایسے راستے کی تلاش تھی جو اوپر تک پہنچا سکتا۔

دس پندرہ منٹ کی جدوجہد بھی بار آور ثابت نہ ہو سکی.... اور وہ جوزف کی طرف پلٹ آیا۔ ان دیکھی جگہ تھی اس لیے سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم اٹھانا مناسب نہ معلوم ہوا۔

"لیکن باس!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ دھواں ویسا تو نہیں معلوم ہوتا جس کے بارے میں سنتے رہے ہیں۔"

"سنی ہوئی باتیں ہیں۔ جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں یقین نہیں کر سکتا۔"

"کچھ بھی ہو باس.... میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کسی لمحے بھی کوئی بڑا حادثہ پیش آ سکتا ہے۔"

"کیا کہنا چاہتا ہے۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"جتنی جلد ممکن ہو کوئی محفوظ جگہ تلاش کر لو۔"

"چپ چپ...." دفعتاً عمران چونک کر بولا اور کچھ سننے لگا۔

"ہیلی کوپٹر...." جوزف بڑبڑایا۔

"چلو.... غار میں...." عمران پھرتی سے پلٹا۔

کچھ دیر بعد وہ ہیلی کوپٹر کی گھن گرج عین اپنے سروں پر محسوس کر رہے تھے۔

"وہ شاید ڈاک کے چکر کاٹ رہا ہے۔" جوزف بولا۔

"شگاف والی سرچ لائٹ ہی کا جھگڑا معلوم ہوتا ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

بالآخر ہیلی کوپٹر کی آواز ایک ہی سمت سے آنے لگی۔ اور عمران بولا۔ "غالباً اس نے ڈاک ہی پر لینڈ کیا ہے۔"

"تت.... تو پھر....؟"

"شاید ہمیں کوئی بہتر موقع مل جائے۔"

"میں نہیں سمجھا باس۔"

"کچھ بھی نہیں.... تم یہیں ٹھہرو.... میں ابھی آیا۔" عمران نے کہا اور تھیلے سے ڈارٹ گن نکالی ہی تھی کہ جوزف کے دانت نکل پڑے۔

"میں سمجھ گیا باس...!"

"کیا سمجھ گیا؟"

"تم ہیلی کوپٹر لے بھاگنا چاہتے ہو۔"

"تو اتنا سمجھ دار کیوں ہو گیا ہے۔"

"ہمیشہ سے ہوں باس.... بات صرف اتنی سی ہے کہ تمہارے علاوہ اور کسی کے سامنے زیادہ بات چیت کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔"

"تب تو شاید تجھ میں کسی قدیم مشرقی بیوی کی روح حلول کر گئی ہے....!" عمران کہتا ہوا غار سے باہر نکل آیا۔ ہیلی کوپٹر کا انجن شاید بند کر دیا گیا تھا۔

وہ پھر اسی چٹان پر جا پہنچا۔ اس کا خیال غلط نہ تھا ہیلی کوپٹر نے ڈاک ہی پر لینڈ کیا تھا اور اس پر سے دو آدمی اترے تھے۔ ان دونوں کی وردیاں ویسی ہی تھیں جیسی ان جاپانیوں کی تھیں جنہیں لانچ پر چھوڑ آیا تھا۔

ان میں سے ایک غوطہ خوری کا لباس پہنے نظر آیا۔

لیکن عمران اس کا انتظار نہیں کر سکتا تھا کہ ایک پانی میں اتر جائے تب وہ کوئی کارروائی کرے۔ لہٰذا خطرہ تو مول لینا ہی تھا۔ اس نے ڈارٹ گن سیدھی کی اور چٹان سے اتر کر ڈاک کی طرف دوڑ لگا دی دوڑنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے ان دونوں پر وحشیانہ حملہ کرنا چاہتا ہو۔

پھر قبل اس کے کہ وہ پوری طرح اسکی طرف متوجہ ہو سکتے اس نے ڈارٹ گن کے ٹریگر پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ پل بھر میں دونوں ڈاک پر ڈھیر نظر آئے۔ قریب پہنچ کر عمران نے ایک کو کاندھے پر اٹھایا اور غار کی طرف چل پڑا۔

جوزف بالکل ویسی ہی پوزیشن میں بیٹھا نظر آیا تھا جس میں وہ اسے چھوڑ گیا تھا۔ عمران نے بے ہوش آدمی کو کاندھے سے اتارتے ہوئے کہا۔ ”میدان صاف ہے دوسرے کو تم اٹھالاؤ۔“

”او کے باس۔!“

جوزف کے جانے کے بعد عمران نے بے ہوش آدمی کی وردی اتاری تھی اور اس کے ہاتھ پیر باندھ کر منہ پر ٹیپ چپکا دیا تھا۔

* * *

ظفر کو ہوش آیا تو اس نے محسوس کیا کہ وہ اس کیبن میں نہیں ہے جہاں اس پر غشی طاری ہوئی تھی۔ سمندر بھی اب متلاطم نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ کیبن جانا پہچانا سا لگا۔ لیکن نہ تو وہ خود اس کا کیبن تھا اور نہ فراگ کا۔

بستر سے اتر آیا اور جوتے پہن کر کیبن سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن ہینڈل گھمانے پر دروازہ نہ کھلا۔ شائد مقفل کر دیا گیا تھا۔

”اوہ.... ہم تو قیدی بنا لیے گئے ہیں۔“ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ ”لیکن کس کے قیدی؟ کیا ان لوگوں کے ہاتھ لگ گئے ہیں۔ پتا نہیں جیمسن پر کیا گذری.... ؟ لانچ یقیناً الٹ گئی تھی۔

جیمسن سے اس طرح جدائی کا حادثہ تکلیف دہ تھا۔ اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ لیکن پھر جلد ہی ذہن نے سنبھالا لیا۔

قید۔؟ کس کی قید.... اگر موکارو والوں نے پکڑا ہے تو فراگ کے ساتھیوں کا سا حشر ہوگا۔

وہ سوچ ہی رہا تھا کہ قفل میں کنجی گھومنے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے ایسی پوزیشن میں آ گیا کہ دروازہ کھلنے پر اس کی اوٹ میں ہو۔ لیکن دروازے کھلتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ ”کوئی حماقت نہ کر بیٹھنا۔ تم دشمنوں میں نہیں ہو۔“

آواز لوئیسا کی تھی۔ ظفر چھلانگ لگا کر سامنے آ گیا۔

”جیمسن کہاں ہے؟“ اس نے بے ساختہ سوال کیا تھا۔

”سو رہا ہے.... مر نہیں گیا....“ لوئیسا بولی۔

وہ کیبن میں داخل ہوئی اس کے پیچھے ایک آدمی ناشتے کی ٹرے اٹھائے کھڑا تھا۔ ظفر بستر پر بیٹھ گیا۔ ناشتہ اسٹول پر رکھ دیا گیا اور لوئیسا کرسی کھینچ کر بستر کے قریب بیٹھتی ہوئی بولی۔

”تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی بھی نہیں مرنے پایا۔“

”بڑی خوشی ہوئی.... کیا لانچ الٹ گئی تھی؟“

”نہیں۔! ایک جزیرے میں خشکی پر چڑھ گئی تھی اور جب ہم نے وہاں اینکر کی تو فراگ کے علاوہ اور کوئی بھی ہوش میں نہیں ملا تھا.... ویسے لانچ قریب قریب تباہ ہو چکی تھی۔“

”مگر تم وہاں تک کیسے جا پہنچیں؟“

”لانچ کے قریب ہی قریب رہا تھا ہمارا اسٹیمر۔ عمران اپنے ساتھ ایک آپریٹس لے گیا تھا۔ اسی آپریٹس کے وجہ سے ہمیں تمہاری سمت اور فاصلے کا علم رہتا تھا۔“

”وہ موکارو پہنچ چکے ہیں۔“

”ہمیں علم ہے! اس نے پیغام بھیجا تھا۔ اس لیے اب ہم موکارو سے صرف تیس میل کے فاصلے پر ہیں اور تیس میل کے دائرے میں چکر لگاتے رہیں گے۔“

”وہ احتیاطاً اردو کے علاوہ اور کوئی زبان استعمال نہیں کر رہے۔“

”ہمارے ساتھ اردو سمجھنے والے بھی ہیں۔“ لوئیسا مسکرائی۔

”کیا فراگ سے تمہاری گفتگو ہوئی ہے۔“

”نہیں.... ! اسے علم نہیں ہے کہ میں اسٹیمر پر موجود ہوں اور نہ اسے اس کا علم ہونا چاہئے۔“

”میں محتاط رہوں گا۔“

”وہ اسے ایک تجارتی اسٹیمر سمجھ رہا ہے۔ ناشتہ کر کے تم اس سے ملو گے اور بتاؤ گے کہ پچھلی رات سمندر میں تلاطم کیوں ہوا تھا۔“

”میں کیا بتاؤں گا؟“ ظفر نے حیرت سے کہا۔

”اس سے کہنا کہ بیلو پیکو کے ویران جزائر میں سے وہی جزیرہ پچھلی رات غرق ہو گیا جہاں اس نے لانچ اینکر کی تھی۔“

”نہیں.... !“ ظفر اچھل پڑا۔

”صبح سے اس کے بارے میں خبریں نشر ہو رہی ہیں۔ غرقابی کی وجہ زلزلہ بتایا جاتا ہے۔“

”خدا کی پناہ....“ ظفر ناشتہ کرنا بھول گیا!

"کھاتے رہو۔

"ہاں ہاں۔! لیکن شائد تمہیں نہ معلوم ہو کہ پچھلی رات اس جزیرے میں کیا ہوا تھا۔"

"او ہو.... تو وہاں کچھ ہوا بھی تھا۔"

ظفر نے فراگ کی حماقتوں کی کہانی دہرانی شروع کی اور سمندر کے تلاطم تک پہنچا ہی تھا کہ لوئیسا بول پڑی۔

"لیکن لانچ میں کوئی باوردی جاپانی نہیں ملا۔"

"ہو سکتا ہے کیپٹن نے فوری طور پر فراگ کے حکم کی تعمیل کی ہو۔ اس نے کہا تھا کہ قیدیوں کو گولی مار کر پانی میں پھینک دیا جائے۔"

"یہ بہت برا ہوا۔" لوئیسا پر تفکر لہجے میں بولی۔

"کیوں؟"

"ان سے بہت کچھ معلوم کر سکتے۔ مجھے جاپانی آتی ہے۔"

ظفر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہی پھر لوئیسا نے کہا۔ "وہ زلزلہ حیرت انگیز تھا۔ صدیوں سے ان اطراف میں کوئی ایسا زلزلہ نہیں سنا گیا جس کی بنا پر کسی جزیرے کی غرقابی ہوئی ہو۔"

"اور خصوصیت سے وہی جزیرہ جس میں ہمارا ان سے ٹکراؤ ہوا تھا۔"

"عمران نہ ہوتا تو یہ بیوقوف مینڈک بھی غرق ہو گیا ہوتا۔" لوئیسا بولی۔

"لیکن آخر وہاں تک پہنچنے کا موقع کیسے ملا۔ اس ساحل کی تو بہت نگرانی کی جا رہی تھی۔"

اس سوال پر ظفر کو وہ کہانی بھی سنانی پڑی جو اس نے عمران سے سنی تھی۔

لوئیسا متحیرانہ انداز میں سنتی رہی۔ پھر بولی۔ "بڑے دل گردے کا آدمی ہے۔ محض اتنی سی نشاندہی پر اتنا بڑا خطرہ مول لینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔"

"خواہ مخواہ جان لڑا بیٹھتا ہے یہ شخص۔" ظفر برا سا منہ بنا کر بولا۔

اس جملے پر لوئیسا اسے غور سے دیکھنے لگی تھی۔ ظفر اس کا مطلب سمجھ کر بولا۔ "فرانس اس وقت چوتھی بڑی طاقت ہے۔ کیا باضابطہ کارروائی اس کے لیے ممکن نہیں تھی۔"

"موکارو پر ہمارا کوئی اثر نہیں ہے اور پھر شاید تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ ایک بڑی طاقت عرصے سے ہمیں ان جزائر کے سلسلے میں للکار رہی ہے۔ اس نے کھل کر اعلان کیا ہے کہ اگر کسی نے

بھی ادھر کے آزاد جزائر کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی تو اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔"

"بہر حال....!" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ "مسٹر عمران نے دیدہ دانستہ موت کے منہ میں چھلانگ لگائی ہے۔"

"بہت ہی بے جگر آدمی ہے۔" لوئیسا بولی۔ "میں دل سے اس کی قدر کرتی ہوں۔"

"مگر سوال تو یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو تم لوگ ان کی مدد کس طرح کر سکو گے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام صرف دو آدمیوں کے بس کا تو ہے نہیں۔"

"ہم نہیں جانتے کہ ان چٹانوں کے پیچھے کیا ہے۔ لہٰذا اس کی تدبیر بھی وہ خود ہی کرے گا۔ اچھا اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ تمہیں فراگ کے کیبن میں پہنچنا ہو گا۔"

"سمندری آب و ہوا نے تمہیں پہلے سے زیادہ نمکین بنا دیا ہے۔" ظفر آہستہ سے بولا۔

"ہاں میرا حسن خاصا نکھر گیا ہے.... مگر تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔"

"پہنچ رہا ہے۔" ظفر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "تمہارے گیسوؤں کی نرمی میرے دل کو ریشمی کیے دے رہی ہے۔"

"فضول باتیں چھوڑو.... اٹھ جاؤ جلدی سے۔"

کچھ دیر بعد ظفر فراگ کے کیبن کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔

"کون ہے....؟" فراگ کی غراہٹ سنائی دی۔

"ظفر الملک....!"

"بھاگ جاؤ۔"

"ضروری بات ہے یور آنر۔"

"دس منٹ بعد....!"

"بہت بہتر۔!"

وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد گھڑی پر نظر جمائے رکھنا فطری امر تھا۔ لیکن دروازہ تین منٹ بعد ہی کھل گیا تھا۔ خود فراگ ہی نے کھولا تھا۔ کیبن میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

"کیا بات ہے؟" فراگ نے ایسے لہجے میں سوال کیا گویا ظفر الملک اس کے لیے اجنبی ہو۔

"ہم سب بچا لیے گئے ہیں۔" ظفر نے کہا۔

"تو پھر....؟"

"مطلب یہ ہے کہ ہمیں ان لوگوں کا شکر گزار ہونا چاہئے۔"

"بکواس ہے! سب اسی طرح ایک دوسرے کے کام آتے رہتے ہیں۔ اگر اس اسٹیمر کے لوگ کسی دشواری میں پڑے ہوتے تو میں بھی یہی کرتا۔"

"دراصل میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو پچھلی رات والے تموج کی وجہ بتاؤں۔"

"مجھے معلوم ہے۔"

"آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟"

"اُم بنی نے ریڈیو پر سنا تھا۔ کچھ دیر پہلے مجھے بتا گئی ہے۔"

"کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے۔"

"تم کیوں میرا دماغ خراب کرنے چلے آئے ہو۔ دفع ہو جاؤ۔"

"بہت بہتر جناب!" ظفر نے کہا اور کیبن سے باہر آ گیا۔

لوئیسا اب اس کیبن میں نہیں تھی جہاں ظفر کو ہوش آیا تھا۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اُم بنی نے کہیں فراگ کو یہ نہ بتا دیا ہو کہ سفر کی ابتدا اسی اسٹیمر سے ہوئی تھی۔

وہ پھر اپنے کیبن سے نکل پڑا اسے اُم بنی کی تلاش تھی۔ اسٹیمر چونکہ پہلے ہی دیکھا بھالا ہوا تھا اس لیے مقصد براری میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ اُم بنی اُسی کیبن میں ملی جہاں وہ سفر کی شروعات میں مقیم رہی تھی۔

ظفر نے اسے بے حد مضمحل پایا۔

"کیا حال ہے؟" اس نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"ٹھیک ہی ہے تم اپنی کہو۔"

لیکن اپنے بارے میں کچھ بتانے کے بجائے اُم بنی نے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا....؟"

"فراگ کو اس اسٹیمر کے بارے میں بتاؤں یا نہ بتاؤں۔"

"قطعی نہیں.... میں تو ڈر رہا تھا کہ کہیں تم نے بتا نہ دیا ہو۔!"

"اتنی عقل تو رکھتی ہی ہوں....!"

"نہیں....! تم بہت ذہین ہو.... فراگ کو فی الحال یہی سمجھنے دو کہ یہ اسٹیمر اتفاقاً ہی اُدھر نکل آیا تھا جہاں لانچ کو حادثہ پیش آیا تھا۔!"

"کچھ اس کی بھی خبر ملی....؟"

"نہیں....! لیکن جلد ہی میں اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گا۔!"

"داڑھی والے کا کیا حال ہے۔!"

"ابھی تک ملاقات نہیں ہو سکی.... پتا نہیں وہ کہاں ہے۔!"

"سارے ساتھی بچا لئے گئے ہیں....!" اُم بنی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "وہ بھی کہیں نہ کہیں ضرور ہوگا۔!"

"یہ کتنی عجیب بات ہے کہ وہی جزیرہ غرق ہو گیا جہاں ہم نے پچھلی رات رنگ رلیاں منائی تھیں۔!"

"ان اطراف میں ایسا کوئی واقعہ کبھی نہیں سنا گیا....!" اُم بنی بولی۔

"فراگ کا کیا حال ہے....؟"

"کچھ نہیں ....! اس نے خاموشی سے یہ خبر سنی تھی اور کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ دیوانہ موت کے منہ میں کود گیا.... اب میں کیا کروں۔!"

"کیا واقعی تم اُسے اتنا ہی چاہتے ہو....!"

"میری محبت پر شبہ کرو گے تو جان سے مار دوں گی۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"م.... میں شبہ نہیں کر رہا۔"

"چلے جاؤ یہاں سے۔"

"کیا مصیبت ہے.... کوئی بھی منہ لگانے پر تیار نہیں۔" ظفر کراہتا ہوا اٹھ گیا۔

"تم سب اس کے دشمن ہو! کسی نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔"

"جتنی دیر میں اس تک پہنچا اس نے پرنس سمیت چھلانگ لگا دی تھی۔"

ام بنی کچھ نہ بولی۔ کیبن کے کھلے دروازے سے باہر دیکھے جا رہی تھی۔ دفعتاً فراگ دکھائی دیا۔ شائد اس کی نظر بھی ان دونوں پر پڑ گئی تھی۔ سیدھا اندر چلا آیا۔

"یہ اسٹیمر فرانس کے محکمہ موسمیات سے تعلق رکھتا ہے۔" اس نے ظفر سے کہا۔ "یہ لوگ کسی قسم کی موسمیاتی چھان بین کر رہے ہیں لہٰذا ہمیں ایک ہفتے تک اسی اسٹیمر پر رہنا ہے۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔" ظفر نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔" فراگ مسکرایا۔ "میں نے ان سے کہا ہے کہ ہمیں پونیاری پہنچا دو لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ مجبوری ظاہر کی کہ ایک ہفتے سے پہلے وہ اس علاقے کو نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ بھی نہیں بتایا کہ علاقہ کون سا ہے۔"

"یہاں سے ہم عمران سے بھی رابطہ نہ رکھ سکیں گے۔" ظفر بولا۔

"اسی لیے تو میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد پونیاری پہنچ کر کچھ انتظام کر سکوں۔"

"ارے میرا ٹرانسمیٹر....!" دفعتاً ظفر اچھل پڑا۔ جیب میں تو نہیں تھا پھر وہ اپنے کیبن کی طرف جانے ہی والا تھا کہ فراگ بولا۔ "فضول ہے! ہمارا سب کچھ ان کے قبضے میں ہے۔"

"یعنی میرا ٹرانسمیٹر....!"

"میں کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ ان کے قبضے میں ہے۔" فراگ جھنجلایا۔

"خدا کی پناہ....! نہ ہمارے پاس اسلحہ ہے اور نہ ٹرانسمیٹر....!"

"میں دیکھوں گا۔" فراگ واپسی کے لیے مڑتا ہوا بولا۔

ام بنی اس دوران میں ظفر کو بغور دیکھتی رہی تھی۔ فراگ کے جانے کے بعد بولی۔ "یہ دیکھنگ کب تک چلے گی۔ فراگ بچہ نہیں ہے۔"

"دیکھا جائے گا....!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔ اسے جیمسن کی فکر تھی۔

"کہاں چلے.... جیمو.... تمہارے علاوہ اور کسی سے اس کی بات بھی نہیں کر سکتی۔" ام بنی نے مغموم لہجے میں کہا۔

"میں ذرا جیمسن کو دیکھوں گا۔"

وہ باہر نکلا.... چاروں طرف دھوپ چمک رہی تھی اور سمندر پر سکون تھا۔

جیمسن ڈائننگ روم میں بیٹھا بیئر پیتا ہوا نظر آیا۔ ظفر کو دیکھ کر شوخی سے مسکرایا تھا۔ لیکن ظفر نے قریب پہنچتے ہی محسوس کر لیا کہ بیئر کی بوتل میں بیئر کی بجائے الکوحل

"یہ کیا ہو رہا ہے....؟"

"بیئر پی رہا ہوں۔" جیمسن نے بڑی ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"یہ طے ہو گیا تھا کہ اب ہم شراب کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔

"بیئر کو میں شراب نہیں سمجھتا۔"

"لیکن تم شراب پی رہے ہو۔" ظفر نے سخت لہجے میں بولا۔

"اے میرے آقا....! غلام ابن غلام کو اب آزاد فرمایئے.... کہاں تک حق نمک ادا کروں۔ میرا باپ آپ کے چچا حضور کا غلام.... تھا.... لیکن آپ کے چچا حضور نے مجھ حقیر پر ظلم فرمایا کہ مجھے آپ کی غلامی میں دے کر انگلینڈ بھجوا دیا۔

"نشہ ہو رہا ہے۔" ظفر بھنا کر بولا۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں یور ہائی نس.... لیکن مجھے شراب پینے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

"اب میں دیکھوں گا کہ تمہیں کیسے ملتی ہے۔"

"ملے یا نہ ملے.... لیکن میں اس وقت وہ سب کچھ ضرور کہوں گا جو کہنا چاہتا ہوں۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا۔"

"جہنم میں جاؤ۔!" ظفر نے کہا اور واپسی کے لیے مڑ گیا۔

"سنتے جایئے۔ اب ان صاحب کی واپسی ناممکن ہے جو ہمیں فرشتہ بنا دینا چاہتے تھے۔ ہونہہ.... فرشتہ۔!"

"بکواس مت کرو۔!" ظفر پھر پلٹ پڑا۔

"غصہ تھوک دیجئے اور بیٹھ جایئے۔" جیمسن جھومتا ہوا بولا "ابھی کچھ دیر پہلے لڑکی بارت یہاں موجود تھی۔ کہنے لگی۔! 'کاش فراگ مجھے بھی تم میں سے کسی کو بخش دیتا۔ دیکھئے! منہ نہ بنایئے۔ سنتے جایئے کہ.... اب زندگی کے دن تھوڑے ہیں کیوں نہ انہیں بھی شراب اور عورت میں غرق کر دیا جائے....!"

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔!"

"کھلے ہوئے ہیں کان سنائیے۔"

"فرانگ کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ ہم ہنکانا سے اسٹیمر پر روانہ ہوئے تھے۔۔۔۔!"

"اب تک معلوم بھی ہو چکا ہوگا۔"

"کیا مطلب۔۔۔ ؟"

"میں نے للّی ہاردے کو بتا دیا تھا۔"

"میں تمہیں گولی مار دوں گا۔"

"فوراً عمل کیجئے اپنے اس فیصلے پر۔ سسک سسک کر مرنے سے کیا فائدہ۔"

"تم نے اسے کیوں بتایا۔۔۔؟"

"اس وقت بڑی اچھی لگ رہی تھی اور اس نے مجھے بڑے پیار سے دیکھا تھا۔"

دفعتاً انٹرکام سے آواز آئی۔ "جھگڑا مت کرو۔۔۔۔ کیبن نمبر سات میں آجاؤ۔" یہ جملے اردو میں ادا کئے گئے تھے اور بولنے والا کوئی مرد تھا۔

"چلو اٹھو!" ظفر جیمسن کو گھورتا ہوا بولا۔

"یہاں ہمارے علاوہ اور کون اردو بولنے والا ہے۔" جیمسن نے حیرت ظاہر کی۔

"معلوم ہو جائے گا۔۔۔۔ تم یہ کرسی چھوڑ دو۔۔۔۔ نہیں بوتل اٹھانے کی ضرورت نہیں۔"

"یہ ظلم ہے۔۔۔۔!" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔

"ہرگز نہیں۔ اسے یہیں چھوڑ دو۔!"

طوعاً کرہاً وہ ظفر کے ساتھ ہو لیا تھا۔ کیبن نمبر سات میں صرف لوئیسا نظر آئی۔ جیمسن اچھل پڑا۔

"اوہو۔۔۔۔ تو آپ بھی موجود ہیں۔ مجھے علم نہیں تھا۔" اس نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر ظفر سے بولی۔ "فکر مت کرو۔ للّی ہاردے اس وقت سے اب تک بیہوش ہے۔ فرانگ کو کچھ نہ بتا سکے گی۔"

"کیا مطلب۔۔۔ ؟" جیمسن نے آنکھیں نکالیں۔

"اب جو کچھ تم سے کہا گیا اس کے مطابق عمل نہ کر سکنے کی سزا موت ہوگی۔" لوئیسا نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور جیمسن ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "اگر یہ سزا تم اپنے ہاتھوں سے دینے کا وعدہ کرو تو پل بھر میں فرانگ کو مطلع کر دوں گا۔"

"پھر بکواس شروع کر دی تم نے۔"

"اب کیا میں اس قدر بھی زبان نہ کھولوں۔۔۔۔ واہ بھئی۔۔۔۔" جیمسن کو نشہ ہو رہا تھا۔

"جاؤ۔۔۔۔!" لوئیسا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "تمہاری شراب نوشی میں کوئی بھی مخل نہ ہو سکے گا۔۔۔۔ جتنی چاہو پیو۔۔۔۔!"

"یہ ہوئی نا کوئی بات۔۔۔۔!" جیمسن نے ظفر کی طرف دیکھ کر مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"دفع ہو جاؤ۔" وہ اسے دروازے کی جانب دھکیلتا ہوا بولا۔

جیمسن دیوانوں کے سے انداز میں ہنستا ہوا باہر نکل گیا۔

"وہ اپنے کیبن میں بیہوش پڑی ہے۔" لوئیسا بولی۔ "اور بیہوشی کی مدت ہم اپنی مرضی کے مطابق بڑھا سکیں گے۔"

"بہت پھرتیلی ہو۔" ظفر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"جاؤ آرام کرو۔"

"اوہو۔۔ تو کیا اب مجھ پر بھی حکم چلاؤ گی۔"

"یہاں میں انچارج ہوں۔"

"انچارج صاحبہ۔ زندگی کے دن تھوڑے ہیں کیوں نہ انہیں ڈھنگ سے بسر کیا جائے۔"

"سنو! پیارے دان ژوان کبھی پیرس آنا۔ اس وقت میں ڈیوٹی پر ہوں۔" لوئیسا طنزیہ انداز میں مسکرا کر بولی۔

"تم نے ہم دونوں کو بہت بیوقوف بنایا ہے۔"

"تاہیتی کی آب و ہوا ہی ایسی ہے کہ عشق کرنے کے علاوہ اور کسی کام کو جی نہیں چاہتا۔"

"اچھا تو پھر تاہیتی ہی چلو۔"

"میں کہتی ہوں جاؤ۔۔۔۔ ورنہ تمہیں بھی بیہوشی کا انجکشن دے دیا جائے گا۔"

"خیر چھوڑو.... اگر کسی وقت فراگ کا سامنا ہو گیا تو....؟"

"جب تک اسٹیمر ہمارے قبضے میں ہے ایسا نہیں ہو سکے گا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ اب کیا ہو گا؟"

"بس دیکھتے جاؤ۔"

* * *

ہیلی کوپٹر فضا میں بلند ہوا۔ اسے عمران پائلٹ کر رہا تھا۔ عمران کے جسم پر ان میں ایک کی وردی تھی جنہیں بیہوش کر کے غار میں ڈال آئے تھے اور جوزف نے غوطہ خوری کا لباس پہن رکھا تھا۔

اس نے ہیلی کوپٹر کا رخ اس چٹان کی طرف موڑ دیا۔ جس کے عقب سے دھواں اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔

نیچے سے وہ دھواں بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے کسی مل کی چمنی سے نکل رہا ہو لیکن اوپر پہنچ کر حقیقت منکشف ہوئی.... دھوئیں کا مخرج کسی غار کا چھوٹا سا دہانہ تھا۔

"ذرا دیکھ تو دھواں کس طرف جا رہا ہے۔" عمران جوزف کے کان سے منہ لگا کر بولا۔ وہ اس کے برابر ہی بیٹھا تھا۔

"مشرق کی طرف۔"

"کتنی عجیب بات ہے۔"

"کیوں باس....؟"

"ہوا مشرق سے مغرب کی طرف چل رہی ہے۔ لہٰذا دھوئیں کو بھی مغرب ہی کی سمت جانا چاہئے۔ لیکن وہ نہ صرف مشرق کی طرف جا رہا ہے بلکہ ہوا اس کے حجم کو منتشر بھی نہیں کر سکتی۔"

"واقعی باس۔ یہ بات تو ہے.... خدا کی پناہ.... کیا بدروحوں کا جزیرہ ہے....!"

"بکواس کی تو نیچے پھینک دوں گا۔"

جوزف بالکل ایسے ہی انداز میں ہنسا تھا جیسے اس نے یہ بات عمران کو چھیڑنے کے لیے کہی ہو۔

ہیلی کوپٹر اسی سمت پرواز کرتا رہا جدھر دھواں جا رہا تھا۔

"تم بھی ادھر ہی جا رہے ہو باس۔"

"کیا تو دیکھنا نہیں چاہتا کہ یہ حیرت انگیز دھواں کدھر جا رہا ہے۔"

"اے باس میں کوئی لڑکی تو ہوں نہیں کہ دھوئیں کے پیچھا بھاگتا پھروں۔"

"بہت چہک رہا ہے.... کیا بات ہے۔"

"کیا تمہیں میری خوشی بری لگ رہی ہے باس۔"

"خوشی کس بات کی ہے۔"

"یہاں تم صرف میرے ہو باس.... تمہارے آس پاس اور کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جاتا جس سے تم ہنس کر بات کر سکو....!"

"ہائیں.... کیا مطلب....؟"

"مجھے سمجھنے کی کوشش کرو باس۔"

"یہاں اتنی دور اس ویرانے میں لا کر سمجھائے گا۔"

"اسے اس طرح سمجھو.... کہ جب پہلے کے بعد دوسرا بچہ ہوتا ہے تو پہلا بچہ دوسرے سے محض اس لیے جلن محسوس کرتا ہے کہ ماں باپ کی زیادہ تر توجہ اسی طرف ہوتی ہے۔ تو میرے باپ مجھے ویسا ہی بچہ سمجھا کرو۔"

"اچھا بوڑھے بے بی.... اب میں خیال رکھوں گا۔"

"اس محبت میں عقل کو دخل نہیں ہے باس.... جنگل میں ایسی ہی محبتیں پروان چڑھتی ہیں۔"

"اوہ جوزف.... میرے.... سعادت مند بوڑھے بیٹے مجھے بور نہ کرو۔ محبت کے بارے میں کچھ نہیں سننا چاہتا کان پک گئے ہیں۔"

جوزف پھر ہنس پڑا اور بولا۔ "شائد تاہیتی والی لڑکی نے تمہیں بہت بور کیا ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ بہت دور سیاہ رنگ کا ایک پہاڑ سا نظر آ رہا تھا۔

"اوہ باس شائد وہی ہے.... دھوئیں کا حصار....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے.... ہمیں یہیں سے واپس ہو جانا چاہئے اور اب یہ دھواں اس تک ہماری رہنمائی کر سکے گا۔"

اس نے ہیلی کوپٹر پھر اسی طرف موڑ لیا تھا جدھر سے روانگی ہوئی تھی۔

"میں نے صاف دیکھا تھا باس۔۔۔۔ یہ دھواں اسی حصار میں ختم ہو رہا تھا۔"

"ہاں یہی بات ہے۔۔۔۔ اگر یہ ہیلی کوپٹر ہاتھ نہ لگتا تو ہم نہ جانے کب تک بھٹکتے رہتے اور اب تھوڑی سی تفریح ہو گی۔ وہ دونوں ہوش میں نہ آئے ہوں گے۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ عمران نے ٹھیک اسی جگہ ہیلی کاپٹر کو لینڈ کیا جہاں سے اڑا تھا۔ اور پھر وہ دونوں نیچے اتر کر غار کی طرف چل پڑے۔

"اب ہم ان دونوں کو اٹھا کر لائیں گے اور ڈاک پر ڈال دیں گے۔"

"اس سے کیا ہو گا باس۔"

"اگر وہ دونوں غائب ہو گئے تو ان کے ساتھیوں کو تشویش ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ انہیں تلاش کرنے کے سلسلے میں ہم تک آ پہنچیں۔!"

"یہ بات تو ہے۔"

"اگر وہ ڈاک ہی پر ہوش میں آئے تو اپنی بیہوشی کو کوئی معنی نہ پہنا سکیں گے۔"

"واقعی خاصی تفریح رہے گی باس۔" جوزف ہنس کر بولا۔

وہ دونوں اب بھی بیہوش تھے۔ انہیں ان کے کپڑے دوبارہ پہنائے گئے۔

"اب ایک کو تم اٹھاؤ اور دوسرے کو میں اٹھاتا ہوں۔" عمران بولا۔

اس طرح وہ دونوں اپنے سامان سمیت ایک بار پھر ڈاک پر پہنچا دیئے گئے۔

اب عمران اور جوزف چٹان کی اوٹ سے ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ قریباً آدھے گھنٹے بعد ان میں سے ایک آدمی نے کروٹ لی اور کچھ دیر تک ہاتھ پیر چلاتا رہا پھر اٹھ بیٹھا۔ اس کا ساتھی اب بھی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ وہ بوکھلا کر اس پر جھک پڑا اور جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر آوازیں دینے لگا۔

جوزف کے دانت نکلے پڑ رہے تھے۔ انداز بالکل کسی ننھے سے بچے کا سا تھا جو اپنی کسی شرارت سے محظوظ ہو رہا ہو۔

کچھ دیر بعد دوسرا بھی ہوش میں آ گیا اور دونوں خاموش بیٹھے ایک دوسرے کو گھورتے رہے۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی بنا پر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ پھر ان کے درمیان کس قسم کی گفتگو شروع ہو گئی تھی۔ بہرحال غوطہ خوری کا لباس پہنے والے نے شائد پانی میں اترنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

اپنا سامان اٹھا کر وہ ہیلی کوپٹر کی طرف چل پڑے۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا باس۔" جوزف بولا۔

"تم کیا چاہتے تھے؟"

"اس نے غوطہ تو نہیں لگایا۔"

ہیلی کوپٹر کی آواز سے فضا مرتعش ہو گئی۔ وہ اسی سمت پرواز کر رہا تھا۔ جدھر سے آیا تھا۔

"آخر ادھر کیا ہے باس؟" جوزف مغرب کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ادھر اسی گوری کے حکمران رہتے ہیں۔"

"اب ہمیں کیا کرنا ہے باس۔۔۔۔؟"

"فی الحال صرف دیکھیں گے کہ اس دھوئیں کا اخراج کتنی دیر تک ہوتا رہتا ہے۔ رات کو بھی یہ سلسلہ قائم رہتا ہے یا نہیں۔ میں نے وہ جگہ بھی دیکھ لی ہے جہاں سے ہم اس چٹان پر پہنچ سکیں گے۔ اگر رات کو بھی دھواں برقرار رہا تو زیادہ آسانی ہو گی۔"

عمران نے جوزف کو تیار رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ ہیلی کوپٹر کے لینڈ کرتے ہی وہ پھر غار سے نکل آئے اور اسی چٹان کی طرف بڑھنے لگے جس کی اوٹ سے ڈاک کی نگرانی کی جا سکتی تھی۔

اس بار پھر دو آدمی آئے تھے اور دونوں نے غوطہ خوری کے لباس پہن رکھے تھے۔

دونوں نے ایک ساتھ غوطے لگائے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹارچ تھی اور دوسرے نے اوزار کا تھیلا سنبھال رکھا تھا۔ لیکن دو منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ وہ پانی کی سطح پر ابھرتے دیکھے گئے اور جس انداز میں ڈاک پہنچے تھے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا جیسے کسی وجہ سے بوکھلاہٹ میں مبتلا ہو گئے ہوں۔ وہ ڈاک پر پہنچ کر دم بھی نہیں لینے پائے تھے کہ پانی کی سطح پر بھونچال سا آ گیا۔ کوئی سیاہ سی شے سطح پر ابھر رہی تھی۔

"اوہو۔۔۔۔ آبدوز کشتی۔۔۔۔!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔

جوزف کچھ نہ بولا۔۔۔۔ وہ کسی شکاری کتے کی طرح اس جانب نگراں تھا۔ دونوں غوطہ خور ڈاک پر کھڑے آبدوز کو دیکھتے رہے۔

ٹھیک اسی وقت پھر کسی ہیلی کوپٹر کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"اوہو۔۔۔۔ یہ تو مشرق کی طرف سے آ رہا ہے۔ چلو غار میں ورنہ ہم دیکھ لیے جائیں گے۔!"

یہ ہیلی کوپٹر حقیقتاً اسی سمت سے آ رہا تھا جدھر انہوں نے دھوئیں کا حصار دیکھا تھا۔

جوزف غار کی جانب دوڑ گیا تھا لیکن عمران اسی چٹان کی ایک دراڑ میں دبک رہا۔ ہیلی کوپٹر اس کے اوپر سے گزرتا ہوا ڈاک کی طرف جا رہا تھا۔

پھر اس نے محسوس کیا کہ وہ ہیلی کوپٹر بھی ڈاک ہی پر لینڈ کر رہا ہے.... عمران دوبارہ اسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے ڈاک کی طرف جھانکتا رہا تھا بعد میں آنے والے ہیلی کوپٹر سے صرف ایک آدمی اترا۔ دوسری طرف آبدوز کے بالائی حصے سے تین افراد برآمد ہوئے تھے جو یکے بعد دیگرے ڈاک پر پہنچ گئے۔

انہوں نے غوطہ خوروں کے قریب پہنچ کر کچھ کہا تھا۔ جواب میں وہ بھی ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ کہتے رہے۔ پھر عمران نے انہیں دوبارہ غوطے لگاتے دیکھا۔ آبدوز سے اترنے والے تینوں افراد بعد میں آنے والے ہیلی کوپٹر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

عمران پھر دراڑ میں چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ہیلی کوپٹر کا انجن اسٹارٹ ہوا تھا اور وہ مشرق ہی کی طرف پرواز کر گیا تھا۔ عمران غار کی جانب چل پڑا۔

"کیا ہوا باس؟" جوزف نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا۔

"آبدوز سے تین آدمی اترے تھے جنہیں بعد میں آنے والا ہیلی کوپٹر مشرق کی طرف لے گیا۔ وہ دونوں غوطہ خور پھر پانی میں اترے ہیں۔"

"بہت گہرے معلوم ہوتے ہیں یہ لوگ.... کیا راستہ بنایا ہے آبدوز کے لیے۔"

"روشنی جو شگاف کے دہانے سے نکلتی تھی۔ شائد اسی آبدوز کی رہنمائی کے لیے تھی۔"

عمران پر تشویش لہجے میں بولا۔ "ہمیں یہاں سے ہٹ چلنا چاہیے۔! روشنی غائب ہو جانے کی وجہ معلوم ہونے پر آس پاس ضرور ہنگامہ برپا ہوگا۔"

جوزف کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ عمران نے سوئچ آن کیا کہیں سے آواز آ رہی تھی۔ "تاریک مہم.... تاریک مہم....!"

"تاریک مہم... !" عمران نے جواب دیا۔

"صبح سے کئی بار رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی جا چکی ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مصروفیت تھی... !" عمران بولا۔ "کیا خبر ہے؟"

"پچھلی رات وہ جزیرہ غرق ہو گیا جہاں مینڈک نے جشن منایا تھا۔"

"غرق ہو گیا....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ "میں نہیں سمجھا....!"

"خبر ہے کہ زبردست زلزلے کے نتیجے میں ایسا ہوا۔ سمندر میں ایسا تلاطم ہوا کہ مینڈک کی کشتی تباہ ہو گئی۔ ہم نے اس کے ایک ایک فرد کو بچا لیا تھا۔ اور وہ سب ہمارے جہاز پر تھے۔"

"تھے سے کیا مراد ہے تمہاری....؟" عمران نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"بتاتا ہوں۔ ہمارا جہاز متعلقہ جزیرے کی سمندری حدود ہی میں چکر لگا رہا تھا۔ محض اس لیے کہ ہم تم سے قریب ہی رہنا چاہتے تھے۔ اچانک جزیرے کی جنگی کشتیوں نے جہاز کو گھیر کر تلاشی لی پھر مینڈک پہچان لیا گیا اور وہ اسے پکڑ لے گئے ہم نے انہیں اپنی حکومت کی طرف سے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اگر مینڈک کو کوئی گزند پہنچا تو ہماری حکومت سختی سے نوٹس لے گی۔"

"وہ تمہارے جہاز ہی کو گھیر کر اپنے ساحل پر کیوں نہیں لے گئے...." عمران نے پوچھا۔

"ہونا تو یہی چاہیے تھا.... لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔"

"اور لوگ کہاں ہیں....؟"

"وہ سب ہمارے ہی ساتھ ہیں.... انہیں کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔"

"جزیرے کی ذمہ دار شخصیت کو باضابطہ الٹی میٹم بھجواؤ! واقعی اگر مینڈک کو کوئی گزند پہنچا تو تمہاری حکومت کے لیے باعث شرم ہوگا۔ کیونکہ تم نے اسے پناہ دی تھی اس کی جان بچائی تھی۔"

"ایسا کیا جا چکا ہے.... ہم نے وائرلیس پر اس ذمہ دار شخصیت سے رابطہ قائم کر کے وارننگ دے دی ہے۔"

"ٹھیک ہے....!"

"کوئی رپورٹ....؟"

"کوئی خاص نہیں.... کام جاری ہے.... میرے ساتھیوں کا خاص خیال رکھا جائے۔ دونوں لڑکیوں کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔"

"ان میں سے ایک تمہارے لیے ہر وقت روتی رہتی ہے۔"

"خدا اس پر رحم کرے۔ اختتام۔!" عمران نے کہہ کر سوئچ آف کر دیا۔

"پوری بات سمجھ میں نہیں آئی باس۔" جوزف بھرائی آواز میں بولا۔

عمران اسے بیلو پیکو جزائر کے اس مخصوص جزیرے کی تباہی سے متعلق بتانے لگا جہاں فراگ اور اس کے ساتھیوں پر ہیلی کوپٹروں سے بمباری ہوئی تھی۔

"اور پھر موکارد کی گشتی پولیس نے لوئیسا کے اسٹیمر پر چھاپا مار کر فراگ کو گرفتار کر لیا اور اسے اپنے ساتھ لے گئی۔"

"یہ تو بہت برا ہوا باس۔!"

"فکر نہ کرو.... وہ اسے مار نہ سکیں گے کیونکہ حکومت فرانس اس کی حلیف بن گئی ہے۔ ساکادا کی حکومت کو فرانس کی طرف سے وارننگ دے دی گئی ہے۔ خیر۔ اب ہمیں یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے.... مناسب یہ ہوگا کہ دھوئیں کے حصار ہی کی طرف بڑھ چلیں۔!"

"بہت اچھا باس۔!" جوزف نے کہا اور سامان سمیٹنے لگا۔

* * *

ساکادا نے بلند آہنگ قہقہہ لگایا۔ خبر اس کے لیے بیحد خوش کن تھی۔ اس نے خبر لانے والے سے کہا۔

"فراگ کی گرفتاری کے لیے جو انعامی رقم مقرر کی گئی تھی اس مہم میں حصہ لینے والوں میں تقسیم کر دی جائے۔"

'بہت بہتر یور آنر....!"

"کیا پرنس ہربنڈا بھی اسٹیمر میں تھے؟"

"نہیں یور آنر۔!"

"معلوم کرو....!"

"اسٹیمر کی تلاشی لینے والوں میں۔ میں بھی شامل تھا یور آنر....!"

"اسٹیمر اب کہاں ہے؟"

"ہم نے اسے موکارد کی سمندری حدود سے باہر نکال دیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"کیپٹن نے یہ تحریری وارننگ دی تھی اور اس کی نقل پر میرے دستخط لیے تھے۔" اس نے ایک کاغذ ساکادا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ساکادا نے پہلے اسے تیز نظروں سے گھورا تھا اور پھر کاغذ لے کر پڑھنے لگا تھا۔

"جاؤ....!" وہ کچھ دیر بعد ہاتھ ہلا کر بولا۔

اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر کسی کو حکم دیا تھا کہ فراگ کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

اور وہ دس منٹ کے اندر ہی اندر اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک بار پھر فراگ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نظر آئیں۔ لیکن وہ سینہ تانے کسی چٹان کی طرح ایستادہ تھا۔

ساکادا زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "فرانس تمہارا حلیف بن گیا ہے۔ لیکن تم مجھے بہت مہنگے پڑے ہو۔ پچاس ہزار ڈالر بہت ہوتے ہیں۔"

فراگ کچھ نہ بولا۔ ساکادا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا رہا۔

"پرنس ہربنڈا کہاں ہے؟" ساکادا بالآخر دہاڑا۔

"میں نہیں جانتا.... کل رات تک میری لانچ پر تھا۔ غیر متوقع تلاطم نے لانچ کو تباہ کر دیا۔ ہو سکتا ہے غرق ہو گیا ہو۔ بچائے جانے والوں میں وہ نظر نہیں آیا تھا۔"

"وہ لوگ کون تھے جنہوں نے تمہیں بچایا تھا؟"

"فرانس کا اسٹیمر تھا.... وہ لوگ شاید موسمیاتی تحقیق کرتے ہیں۔"

"ہربنڈا کے ساتھ اور کون تھا؟"

"پرنسز تالابو آکا اسپیشل سیکرٹری عمران۔ دو ایرانی جو پرنس کے باڈی گارڈز تھے۔ عمران پرنس کے ساتھ ہی غرق ہو گیا۔ دونوں ایرانی بچ گئے تھے۔ وہ اسٹیمر پر ہیں۔"

"تم نے ایڈلی دے ساواں اور کسی ڈھمپ لوپوکا کے متعلق بتایا تھا۔"

"اس سفر کے دوران میں وہ نہیں دکھائی دیئے۔"

"اب تم اپنی سزا خود ہی تجویز کرو۔"

"فرانس سے جھگڑا مول لینا ہو تو مجھے ہاتھ لگانا۔"

"میں تمہاری کھال اتروا کر تمہیں فرانس کے حوالے کر دوں گا بے فکر رہو....!"

"تم مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتے.... غلام ابن غلام.... کھال اتر جانے کے باوجود میں آزاد

رہوں گا۔"

"یقین کرو میں تمہیں سسکا سسکا کر ماروں گا۔"

"اگر میری آدمی سسکی بھی سن سکے تو میں تمہیں ایک لاکھ ڈالر دوں گا۔"

ساکاوا دانت پیس کر رہ گیا۔ صاحب اختیار تھا۔ لیکن نہ جانے اس کے ذہن میں کیا تھا کہ فوراً ہی اپنی حالت پر قابو پا کر مسکرا دیا۔ ویسے یہ دونوں پلکیں جھپکائے بغیر ایک دوسرے کو گھور رہے تھے...

"اس جزیرے کو سمندر نگل گیا جہاں پچھلی رات تم لوگوں نے جشن منایا تھا۔" ساکاوا کسی سانپ کی طرح پھنکارا۔

"اتفاقات ہی نے تمہیں چیمپئن بنایا ہے۔" فراگ نے خشک لہجے میں کہا۔

"اور اتفاقات ہی نے تمہیں میرے چنگل میں لا پھنسایا ہے۔ دیکھوں گا کہ کنگ چانگ تمہیں کس طرح رہائی دلاتا ہے۔"

"مجھ جیسے نہ جانے کتنے غلام کنگ چانگ کی شان بڑھانے کے لیے زندہ رہیں گے۔" فراگ غرایا۔

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی اور ساکاوا نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے بولنے والا شائد کوئی ایسی ہی بات کہہ رہا تھا کہ ساکاوا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آنے لگے۔ فراگ اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً ساکاوا نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر سپاہیوں سے کہا۔ "اسے لے جاؤ۔"

فراگ خود ہی دروازے کی طرف مڑا اور شاہانہ انداز میں چلتا ہوا ساکاوا کے دفتر سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہی ساکاوا بھی اٹھا تھا۔ بائیں جانب والے دروازے سے گذر کر وہ آپریشن روم میں پہنچا۔

آپریٹرز نے اسے تعظیم دی تھی۔ یہ سب جاپانی تھے۔

"کال کتنی دیر سے جاری ہے...؟" اس نے چیف آپریٹر سے سوال کیا۔

"پہلی ہی کال میں میں نے آپ کو آگاہ کیا تھا یور آنر...!"

"ٹھیک ہے۔ تم نے کوئی جواب تو نہیں دیا۔"

"نہیں یور آنر...."

"سوئچ آن کرو...!"

اس نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دیا۔

"ہیلو.... موکارو.... ہیلو موکارو...!" ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔ "پرنس ہربنڈا کالنگ موکارو.... ہیلو موکارو۔ پرنس ہربنڈا کالنگ.... کوئی جواب نہیں دیتا۔ لیکن میں اس توقع پر موکارو والوں سے مخاطب ہوں کہ کوئی تو میری آواز سن رہا ہو گا.... اے اہالیان موکارو.... میں پرنس ہربنڈا.... تم سے انگریزی میں مخاطب ہوں۔ فرانسیسی اس لیے نہیں بول سکتا کہ مجھے فرانس سے نفرت ہے.... اٹھارہ سال پہلے میں نے قسم کھائی تھی فرانسیسی نہیں بولوں گا.... مادری زبان بھی نہیں بولوں گا کیونکہ بنگاٹا.... میری.... ماں.... فرانسیسیوں کی غلام ہے.... ہیلو موکارو.... کوئی سن رہا ہے یا نہیں.... پرنس ہربنڈا کالنگ.... اب میں اس سور کا نام لیتا ہوں جس نے موکارو کو تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا ہے.... ساکاوا کیا تو سن رہا ہے۔"

ساکاوا نے تھوک نگل کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور ٹرانسمیٹر سے ٹیپ ریکارڈر انیچ کر دینے کا اشارہ کیا۔

کچھ دیر بعد ہربنڈا پھر ساکاوا کو پکارنے لگا۔ "ساکاوا۔ تیرے آدمیوں نے میرے دوست ڈیڈی فراگ کو پکڑ لیا ہے.... اس نے یقیناً یہی کہا ہو گا کہ ہربنڈا ڈوب گیا۔ لیکن وہ جانتا ہے کہ میں کہاں ہوں۔ کیا تجھ میں اتنی ہمت ہے کہ فراگ کو گزند پہنچا سکے۔ میں ہربنڈا تجھے وارننگ دیتا ہوں اگر اس پر ہلکا سا بھی تشدد ہوا تو تیری خیر نہیں اور اب اے موکارو کے باشندو میں پھر تم سے مخاطب ہوں.... ساکاوا نہیں چاہتا کہ میں موکارو میں قدم رکھوں اگر فراگ نے میرا ساتھ نہ دیا ہوتا تو ساکاوا مجھے قتل کروا دیتا۔"

"بکواس بند کرو...!" ساکاوا ٹرانسمیٹر سے قریب ہو کر بولا۔

"یہ کون بد تمیز ہے جو مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہا ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں ساکاوا بول رہا ہوں۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھے مخاطب کرنے کی عقلمندی کر بیٹھے۔ کان کھول کر سن لو۔ ہز میجسٹی کا فرمان ہے کہ جب تک تم اپنے باپ سے معافی نہیں مانگو گے تم

موکارو میں داخل نہیں ہو سکو گے۔"

"ہز میجسٹی کبھی ایسا فرمان جاری نہیں کر سکتے.... تو جھوٹا ہے۔ ہز میجسٹی روایات کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ میرا باپ موکارو کے شاہی خون سے تعلق نہیں رکھتا....!"

"ہز میجسٹی لکیر کے فقیر نہیں ہیں۔ ان کے حوالے سے جھوٹ نہیں بول سکتا تم براہ راست انہیں مخاطب کر سکتے ہو۔"

"میں جانتا ہوں کہ تو نے عورت اور شراب کا جادو چلایا ہے۔"

"پرنس ہربنڈا۔ حد سے نہ بڑھو۔"

"میں پھر وارننگ دیتا ہوں کہ فراگ کو کوئی گزند نہ پہنچے۔"

"اگر اس نے تمہارا پتہ نہ بتایا تو جان سے مار دوں گا۔"

"وہ وفادار دوست کبھی اپنی زبان نہ کھولے گا۔"

"تو پھر اس کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔"

"اچھا.... اچھا.... میں دیکھوں گا.... اور اس بڑی طاقت کی دھمکی کو بھی دیکھوں گا جو اس نے موکارو کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرنے والوں کو دی ہے۔"

اس کے بعد سناٹا چھا گیا تھا۔

ساکاوا نے ٹیپ ریکارڈر سے اسپول نکلوا کر اپنے دفتر میں پہنچانے کا اشارہ کیا اور آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔ ایک بار پھر وہ اپنے دفتر میں داخل ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔

فون پر کسی سے رابطہ قائم کر کے فراگ کو دوبارہ پیش کرنے کا حکم دے کر ریسیور کریڈل پر رکھا اور بیورو سے شراب کی بوتل نکالی۔

شراب نوشی ہی کے دوران میں فراگ لایا گیا۔ وہ قہر آلود نظروں سے ساکاوا کو گھورتا رہا۔ ساکاوا کے انداز میں ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے محض اپنی مے نوشی کا اسٹائل دکھانے کے لیے فراگ کو طلب کیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد خالی گلاس میز پر رکھ کر وہ فراگ کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم نے کہا تھا کہ ہربنڈا غرق ہو گیا۔" وہ بے حد نرم لہجے میں بولا۔

"ہاں۔ میں نے کہا تھا۔"

"لیکن وہ زندہ ہے....!"

"ہو سکتا ہے....!" فراگ نے لاپرواہی سے کہا۔

"اور تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے۔" ساکاوا میز پر گھونسہ مار کر دہاڑا۔

فراگ کوئی جواب دینے کی بجائے اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ ٹرانسمیٹر پر ریکارڈ کی ہوئی کال کا ٹیپ اس دوران میں ساکاوا کے آفس والے ٹیپ ریکارڈر پر چڑھایا جا چکا تھا۔ اس نے اسے چلانے کا اشارہ کیا.... معتمد نے ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آن کر دیا۔ ریکارڈ کی ہوئی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

ایک بے ساختہ سی مسکراہٹ فراگ کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی کیونکہ یہ ہربنڈا کی بجائے عمران کی آواز تھی۔ وہ بحیثیت ہربنڈا ساکاوا سے مخاطب ہوا تھا۔ لیکن عمران نے تو کہا تھا کہ اسے انگلش نہیں آتی۔ بہر حال اس کا یہ مطلب ہوا کہ ساکاوا ہربنڈا کی آواز نہیں پہچان سکتا۔ وہ سوچتا رہا اور عمران کی عقلمندی پر عش عش کرتا رہا۔ اس کی جان بچا لینے کا یہی مناسب ترین طریقہ تھا۔ اب ساکاوا اسے زندہ رکھنے پر مجبور ہو گا تا وقتیکہ وہ اسے ہربنڈا کا صحیح پتہ نہ بتا دے۔

کال کے اختتام پر ساکاوا اسے گھورتا ہوا بولا۔ "اب کیا کہتے ہو؟"

"سچ سچ میری کھال اتار دو تب بھی نہ بتاؤں گا۔"

"تم پیاسے معلوم ہوتے ہو۔" ساکاوا نے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں....!"

"میں تمہیں ضرور پلاؤں گا۔"

"اس وہم میں نہ پڑو کہ نشے میں مجھ سے کچھ اگلوا سکو گے۔"

"سنو فراگ! تمہاری وجہ سے میرے کئی درجن آدمی ضائع ہوئے ہیں۔ میں سب کچھ بھول جاؤں گا اگر تم مجھ سے تعاون کرو....!"

"ہو سکتا ہے! لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا!"

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"تمہاری قید ہی مجھے زندہ رکھ سکتی ہے۔"

"صاف صاف کہو....!"

"میں فرانس کی گرفت میں آگیا ہوں۔"

"کھل کر بات کرو۔"

"ابھی اس کا وقت بھی نہیں آیا۔"

"بیٹھ جاؤ.....!" ساکادا سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"میں پہلے بھی تم سے ڈھمپ لوپو کا اور لوئیسا کا ذکر کر چکا ہوں۔ نہیں کہہ سکتا کہ ان لوگوں نے کیا چکر چلایا ہے۔" فراگ بیٹھتا ہوا بولا۔

ساکادا اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ فراگ پھر بولا۔ "ہم خواہ مخواہ آپس میں جھگڑا کر بیٹھے۔ نہ تمہارے آدمی مجھے کانی میں بے ہوشی کی دوا دینے کی کوشش کرتے اور نہ تمہارے خلاف جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہوتا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو..... مجھے عقل سے کام لینا چاہئے تھا۔"

"ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں فرانس کے مفاد کے خلاف کچھ ہو رہا ہے! بے چارہ ہربنڈا ایک مہرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔"

"تم جانتے ہوئے کہ ہربنڈا کہاں ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"تو پھر مجھے بتادو۔"

"تم اصل معاملے کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے! ہربنڈا میں کیا رکھا ہے۔ ہربنڈا ایک اسکیم میں شامل تھا جو فیل ہو گئی۔ اب موکارو میں داخل ہونے کا کوئی دوسرا ذریعہ تلاش کریں گے۔ رہی ہربنڈا کی بات تو میں اسے دوست کہہ چکا ہوں۔ اس سے نہیں پھر سکتا خواہ تم مجھے اپنے شکاری کتوں سے نچوادو۔"

ساکادا پھر کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ تھوڑی دیر بعد گارڈز کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"ہتھکڑیاں کھول دو۔"

فراگ کے چہرے پر پہلے تو حیرت کے آثار نظر آئے پھر اس نے خود پر قابو پالیا۔ ساکادا نے بیوریو سے دوسرا گلاس نکالا اور اس میں فراگ کے لیے شراب انڈیلنے لگا۔

"دوستی کا جام.....!" گلاس آگے سرکاتے ہوئے اس نے فراگ کو مخاطب کیا تھا۔

"بشرطِ وفاداری.....!"

"میں تمہیں غلط سمجھا تھا۔" ساکادا سنجیدگی سے بولا۔ "تلافی کر دی جائے گی فکر مت کرو۔"

فراگ نے گلاس اٹھایا۔ دونوں نے گلاس ٹکرائے اور برسوں پرانے دوستوں کی طرح پینے لگے۔

"جاؤ.....!" ساکادا نے گارڈز کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

گارڈز کے چلے جانے کے بعد فراگ بولا۔ "میں نے ہربنڈا سے محض اسی لیے تعلقات بڑھائے تھے کہ کسی طرح ڈھمپ لوپو کا پر ہاتھ ڈال سکوں۔ تم تصور نہیں کر سکتے کہ میں نے اس کے ہاتھوں کتنی بڑی شکست کھائی ہے۔ میں اس کی فکر میں تھا کہ تم الجھ پڑے۔"

"بھول جاؤ! سب کچھ بھول جاؤ۔" ساکادا بے حد نرم لہجے میں بولا۔ "لیکن میں یہ ضرور جاننا چاہوں گا کہ تم نے اس سے شکست کس طرح کھائی تھی۔"

"ہو سکتا ہے میں تمہیں بتا دوں۔ لیکن اس کی تشہیر پسند نہیں کروں گا۔ میرے لیے مر جانے کا مقام ہے۔"

فراگ کا گلاس خالی ہو چکا تھا۔ دوبارہ لبریز کیا گیا اور وہ ایک ایک گھونٹ لے کر ڈھمپ لوپو کا کی کہانی دہرانے لگا۔ ساکادا بڑے غور سے سن رہا تھا۔ اختتام پر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تمہیں پہلے ہی بتا دینا چاہئے تھا۔"

"بتانے کی ابتدا نہ کی ہوتی تو تم تک لوپو کا اور لوئیسا کا نام کیونکر پہنچتا لیکن تم تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔"

"شائد مجھ سے غلطی ہوئی تھی.....اب تم ان دونوں تک میری رہنمائی کرو۔ ہماری دوستی میں کوئی فرق نہیں آنے پائے گا..... تم اپنا یہی بیان ہز میجسٹی کے سامنے دہراؤ گے..... میں تمہارے لیے معافی نامہ حاصل کروں گا۔ معافی نامہ کل کے لانیکا میں شائع ہو گا.....اور تم یہاں آزادانہ زندگی بسر کر سکو گے۔"

"ڈھمپ لوپو کا.....!" فراگ دانت پیس کر بڑبڑایا۔

* * *

انہوں نے وہ جگہ چھوڑ دی تھی اور دھوئیں کے حصار کی طرف بڑھتے چلے گئے تھے۔ غار

کے دہانے سے نکلنے والے دھوئیں کا اخراج صرف تین گھنٹے جاری رہا تھا۔ شام ہوتے ہی انہوں نے آگے بڑھنے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ آبدوز ڈاک کے قریب سے پھر نہیں ہلی تھی اور نہ وہ تین آدمی ہی واپس آئے تھے۔ جنہیں ہیلی کوپٹر دھوئیں کے حصار کی جانب لے گیا تھا... غوطہ خوروں کا ہیلی کوپٹر بھی کچھ دیر بعد ڈاک سے پرواز کر گیا تھا۔

اس وقت رات کے نو بجے تھے۔ پورا چاند بادلوں کے چھوٹے چھوٹے سفید ٹکڑوں میں آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ فضا کبھی تو شفاف چاندنی سے نہا جاتی اور کبھی ایسا محسوس ہونے لگتا جیسے اس پر کہر کی ہلکی سی چادر پھیل گئی ہو۔ بہر حال وہ دونوں اپنے راستے کا تعین بہ آسانی کر سکتے تھے۔"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے باس جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔" جوزف بڑبڑایا۔

"کیوں....؟ تمہارے لیے یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے۔ اس سے پہلے تم کئی مہمات میں میرے ساتھ رہ چکے ہو....!" عمران بولا۔

"ہاں.... ہاں.... کیوں نہیں.... بوغا والی مہم اس سے بھی زیادہ خطرناک تھی۔ لیکن نہ جانے کیوں ایسا لگتا ہے جیسے دنیا اسی جزیرے سے شروع ہوئی ہو دنیا نہیں بلکہ زندگی کہنا چاہیے۔"

"میں صبح سے محسوس کر رہا ہوں کہ تو فلسفیوں کے سے انداز میں سوچنے لگا ہے۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ رات کا سناٹا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے دریائے نائیجر کے بڑے بڑے آدم خور مگرمچھ بے آواز رینگتے ہوئے اپنے کسی غافل شکار کی طرف بڑھ رہے ہوں۔

"باس کیا خیال ہے.... فراگ زندہ ہوگا۔" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"اسے زندہ رکھنے کے لیے میں نے پرنس ہربنڈا کی طرف سے ساکاوا کو پکارا تھا۔"

"ٹھیک ہے! وہ اسے جان سے نہیں مارے گا۔ لیکن ہو سکتا ہے اتنا تشدد ہو اس پر کہ وہ ہمارے بارے میں سچی بات اگل دے۔"

"یقیناً اس پر اسی حد تک تشدد کیا جائے گا۔"

"اگر اس نے بتا دیا کہ ہم کہاں ہیں تو کیا ہوگا؟"

"اس کے امکان کو میں نے نظر انداز نہیں کیا تھا۔ لیکن فراگ اتنا احمق نہیں ہے کہ تشدد سے بچنے کے لیے زندگی کا سودا کر بیٹھے گا۔ ساکاوا اسے اس وقت تک زندہ رکھے گا جب تک وہ اپنی زبان نہیں کھولتا۔"

"آدمی قابل اعتبار نہیں ہے....!"

عمران چلتے چلتے رک گیا اور جوزف کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم شاید نہیں جانتے کہ اگر اسے میری ایک حیثیت کا علم ہو جائے تو وہ مجھے گولی مار دے گا۔"

"اوہ۔ کوئی ایسی بات بھی ہے۔"

"ڈھمپ لوپوکا....!"

"یہ کیا بلا ہے.... تم ایک بار پہلے بھی اس کا حوالہ دے چکے ہو۔!"

عمران اسے ڈھمپ لوپوکا والا واقعہ بتانے لگا۔ جوزف آواز سے ہنس رہا تھا۔

کہانی کے اختتام پر پھر نہ جانے کیوں اچانک سنجیدہ ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

"باس.... وہ دونوں خطرے میں ہیں۔"

"ظفر اور جیمسن....؟"

"ہاں.... باس.... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ تمہاری اس کال کے بعد وہ خطرے میں پڑ گئے ہیں۔ پرنس ہربنڈا کے باڈی گارڈز کی حیثیت سے وہ اس کے ساتھ فرانس سے آئے تھے۔ فراگ بھی تو جانتا ہے نا۔ فرض کرو اس پر تشدد کیا جاتا ہے اور وہ وقتی طور پر اپنی جان چھڑانے کے لیے کہہ دیتا ہے کہ ہربنڈا کے باڈی گارڈز سے پوچھو کہ وہ کہاں ہیں۔ میں تو نہیں جانتا بس پھر اسنیر گھیرا جائے گا اور وہ دونوں پکڑ لیے جائیں گے۔"

"میں یہی چاہتا ہوں کہ وہ دونوں بھی پہنچ جائیں۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "اس کال میں یہ مقصد بھی پوشیدہ تھا۔ دوپہر کو جب تم سو رہے تھے! میں نے ظفر سے رابطہ قائم کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ اس کے لیے تیار رہے اور میں نے اسے یہ بھی بتا دیا ہے کو وہاں پہنچ کر اسے کیا کرنا ہے۔"

"تب ٹھیک ہے۔"

عمران ڈھمپ لوپوکا کی کہانی سنانے کے لیے بیٹھ گیا تھا۔ اسی بہانے وہ دونوں کچھ دیر سستا لیے تھے۔

"بس اب اٹھ جاؤ۔" عمران جوزف کا شانہ تھپک کر بولا لیکن ٹھیک اسی وقت کسی ہیلی کوپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔

"لیٹ جاؤ....!" عمران خود بھی زمین پر گرتا ہوا بولا۔ "ہو سکتا ہے وہ ادھر ہی سے

گزرے۔"

جوزف نے مشینی انداز میں ہدایت پر عمل کیا تھا۔

ہیلی کوپٹر کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی۔ وہ ان سے کسی قدر فاصلے سے گزرا۔ اس کا رخ پوشیدہ گودی ہی کی طرف تھا۔

"ہو سکتا ہے اسی آبدوز سے اترنے والے واپس ہوئے ہوں۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"نن.... نہیں باس وہ تو اسی طرف چکر لگا رہا ہے.... وہ دیکھو....!" سچ مچ ہیلی کوپٹر نے ایک لمبا چکر لیا تھا۔

"چپ چاپ پڑے رہو.... ذرہ برابر بھی حرکت نہ ہو۔" عمران بولا۔

ہیلی کوپٹر اب ان سے قریباً تین چار سو گز کے فاصلے پر نیچے اتر رہا تھا۔

"ہوشیار۔!" عمران آہستہ سے بولا۔ "پستول میں سائیلنسر لگا لو۔"

خود وہ بھی اپنا پستول سنبھالنے لگا تھا۔ دفعتاً ہیلی کاپٹر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ بائیں جانب والے نشیب میں کہیں اتر گیا تھا۔

"اس طرف بھی کچھ ہے کیا؟" جوزف بڑبڑایا۔

"دیکھیں گے۔"

تھوڑی دیر تک وہ ہیلی کوپٹر کے انجن کی آواز سنتے رہے پھر اچانک سناٹا چھا گیا۔

"لیٹے ہی لیٹے کھسک چلو۔" عمران نے بائیں جانب اشارہ کیا۔

جوزف زمین سے لگا ہوا کسی چھپکلی ہی کی طرح دوڑ پڑا تھا۔

وہ چٹان کے سرے تک چلے آئے۔ ہیلی کوپٹر نے قریباً سو فٹ نشیب میں لینڈ کیا تھا۔

دو سائے ہیلی کوپٹر سے اتر کر ایک جانب بڑھتے ہوئے نظر آئے ایک جگہ ان میں سے ایک نے ٹارچ روشن کی۔

"اوہو.... وہ اس دراڑ میں داخل ہو رہے ہیں۔" جوزف آہستہ سے بولا۔

"خاموشی سے دیکھتے رہو۔"

وہ دونوں سامنے والی چٹان کی ایک دراڑ میں داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

اب پھر وہی پہلے کا سا سناٹا تھا اور ویرانے کی رات سائیں سائیں کر رہی تھی۔

یہ دونوں چٹان کی طرف نگراں رہے۔ غالباً بیس منٹ بعد وہ دونوں سائے اس دراڑ سے برآمد ہوئے۔ انہیں ہیلی کوپٹر کی طرف بڑھتے دیکھ کر یہ دونوں پھر اپنی پہلی پوزیشن پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔

ہیلی کوپٹر کا انجن دوبارہ جاگا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہوا اور چکر کاٹ کر اسی سمت پرواز کر گیا جدھر سے آیا۔

"آخر وہ یہاں کیا کرنے آئے تھے اس دراڑ میں کیا ہے؟" جوزف بولا۔

"دیکھ لیں گے.... آؤ....!" عمران اٹھ کر بائیں جانب بڑھتا ہوا بولا۔ "لیکن جب تک میں نہ کہوں ٹارچ ہرگز روشن نہ کرنا۔ اوہاں۔ ٹھہرو....! تھیلے یہیں چھوڑے چلتے ہیں۔!"

ڈھلان ناقابل عبور نہیں تھی۔ وہ بہ آسانی اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں ہیلی کوپٹر لینڈ کیا گیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک وہیں رکے رہے پھر آگے بڑھے اور عمران نے جھک کر ایک پتھر اٹھایا۔

جوزف نے آہستہ سے پوچھا۔ "کیا ہے باس؟"

"پتھر....!"

"پپ.... پتھر...."

"ہاں پاگل ہو گیا ہوں.... تجھے ماروں گا....!"

"ارے.... ہی.... ہی.... باس۔!"

"خاموشی سے چلو۔"

کچھ دور آگے بڑھ کر ایک بڑے پتھر کی اوٹ سے عمران نے اپنے ہاتھ والا پتھر دراڑ کی طرف پھینکا تھا۔ سناٹے میں پتھر گرنے کی آواز دور دور تک پھیل گئی لیکن اس کا کوئی رد عمل نہ ہوا۔

"آؤ....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "تم دراڑ کے باہر ہی ٹھہرنا۔"

وہ بہت احتیاط سے آگے بڑھنے لگے۔

دراڑ دو ڈھائی فٹ سے زیادہ چوڑی نہیں تھی۔ جوزف باہر ہی رک گیا۔ عمران دراڑ میں داخل ہو کر چند لمحے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر اس نے پنسل ٹارچ نکالی۔ روشنی کی پتلی سی لکیر اس کے پیروں کے پاس سے آگے رینگتی چلی گئی۔ راستہ ناہموار نہیں تھا۔ وہ بے آواز چلنے لگا۔

وہ چار قدم چل کر رک جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یقین اور بے یقینی کی کشمکش میں مبتلا ہو یہ اقدام سود مند بھی ثابت ہوگا یا نہیں؟

کچھ دور چلنے کے بعد اس نے محسوس کیا جیسے وہ درے سے گذر کر کسی بہت وسیع اور کشادہ غار میں پہنچ گیا ہو۔ ٹارچ کی روشنی کی پتلی سی لکیر اندھیرے میں گم ہو کر رہ گئی۔

ٹھیک اسی وقت اس نے کسی کے کھانسنے کی آواز سنی تھی اور پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا تھا۔ کھانسی پھر سنائی دی۔ غالباً وہ کوئی عورت تھی۔ بائیں جانب سے آواز آئی تھی۔

ٹارچ روشن کئے بغیر وہ اسی طرف رینگنے لگا۔

"کون ہے؟" نسوانی آواز تھی۔ سوال انگریزی میں کیا گیا تھا۔

"یہاں اجنبی تو آنے سے رہا۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"نہیں.... نہیں.... نہیں۔! ہرگز نہیں۔ مجھے اس طرح بھی خوفزدہ نہیں کیا جا سکتا۔"

نسوانی آواز پھر آئی اور اس کے بعد کھانسیاں۔

عمران رینگتا ہوا آواز کے قریب ہوتا جا رہا تھا اور پھر اچانک ٹارچ روشن کی اور متحیر رہ گیا روشنی کی لکیر ایک بڑے سے پنجرے پر رینگ رہی تھی اور وہ لڑکی اسی پنجرے میں بند تھی۔ کئی پنجرے اور بھی نظر آئے لیکن وہ خالی تھے۔

اس نے ایک بار پھر لڑکی کے چہرے پر روشنی ڈالی۔ کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھتی تھی۔ لباس شکستہ تھا اور آنکھوں کے گرد حلقے نظر آ رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ بہت زیادہ بیمار ہو۔

"کیا تم یہاں تنہا ہو؟" عمران نے انگریزوں کے سے لہجے میں پوچھا۔

"مجھ پر کوئی فریب نہیں چل سکتا۔ میں تم پر تھوکتی ہوں۔ مجھے بھی مار ڈالو اور میرے باپ کو بھی مار ڈالو۔"

"تم غلط سمجھی ہو! میں ان میں سے نہیں ہوں۔"

"یہاں ان کے علاوہ اور کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔"

"دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ یقین کرو میں یہاں کے مظلوموں کا دوست ہوں۔!"

وہ کچھ نہ بولی کیونکہ کھانسیوں کا دورہ پڑ گیا تھا۔

عمران نے ٹارچ روشن کی اور پنجرے کا جائزہ لینے لگا۔ پنجرہ مقفل تھا۔

"صرف اتنا بتا دو کہ وہ دونوں پھر واپس تو نہیں آئیں گے۔" عمران نے پوچھا۔

"میں تمہاری باتوں میں نہیں آ سکتی۔"

"میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ اطمینان سے اس کیج کا قفل کھول سکوں۔"

"تم آخر ہو کون؟ میں نے یہاں کسی کو بھی اتنی شائستگی سے انگلش بولتے نہیں سنا۔"

"بس ایک دوست سمجھ لو.... مجھ پر اعتماد کرو۔"

"وہ کل ہی کسی وقت آئیں گے۔ لیکن مجھے زندہ نہ پائیں گے۔" لڑکی نے کہا اور پھر کھانسنے لگی۔

عمران نے قفل پر روشنی ڈالی اور جیب سے فاؤنٹین پن کی شکل کا کوئی اوزار نکالا۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے؟" اس نے قفل پر ہاتھ صاف کرتے وقت لڑکی سے پوچھا تھا۔

"میں بھوکی ہوں۔ انہوں نے تین دن سے مجھ پر کھانا اور پانی بند کر رکھا ہے۔"

"اوہو.... تو تمہیں سزا دی گئی ہے!"

لڑکی کچھ نہ بولی۔ اتنے میں قفل بھی کھل گیا۔ اس نے کیج کا دروازہ کھولتے ہوئے لڑکی سے کہا۔ "نکل آؤ۔"

وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے باہر آئی تھی۔ عمران نے سہارے کے لیے اپنا بازو پیش کیا۔

"میرا سر چکرا رہا ہے۔ میں چل نہیں سکتی۔"

"کیا میں تمہیں اٹھاؤں۔"

"نہیں۔!" وہ اس طرح اس کا بازو چھوڑ کر دور ہٹ گئی جیسے اس نے کوئی بہت نامناسب بات کہی ہو اور پھر وہ گر ہی پڑی تھی۔

عمران نے اس کے چہرے پر روشنی ڈالی۔ لڑکی کی آنکھیں بند تھیں اور وہ رک رک کر سانسیں لے رہی تھی۔ اس نے اس کی پیشانی تھپک تھپک کر آوازیں دیں۔ لیکن وہ تو بیہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور داہنے ہاتھ سے ٹارچ روشن کئے ہوئے درے کے دہانے تک آ پہنچا۔

"یہ میں ہوں جوزف۔!" اس نے اطلاع دی۔

"او کے پاس!" جوزف اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"چلو.... آگے چلو۔!"

"اوہو.... یہ کیا اٹھار کھا ہے؟"

"وہی جو مقدر میں ہے۔ یہاں بھی ایک لڑکی ہاتھ لگی ہے۔"

"بولتی ہوئی نہیں ہے کیا؟"

"بولے گی.... بولے گی.... ذرا ہوش تو آنے دو۔"

"میں نہیں.... سمجھا۔!"

"چلتے رہو.... اور فی الحال ادھر ہی کوئی ایسی پناہ گاہ تلاش کرنے کی کوشش کرو کہ ہم اوپر سے دیکھے نہ جا سکیں۔"

تھوڑی سی تلاش کے بعد انہیں ایک ایسی جگہ مل گئی تھی۔ عمران نے بیہوش لڑکی کو زمین پر ڈال دیا اور جوزف سے بولا۔ "تھیلے یہیں اٹھا لاؤ۔! یہ تین دن سے بھوکی پیاسی تھی۔ نقاہت نے اس حال کو پہنچا دیا۔"

اس کے جانے کے بعد وہ لڑکی کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے بھی اس میں مدد معاون ثابت ہوئے اور لڑکی جلد ہی ہوش میں آ گئی۔

"تم.... میں کہاں ہوں؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں تمہیں اس غار سے نکال لایا ہوں اور اب تم کھلے آسمان کے نیچے ہو میرا ساتھی سامان لینے کے لیے گیا ہے۔ جلد ہی ہم تمہیں کچھ کھانے پینے کو دے سکیں گے۔"

"ایسی چالوں سے بھی تم لوگ کام نہ نکال سکو گے۔"

"لڑکی تمہیں یقین کیوں نہیں آتا کہ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جنہوں نے تمہیں اس حال کو پہنچایا ہے۔"

"پھر تم کون ہو۔"

"پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"اتنا ہی بتا دو کہ تم کہاں کے باشندے ہو۔"

"آدھا انگریز سمجھ لو۔!"

"آدھا سے کیا مراد ہے؟"

"آکسفورڈ کا طالب علم رہ چکا ہوں اور میرے کئی دوست انگریز ہیں۔ سارے خواب انگلش ہی میں دیکھتا ہوں۔"

"مجھے باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو۔ بھوکی پیاسی مر جانا گوارا ہے لیکن وہ نہ ہو سکے گا جو تم چاہتے ہو۔"

"ہم نیوزی لینڈ کے باشندے ہیں۔ میرے ساتھ ایک مادری پریسٹ بھی ہے۔ ہم اپنے ایک ایسے آدمی کی تلاش میں آئے ہیں جسے اغوا کیا گیا ہے۔"

"کون ہے وہ؟"

"نیوکلیئر سائنٹسٹ ڈاکٹر گرام پولارٹ....!"

"اوہ.... میرا باپ بھی تو نیوکلیئر سائنٹسٹ ہی تو ہے اور ہم دونوں کو بھی اغوا کیا گیا تھا۔ ہم کینیڈین ہیں۔ ادھر تفریح کے لیے آئے تھے۔ وہ میرے باپ سے جانوروں کی طرح کام لیتے ہیں۔"

"لیکن تمہیں یہ سزا کیوں ملی؟"

"وہ چاہتے تھے کہ میں ان لوگوں کی تفریح بن جاؤں۔ لیکن میں نے سختی سے انکار کر دیا۔ کئی لڑکیاں ان کی بھینٹ چڑھ گئی ہیں۔ جو اس پر تیار نہیں ہوتیں انہیں اس تاریک اور ویران غار میں قید کر کے بھوکا پیاسا رکھا جاتا ہے۔ اس وقت بھی وہ معلوم کرنے کے لیے آئے تھے کہ میرا دماغ درست ہوا یا نہیں....!"

"اس سے پہلے تم کہاں تھیں؟"

"زمین دوز رہائش گاہیں جن کے اوپر گہرا دھواں چھایا رہتا ہے۔"

"دھواں غالباً اس لیے ہو گا کہ وہ دیکھے نہ جا سکیں۔ لیکن جب انہوں نے زمین دوز رہائش گاہیں بنا رکھی ہیں تو پھر اس دھوئیں کا اہتمام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"وہ دھواں تو اس لیے ہے کہ کوئی قیدی فرار ہونے کی کوشش نہ کرے کچھ مخصوص آدمیوں کے علاوہ اور کوئی دھوئیں کے اس گھیرے کو پار نہیں کر سکتا۔"

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"جو کوئی اس دھوئیں سے گذرنے کی کوشش کرتا ہے جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔ دھوئیں میں بجلیاں سی کوندتی ہیں اور جھلسا کر آدمی کو کوئلہ بنا دیتی ہیں۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف واپس آگیا۔

"یہ دیکھو۔! اگر پہلے کبھی تم نے کوئی مادری دیکھا ہو۔!" عمران نے کہہ کو جوزف کے چہرے پر ٹارچ سے روشنی ڈالی۔

"ہاں.... ہاں۔!" لڑکی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "اب تم اپنی شکل بھی دکھاؤ۔"

محدود روشنی کا دائرہ جوزف کے چہرے سے عمران کے چہرے پر منتقل ہو گیا۔

"نہیں۔! تم ان میں سے نہیں معلوم ہوتے وہ سب چپٹی ناکوں والے زرد لوگ ہیں۔"

"جاپانی....؟"

"ہاں.... سفاک اور خونخوار لوگ....؟"

"خیر.... اب تم پہلے کچھ کھا پی لو.... شراب کے بھی صرف دو گھونٹ مل سکیں گے۔!"

"میں شراب نہیں پیتی.... میرا باپ بھی نہیں پیتا۔"

"یہ اچھی بات ہے۔"

ڈبے میں محفوظ کی ہوئی غذا سے پیٹ بھر لینے کے بعد وہ ایک بار پھر بے حس و حرکت ہو گئی لیکن بیہوشی کا وقفہ قلیل تھا۔

جوزف نے اب خاموشی اختیار کر لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی نحیف سی آواز میں بولی۔

"اب مجھے نیند آرہی ہے۔"

"تھوڑی سی باتیں اور ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔" عمران نے لہجے میں التجا کا انداز پیدا کر کے کہا۔

"ضرور.... ضرور۔!"

"آخر وہ لوگ دھوئیں سے کس طرح گذرتے ہیں؟ تم بھی اسی سے گذر کر یہاں تک پہنچی ہو....!"

"دھوئیں سے گذرنے کے لیے وہ ایک خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں۔ مجھے بھی پہنایا گیا تھا۔ پھر وہ اسے واپس لے گئے تھے۔"

"او ہو.... تو ان کے چہرے بھی چھپ جاتے ہوں گے اس لباس میں۔"

"ہاں۔ آنکھوں کی جگہ ان میں شیشے لگے ہوئے ہیں۔"

"اس وقت بھی وہ اس دھوئیں ہی سے گذر کر آئے ہوں گے؟"

"ہاں.. ان کے جسموں پر وہ لباس موجود تھے۔"

"تمہارے لیے بھی لائے ہوں گے اس توقع پر کہ شائد تمہارے خیالات تبدیل ہو گئے ہوں۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"تب پھر میں تم سے استدعا کروں گا کہ ایک رات اور اسی پنجرے میں گذار لو۔"

"کک.... کیوں...؟"

"میں ان سے وہ لباس حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"اب میں سمجھ گئی ... تجویز عمدہ ہے.... لیکن تم دو آدمی کیا کر سکو گے؟"

"تم کیا جانو کہ ہم صرف دو ہیں یا دو ہزار...."

"اچھا.... اچھا.... میں تم سے متفق ہوں.... ایک رات اور سہی....!"

"بہت بہت شکریہ! لیکن کیا وہ صرف رات ہی کو آتے ہیں۔"

"ضروری نہیں ہے.... کل دن میں آئے تھے!"

"بس ٹھیک ہے۔ میں تمہیں کھانے پینے کے لیے کچھ اور بھی دوں گا۔ تاکہ تم کل کا دن گذار سکو۔"

"میں تیار ہوں۔ بھوکی پیاسی رہ کر بھی ان درندوں کے خلاف جنگ کر سکوں گی۔ دھوئیں کے گھیرے کے اندر کی بہتیری جگہیں میری دیکھی بھالی ہیں۔ اوپر انہوں نے کچھ عمارتیں اور تفریح گاہیں بھی بنا رکھی ہیں جہاں کام سے فارغ ہو کر عیش کرتے ہیں۔ دو تین عمارتیں خالی بھی پڑی ہیں۔"

"اور وہاں ہو کیا رہا ہے؟"

"کوئی انتہائی تباہ کن حربہ تیار کیا جا رہا ہے۔ ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک اور وہ زیادہ تر ہیروشیما کی بات کرتے رہے ہیں۔ جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو سلام کرنے کی بجائے ایک

کہتا ہے "واشنگٹن کی تباہی" اور دوسرا کہتا ہے "قریب ہے"۔

"اوہ۔۔۔۔!"

"انہوں نے بہترین قسم کے دماغ دنیا کے مختلف حصوں سے اغوا کئے ہیں اور ان سے جانوروں کی طرح کام لیتے ہیں۔ میں نے کئی بڑے سائنسدانوں کو ان کے ہاتھوں پٹتے بھی دیکھا ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔ گفتگو انگلش میں ہو رہی تھی اس لیے جوزف بھی سب کچھ سن اور سمجھ رہا تھا۔ لیکن اس نے اپنی زبان بند ہی رکھی تھی۔

تھوڑی دیر بعد لڑکی پھر اسی پنجرے میں پہنچادی گئی۔ اور یہ دونوں درے کے قریب ہی کوئی معقول سی کمین گاہ تلاش کرنے لگے۔ جزیرے کا یہ حصہ دروں اور غاروں سے اٹا پڑا تھا۔ جلد ہی انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو گئی۔

دوسرا دن تھکا دینے والا تھا۔ اور یہ تھکن سو فیصد ذہنی تھی جس نے جسمانی اضمحلال میں بھی مبتلا کر دیا تھا۔ انتظار اسی طرح تھکا دیتا ہے۔ وہ ہیلی کوپٹر کی واپسی کے منتظر تھے۔

پورا دن گزر گیا۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا کہ اچانک انہوں نے ہیلی کوپٹر کی آواز سنی۔ عمران نے تھیلے سے ڈارٹ گن نکالی۔

"ہو سکتا ہے ان کے لباس اسے کامیاب نہ ہونے دیں۔" جوزف بڑبڑایا۔

"دیکھیں گے۔۔۔۔!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

ہیلی کوپٹر ادھر سے گزرتا ہوا مغرب کی طرف چلا گیا تھا۔ عمران نے طویل سانس لی اور [illegible] چلانے لگا۔

"اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس کہ فراگ نے ہمارے بارے میں سب کچھ اگل دیا ہو۔ اور یہ لڑکی ہمیں پھانسنے کے لیے چارے کے طور پر استعمال کی جارہی ہو۔۔۔۔!" جوزف بولا۔

"سب کچھ ممکن ہے! لیکن ہمیں کسی نہ کسی طرح کام تو شروع ہی کرنا پڑے گا۔ جب بازی واضح نہ ہو تو کبھی کبھی اندھی چال چلنی پڑتی ہے۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو باس۔ میں خائف نہیں ہوں۔"

"ہمیں مزید انتظار کرنا پڑے گا۔

"اتنا بتا دو باس۔ اس لڑکی نے شراب تو نہیں مانگی تھی۔"

"نہیں۔۔۔۔! تمہاری شراب محفوظ رہے گی۔ وہ نہیں پیتی۔"

"خدا اس کی عمر میں برکت دے۔"

"تیرے جوہر بھی اس ویرانے میں آکر کھل رہے ہیں۔"

جوزف صرف دانت نکال کر رہ گیا۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ٹھیک اسی وقت ختم ہوئی تھیں جس وقت پچھلی رات کو انہوں نے ہیلی کوپٹر کی آواز سنی تھی۔ پہلے تو وہ یہی سمجھے تھے کہ شائد مغرب کی جانب والے ہیلی کوپٹر کی واپسی ہوئی ہے لیکن جب انہوں نے اسے نشیب میں اترتے دیکھا تو پوری طرح تیار ہو گئے۔

"مناسب طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے انہیں دراز میں جانے دیا جائے۔" عمران جوزف کے کان میں بولا۔ "اور ہم ہیلی کوپٹر کے قریب جا چھپیں اور جیسے ہی ان کی واپسی ہو ایک ایک کو سنبھال لیا جائے۔"

"ٹھیک ہے باس۔۔۔۔!"

ہیلی کوپٹر سے آج بھی دو ہی اترے تھے۔ لیکن ان کی تعداد اس سے زیادہ بھی ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ کوئی ہیلی کوپٹر ہی میں بیٹھا رہا ہو۔

جیسے ہی وہ دونوں درے میں داخل ہوئے عمران پتھروں کی اوٹ لیتا ہوا ہیلی کوپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ جوزف اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ ہیلی کوپٹر بالکل خالی ہے دونوں نے اپنی اپنی پوزیشن سنبھال لی۔ پندرہ یا بیس منٹ بعد ان دونوں کی واپسی ہوئی تھی اور جیسے ہی وہ ہیلی کوپٹر کے قریب پہنچے ان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

بعد میں عمران نے خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ بے خبری کی بنا پر مارے گئے ورنہ دونوں بڑے جاندار تھے مشکل ہی سے قابو میں آتے۔

ارادہ مار ڈالنے کا نہیں تھا لیکن اس لباس کی وجہ سے جوزف اور عمران اس حد تک ان کی گردنیں نہیں دبا سکے تھے کہ وہ صرف بیہوش ہو جاتے۔ جب تک وہ بچ نکلنے کے لیے جدوجہد کرتے رہے تھے گردنوں پر دباؤ بھی بڑھتا رہا تھا۔ پھر انہوں نے ان کی لاشیں کاندھوں پر اٹھائی

تھیں اور درے کی طرف چل پڑے تھے۔ درے ہی میں ان کے مخصوص لباس ان دونوں کے جسموں پر منتقل ہوئے۔

"ٹک.... کیا.... تیسرا جوڑا بھی موجود ہے؟" لڑکی نے پوچھا۔ وہ بہت زیادہ پریشان معلوم ہوتی تھی۔

"ہیلی کوپٹر میں تلاش کریں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم نے انہیں مار ڈالا؟"

"غالباً مر ہی گئے۔"

"مجھے دکھاؤ....!"

"تم ابھی تک ہماری طرف سے مطمئن نہیں ہو سکیں۔ جوزف لاشوں پر روشنی ڈالو۔!"

جوزف نے ٹارچ روشن کی اور لڑکی جھک کر انہیں دیکھنے لگی۔

"م.... مار کیوں ڈالا۔" وہ بالآخر ہانپتی ہوئی بولی تھی۔

"ارادہ نہیں تھا.... اتفاقاً مر گئے....!"

"تو اب ان کا کیا کرو گے؟"

"یہیں چھوڑ جائیں گے۔!"

ہیلی کوپٹر تک پہنچتے پہنچتے لڑکی کو سہارا دینا پڑا۔ وہ پھر لڑکھڑانے لگی تھی۔

"اب کیا مصیبت آ گئی۔ آج تو تم بھوکی بھی نہیں ہو۔" عمران نے کہا۔

"ک.... کچھ نہیں.... وہ دونوں میری وجہ سے مارے گئے۔"

"ہم یہاں امن کانفرنس میں شرکت کرنے نہیں آئے۔"

لڑکی کچھ نہ بولی۔ ان لباسوں کے سرپوش ہٹائے بھی جا سکتے تھے۔ لہٰذا ان کے چہرے کھلے ہوئے تھے اور وہ بہ آسانی ایک دوسرے تک اپنی آوازیں پہنچا سکتے تھے۔ عمران کے اندازے کے مطابق تیسرا لباس ہیلی کوپٹر میں موجود تھا۔ لڑکی نے اسے پہن لیا۔

جوزف کمین گاہ سے سامان کے تھیلے اٹھا لایا۔ اور عمران نے لڑکی سے کہا۔ "اب ہماری کامیابی کا انحصار تم پر ہے۔"

پھر وہ ہیلی کاپٹر پر بیٹھتے بیٹھتے رک کر کچھ سوچنے لگا۔ یہ مناسب تو نہیں ہے کہ ان دونوں لاشوں کو ہم یہیں چھوڑ جائیں۔" اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"تو پھر کیا کریں باس۔" جوزف بولا۔

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں کہ ان کے غائب ہونے کے بعد ان کی تلاش یہیں سے شروع ہو گی۔ کیوں نہ ان لاشوں کو سمندر میں پھینک دیا جائے۔"

"موکارو کا ساحل چھوڑنا بھی مناسب نہ ہو گا۔"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"مطلب یہ کہ میں ہیلی کوپٹر کو سمندر کی طرف نہیں لے جانا چاہتا۔"

"وہ تو تمہیں پانی پر سے گذرنا ہی پڑے گا۔ آگے تقریباً دو فرلانگ لمبا ایک کٹاؤ ہے اسی پر سے گذر کر ہیلی کوپٹر دھوئیں کے گھیرے کی طرف جائے گا۔"

"تب تو ٹھیک ہے۔!" عمران نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔ "ہم ان لاشوں کو اٹھائے لاتے ہیں۔"

"تم یہیں ٹھہرو باس میں دونوں کو ایک ایک کر کے اٹھا لاؤں گا۔"

جب وہ چلا گیا تو لڑکی خوفزدہ سی ہنسی کے ساتھ بولی۔ "یہ مادری بہت چالاک معلوم ہوتا ہے۔ اس نے سوچا کہ کہیں دونوں کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر میں تنہا ہی فرار نہ ہو جاؤں۔"

"کیا اسے نہ سوچنا چاہئے....؟" عمران نے سوال کیا۔

"ضرور سوچنا چاہئے....!"

✡

اُم بنی بہت پریشان تھی۔ پریشانی کا باعث فراگ تھا۔ اس لیے نہیں کہ موکارو والے اُسے پکڑ لے گئے تھے۔ اسے خوف تھا کہ کہیں وہ عمران کی نشاندہی نہ کر دے۔

"میرا خیال ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا۔" ظفر نے کہا۔

"تم اسے نہیں جانتے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب کیا کر گذرے گا۔"

ظفر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کیپٹن کی طرف سے اس کی کال ہوئی اور وہ اُم بنی کے کیبن سے نکل کر کیپٹن کی طرف چل پڑا۔

کیپٹن تنہا نہیں تھا۔ کیبن میں لوئیسا بھی موجود تھی۔ اس نے ظفر کو دیکھتے ہی کہا۔ ''ہم اب بھی موکاروسے تیس میل کے فاصلے پر ہیں۔ پچھلی رات عمران کی کال آئی تھی۔ اس نے دھوئیں کے حصار میں داخل ہونے کی کوئی راہ نکال لی ہے اس کے بعد سے پھر کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ جو لوگ فراگ کو پکڑ کر لے گئے تھے وہ اس کے علاوہ اور کسی نہیں پہچانتے تھے میں نے خود دیکھا تھا انہوں نے اخبار میں چھپی ہوئی تصویر دیکھ کر فراگ کی شناخت کی تھی۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اب تم دونوں کی بھی باری آ جائے۔ فراگ کے ساتھیوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ لیکن تم دونوں کا تحفظ کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔''

''میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو؟''

''میک اَپ.... ایسا میک اَپ کہ فراگ کے ساتھی بھی تمہاری شناخت نہ کر سکیں۔''

''یعنی ہم فراگ کے ساتھیوں کے ہمراہ موکارو نہ پہنچ سکیں۔

''ہاں۔ میں یہی کہہ رہی تھی۔''

''اس سلسلے میں عمران صاحب کی ہدایت ضروری ہے۔ ان سے رابطہ قائم کرو۔''

''قائم نہیں ہو پایا۔ بہت کوشش کی گئی ہے۔''

''سوال تو یہ ہے کہ صرف ہم دونوں ہی محفوظ رہ کر کیا کریں گے جب کہ عمران اور جوزف اپنی زندگیاں خطرے میں ڈال چکے ہیں اور پھر ہمارے اس سفر کا مقصد یہی تھا کہ ہم موکارو کی سرزمین پر قدم رکھ سکیں۔''

''کہنا کیا چاہتے ہو....؟''

''ہم قیدی بن کر بھی موکارو جانا پسند کریں گے۔''

''اگر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تو....؟''

''ہم نے یہ سفر اس لیے نہیں کیا تھا کہ زندہ رہنے کے گر سیکھ سکیں۔''

''تم عجیب لوگ ہو....!''

''جہاں ہمارا چیف وہاں ہم.... خواہ وہ جہنم ہی کیوں نہ ہو۔''

''تمہاری مرضی....!'' لوئیسا خشک لہجے میں بولی۔

پھر ایک گھنٹہ بھی نہیں گذرا تھا کہ لوئیسا کے خدشات حقیقت بن گئے۔ تین جنگی کشتیوں نے ایک بار پھر اسٹیمر کو گھیر لیا۔

ایک کشتی پر خود فراگ دکھائی دیا جو بائیکرو فون پر کہہ رہا تھا۔ ''میرے ساتھیوں کو سامان سمیت ان کشتیوں پر منتقل کر دیا جائے۔ حکومت فرانس پر میری یا میرے ساتھیوں کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ میرے ساتھیوں میں پرنس ہر بنڈا کے باڈی گارڈز بھی شامل ہیں۔''

''کیا خیال ہے؟'' ظفر نے اَم بنی سے سوال کیا۔

''جہاں وہ ہے وہی میری جنت ہے خواہ میرے جسم کا ریشہ ریشہ الگ کر دیا جائے۔!''

''میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے سلسلے میں اتنی جذباتی نہ بنو۔''

''یہ میرا معاملہ ہے۔ میں تو اس سے اس کی بھی خواہاں نہیں ہوں کہ وہ مجھے چاہے۔ میری تسکین اسی میں ہے کہ میں اسے چاہتی ہوں۔''

''تم غیر ترقی یافتہ لوگ ابھی زندہ ہو۔'' ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

لوئیسا نے بہت کوشش کی تھی ظفر اور جیمسن ان کشتیوں پر نہ جائیں لیکن یہ دونوں نہیں مانے تھے۔

''ان لوگوں نے تمہیں روکنے کی کوشش تو نہیں کی؟'' فراگ نے ظفر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''بھلا وہ کیوں روکنا چاہتے۔ وہ کیا جانیں کہ ہم کون ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔'' ظفر نے جواب دیا۔

''یہ تم نے بہت اچھا کیا۔'' فراگ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

''مجھے حیرت ہے کہ آپ خود ہی ہمیں لینے آئے ہیں۔

''اوہ۔ ساکاوا کو مجھ پر مہربان ہونا ہی پڑا ہے۔ شائد تم نے عمران سے آگاہ کر دیا تھا۔''

''ظاہر ہے۔!''

''لیکن انہوں نے تو تمہارے جیبی ٹرانسمیٹر پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔''

''وہ پھر میرے قبضے میں آ گیا تھا۔ اس کے لیے مجھے چوری کرنی پڑی تھی۔''

''ہوں.... تو عمران کو جب یہ معلوم ہوا کہ میں ساکاوا کی قید میں ہوں تو اس نے پرنس ہر بنڈا کی حیثیت سے ساکاوا کو کال کرنا شروع کیا۔ اس طرح میری جان بچ سکی۔ ساکاوا سمجھتا ہے

کہ مجھے ہر بنڈا کی کمین گاہ کا علم ہے۔ اس لیے مجھے اس وقت تک مار ڈالنے کی ہمت نہیں کر سکے گا جب تک کہ ہر بنڈا کا پتہ نہ معلوم کر لے۔ اگر تم سے پوچھے تو تم بھی یہی کہنا کہ آنر ایبل زیڈلی فراگ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ پرنس کہاں ہے۔"

"بہت بہتر جناب! لیکن کیا آپ سچ مچ قیدی ہیں۔"

"یقیناً... لیکن مجھ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس نے بادشاہ سے بھی مجھے معافی دلوادی ہے اور میں نے سارا الزام ذھمپ لوپو کا پر رکھ دیا ہے۔"

"یہ کون ہے جناب؟"

"اپنے کام سے کام رکھو۔" فراگ اچانک گرم ہو گیا۔

"بہت بہتر جناب...."

"میں وہاں آزادانہ چل سکتا ہوں اور تم لوگ بھی قیدی نہ ہو گے۔ لیکن یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کم از کم دس آدمی ہر وقت میری نگرانی کرتے رہتے ہیں لہٰذا بہت زیادہ محتاط رہنا۔"

"آپ کی مرضی کے بغیر ہم سانس بھی نہ لیں گے۔ یور آنر....!"

"شاباش۔! ٹھیک ہے۔" فراگ پھر اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "اور میں تمہیں ایک خاص بات بتاؤں۔ ساکادا کہہ رہا تھا کہ بیلو بیکو کے قبرستان والے زلزلے کا سفر موکارد ہی سے شروع ہوا تھا۔"

"میں اس کا مطلب نہیں سمجھا جناب....!"

"اس نے میرے استفسار پر بھی اس جملے کی وضاحت نہیں کی تھی لیکن انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ اس زلزلے کی نوعیت قدرتی نہیں تھی....!"

"اوہ....!" ظفر متحیرانہ انداز میں ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔

"اُم بنی کیسی ہے؟"

"ٹھیک ہے لیکن للّی ہاروے بیمار ہو گئی ہے۔"

"اور تمہارا ڈاڑھی والا..."

"وہ بھی ٹھیک ہے۔"

"اب ہماری کوشش یہ ہو گی کہ کس طرح عمران سے جا ملیں۔" فراگ متفکرانہ لہجے میں

بولا۔

موکارد پہنچ کر وہ دونوں ساکادا کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے اسے وہی بتایا جو اپنے بارے میں بتا چکے تھے۔

"پرنس کہاں ہیں؟" ساکادا نے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا۔

"آنر ایبل فراگ کے علاوہ شائد ہی کسی کو معلوم ہو۔" ظفر کا جواب تھا۔

اس نے صاف محسوس کیا جیسے ساکادا دانت پیس کر رہ گیا ہو۔

"کیا وہ اس وقت کشتی پر موجود تھے جب کشتی کو حادثہ پیش آیا....؟"

"نہیں یور آنر۔ آنر ایبل فراگ نے.... پہلے ہی انہیں دوسری کشتی پر منتقل کر دیا تھا۔ ہم نے ساتھ جانا چاہا لیکن آنر ایبل فراگ ہمیں مار ڈالنے پر تل گئے.... زندگی تو سبھی کو پیاری ہوتی ہے....!"

فراگ اور اس کے ساتھی ایک بڑی عمارت میں ٹھہرائے گئے تھے۔ پوچھ گچھ کے بعد ظفر اور جیمسن بھی وہیں پہنچا دیئے گئے۔

ان کے جیبی ٹرانسمیٹر اس وقت ان کے حوالے کر دیئے گئے تھے جب وہ اسٹیمر سے موکارد کی کشتیوں میں منتقل کئے جا رہے تھے اور لوئیسا نے سختی سے ہدایت کی تھی کہ عمران سے رابطہ قائم کرنے میں اردو کے علاوہ اور کوئی زبان استعمال نہ کی جائے۔

فراگ کے کہنے پر ظفر نے عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن جواب نہ ملا۔

"آخری بار اس سے کب بات ہوئی تھی؟" فراگ نے سوال کیا۔

"کل شب کو....!"

"کیا بات ہوئی تھی؟"

ظفر نے سوچا اسے تفصیل بتانا چنداں ضروری نہیں.... ویسے بھی وہ اس کی طرف سے مطمئن نہیں۔ اس نے یہی کہا کہ ابھی تک وہ دھوئیں کا حصار نہیں دیکھ سکا۔

"یہ مہم صرف دو آدمیوں کے بس کا روگ نہیں۔"

بات آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ ساکادا کا قاصد فراگ کے لیے پیغام لایا تھا۔

ضروری نہیں تھا کہ فراگ ظفر کو بھی یہ بتاتا کہ ساکادا نے اسے فوری طور پر طلب کیا ہے۔

وہ پیغام لانے والے کے ساتھ ہی روانہ ہو گیا۔ ساکادا اس وقت اپنی قیام گاہ پر اس کا منتظر تھا۔

"آرٹسٹوں کی ایک جماعت تمہاری منتظر ہے۔" اس نے فراگ کو اطلاع دی اور فراگ بھونچکا رہ گیا۔ آرٹسٹو کی جماعت اور اس کی منتظر؟

"تم نہیں سمجھے....؟" ساکادا مسکرایا۔

فراگ نے سر کو جنبش دی۔

"تم ڈھمپ لوپوکا کا حلیہ بیان کر دو گے اور وہ اس کی تصویر بنانے کی کوشش کریں گے۔"

"بے حد مشکل کام ہے۔"

"دس آرٹسٹوں میں سے کوئی ایک یقیناً کامیاب ہو جائے گا۔ اس سے پہلے بھی میں ا
کے کامیاب تجربے کر چکا ہوں۔"

"تمہاری مرضی۔"

"ایک ہیلی کوپٹر تمہیں وہاں لے جائے گا۔ بڑی پر فضا جگہ ہے اگر تم وہاں رہنا پسند کر
تمہارے ساتھی بھی وہیں پہنچا دیئے جائیں گے اور ہاں تمہارے ساتھ شائد دو لڑکیاں بھی ہیں....!"

"ہیں تو.... پھر؟" فراگ کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔

"میں نے یونہی پوچھا تھا۔!" ساکادا مسکرا کر بولا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم عورتوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔"

"یہ درست ہے۔ اگر تم مجھے قید کر دیتے تو تم سے میری یہی ایک درخواست ہوتی کہ مجھے عورتوں کی جیل میں رکھو۔"

"اور اگر گولی مار دینے کا حکم دیتا تو....؟"

"تب یہ درخواست ہوتی کہ رائفل کسی خوبصورت سی عورت کے ہاتھ میں دو۔"

"خیر.... تو تم تیار ہو....؟"

"ہاں.... میں تیار ہوں۔ لوپوکا کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا میری زندگی کا اہم ترین مشن بن کر رہ گیا ہے....!"

فراگ وہاں سے ہیلی پیڈ پر لے جایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ دو فوجی افسر تھے۔ لیکن ان کی سبز

ٹوپیاں دیکھ کر فراگ ٹھٹکا تھا۔

"دیکھا جائے گا۔" اس نے سوچا اور ہیلی کوپٹر پر بیٹھ گیا۔

* * *

لاشوں کو ٹھکانے لگا دینے کے بعد عمران لڑکی کی ہدایت پر ہیلی کوپٹر کو پائیلٹ کر تا رہا تھا۔

پھر ایک جگہ اس نے ہیلی کوپٹر کو لینڈ کرنے کے لیے کہا تھا۔ یہاں باقاعدہ طور پر ہیلی پیڈ بنایا گیا تھا اور کچھ فاصلے پر ایک دو منزلہ عمارت بھی دکھائی دی تھی۔

انہوں نے اپنے چہرے ڈھک لیے کیونکہ ہیلی پیڈ پر ایک آدمی کھڑا انہیں اشارہ سے لینڈ کرنے کے متعلق ہدایات دے رہا تھا۔

ہیلی کوپٹر سے وہ سامان کے تھیلوں سمیت اترے تھے اور لڑکی کی بتائی ہوئی سمت چل پڑے تھے۔ اجالے کی حدود سے نکل جانے کے بعد انہوں نے اپنے سرپوش ہٹائے اور لڑکی چلتے چلتے رک گئی۔

"اب مجھے ایک خاص بات یاد آ رہی ہے۔" اس نے کہا تھا۔

"جلدی سے کہہ ڈالو۔"

"جب میں نے یہ لباس دھوئیں سے گذرنے کے لیے پہنا تھا تو اس میں عجیب طرح کی تھرتھراہٹ تھی جو دھوئیں سے گذرتے وقت بہت تیز ہو گئی تھی۔"

"یہ بہت اہم بات تھی لڑکی۔ تمہیں آخر پہلے کیوں نہیں یاد آئی تھی میرا لباس بالکل ساکن ہے۔ اس میں ذرا سی بھی تھرتھراہٹ نہیں ہے۔"

"یہی حال ادھر بھی ہے باس۔" جوزف بولا تھا۔

"اب میں دھوئیں سے گذرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔" عمران نے کہا تھا۔

"تو پھر کہاں جائیں گے۔" جوزف نے پر تشویش لہجے میں پوچھا تھا۔

"اب تم جہنم میں جاؤ گے۔!" آواز آئی اور تینوں اچھل پڑے کیونکہ یہ آواز بیک وقت تینوں کے سرپوشوں سے آئی تھی۔

"یہ.... یہ.... آواز تم نے سنی؟" لڑکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

لیکن عمران کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس معاملے میں سچ مچ حماقت ہی سرزد ہوئی ہے

اسے محتاط رہنا چاہیے تھا۔ فراگ سے وہ اس جن کی کہانی سن چکا تھا جس کی بدولت فراگ کی آواز کہیں اور بھی سنی گئی تھی اور اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا تھا۔

بس پھر اس نے بڑی پھرتی سے وہ لباس اتار پھینکا تھا۔ خود اس کے کپڑے اس لباس کے نیچے پہلے سے موجود تھے۔ جوزف سے اس نے اردو میں کہا تھا کہ وہ بھی جلد از جلد اس لباس سے پیچھا چھڑا لے۔ لڑکی کا لباس خود اس نے اتار پھینکا تھا۔

اور پھر انہوں نے اندھیرے ہی میں ایک جانب دوڑنا شروع کر دیا تھا۔

یہاں زمین ہموار تھی اور راستہ بھی صاف تھا ورنہ بڑی دشواری پیش آتی۔

دفعتاً ہیلی پیڈ کے قریب والی عمارت کی سرچ لائٹ روشن ہوئی تھی اور اس نے چکر کاٹنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی روشنی زمین پر بھی پڑ رہی تھی۔ ایک بار تو وہ بھی روشنی کی زد میں آ گئے تھے اور فائروں کی آواز سنی گئی تھی لیکن شائد فائر کرنے والوں نے اندھا دھند فائر کیے تھے اس لیے وہ محفوظ ہی رہے تھے۔

لڑکی کی گھگھی بندھ گئی تھی اور وہ کئی بار گری بھی تھی۔

عمران روشنی کی زد سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ویسے اس روشنی کی وجہ سے ایک فائدہ بھی ہوا تھا۔ وہ گرد و پیش کا جائزہ بہ آسانی لے سکتے تھے۔

وہ جنگل بھی عمران نے دیکھ لیا تھا جس کا فاصلہ اس جگہ سے کچھ زیادہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"مناسب یہی ہوگا کہ ہم جنگل میں گھس چلیں۔" جوزف بولا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" عمران نے کہا۔

پھر انہوں نے جنگل کی طرف دوڑ لگائی تھی۔ وہ بھی اس طرح کہ جوزف نے لڑکی کو کاندھے پر ڈالا تھا اور عمران نے سامان کے تھیلے سنبھالے تھے۔

فائروں کی آوازیں وہ اب بھی سن رہے تھے۔ لیکن روشنی کی زد سے نکل چکے تھے۔ ان کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ اور جوزف نے لڑکی کو کاندھے سے اتار دیا تھا۔

"اب کیا ہوگا....؟" لڑکی خوفزدہ لہجے میں بولی تھی۔

"جو کچھ بھی مقدر میں ہوگا۔" عمران کا جواب تھا۔

"باس۔ لڑکی فراڈ معلوم ہوتا۔" جوزف نے اردو میں کہا تھا۔

"پرواہ مت کرو۔ لڑکی ہی تو ہے۔"

"اس نحوست سے ویرانے میں بھی پیچھا نہ چھوٹا۔" جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر انگلش میں کہا تھا۔

جنگل میں داخل ہو کر وہ چھپنے کے لیے کوئی مناسب سی جگہ تلاش کرنے لگے تھے۔ یہاں عمران نے پنسل ٹارچ روشن کر لی تھی۔ وہ دور تک جنگل میں گھستے چلے گئے تھے اور اب لڑکی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی تھی کہ دھوئیں کا حصار کس سمت ہوگا۔

آخر ایک جگہ انہیں ایک چھوٹا سا غار مل گیا تھا جس کے اندر کائی کی بساندھ موجود تھی۔ لڑکی نے بہت برا سا منہ بنایا تھا لیکن رات بہر حال وہیں گزارنی پڑی تھی۔

غار کا دہانہ گھنی جھاڑیوں میں چھپ گیا تھا۔ اس لیے عمران کو اطمینان تھا کہ وہ آسانی سے ان لوگوں کے ہاتھ نہ آ سکیں گے۔

"شائد میرے مقدر میں بربادی لکھ دی گئی ہے۔" لڑکی نے کہا تھا۔

"چپ چاپ سو جانے کی کوشش کرو۔"

"نہیں۔ مجھے نیند نہیں آئے گی۔"

رات خواب اور بیداری کے ملے جلے انداز میں گزری تھی۔ کبھی وہ اونگھ جاتے اور کبھی اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگتے۔

دوسری صبح انہوں نے وزنی قدموں کی آوازیں سنی تھیں۔ شائد فوجی انہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ پھر وہ آوازیں بتدریج دور ہوتے ہوتے سناٹے میں مدغم ہو گئی تھیں۔

"اب کیا ہوگا....؟" لڑکی بولی۔

"مر جائیں گے یا زندہ رہیں گے۔!" جوزف نے بھنا کر جواب دیا۔

"عورتوں سے نرم لہجے میں گفتگو کیا کرتے ہیں۔" عمران نے اسے ٹوکا۔

جوزف برا سا منہ بنا کر رہ گیا تھا۔

"تم لوگ نہیں سمجھ سکتے۔" لڑکی بولی۔

"تو سمجھا دونا....!"

"ان کے پاس شکاری کتے بھی ہیں ہو سکتا ہے کوئی ایسی پارٹی بھی ادھر سے گزرے۔"

"تم بھی اپنی نوعیت کی ایک ہی معلوم ہوتی ہو.... ارے بارہ گھنٹے بعد یہ بات بتائی ہے۔"

"میرے حواس درست نہیں ہیں۔"

"لہٰذا حواس کی درستگی کے لیے تم شکاری کتوں کی منتظر تھیں۔"

"میرا سر چکرا رہا ہے۔"

"باس یہ پاگل مالوم ہوتا۔" جوزف نے اردو میں کہا۔

"کاٹ نہیں کھائے گی چپ بیٹھا رہ....!"

"اس صنف کا ڈسا ہوا سسک سسک کر مرتا ہے۔" اس بار اس نے اظہار خیال کی دشواری کی بنا پر انگلش میں کہا تھا۔

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں تجھے شیکسپیئر نہ ہو جائے۔ عورتوں کے بارے میں ہمیشہ اچھی باتیں سوچا کر۔"

"کیوں....؟ کیا یہ مجھے کچھ کہہ رہا ہے۔" لڑکی بول پڑی۔

عمران اسے کوئی جواب دینے کی بجائے جوزف سے بولا۔ "تم یہیں ٹھہرو گے میں آس پاس کوئی مناسب سا درخت تلاش کرتا ہوں۔"

"کس لیے....؟"

"کتوں سے نپٹنے کے لیے۔ ورنہ اگر وہ اس غار کی طرف جھپٹ پڑے تو بھاگنے راستہ نہیں ملے گا۔" عمران نے کہا اور تھیلے سے ڈارٹ گن نکالی۔

"اوہ.... لیکن.... انہیں پتا چل جائے گا۔" جوزف بولا۔

"ہرگز نہیں! میرے پاس سوئیاں بھی ہیں کہ کتوں کا پوسٹ مارٹم کیے بغیر ان کا سراغ نہیں ملے گا۔"

"تب ٹھیک ہے۔" جوزف سر ہلا کر بولا۔

عمران غار سے نکل کر جھاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا ایک طرف چلنے لگا۔ ہر چند کہ وہ گھنے سائے میں چل رہا تھا لیکن جنگل سے اٹھنے والے انجرات کی بناء پر اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دھوپ ہی میں چل رہا ہو۔

آخر کار وہ ایک ایسا درخت تلاش کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا جس پر سے چاروں طرف نظر رکھ سکتا... غار سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد سبز ٹوپیوں والے فوجی دکھائی دیئے جو تعداد میں چھ تھے اور غار سے دور ہی دور گذرتے چلے گئے تھے۔

✧

فراگ اس آرٹسٹ کی صلاحیتوں پر متحیر رہ گیا جس نے سن ڈ عن لوپوکا کی تصویر کشی کی تھی۔ دس آرٹسٹوں کا یہ گروپ جنگل کی ایک عمارت میں مصروف کار رہا تھا اور فراگ کسی ممتحن کی طرح ٹہل ٹہل کر ان کی کارکردگی کا جائزہ لیتا رہا تھا۔

وہ لوگ بھی یہاں موجود تھے جو اسے اپنے ساتھ لائے تھے۔

"تم بہت اچھے آرٹسٹ ہو۔" فراگ آرٹسٹ کا شانہ تھپک کر بولا۔

"شکریہ جناب!"

ٹھیک اسی وقت ساکادا بھی وہاں آ پہنچا تھا اور فراگ سوچنے لگا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہی کیوں نہیں چلا آیا تھا۔

ساکادا نے بھی ڈھمپ لوپوکا کی تصویر دیکھی تھی۔ اور کس قدر متفکر نظر آنے لگا۔

"خوفناک چہرہ... !" فراگ بڑبڑایا۔

"خاک میں ملا دوں گا۔ خواہ کوئی ہو۔" ساکادا دانت پیس کر بولا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ کوئی چوروں کی طرح موکارد میں گھس آیا ہے۔"

"کون....؟" فراگ چونک کر بولا۔

"یہ نہیں معلوم.... لیکن یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتا۔ میرے دو آدمی بھی مارے گئے ہیں۔"

"ڈھمپ لوپوکا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" فراگ بولا۔

"دو آدمی ہیں.... اور اسی جنگل میں انہوں نے پناہ لے لی۔"

"تب تو آسانی سے مار لیے جائیں گے...." فراگ اظہار مسرت کرتا ہوا بولا۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی انہیں تلاش کریں گے۔"

"مجھ پر یہ ذمہ داری مت ڈالو۔"

"موکارد کی دولت حرام کی نہیں ہے کہ مفت کھاتے رہو گے۔"

"میں سمجھ گیا۔" فراگ نے تیکھے لہجے میں کہا۔

"کیا سمجھ گئے؟"

"تم سمجھتے ہو کہ وہ لوگ کنگ چانگ سے تعلق رکھتے ہیں اور مجھے دیکھ کر سامنے آ جائیں گے۔"

"کنگ چانگ۔!" ساکادا حقارت سے تھوک کر بولا۔ "اس کی کیا مجال ہے کہ میری مرضی کے بغیر موکارد میں قدم بھی رکھ سکے۔

"تو پھر۔۔۔؟"

"تو یہ کہ مفت خوری نہیں ہو سکے گی۔ تمہیں کام کرنا پڑے گا۔ اور اسے بھول جاؤ کہ اب زندگی بھر موکارد سے باہر قدم نکال سکو گے۔

"فی الحال جو چاہو کہہ لو۔ لیکن عنقریب تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

"فی الحال....!" ساکادا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"ہاں.... فی الحال....!"

"فی الحال.... تمہارے سارے ساتھی بھی یہیں پہنچ گئے ہیں۔ اس عمارت کی اوپری منزل پر ہیں اور وہ دونوں لڑکیاں میرے جوانوں کا دل بہلائیں گی۔"

"یہ ناممکن ہے....!"

"یہاں وہی ممکن ہے جو میں چاہوں۔ اس کے علاوہ اور سب کچھ ناممکن سمجھو۔!"

"لڑکیاں نہیں جا سکیں گی۔!"

"وہ تو گئیں بھئی۔"

"اس سے بڑی کمینگی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔"

"خاموش ذلیل کتے۔ ادب ملحوظ رکھ۔ تو موکارو کے وزیر اعظم سے گفتگو کر رہا ہے۔"

آرنسٹ جا چکے تھے لیکن وہ دونوں فوجی وہیں موجود تھے۔ فراگ انہیں کنکھیوں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اس وقت جتنا جی چاہے اکڑ لو۔ کبھی تو میرے ہتھے چڑھو گے۔"

"اسے مارو....!" ساکادا نے غضبناک ہو کر فوجیوں کو حکم دیا اور وہ دونوں فراگ پر ٹوٹ پڑے۔

وہ شائد پہلے ہی سے اس کے لیے تیار تھا۔ وہ اس پر مکے برساتے رہے اور اس نے بڑی پھرتی سے دونوں کے ہولسٹروں سے ریوالور کھینچ لیے۔ پھر اچھل کر پیچھے ہٹتا ہوا غرایا۔

"اگر کسی نے اپنی جگہ سے جنبش بھی کی تو کھوپڑی اڑ جائے گی۔"

وہ تینوں دم سادھے کھڑے رہ گئے۔ پھر دفعتاً ساکادا نے ہنسنا شروع کر دیا اور آخر کار بولا۔

"مذاق ہی مذاق میں سنجیدہ ہو گئے۔ جوانو! تم دونوں باہر جاؤ۔!"

"ہرگز نہیں! مسٹر ساکادا۔ میں لونڈا نہیں ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ہلا بھی تو فائر کر دوں گا۔" فراگ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت.... تو پھر۔؟" ساکادا کے چہرے پر ایک سایہ سا آ کر گذر گیا۔

"لڑکیوں کو واپس بلواؤ.... میں تمہارے خون کا پیاسا نہیں ہوں۔ ہم سب جہاں بھی رہیں گے.... ایک عمارت میں ہم سب کو بند کرا کے اسے ڈائنامائیٹ کرا دینا مجھے ذرہ برابر بھی شکوہ نہ ہوگا۔"

"اچھا.... اچھا.... مذاق کو دشمنی کا رنگ نہ دو۔ ریوالور واپس کر دو۔"

"ہرگز نہیں۔ تمہارا ایک سپاہی جائے گا اور انہیں واپس لائے گا اور اگر اس کے خلاف ہوا تو تم دونوں زندہ نہ رہو گے۔"

جب ساکادا کو یقین ہو گیا کہ فراگ محض دھمکی نہیں دے رہا۔ تو اس نے اپنے ایک سپاہی کو ہدایات دے کر وہاں سے روانہ کر دیا۔ اتنی دیر میں فراگ ایک بڑی میز گرا کر اس کی اوٹ میں پوزیشن لے چکا تھا۔

"دیکھو۔!" اس نے رخصت ہونے والے سپاہی کو للکار کر کہا تھا.... "اسے یاد رکھنا۔ یہ دونوں پہلے مریں گے۔ اس کے بعد مجھ پر آنچ آئے گی۔"

"ساکادا مسکراتا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ سب کچھ محض مذاق رہا ہو.... تردد کی ہلکی سی جھلک بھی اس کی آنکھوں میں نہ دکھائی دی۔

* * *

درخت پر بیٹھے ہوئے تین گھنٹے گذر چکے تھے۔ لیکن ادھر سے کوئی نہ گذرا۔ آخر کار عمران

نے سوچا ہو سکتا ہے کہ وہ رات کو کتے استعمال کریں تاکہ ہمیں فرار کے راستے بھی نہ سجھائی دیں۔ اور ہم ان کی گرفت میں آ جائیں۔

گھنی شاخوں والے درخت پر بھی وہ کچھ ایسی تکلیف دہ حالت میں نہیں تھا کہ ڈراپ سین کی جلدی ہوتی۔ غار کی نگرانی بھی کر سکتا تھا اور دور دور کی آوازیں بھی سن سکتا تھا۔ لہٰذا نگرانی کے لیے درخت ہی مناسب ٹھہرا۔

بھاری قدموں کی آہٹ سن کر وہ چونکا تھا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی بائیں جانب والی گھنی جھاڑیوں میں جنبش ہو رہی تھی۔ پھر سبز رنگ کی دو ٹوپیاں نظر آئیں۔ لیکن جھاڑیاں چھٹیں تو فوجیوں سے پہلے دو لڑکیاں نظر آئیں۔

”خدا کی پناہ ....!“ اس نے طویل سانس لی۔ یہ اُم بنی اور للی ہاردے تھیں اور دونوں فوجی انہیں رائفل کے کندوں سے دھکیل دھکیل کر آگے بڑھا رہے تھے۔ وہ مڑ مڑ کر انہیں فرانسیسی میں گالیاں دیتی جا رہی تھیں لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے فرانسیسی ان کے لیے ناقابل فہم ہو۔

”اب موت کا کھیل شروع ہی ہو جائے تو بہتر ہوگا احمق صاحب۔!“ عمران برا سا منہ بنا کر بڑبڑایا۔

ڈارٹ گن سے یکے بعد دیگرے دو بے آواز فائر ہوئے اور دونوں فوجی چند قدم چل کر اس طرح لڑکھڑائے کہ پھر نہ سنبھل سکے۔ گرتے ہی بے حس و حرکت ہو گئے تھے اور لڑکیاں گویا اپنی جگہ پر جم کر رہ گئی تھیں۔

پھر وہ چونکیں اور خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگیں۔ عمران کچھ دیر اور درخت پر ٹھہرا۔ پھر اطمینان کر لینے کے بعد آس پاس اور کوئی موجود نہیں ہے۔ درخت کی نچلی شاخ پر پہنچ کر زمین پر چھلانگ لگا دی لڑکیاں ایک بار پھر اچھل پڑی تھیں۔

اُم بنی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور دونوں ہاتھ پھیلا کر عمران کی طرف دوڑ پڑی۔

میرے مالک .... میری جان ....!“

اور پھر وہ ہیجانی ہو کر اس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔

”اُف .... فوہ .... یہ تو بیہوش ہو گئی۔“ وہ للی ہاردے کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

”بے .... بیہوش ہو گئی؟“ شاید للی کو بھی ان الفاظ کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھا تھا۔

عمران نے ڈارٹ گن پیٹی میں اڑسی اور بیہوش اُم بنی کو کاندھے پر ڈال کر للی کا ہاتھ پکڑا۔ اب وہ غار کی طرف دوڑ لگا رہا تھا۔ للی خاموشی سے اس کے ساتھ گھسٹتی رہی۔

جوزف نے انہیں دیکھا تو ہونقوں کی طرح آنکھیں پھاڑ دیں۔ لڑکی ایک طرف پڑی خراٹے لے رہی تھی۔

”للی .... تم یہیں ٹھہر کر اُم بنی کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو۔ میں ان دونوں لاشوں کو ٹھکانے لگا دوں۔“ عمران بولا۔

پھر وہ جوزف کو لے کر باہر نکلا۔ وہ اس جگہ پر پہنچے جہاں دونوں فوجی پڑے تھے۔

”یہ تو مر گئے۔!“ جوزف بولا۔

”ان کی وردیاں اتارو ....!“ عمران اس کے ریمارک پر توجہ دیئے بغیر بولا۔

جوزف خاموشی سے تعمیل میں لگ گیا تھا۔ وردیاں اپنے قبضے میں کرنے کے بعد وہ ان لاشوں کو غار سے خاصے فاصلے پر جھاڑیوں میں ڈال آئے۔

واپسی پر غار میں جو منظر دکھائی دیا۔ اس سے دونوں ہی کافی محظوظ ہوئے۔ اُم بنی اور للی ہاردے فرانسیسی میں کائیں کائیں کر رہی تھی اور وہ لڑکی انگریزی جھاڑے چلی جا رہی تھی۔

”بس بس۔!“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”تم دونوں تو خاموش ہی رہو .... یہ صرف انگریزی بول سکتی ہے۔“

”یہ کون ہے ....؟“ للی نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”ایک مصیبت زدہ۔“

”کتنی مصیبت زدہ لڑکیاں اکٹھا کرو گے۔“ اُم بنی مسکرا کر بولی۔

”میں کیوں اکٹھا کروں گا۔ پتا نہیں کہاں سے آ ٹپکتی ہیں۔!“

”مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکو گے۔“

”فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیسے نظر آ رہی ہو ....؟“

اُم بنی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں اپنے ساتھیوں کی کہانی شروع کر دی۔

”فراگ کہاں ہے؟“ عمران نے اختتام پر پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔"

"اس عمارت تک میری راہ نمائی کر سکو گی۔"

"مجھے ہوش نہیں.... بس اتنا ہی یاد ہے کہ عمارت کی دوسری منزل پر لے جائے گئے تھے اور پھر ہم دونوں کو وہاں سے بھی نکال دیا گیا تھا۔ پتا نہیں یہ دونوں ہمیں کہاں لے جا رہے تھے۔"

"مجھے راستہ یاد ہے۔" للی نے کہا۔ "تمہیں وہاں لے جا سکوں گی۔"

"تم اپنی سناؤ.... میری جان کے مالک۔" اُم بنی عمران کے شانے پر سر رکھ کر بولی۔

"م.... میں...." عمران نے بوکھلا کر کینیڈین لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔

"میں نے بہت دکھ اٹھائے ہیں.... اب میری محبت کا مذاق نہ اڑاؤ۔"

محبت کی خالہ....! ان کے پاس شکاری کتے بھی ہیں۔ اگر ان سے سابقہ پڑ گیا تو شامت ہی آ جائے گی۔"

"تمہارے شانے پر سر رکھ کر میں سکون سے مر سکتی ہوں۔"

"او.... اُم بنی سیدھی بیٹھو.... ورنہ اب میں بیہوش ہو جاؤں گا۔"

"میں اب تمہاری گیدڑ بھبکیوں میں نہیں آ سکتی۔ اب تم میرے ہو۔"

دوسری طرف جوزف اور کینیڈین لڑکی کے درمیان کھسر پھسر ہو رہی تھی اور جوزف کے دانت نکلے پڑ رہے تھے۔

"للی ہاروے۔ تم مجھے سبز ٹوپی والے فوجیوں کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ کیا ان میں صرف جاپانی ہیں۔؟"

"نہیں تو۔ سوکارد کے باشندے بھی ہیں اور دو چار تو تمہارے پرنس سے مشابہت رکھنے والے نظر آئے تھے۔"

"تمہارا مطلب ہے پرنس ہی کی نسل سے تعلق رکھنے والے۔"

"ہاں.... ہاں۔!"

عمران نے طویل سانس لی اور مردہ فوجیوں کی وردیوں کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ ان کے جوتے بھی اتار لایا تھا۔

* * *

آدھا گھنٹہ گذر گیا۔ لیکن اس فوجی کی واپسی نہ ہوئی۔ جو لڑکیوں کو واپس لانے کے لیے گیا تھا۔

ساکادا بار بار دروازے کی طرف دیکھنے لگتا۔ اتنی دیر میں فراگ نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ اس عمارت میں اور کوئی فوجی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا وہ سوچ رہا تھا کہ اب کچھ کر ہی گذرنا چاہیے۔

"ساکادا تم شائد مذاق سمجھ رہے ہو۔" دفعتاً وہ گونجیلی آواز میں بولا۔

"میں تو مذاق ہی سمجھتا رہا ہوں گا کیونکہ تمہیں اتنا احمق بھی نہیں سمجھتا۔"

"کیا مطلب....؟"

"تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ کوئی ہنگامہ کھڑا نہ کرو۔"

"لڑکیوں والے معاملے سے پہلے میں شرافت ہی سے پیش آتا رہا ہوں۔"

"لڑکیاں واپس آ جائیں گی۔" ساکادا جھنجھلا کر بولا۔

"ابھی تک تو نہیں آئیں۔"

ٹھیک اسی وقت وہی فوجی دروازے میں دکھائی دیا جو لڑکیوں کی بازیافت کے لیے گیا تھا۔

"انہوں نے آنے سے انکار کر دیا ہے یور آنر۔" فوجی نے اطلاع دی۔ یہ سوکارد ہی کا باشندہ تھا اور فرانسیسی میں مخاطب ہوا تھا۔

"بکواس ہے۔ بالکل جھوٹ۔!" فراگ دہاڑا۔

"اب خاموش رہو۔" ساکادا کو بھی غصہ آ گیا۔

"میں یقین نہیں کر سکتا۔"

"تو جہنم میں جاؤ۔!"

"سچی بات جوان.... تم میری زد پر ہو۔" فراگ نے فوجی کو مخاطب کیا۔

"وہ.... دراصل وہ دونوں بیرک میں ہی نہیں۔"

"کیا بک رہا ہے۔!" ساکادا گرجا۔

"سچ کہہ رہا ہوں یور آنر۔ اور وہ دونوں جوان بھی غائب ہیں۔"

"یہ ناممکن ہے.... تو چپ رہ۔!"

اچانک فوجی کو کچھ کر گزرنے کا موقع مل گیا۔ کیونکہ فراگ ساکادا کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں فراگ کی پشت والی دیوار سے دھماکہ پیدا کرنے والی کوئی چیز ٹکرائی اور کمرہ دھوئیں سے بھرنے لگا۔ اس دھماکہ کے بعد ہی ساکادا اور دوسرے فوجی نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی تھی فراگ کے دونوں فائر خالی گئے۔ ساکادا اور دونوں فوجی جھپٹتے ہوئے عمارت کی اوپری منزل پر پہنچے تھے اور زینوں کا دروازہ انہوں نے بند کر دیا تھا۔

یہاں فراگ کے دس ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے بھی دھماکہ سنا تھا۔ واپس آنے والا فوجی اب نہتا نہیں تھا۔ اس کے ہاتھ میں اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"یہ.... یہ سب کیا ہو رہا ہے یور آنر۔ آپ تو بہت مہربان تھے۔" ظفر بولا۔

"اس مینڈک کے بچے نے ضرور کوئی غلط حرکت کی ہو گی۔" جیمسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ورنہ مسٹر پرائم منسٹر تو بہت اچھے آدمی ہیں۔!"

"یہی بات ہے۔" ساکادا اسے گھورتا ہوا بولا۔

"مسٹر پرائم منسٹر ہمیں اس سے نجات دلائیے پلیز۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا بلا ہے۔"

ظفر نے جیمسن کو گھور کر دیکھا۔ لیکن کچھ بولا نہیں۔

"بہت جلد.... بہت جلد۔! اگر وہ اتنی دیر میں بھاگ نہ گیا ہو گا لیکن اس جنگل سے نکل نہیں سکتا.... سور کا بچہ.... تم دونوں ایرانی ہو نا۔"

"یہ درست ہے یور آنر....!"

"اچھا تو تم دونوں ادھر آ جاؤ۔ تمہیں تو میں بھول ہی گیا تھا۔ تم ہمارے پرنس کے باڈی گارڈز ہو نا۔!"

"یہ بھی درست ہے یور آنر....!"

"تب پھر ان گندے سوروں کے ساتھ کیوں ہو؟"

"مجبوری تھی یور آنر۔" جیمسن آگے بڑھتا ہوا بولا۔

ادھر نیچے فراگ زینوں کے دروازے پر زور لگا رہا تھا۔ آخر دروازے کے پاٹ چرچرائے تھے۔ لیکن فراگ غصے کی شدت میں اس دھماکے کو بھول گیا تھا جس کی گونج محض اسی عمارت تک محدود نہ رہی ہو گی۔

کئی فوجی ادھر آ نکلے تھے اور انہوں نے اپنی رائفلیں چھتیالی تھیں۔ فراگ کو ریوالور اٹھانے کا موقع بھی نہ مل سکا جو اس نے اپنے پیروں کے قریب ہی ڈال دیئے تھے اور دونوں ہاتھوں سے دروازے پر زور آزمائی کرنے لگا تھا۔

وہ دونوں ہاتھ اٹھائے فوجیوں کی طرف رخ کئے کھڑا تھا لیکن اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نہیں تھے۔

پھر اچانک اس کی کمر پر ساکادا کی لات پڑی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔

"اسے باندھ لو....!" ساکادا نے گرج کر فوجیوں کو حکم دیا۔

تعمیل میں دیر نہیں لگی تھی۔ فراگ چرمی تسموں سے کسا کھڑا تھا اور ساکادا دونوں ہاتھوں سے اس کے گالوں پر تھپڑ مار رہا تھا۔

پھر وہ پیچھے ہٹ گیا اور فراگ کے ساتھیوں میں سے ایک کو قریب بلا کر کہا۔

"اب تم اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔" اس نے اس سے کہا۔

"نن.... نہیں....!" وہ ہکلایا۔

"چلو.... ورنہ.... گولی مار دی جائے گی۔"

"مار دی جائے۔" وہ تن کر چیخا تھا۔ ساکادا نے ایک فوجی کو اشارہ کیا اور اس نے سچ مچ اس پر فائر کر دیا۔

فراگ سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ ساکادا اس کے بقیہ ساتھیوں کی طرف مڑ کر بولا۔

"اب تم میں سے ایک ایک خود ہی آگے بڑھے اور اس کے ایک ایک تھپڑ رسید کرتا جائے ورنہ اسی طرح مر جاؤ گے۔"

فراگ نے اپنے ہونٹ ڈھیلے چھوڑ دیئے اور اپنے آدمیوں کو مخاطب کر کے بولا۔ "میرے بچو وہی کرو۔ جو یہ کہہ رہا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ناپاک ہاتھوں سے مارے جاؤ۔"

"تیری اکڑ ابھی تک قائم ہے۔" ساکادا دہاڑا۔

"لاش بھی اکڑی ہی رہے گی۔" فراگ نے قہقہہ لگایا۔ "جان لینا اور جان دینے کے لیے تیار رہنا میرا کھیل ہے۔"

"چلو۔۔۔ مارو۔۔۔ تم چلو۔۔۔!" ساکاوا نے فراگ کے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ دہاڑیں مار مار کر روتا ہوا آگے بڑھا اور فراگ کے گال پر تھپڑ مار کر اس کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ فراگ کی آنکھوں سے دو موٹے موٹے قطرے رخساروں پر ڈھلک آئے تھے۔

ساکاوا اور اس کے سپاہی بری طرح ہنس رہے تھے۔

"بس۔۔۔ بس۔۔۔ بس۔۔۔!" ساکاوا ایک ہاتھ پیٹ پر رکھے اور دوسرے کو ہلا ہلا کر بولا۔ "میں یہی دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ تیرے آنسو۔۔۔ ڈیڈلی فراگ۔۔۔ ہاہا۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ ڈیڈلی فراگ۔۔۔ ہو۔۔۔!"

"یہ ڈیڈلی فراگ کے نہیں۔۔۔ ایک دردمند باپ کے آنسو ہیں کتے۔۔۔!" فراگ شیر کی طرح دہاڑا اور جکڑی ہوئی ٹانگوں سے پھدکتا ہوا ساکاوا کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

"دیکھو۔۔۔ دیکھو۔ بالکل مینڈک۔۔۔ ہے نا۔۔۔ ہاہاہا۔!" ساکاوا ہنسی کے مارے بدحال ہوا جا رہا تھا۔

ٹھیک اسی وقت کتوں کے شور سے جنگل گونجنے لگا اور ساکاوا نے چیخ کر اپنے فوجیوں سے کہا۔ "ان سبھوں کو بیرکوں میں لے جاؤ۔ اب میں خود ہی شکار تلاش کروں گا۔۔۔ اور فراگ سن لے۔ اپنا تماشہ دیکھے بغیر تو نہ مرے گا۔"

ان سبھوں کے ہاتھ پشت پر باندھے جانے لگے۔ ساکاوا نے ظفر اور جیمسن کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم دونوں میرے ساتھ رہو گے۔۔۔!"

وہ خاموش کھڑے رہے۔ فراگ جس طرح تسموں سے جکڑا گیا تھا اس حالت میں وہ چل نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا اس کے پیر کھول دیئے گئے۔ پھر فوجیوں میں سے چار افراد انہیں ایک طرف لے چلے تھے۔ فراگ کے ساتھی تعداد میں گیارہ تھے اور وہ خود بارہواں تھا۔

وہ بڑی خاموشی سے راستہ طے کر رہے تھے۔ فوجیوں کی رائفلیں ان کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ ان میں وہ فوجی بھی شامل تھا جس نے کمرے میں دھوئیں کا بم پھینک کر ساکاوا کو فراگ کے پنجے سے رہائی دلائی تھی۔

فوجیوں کا انداز ایسا ہی تھا جیسے بھیڑ بکریوں کو ہنکا کر کہیں لے جا رہے ہوں۔ فراگ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے موقع ملتے ہی ان چاروں فوجیوں کو کچا ہی چبا جائے گا۔ وہ چلتے رہے کبھی کبھی فوجی انہیں رائفلوں کے کندوں سے مار مار کر تیز چلنے پر بھی مجبور کرتے۔

اچانک ایک جگہ جھاڑیوں سے دو فوجی نکلے اور قیدیوں کے ساتھ والے فوجیوں پر ٹوٹ پڑے۔ جتنی دیر میں وہ چاروں معاملے کی نوعیت ہی سمجھ پاتے ہوش و حواس ہی کھو بیٹھے۔ رائفلوں کے کندے ان کی گردنوں پر پڑے تھے اور پھر وہ دوبارہ نہیں اٹھ پائے تھے۔

فراگ اور اس کے ساتھی تو گویا سکتے میں آ گئے تھے۔

"میرے بیٹے۔۔۔ میرے عمران۔!" فراگ نے بالآخر گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔

جوزف اور عمران پہلے شکار کئے جانے والے دو قیدیوں کی وردی میں ملبوس تھے۔

دونوں نے جلدی جلدی فراگ اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ کھولنے شروع کر دیئے۔

"اس نے شکاری کتے منگوا لیے ہیں۔" فراگ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"بچاؤ کی فکر کرو۔۔۔ اور پھر وہ پورے جنگل پر بمباری بھی کرا سکتا ہے۔۔۔!"

"فکر نہ کیجئے یور آنر۔۔۔ اب سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ لیکن پرنس کے باڈی گارڈز کہاں ہیں؟" عمران نے پر تشویش لہجے میں پوچھا۔

"انہیں بھول جاؤ۔۔۔ وہ غدار نکلے۔! ساکاوا نے انہیں اپنے ساتھ روک لیا ہے۔"

"اوہ۔۔۔!" عمران نے طویل سانس لی اور فراگ سے بولا۔ "میرے پیچھے چلے آیئے۔ لیکن ٹھہریئے اپنے آدمیوں سے کہئے کہ ان فوجیوں اور ان کے اسلحہ کو اٹھا لیں۔ ہمیں مزید وردیوں اور اسلحہ کی ضرورت پیش آئے گی۔"

اس کی ہدایت پر فوراً عمل کیا گیا۔ وہ انہیں اپنی کمین گاہ تک لایا۔

"غار چھوٹا ہے۔ لیکن ہماری کس قدر لوز پیکنگ تو ہو ہی سکے گی۔" عمران نے کہا۔

"خطرناک۔۔۔ بیحد خطرناک۔ کتوں کے حملے کی صورت میں ہم یہاں آسانی سے مار لیے جائیں گے۔" فراگ بولا۔

"پچھلی رات سے ہم یہیں ہیں۔ پچھلی رات ہم صرف تین تھے۔ آج پہلے دو لڑکیوں کا اضافہ ہوا۔۔۔ پھر آپ بارہ عدد۔۔۔ خدا کی پناہ سڑ جائیں گے۔۔۔!"

"دو لڑکیاں۔۔۔ کون دو لڑکیاں؟" فراگ چونک پڑا۔

"ایک آپ کی اور دوسری.... دوسری۔ کیا بتاؤں شرم آرہی ہے۔"

"تو کیا للی اور اُم بینی....؟"

عمران نے سر کو.... اثباتی جنبش دی۔

"کہاں ہیں....؟"

"غار کے اندر....!"

فراگ اسے حیرت سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں تم کیا چیز ہو۔"

"اُگو ہوں اچھا خاصا۔ ایک اور مل گئی ہے....!"

"کیا مل گئی ہے؟"

"لل.... لڑکی۔ لیکن یور آنر.... اس کا خیال رکھئے گا کہ وہ میری پناہ میں ہے۔"

"کہاں ہے.... مجھے دکھاؤ۔"

"غار میں.... اسی کی رہنمائی کی بنا پر ہم یہاں تک پہنچ سکے ہیں۔"

پھر وہ ایک ایک کر کے غار میں داخل ہوئے۔

فوجیوں میں سے ایک چل بسا تھا اور تین اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہے تھے۔ جوزف نے ٹارچ روشن کی اور فراگ ان کا جائزہ لے کر بولا۔ "یہ بھی نہیں بچیں گے گردنیں ٹوٹ گئی ہیں۔" اس کا لہجہ شرارت آمیز قلقاریوں سے بھرپور تھا۔ پھر اس نے عمران سے پوچھا۔ "وہ لڑکی کہاں ہے؟"

"یور آنر۔ میری وارننگ یاد رکھئے گا۔"

"ہاں ہاں.... یاد ہے....!" فراگ برا سا منہ بنا کر بولا

عمران نے ٹارچ روشن کی اور روشنی کا دائرہ حرکت کرتا ہوا لڑکی پر جا پڑا۔

"اوہو.... ہونہہ....!" فراگ کراہ کر رہ گیا۔

"مجھے حیرت ہے۔" عمران نے ٹارچ بجھاتے ہوئے کہا۔

"کس بات پر حیرت ہے؟"

"تھوڑی دیر پہلے آپ بندھے چلے جا رہے تھے۔ پتا نہیں زندہ جلا دیئے جاتے یا آپ کا قیمہ بنایا جاتا۔"

"اچھا تو پھر....!"

"آپ ایسے وقت بھی اپنی ہائے وائے سے باز نہیں آتے۔"

فراگ نے فخریہ انداز میں قہقہہ لگایا اور بولا۔ "عورت اور زندگی دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں جب تک عورت سے بھاگتے رہو گے نامکمل ہی رہو گے۔"

"میں نامکمل ہی بھلا۔ لیکن اس لڑکی کا تحفظ جان کی بازی لگا کر بھی کروں گا.... خواہ آنریبل فراگ ہی سے کیوں نہ ٹکر لینی پڑے۔ یہ بڑی عظیم لڑکی ہے....!"

پھر عمران نے اسے مختصراً لڑکی کے بارے میں بتایا۔

"اوہ.... اوہ.... تب تو یہ میری ماں ہے.... میں اسے سلام کرتا ہوں۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

* * *

جنگل میں دھندلکا پھیل گیا تھا۔ پرندوں کے شور سے فضا مرتعش ہو رہی تھی۔ لیکن وہ اونچے اونچے شکاری کتے نہایت خاموشی سے راستہ طے کر رہے تھے۔ ساکادا نے ظفر اور جیمسن کو بتایا تھا کہ وہ کتے شکار کی تلاش میں نکلنے کے بعد اسی طرح خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ وہ ان پر اپنی اس بات کا رد عمل دیکھنا چاہتا ہو۔ وہ اسے سمجھ گئے تھے اور اپنے چہروں سے کسی قسم کے تاثر کا اظہار نہیں ہونے دیا تھا۔ اس کے بعد ساکادا نے انہیں بھی بیرکوں میں بھجوا دیا تھا۔ پھر آٹھ کتوں اور تین گھوڑ سواروں کی یہ پارٹی جنگل میں گھستی چلی گئی تھی۔ خود ساکادا اس کی قیادت کر رہا تھا۔ دوسرے گھوڑوں پر فوجی سوار تھے۔

ایک جگہ کتوں نے رک کر اپنی تھوتھنیاں اوپر اٹھائیں اور پھر ایک جانب تیزی سے دوڑتے چلے گئے۔

پھر انہوں نے بیک وقت جھاڑیوں کے ایک جھنڈ میں چھلانگیں لگائی تھیں۔ فوجیوں نے ریوالور نکال لیے۔ خود ساکادا نے بھی اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور نکال لیا تھا۔ انہوں نے اس جھاڑی کو گھیرے میں لے لیا اور ساکادا گرج کر بولا۔ "تم ریوالوروں کی زد پر ہو۔ خود کو ہمارے حوالے کر دو۔!"

لیکن یہ کیا؟ کتے دو برہنہ لاشیں جھاڑیوں سے گھسیٹ لائے تھے۔

"یہ تو.... یہ تو.. . اپنے ہی ساتھی ہیں.... یور آنر۔" ایک فوجی چیخا اور وہ گھوڑے پر سے کود پڑے۔

"یہی تو ان دونوں لڑکیوں کو لے گئے تھے۔" دوسرے نے کہا۔

"اوہ....!" ساکاوا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔

فوجی لاشوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

"لیکن حیرت ہے یور آنر۔ کسی کے جسم پر بھی زخم نہیں ہے۔ چہروں سے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ گلا ہی گھونٹ کر مارے گئے ہوں" ایک فوجی بولا۔

"ذرا دیکھئے! بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یونہی.... یونہی.... کیا کہا جائے جیسے یونہی خواہ مخواہ مر گئے ہوں۔"

"وردیاں بھی اتار لی گئی ہیں۔" ساکاوا نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "انہیں اٹھا کر گھوڑوں پر ڈالو اور یہاں سے چلو۔ سیدھے بیرکوں کی طرف.... ہوشیاری سے.... بہت ہوشیاری سے....!

کتے اب پھر خاموشی سے چلے جا رہے تھے۔ فوجیوں نے لاشیں گھوڑوں پر ڈالی تھیں اور خود پیدل چل رہے تھے۔

دھندلکا آہستہ آہستہ تاریکی میں تبدیل ہوا جا رہا تھا اور ساکاوا کا ذہن ڈھمپ لوپو کا میں الجھا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس سے مرعوب ہو گیا ہو۔ ایک انجانا سا خوف اس کے ذہن پر مسلط ہوتا جا رہا تھا۔

بیرک میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ نہ تو قیدی وہاں پہنچے ہیں اور نہ وہ چاروں فوجی جو انہیں وہاں پہنچانے والے تھے۔ ساکاوا آپے سے باہر ہو گیا۔ جیمسن اور ظفر الملک طلب کئے گئے۔

ساکاوا انہیں دیکھتے ہی چیخا۔ "تمہاری بوٹیاں کاٹ کر کتوں کو کھلا دی جائیں گی۔"

"ہمارا قصور.... یور آنر۔" ظفر بولا۔

"تم سب سازشی اور دھوکے باز ہو۔ میرے دو سپاہی مار ڈالے گئے اور ان چاروں کا قیدی سمیت کچھ پتا نہیں۔"

"ہم کیا عرض کر سکتے ہیں یور آنر۔ ہم تو بڑی مصیبت میں پڑ گئے ہیں۔ اس سے بہتر تو یہی تھا کہ پیرس میں بھیک مانگ رہے ہوتے۔"

"ڈھمپ لوپو کا کہاں ہے؟"

"ہم کس طرح یقین دلائیں کہ یہ نام ہمارے لیے نیا ہے۔"

"لوئیسا کہاں ہے؟ جس نے تمہیں ملازم رکھا تھا۔"

"تاہیتی تک ہمارے ساتھ تھی۔ اس کے بعد پھر پتا نہیں کہاں غائب ہو گئی۔ ہمارا معاملہ تو براہ راست پرنس سے تھا۔ پھر وہ بھی پرنسز تالابو آ کے سیکرٹری کے ساتھ کہیں غائب ہو گئے۔ اب ہم کیا کریں۔ ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا۔"

"تم حقیقت اگل دو۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم پر تشدد کیا جائے۔ پرنس کا احترام ہم پر بہر صورت واجب و لازم ہے۔"

"اسی احترام کا واسطہ دے کر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔"

"پرنس تم سے کہاں علیحدہ ہوئے تھے۔"

"پونیاری میں....! جب پونیاری پر جنگی کشتیوں نے حملہ کیا تھا.... ہم فراگ کی لانچ پر پہنچا دیئے گئے تھے۔ لیکن وہاں پرنس یا پرنسز کا سیکرٹری نہیں ملے تھے۔"

اتنے میں کسی نے باہر سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ ساکاوا سے اجازت ملنے پر ایک فوجی کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"ڈاکٹر.... دس منٹ بعد اپنی رپورٹ پیش کرے گا۔ یور آنر۔" اس نے اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے.... جاؤ....!"

فوجی چلا گیا اور ساکاوا نے ظفر اور جیمسن سے کہا۔ "فی الحال تم لوگ بھی خود کو قیدی ہی سمجھو! جب تک کہ پرنس بھی ہم سے نہ آملیں۔ تم پر.... اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

"آپ کی مرضی! ہم روئی کی تلاش میں نکلے تھے وہ آپ کی قید میں بھی ملتی رہے گی۔"

"اسے لے جاؤ۔" ساکاوا نے گارڈز میں سے ایک کی طرف دیکھ کر ظفر کی جانب اشارہ کیا۔

اب جیمسن تنہا رہ گیا۔ وہ بڑے ادب سے سر جھکائے کھڑا تھا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ تم جھوٹ نہیں بولو گے۔" ساکاوا نے اسے مخاطب کیا۔

"میں آپ کی مردم شناسی کا قدردان ہوں یور آنر۔!"

"ہوں۔ سچی بات سننا چاہتا ہوں۔"

"سچی بات کیا ہے۔۔۔ یہ میں نہیں جانتا۔۔۔ لیکن اپنے شبے کا اظہار ضرور کروں گا۔"

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ کہو۔۔۔!" ساکاوا نرم لہجے میں بولا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔ اگر ہربنڈا شہزادہ ہی تھا تو وہ لوگ اسے تنہائی میں شاہی آداب کیوں سکھاتے تھے۔"

"اوہو۔۔۔ یہ بات ہے۔۔۔!"

"ہاں یور آنر۔۔۔ میں نے چھپ کر دیکھا تھا۔"

"بولو۔۔۔ کیا مانگتے ہو؟ تم نے میرے شبے کو یقین میں بدل دیا۔"

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ سوکارو میں ہی رہ جاؤں۔"

"یہ ناممکن ہے۔ یہاں کوئی غیر ملکی نہیں رہ سکتا۔"

"اپنی ہی ملازمت میں مجھے کہیں باہر بھجوا دیجئے۔ میں اپنی دنیا میں واپس نہیں جانا چاہتا۔ بحر الکاہل کے جزائر میں محبت ہی محبت ہے۔"

"اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اچھا اب تم بھی جاؤ۔ دوسرے قیدیوں کے مقابلے میں آرام سے رکھے جاؤ گے۔"

"شکریہ یور آنر۔۔۔!"

گارڈز اسے بھی لے گئے۔ ساکاوا تنہا کمرے میں ٹہلتا رہا۔ کبھی اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو جاتا اور کبھی آنکھوں سے تشویش جھانکنے لگتی۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے کمرے میں قدم رکھا۔

"کیا رپورٹ ہے؟" ساکاوا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔

"حتمی رپورٹ پوسٹ مارٹم کے بغیر ناممکن ہے یور آنر۔۔۔ لیکن میرا تجربہ کہتا ہے کہ وہ زہریلی سوئیوں کا شکار ہوئے ہیں جو اتنے زیادہ پریشر سے پھینکی گئی تھیں کہ جلد سے گوشت میں خاصی گہرائی تک اتر گئی ہوں گی۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا۔" ساکاوا نے طویل سانس لی۔

"تو پوسٹ مارٹم کیا جائے؟"

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ اور ہاں۔۔۔ جاتے ہوئے کمانڈر کو ادھر بھیجتے جانا۔"

اس کیمپ میں وہ وزیراعظم کی بجائے ایک پولیس آفیسر ہی لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر کے چلے جانے کے بعد وہ پھر ٹہلنے لگا۔

کمانڈر کی آمد پر سب سے پہلے اس نے ان چاروں فوجیوں کے متعلق گفتگو شروع کی تھی جو قیدیوں کو لے کر چلے تھے۔

"اب تو کہنا پڑتا ہے یور آنر کہ انہیں بھی کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔" کمانڈر نے بالآخر کہا۔

"ہوں۔۔۔!" ساکاوا کچھ سوچ رہا تھا۔

"اب تو بمباری کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔" کمانڈر بولا۔

"نہیں۔۔۔ اس علاقے میں دھماکے مناسب نہیں ہوں گے۔ کل دیکھیں گے۔ میں آج رات ادھر ہی قیام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

"بہت بہتر یور آنر۔۔۔ آپ کی موجودگی ہمارے لیے اطمینان کا باعث ہو گی۔"

"کتے کھلے رکھنا۔۔۔!"

"بہت بہتر یور آنر۔"

"اور۔۔۔ میں تین گھنٹے تک اپنے مخصوص کمرے میں قیام کروں گا۔ اس لیے اس دوران مجھے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔"

"بہت بہتر یور آنر۔۔۔!"

کمانڈر چلا گیا۔ اس کمرے میں آمد و رفت کے دروازے کے علاوہ ایک دروازہ اور بھی تھا۔ یہ دروازہ بند تھا۔ ساکاوا اس دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

"سر۔۔۔ یور آنر۔ کتے مر گئے۔۔۔ سارے کتے مر گئے۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔

"نہیں۔۔۔!" ساکاوا مضطربانہ انداز میں چیخا۔۔۔ پھر خود پر قابو پا کر غرایا۔

"تم سب اندھے ہو۔ اب تمہاری کمزوریاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ جب کوئی بہت ہی چالاک آدمی مقابل آیا ہے۔ جاؤ اسے تلاش کرو۔ ورنہ تم سب بھی کتے کی موت مر جاؤ گے۔"

کمانڈر دروازے کی طرف مڑا۔

"ٹھہرو.....!" ساکادا ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اور کمانڈر پھر اس کی طرف مڑ گیا۔

"تم تو وہاں تک پہنچ بھی نہ سکے ہو گے۔"

"جو خبر لایا ہے۔ باہر موجود ہے یور آنر۔"

"اسے بلاؤ.....!"

خبر لانے والا فوجی اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہ خود بھی خاصا بدحواس دکھائی دیتا تھا۔

"یور آنر.....!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "انہیں..... کھانے کو..... دیا گیا تھا بس ایک ہی کر کے گرے اور مر گئے۔"

"جو کچھ وہ کھا رہے تھے ان کا کچھ حصہ باقی بچا ہے؟" ساکادا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ضرور..... بچا ہو گا..... یور آنر..... وہ بیچارے کھا ہی کتنا سکے تھے۔"

"جاؤ تم دیکھو۔" ساکادا نے کمانڈر سے کہا۔ "اور بچی ہوئی غذا کو ڈاکٹر کے حوالے کر کے تجزیے کے لیے کہو۔"

"بہت بہتر..... یور آنر۔"

"میں یہیں منتظر ہوں۔ فی الحال ریٹائرنگ روم میں نہیں جا رہا۔"

وہ دونوں چلے گئے۔ تاریکی پوری طرح پھیل گئی تھی اور جنگل سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

* * *

جب عمران کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ وہ انہیں خوفزدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو اس نے اپنی اس مہم کا آغاز کیا جس کی کامیابی کا انحصار محض اتفاقات پر تھا۔ اور یہ مہم تھی اس لباس کو تلاش کرنے کی جسے وہ بدحواسی میں اتار پھینکتے ہوئے کسی معقول سی پناہ گاہ کی تلاش میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

کیمپ میں کتے اسی کی ڈارٹ گن کے شکار ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ ہوا تھا کہ سپاہی کیمپ ہی تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔ کسی نے بھی اندھیرا پھیلنے پر جنگل میں گھسنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ آج کی بھاگ دوڑ کے دوران میں اس نے ایک دوسری مناسب سی پناہ گاہ تلاش کر لی تھی اور اپنے ساتھیوں کو وہاں منتقل کر دیا تھا۔ یہ ایک طویل چٹانی دراڑ تھی جس میں سے کہیں کہیں آسمان بھی دکھائی دیتا تھا۔

بہرحال وہ جوزف کو ساتھ لے کر ان ملبوسات کی تلاش میں نکلا تھا۔ جوزف آج کی مصروفیات اور کارناموں پر بے حد خوش تھا۔

"آج مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے باس جیسے میں اچانک جاگ پڑا ہوں۔"

"بس اب جاگتے ہی رہنا۔ ورنہ ہمیشہ کے لیے سو جاؤ گے۔"

"ٹھہرو باس.....!" جوزف چلتے چلتے رک گیا۔

"کیا بات ہے؟"

"ہم ادھر سے نہیں گذرے تھے۔ مجھے ادھر اپنی سانس نہیں محسوس ہو رہی۔"

"کیا بکواس شروع کر دی۔"

"تم جنگل کو نہیں سمجھ سکتے۔ باس۔"

"ارے تو کیا اس اندھیرے میں اب تیری سانس بھی تلاش کرنی پڑے گی۔"

"تم جنگل کی زبان بھی نہیں سمجھ سکتے۔ میں تمہیں ٹھیک اسی جگہ لے چلوں گا۔ جہاں ہم نے وہ لباس اتار پھینکا تھا۔ بس اب تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ باس۔"

"چل یہی سہی..... مجھے تیری اس صلاحیت پر اعتماد ہے۔"

"لیکن باس۔ ! پھر کہتا ہوں کہ فراگ سے ہوشیار رہنا۔ جس دن اسے معلوم ہو گیا کہ تم ہی ڈھمپ لوپو کا بھی ہو تو وہ تمہارے لیے بیحد خطرناک ہو جائے گا۔ جب سے ملا ہے مسلسل گالیاں دیئے جا رہا ہے۔"

"ڈھمپ کو.....!"

"ہاں باس۔ وہ اپنی اس بے عزتی کا باعث ڈھمپ کو ہی سمجھتا ہے۔"

"کیا یہ غلط ہے۔"

"اب میں کیا جانوں باس غلط ہے کہ صحیح۔ اگر مجھے یہ نہ معلوم ہوتا کہ ڈھمپ لوپو کا کون ہے تو میرا خون بھی نہ کھولتا۔"

"ختم کرو۔ اس معاملے کو پھر دیکھیں گے۔ ہاں تو وہ تینوں لباس کسی ایک جگہ نہ ملیں گے۔ تمہیں یاد ہو گا کہ ہم دوڑ رہے تھے اور ساتھ ہی انہیں اتار پھینکنے کی کوشش بھی کرتے جا

رہے تھے۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ ایک جگہ رک کر وہ بائیں جانب مڑا تھا اور پھر وہ ڈھلان میں اترتے چلے گئے تھے۔ دفعتاً انہوں نے ہیلی کوپٹر کی گڑگڑاہٹ سنی اور جہاں تھے وہیں رک گئے۔ ہیلی کوپٹر ان سے دور ہی دور گزرا تھا۔

وہ بہت دیر تک ان لباس کی تلاش میں سرگرداں رہے تھے لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ آخر کار وہ ہیلی پیڈ کی طرف چل پڑے۔ عمران کہہ رہا تھا۔ "ہو سکتا ہے اس عمارت میں بھی اس قسم کے لباس پائے جاتے ہوں۔"

"لیکن باس.... آج تو ادھر اندھیرا ہے۔" جوزف بولا۔

سچ مچ ہیلی پیڈ کے قریب والی دو منزلہ عمارت بالکل تاریک تھی۔ کسی کھڑکی یا روشن دان میں روشنی نہ دکھائی دی۔ ہیلی پیڈ بھی تاریک پڑا تھا۔

"اتنے خائف ہو گئے ہیں یہ لوگ۔" عمران بڑبڑایا۔

"تمہاری ڈارٹ گن کا کمال ہے باس۔" جوزف بولا۔ "ان دیکھی موت سے سب ہی ڈرتے ہیں۔"

"اچھا یہیں ٹھہرو۔ میں آگے بڑھ کر دیکھتا ہوں۔" عمران بولا۔ "میرا مطلب سمجھ گئے نا؟"

"ہاں.... مجھے یہاں رک کر جنگل کی طرف نظر رکھنی ہو گی۔"

"ٹھیک ہے اور اب تم جاگ ہی پڑے ہو۔" عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

عمارت کی پشت پر پہنچ کر رکا تھا۔ کچھ دیر آہٹ لینے کی کوشش کرتا رہا لیکن ناکامی ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمارت بالکل خالی ہو۔

اس کا ماتھا ٹھنکا اور وہ واپسی کے لیے مڑا ہی تھا کہ کوئی ٹھنڈی سی چیز پیشانی سے آلگی۔ ساتھ ہی تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔ "اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا۔"

یہ الفاظ انگلش میں ادا کیے گئے تھے۔ عمران نے بڑی پھرتی سے بیٹھ کر لوٹ لگائی اور ریوالور والے کو سمیٹ کر نشیب میں لڑھکنے لگا۔

اس نے بہت بڑا خطرہ مول لیا تھا۔ ریوالور سے فائر بھی ہو سکتا تھا لیکن شائد ریوالور اب اس کے ہاتھ میں تھا ہی نہیں۔

لڑھکتے لڑھکتے جب وہ ایک مسطح جگہ پر رکے تو عمران اسے چھاپ بیٹھا۔

"منہ سے ہلکی سی آواز بھی نکلی تو گلا گھونٹ دوں گا۔" اس نے حریف کو دھمکی دی جو اس کے نیچے دبا ہوا بری طرح ہانپ رہا تھا۔

"وہاں اور کتنے آدمی ہیں؟" بالآخر اس کی گردن پر دباؤ ڈال کر پوچھا۔

"ب... بارہ....!"

"اس ڈرامے کا مطلب....؟"

"ہم.... جج جانتے تھے.... کہ تم.... بالآخر.... ادھر ہی کا رخ کرو گے۔"

"باہر کتنے آدمی ہیں؟"

"سب.... ب.... باہر ہیں.... مختلف جگہوں پر....!"

دفعتاً عمران کے دونوں ہاتھ اس کی کنپٹیوں پر جا پڑے اور دباؤ پڑتے ہی وہ بیہوش ہو گیا۔

شائد بقیہ لوگ ایسی ہی پوزیشنوں پر تھے کہ انہیں اس واقع کا علم نہیں ہو سکا۔ بہر حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ہاتھ آنے والے آدمی کو کاندھے پر ڈالے اور اسی سمت پلٹ جائے جہاں جوزف اس کا منتظر تھا۔

وہاں سے وہ اس غار میں پہنچے تھے جسے تنگی کی وجہ سے چھوڑ چکے تھے۔ بعض تدابیر کی بنا پر قیدی کو جلد ہی ہوش آ گیا۔

اس نے بتایا کہ وہ دو منزلہ عمارت آبزرویٹری اور کنٹرول ٹاور کی حیثیت سے استعمال کی جاتی ہے۔ اور وہاں کسی قسم کے بھی لباس نہیں رکھے جاتے۔ دھوئیں کے حصار کے اندر کے لوگ ان ملبوسات میں آتے ہیں اور انہیں میں رخصت ہو جاتے ہیں۔ لباس اس عمارت میں نہیں اتارے جاتے۔ آبزرویٹری یا کنٹرول ٹاور سے متعلق افراد نے کبھی دھوئیں کے حصار کو پار نہیں کیا۔ اس کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق اس وقت ہیلی پیڈ پر دو ہیلی کوپٹر موجود تھے۔ ایک سا کا واکا زاتی ہیلی کوپٹر تھا اور دوسرا وہیں رہتا تھا۔ تیسرے ہیلی کوپٹر نے کچھ ہی دیر پہلے کسی نامعلوم جگہ کے لیے پرواز کی تھی۔"

"یہ تو کچھ نہ ہوا باس۔" جوزف بڑبڑایا۔

"بہت کچھ ہوا ہے.... تم فکر نہ کرو۔ ہم سب مل کر انہیں زچ کر دیں گے۔"

"میری بھی سن لو۔" قیدی کراہا۔ "اگر تین بجے شب تک تم میں سے کوئی ہمارے ہاتھ نہ لگا تو پورے جنگل میں آگ لگا دی جائے گی۔ اور ہیلی کوپٹر سے گولیوں کی بارش بھی جاری رہے گی۔"

"اس صورت میں تمہیں بھی ہمارے ساتھ ہی مر جانا پڑے گا۔"

"تم لوگ آخر چاہتے کیا ہو؟"

"صرف دھوئیں کے حصار سے گذرنا چاہتے ہیں۔ ہماری کسی سے دشمنی نہیں ہے۔"

"لباس کے استعمال سے صرف وہی لوگ واقف ہیں جو اسے استعمال کرتے ہیں۔ اگر لباس تمہارے ہاتھ آ بھی جائے تو تم اس کا صحیح استعمال نہ کر سکو گے۔"

"تم تو موکاروی کے باشندے معلوم ہوتے ہو۔"

"اسی لیے میں مرنا نہیں چاہتا یہ جاپانی یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"اگر تم ساکاوا کے وفاداروں میں سے نہیں ہو تو تمہارا یہاں کیا کام۔"

"اب تو وہی موکارد کا مالک ہے۔ جسے چاہے بھوکا مار دے۔"

"کچھ بھی ہو.... اب تو تمہیں ہمارے ساتھ ہی مرنا پڑے گا۔" عمران بولا۔

"اگر تم لوگ مجھ پر اعتماد کرو تو تم بھی محفوظ رہو گے اور ایک بے حد کمینے آدمی کے لیے میری جان بھی نہیں جائے گی۔"

"تمہارے ساتھیوں میں کتنے تمہارے ہم خیال ہیں....؟"

"میں نہیں جانتا.... لیکن ساکاوا سے سبھی نفرت کرتے ہیں۔ آبزرویٹری میں صرف چار جاپانی ہیں۔"

"وہ اس وقت کہاں ہیں....؟"

"وہیں سب کے ساتھ آبزرویٹری کے آس پاس۔"

"تمہارے وہ ساتھی جو موکارد کے باشندے ہیں کیا ان جاپانیوں سے بھی متنفر ہیں۔"

"صد فی صد....؟"

"اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ جنگل میں چھپے ہوئے لوگوں میں پرنس ہربنڈا بھی شامل ہے تو ان پر کیا ردعمل ہوگا۔"

"کیا یہ سچ ہے؟" قیدی نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

"پہلے میری بات کا جواب دو۔"

"وہ ان چاروں جاپانیوں کو قتل کر کے پرنس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔ خواہ جنگل کی آگ انہیں بھی کیوں نہ چٹ کر جائے۔"

"کیا تم ہربنڈا کو پہچان لو گے؟"

"کیوں نہیں۔ انہیں نہیں دیکھا تو ان کی تصویریں تو دیکھی ہیں۔"

"تو دیکھو۔! پہچانو!" عمران نے کہا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کی ٹارچ کی روشنی کا دائرہ جوزف کے چہرے پر پڑا۔ فراگ اور اس کے ساتھیوں کی بازیابی کے بعد عمران نے جوزف کے چہرے سے مادری پریسٹ والا میک اپ واش کر دیا تھا۔

قیدی اپنی مادری زبان میں کچھ کہتا ہوا جوزف کے قدموں میں گر پڑا۔

"اٹھو اٹھو۔ میرے بچے تمہاری مصیبتوں کے دن ختم ہوئے۔" جوزف شاہانہ لہجے میں بولا۔ "لیکن نہ میں فرانسیسی بول سکتا ہوں اور نہ اپنی مادری زبان۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک بنکاٹا پر فرانسیسی تسلط رہے گا میں یہ دونوں زبانیں نہیں بولوں گا۔"

"اب میں تمہارے لیے اپنی جان دے سکتا ہوں میرے مالک۔" قیدی گڑگڑایا۔

"نہیں! تم سب زندہ رہو گے! میں تمہیں ساکاوا سے نجات دلانے آیا ہوں۔!"

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں سر جوڑے بیٹھے مشورے کر رہے تھے۔

✻

ساکاوا بیرک والے کمرے میں تنہا نہیں تھا۔ کمانڈر بھی موجود تھا۔ دونوں کے چہروں پر تشویش کے آثار تھے۔ باہر بیرکیں خوب روشن تھیں اتنی روشن کے آس پاس کے جنگل میں بھی ان کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سپاہی چوکس تھے۔

"ٹھیک دو بجے بیرکیں خالی کر کے جنوب کی طرف کھلے میں اتر جانا۔" ساکاوا نے کہا۔ "تین بجے ہیلی کوپٹر ادھر آئیں گے اور کارروائی شروع ہو جائے گی۔"

"بہت بہتر جناب۔" کمانڈر گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔

بارہ بج کر تین منٹ ہوئے تھے۔

"اب اس فتنے کو ختم ہو ہی جانا چاہیے۔" ساکاوا جمائی لے کر اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا۔ اب میں

اپنے خاص کمرے میں آرام کروں گا۔ تم ٹھیک دو بجے نکل جانا۔"

"کیا آپ کو اس وقت بیدار کیا جائے یور آنر۔!"

"نہیں اس کی ضرورت نہیں! میں اب صبح ہی کو بیدار ہونا پسند کروں گا۔"

"بہت بہتر جناب!" کمانڈر بھی اٹھ گیا۔

ساکاوا بائیں جانب والے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ کمانڈر کچھ دیر کھڑا کسی گہری فکر میں ڈوبا رہا۔ پھر باہر نکلا چلا آیا۔ ساکاوا نے اپنے خاص کمرے کا دروازہ پہلے ہی بند کر لیا تھا۔

کمانڈر نے فوجیوں کی پوزیشنز چیک کیں اور پھر اپنے کمرے کی طرف چلا آیا۔ یہ انتظام اس لیے کیا گیا تھا کہ کہیں فراگ کے ساتھی شب خون نہ ماریں کیونکہ اب وہ نہتے نہیں تھے۔ ان کے پاس چھ رائفلیں تھیں۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے ظفر اور جیمسن کو بلوایا۔

"تم لوگ جانتے ہو کہ اب کیا ہونے والا ہے۔" اس نے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا اور بوتل سے گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔

"نہیں جناب.... ہم نہیں جانتے۔" ظفر نے خوفزدگی کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"جنگل میں آگ لگا دی جائے گی اور ہیلی کوپٹر سے گولیاں برسائی جائیں گی۔"

جیمسن نے قہقہہ لگایا اور چہکتی ہوئی سی آواز میں بولا۔ "وہ مارا۔ اب دیکھوں گا کہ مینڈک کا بچہ کیسے بچتا ہے۔"

"تم چاہتے ہو کہ وہ مار ڈالا جائے۔"

"کیوں نہیں! اسی کی وجہ سے ہم ان مصائب کا شکار ہوئے ہیں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" کمانڈر نے ظفر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے.... فراگ ہی کی وجہ سے ہم ان دشواریوں میں پڑے ہیں۔"

"آنریبل ساکاوا تم پر مہربان ہیں۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ یہاں سے ہٹتے وقت ہم تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔"

"ان کا بہت بہت شکریہ! وہ جانتے ہیں کہ ہمارا فراگ سے کوئی تعلق نہیں...!"

"بیٹھ جاؤ...!" کمانڈر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

وہ دونوں اس کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گئے۔

"لیکن میں تمہیں شراب نہیں پیش کروں گا۔" کمانڈر ان کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"ہمیں محمود کو نا ملنا ہے۔"

"ہم دونوں شراب نہیں پیتے۔"

"اوہو.... حیرت انگیز....!"

"ٹھیک اسی وقت ہیلی کوپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ اور کمانڈر چونک کر بولا۔ ہائیں.... ابھی سے کیوں۔ ابھی تو صرف ایک بجا ہے۔"

وہ اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔ دو ہیلی کوپٹر بیرکوں کے اوپر چکر لگا رہے تھے اچانک ان پر سے مشین گنوں کی فائرنگ شروع ہو گئی۔ کمانڈر تیزی سے کمرے میں پلٹ آیا۔ مرنے والوں کی چیخیں ہیلی کوپٹر کی آواز میں دب کر رہ گئی تھیں۔ ساکاوا کے سپاہی گھبرائے ہوئے چوہوں کی طرح چاروں طرف دوڑتے پھر رہے تھے۔

ہیلی کوپٹر سے گولیاں برستی رہیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے آخر....؟" کمانڈر بیر پٹخ کر بولا۔

لیکن اس کا جواب کون دیتا۔ ظفر اور جیمسن حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

کمانڈر نے بڑی پھرتی سے کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیے اور ایک گوشے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "تم دونوں بھی ادھر ہی آ جاؤ۔ پتا نہیں یہ کیا شروع ہو گیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ برآمدے تک آ رہی ہے۔"

"آپ کے آدمیوں کا کیا حشر ہوا ہو گا؟" ظفر بولا۔

"پتا نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ فی الحال یہ بھی ممکن نہیں کہ میں وزیر اعظم کے کمرے تک جا سکوں۔"

"میرا خیال ہے کہ گرد گھنٹال کامیاب ہو گئے ہیں۔" جیمسن نے اردو میں کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" ظفر بولا۔

"تو پھر اسے کیوں نہ سنبھال لیں۔"

"تم لوگوں نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔ فرانسیسی یا انگلش میں گفتگو کرو۔" کمانڈر انہیں گھورتا ہوا بولا۔

"اپنی زبان میں رو رہے ہیں جناب۔" ظفر نے فرانسیسی میں کہا۔ "مصیبت پڑنے پر ہر شخص کو ماں یاد آ جاتی ہے۔ لہٰذا مادری ہی زبان میں روتا ہے۔"

اچانک جیمسن کمانڈر پر ٹوٹ پڑا اور ظفر نے اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔

"یہ کیا... یہ کیا...؟" کمانڈر جو کسی قدر نشے میں بھی تھا ہکلایا۔

لیکن وہ جواب دیئے بغیر اسے بے بس کر دینے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ فرش پر بندھا پڑا تھا۔

"اب کیا کرنا چاہئے...؟" جیمسن بولا۔

"فی الحال کچھ بھی نہیں۔ ٹھہرو اور دیکھو کہ حالات کون سا رخ اختیار کرتے ہیں۔"

فائرنگ اب بند ہو گئی تھی لیکن ہیلی کوپٹر بدستور فضا میں چکر لگا رہے تھے۔

"مجھے کھول دو ورنہ پچھتاؤ گے۔" کمانڈر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"چپ چاپ پڑے رہو۔ اگر وہ فراگ کے ساتھی ہی ہوئے تو ہم تمہیں بچا لیں گے۔" ظفر نے نرم لہجے میں کہا۔ "ہم نے مصلحتاً ایسا کیا ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو آدھا گلاس بنا کر میرے حلق میں انڈیل دو۔ تمہارا بہت بہت شکریہ۔!"

جیمسن کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ نظر آئی۔ اور وہ سچ مچ اس کے لیے شراب مکس کرنے لگا۔

ہیلی کوپٹر کی آواز اب ایک ہی جگہ سے آ رہی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ لینڈ کر چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد برآمدے میں بھاری قدموں کی آواز گونجنے لگی۔

"یہاں اس کمرے میں کوئی معلوم ہوتا ہے" باہر سے کسی نے کہا اور قدموں کی آوازیں تھم گئیں۔

"اندر کون ہے۔ دروازہ کھولو۔!" کسی نے دروازے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ورنہ ہم بیرک کو ڈائنامائیٹ کر دیں گے۔"

"دیکھا۔!" جیمسن چہک کر بولا۔ اس نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔

"ٹھہرو۔!" ظفر آہستہ سے بولا۔ "مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔" پھر اس نے اونچی آواز میں کہا تھا۔ "تم کون ہو؟"

"اخاہ... تو آپ زندہ ہیں۔" باہر سے آواز آئی۔ "جلدی کرو۔ وقت کم ہے۔"

جیمسن نے جھپٹ کر دروازہ کھولا۔ عمران سامنے کھڑا تھا اور اس کے پیچھے تین مسلح آدمی تھے۔

"یور میجسٹی۔!" جیمسن جھک کر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "ہم نے رستے کے کمانڈر کو گرفتار کر لیا۔ ملاحظہ فرمائیے۔"

کمانڈر خوفزدہ نظروں سے انہیں دیکھے جا رہا تھا۔ کس قدر تشدد برداشت کرنے کے بعد اس نے بتایا کہ ساکاوا اپنے کمرہ خاص میں چلا گیا تھا۔ اب پتا نہیں وہ کہاں ہوگا۔ کمرہ خاص کا دروازہ اندر سے بند ملا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ اس کے بعد سے ساکاوا باہر نہیں نکلا۔ کمانڈر ان کے ساتھ تھا اور اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے آہستہ سے اس کے کان میں کہا۔ "میں دروازہ پیٹتا ہوں اور تم اسے آواز دو۔"

لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا، کھڑا رہا۔

"وہی کرو جو کہہ رہا ہوں۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "ورنہ گلا گھونٹ کر مار ڈالوں گا۔"

پھر قریباً دس منٹ تک دروازہ کھلوانے کی کوشش جاری رہی تھی لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔

"دروازہ توڑ دو...!" عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

ٹھیک اسی وقت جوزف اور فراگ کمرے میں داخل ہوئے اور صورت حال کا علم ہوتے ہی خود فراگ دروازے کی طرف بڑھا اور اس سے اپنا شانہ ٹکا کر زور لگانے لگا دروازے کی چرچراہٹ کمرے میں گونج رہی تھی۔ اور کمانڈر خوفزدہ نظروں سے جوزف کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"قدموں پر جھکو۔ دیکھ کیا رہے ہو۔" جیمسن اس کی گردن پکڑ کر جوزف کے قدموں میں جھکاتا ہوا بولا۔ "پرنس ہربنڈا کو تعظیم دو۔!"

"مم... میں... بے قصور ہوں۔" کمانڈر ہکلایا۔

"موکارو میں کوئی جاپانی بے قصور نہیں ہے۔" جوزف غرایا۔

دروازہ ٹوٹ چکا تھا۔ لیکن ساکادا کا کمرہ خاص تو خالی نکلا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

بائیں جانب ایک گوشے میں قالین فرش سے ہٹا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ کسی تہہ خانے کا راستہ معلوم ہوتا تھا۔ عمران نے اشارے سے فراگ کو قریب بلا کر کہا۔ "آپ اوپر ٹھہریئے یور آنر۔ ہو سکتا ہے بھاگے ہوئے فوجی دوبارہ واپس آ کر ہمارے کام میں مخل ہونے کی کوشش کریں۔"

"میں تمہیں تنہا نہیں اترنے دوں گا۔"

"مان جایئے۔ آپ کے علاوہ اور کوئی ان لوگوں کو کمانڈ نہیں کر سکے گا۔ میں دیکھوں گا۔ یہ تو مجھے تہہ خانے کی بجائے سرنگ معلوم ہوتی ہے۔"

"اچھا۔ پہلے دیکھ لو۔ سرنگ ہے یہ تہہ خانہ۔۔۔۔!"

عمران زینے طے کر کے نیچے پہنچا۔ یہ سچ مچ ایک طویل اور تاریک سرنگ ہی ثابت ہوئی۔ عمران واپس آ گیا۔ ظفر اور جیمسن بھی مسلح کئے گئے تھے۔ بیرکوں میں جدید ترین اسلحہ ان کے ہاتھ آیا تھا۔

فراگ کو اس پر آمادہ کر لیا گیا کہ وہ اوپر ہی ٹھہر کر پیش آنے والے حالات کا مقابلہ کرے گا اور عمران، ظفر، جیمسن، جوزف اور موکارو کے دو فوجیوں سمیت سرنگ میں اتر گیا۔ موکارو کے فوجی آگے چل رہے تھے اور انہوں نے ٹارچیں روشن کر رکھی تھیں۔ کچھ دور تک تو وہ سرنگ قدرتی معلوم ہوئی تھی۔ لیکن پھر آدمی کی فنکارانہ مشاقیوں کی جھلکیاں ملنے لگی تھیں۔ لیکن آخر کتنی طویل تھی یہ سرنگ۔ اس کا دوسرا سرا کہاں تھا؟ اندازے کے مطابق دو فرلانگ کی مسافت طے کرنے کے بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کو رکنے کے لیے کہا اور موکارو کے باشندوں سے پوچھا کہ اپنے اندازے کے مطابق وہ کدھر جا رہے ہیں۔

"میرا خیال ہے کہ ہم دھوئیں کے حصار کی طرف جا رہے ہیں۔" ایک نے جواب دیا اور دوسرے نے اس کی تائید کی۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ چلے چلو۔!"

اس بار ان کی رفتار تیز تھی۔ مزید دو فرلانگ بھی طے ہوئے وہ اپنی دانست میں اب کھلے میں نکل آئے تھے لیکن آسمان نہیں دکھائی دیتا تھا۔ پھر عمران چونک کر بولا۔ "اوہو۔ ہم تو دھوئیں کے حصار کے اندر پہنچ چکے ہیں۔۔۔۔!"

چاروں طرف اونچی اونچی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ آسمان نہیں دکھائی دیتا تھا تو پھر یہ تاروں کی چھاؤں سی کیا تھی جس میں چٹانوں کے ہیولے صاف نظر آ رہے تھے۔ اور وہ راستہ بھی دیکھ سکتے تھے۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھے تھے۔ اس کے ملگجے پن کا راز بھی ظاہر ہو گیا تھا۔ انہیں ایک عمارت نظر آئی تھی اور یہ روشنی اسی کی متعدد کھڑکیوں سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ دبے پاؤں عمارت کی طرف بڑھتے رہے۔ عمارت زیادہ دور نہیں تھی۔ اس کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اندر سے کسی کے چیخ چیخ کر بولنے کی آواز آئی۔

"اوہ۔ یہ تو ساکادا کی آواز معلوم ہوتی ہے۔" ظفر آہستہ سے بولا۔

"تمہیں یقین ہے۔" عمران نے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" جیمسن نے ظفر کی تائید کی۔

ایک کھلی ہوئی کھڑکی سے جس میں سلاخیں نہیں تھیں۔ وہ اندر داخل ہوئے اور آواز کی سمت بڑھتے بڑھتے ایک ایسے کمرے میں جا پہنچے جہاں تین آدمی مصروف گفتگو تھے۔ ان میں سے ایک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ ظفر اور جیمسن کو گھورے جا رہا تھا۔ جن کے ہاتھوں برین گنیں تھیں۔

"شریف آدمیو! اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" عمران نے بےحد نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ سمجھا۔۔۔!" تیسرے آدمی نے دانت پیس کر کہا۔

"کیا یہی ساکادا ہے۔۔۔؟" جوزف آگے بڑھ کر بولا۔

"یس یور ہائی نس۔۔۔۔!" ظفر نے کہا۔

"اسے گرفتار کر لو۔" جوزف نے موکارو کے فوجیوں سے کہا۔

"یہ ہربنڈا۔۔۔۔ نہیں ہے۔" ساکادا ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "فرانسیسیوں کا۔۔۔ ایجنٹ ہے۔"

"چپ رہو سوز کے بچے۔" موکارو کا ایک فوجی آگے بڑھ کر بولا۔ "ہم اپنے مالک کو پہچانتے ہیں۔ ہمارا نجات دہندہ آ پہنچا۔"

"تم سب پچھتاؤ گے۔ لیکن تم یہاں تک کیسے پہنچے؟"

"تمہاری کمرہ خاص والی سرنگ کے ذریعے۔" عمران بولا۔

"ت.... تم کون ہو؟"

"ڈھمپ لوپوکا....!"

"نہیں!"

"میں وہی ہوں! فراگ نے مجھے دوسری شکل میں دیکھا تھا۔"

"میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔" اچانک ساکادا نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "فائر مت کرنا۔" ساتھ ہی اس نے کس قدر پیچھے ہٹ کر ساکادا کے جبڑے پر ایک ہاتھ بھی رسید کیا تھا۔

ظفر نے یہ احوال دیکھے تو واپس اسی کھڑکی کے قریب آ کھڑا ہوا جس سے وہ اندر داخل ہوئے تھے اسے خدشہ تھا کہ کہیں کچھ لوگ باہر سے آ کر انہیں گھیرے میں نہ لے لیں۔ پھر اپنی اس حماقت پر ہنسی آ گئی۔ وہ کھڑکی داخلے کا دروازہ تو نہیں تھی۔ اسے بند کر کے پلٹنے ہی والا تھا کہ ذرا دور اندھیرے میں کچھ سائے سے حرکت کرتے نظر آئے۔ اس نے کھڑکی بند کر کے بولٹ کر دی اور دوڑتا ہوا اسی کمرے میں واپس آ گیا جہاں عمران ساکادا کی مرمت کر رہا تھا۔

"کچھ لوگ ادھر آ رہے ہیں۔" ظفر نے اطلاع دی۔

ساکادا قریباً بے دم ہو چکا تھا۔ بالآخر موکارد کے فوجیوں نے اسے بڑی بیدردی سے باندھ لیا۔ وہ دونوں بھی گرفتار کر لیے گئے جو اس سے گفتگو کر رہے تھے ٹھیک اسی وقت کچھ ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کوئی دروازہ توڑا جا رہا ہو۔ عمران جوزف کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا آواز کی سمت بڑھا تھا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے تھے فراگ اور اس کے ساتھی تھے۔ عمران کو واپسی میں دیر ہوئی تھی تو فراگ بھی اپنے چند مسلح آدمیوں کے ساتھ سرنگ میں اتر گیا تھا۔

"میں نے وہیں ٹھہرنے کو کہا تھا" عمران جھنجلا کر بولا۔

"ہائیں....!" فراگ نے حیرت سے کہا۔ "تمہارا لہجہ....؟"

"اوہ۔ کچھ نہیں یور آنر۔ مجھے افسوس ہے۔ دراصل ذہن الجھا ہوا ہے۔

"چلو چلو۔ کوئی بات نہیں۔" فراگ اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

اس کے بعد وہ اسی کمرے میں آئے تھے جہاں ساکادا اور وہ دونوں بندھے پڑے تھے۔ ساکادا کو اس حال میں دیکھ کر فراگ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"یہ ڈھمپ لوپوکا ہے۔" ساکادا چیخا تھا۔

"کون...؟" فراگ بے ساختہ چونک پڑا۔

"یہی جو تمہارے برابر کھڑا ہے۔"

فراگ نے عمران کو گھور کر دیکھا اور عمران آنکھ مار کر بولا۔ "صدمے سے دماغ الٹ گیا ہے بیچارے کا۔"

فراگ ہنس پڑا اور پھر اس نے ساکادا کو ٹھوکر رسید کرتے ہوئے کہا۔ "اب میں تجھے دیکھوں گا۔"

"نہیں! اس سے پہلے یہ ہمیں بتائے گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔" عمران سرد لہجے میں بولا۔

لیکن ساکادا نے اپنے ہونٹ سختی سے بند کر لیے تھے۔ عمارت کی تلاشی لینے پر وہ سترہ سائنس دان وہیں سے برآمد ہوئے جنہیں دنیا کے مختلف حصوں سے اغوا کیا گیا تھا۔

ان میں عمران کے ہموطن دونوں سائنسدان بھی تھے۔ گو ذاتی طور پر وہ اس سے واقف نہیں تھے۔ لیکن اس کی شکل دیکھتے ہی چونک پڑے۔ اور پھر جب اس نے اردو میں ان کی مزاج پرسی کی تھی تب تو ان کا اظہار مسرت دیکھنے کے قابل تھا۔

وہ ان دونوں کو علیحدگی میں لے گیا اور اصل موضوع پر گفتگو شروع کر دی۔

"انتہائی تباہ کن حربہ۔" ان میں سے ایک بولا۔ "اعلان جنگ کیے بغیر اس طرح کسی بھی ملک پر تباہی لائی جا سکتی ہے کہ دنیا اس تباہی کا ذمہ دار کسی غیر قدرتی ذریعے کو نہ ٹھہرا سکے۔ ابھی دو دن پہلے کی بات ہے کہ انہوں نے ایک تجربہ کیا تھا۔"

"کیسا تجربہ....؟" عمران چونک کر بولا۔

"کسی غیر آباد جزیرے کو تباہ کر دیا۔"

"زلزلہ...؟"

"ہاں.... دنیا اسے زلزلہ ہی سمجھے گی۔"

تو بیلو پیکو کا وہ جزیرہ اسی طرح تباہ ہوا تھا.... اسے ساکادا کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو فراگ کے توسط سے اس تک پہنچے تھے کہ جزیرہ بیشک زلزلے ہی کی بنا پر تباہ ہوا لیکن اس زلزلے کا سفر

موکارو سے شروع ہوا تھا۔

◆

لوئیسا کا اسٹیمر انتہائی تیز رفتار سے موکارو کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسے عمران کی طرف سے پیغام ملا تھا کہ چور پکڑے گئے اور اب اس کا اسٹیمر موکارو کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے اس نے شاہی اجازت نامہ حاصل کر لیا ہے۔

عمران موکارو کے چند آفیسروں کے ساتھ بندرگاہ پر موجود تھا۔ لوئیسا بڑی گرمجوشی سے ملی۔ ”واقعی تم گریٹ ہو۔“ وہ عمران کا بازو بھینچتی ہوئی بولی۔ ”کیا قصہ ہے؟“

”زمین دوز ایٹمی راکٹ۔ جو آبدوز کشتی کے ذریعے زمین کی سطح سے ایک ہزار فٹ کی گہرائی میں اتار دیا جاتا تھا۔ بیلو پیکو کی تباہی اس کا پہلا تجربہ تھا۔ راکٹ کے پھٹتے ہی زمین کے طبقات میں زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہوئی تھی۔

”خدا کی پناہ....!“

”لیکن میں نے سب کو تباہ کر دیا۔“

”کیا مطلب....؟“

”اس زمین دوز کارخانے کو تباہ کر دیا جس میں نشانے پر مار کرنے والا راکٹ زیر تعمیر تھا۔ انہوں نے بڑی چاؤ سے اس پر لکھ رکھا تھا ”واشنگٹن کے لیے“ اور سنو! اس کی تباہی کے بعد وہ دھوئیں کا حصار بھی ختم ہو گیا۔“

”تم بکواس کر رہے ہو۔“ وہ ہنس کر بولی۔

”ابھی تم خود ہی دیکھ لو گی۔“

”میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ تم کوئی ایسی حماقت کرو گے!“ لوئیسا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ایسی حماقتیں صدہا بار کر چکا ہوں۔ میں اس کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا کہ چھوٹے چوروں کی یہ ایجاد کسی بڑے چور کے ہاتھ لگ جائے۔ چھوٹے چور خود بھی یہ نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے خود ہی اسے تباہ کر دینے کا انتظام بھی کر رکھا تھا۔ میں نے تو صرف ایک بٹن دبایا تھا۔ سب کچھ بھک سے اڑ گیا اور دھوئیں کا حصار بھی غائب۔ البتہ آبدوز کشتی موکارو کی حکومت کے

قبضے میں ہے۔ ساکاوا دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر ختم ہو گیا۔ اس قسم کی خودکشی بھی میری نظروں سے پہلی بار گزری ہے اور یہ بھی جاپانیوں ہی کا حصہ ہے۔ اس وقت تک دیوار سے سر ٹکراتا رہا تھا جب تک کہ کھوپڑی کی ہڈیاں ٹوٹنے سے مغز نہیں بہہ نکلا تھا۔ خدا کی پناہ....!“

”اب وہی حشر تمہاری کھوپڑی کا بھی ہو گا۔“

”اللہ مالک ہے۔“

”اس مہم کی انچارج میں تھی۔ تمہیں میرا انتظار کرنا چاہیے تھا۔“

”میں خود کو دنیا کے ہر امن پسند ملک کا نمائندہ سمجھتا ہوں۔ میرا فرض ہے کہ میں ہر ایسی چیز کو تباہ کر دوں جس سے بنی نوع انسان کو خطرہ ہو۔ ہیروشیما کی بربادی کے باعث امریکی عوام نہیں بنے تھے۔ وہ تو بڑے زندہ دل لوگ ہیں، زندگی سے پیار کرنے والے۔ مجرم صرف حکمران ٹولے ہوتے ہیں۔“

”مجھے سیاست نہ پڑھاؤ۔“ وہ آپے سے باہر ہوتی ہوئی چیخی۔

”کیا تم اسے پسند کرو گی کہ ایک ویسا ہی راکٹ فرانس کے ساحل میں دھنس کر زمین کے طبقات توڑتا ہوا ٹھیک پیرس کے نیچے جا پھٹے اور پیرس کی عشرت گاہیں زمین میں دھنستی چلی جائیں۔“

”بکواس مت کرو.... میں تمہیں دیکھ لوں گی۔“

لیکن وہ پھر اسے نہیں دیکھ سکی۔ کیونکہ ٹھیک اسی وقت ایم بی بھی وہاں آ پہنچی تھی۔ لوئیسا کو دیکھ کر بپھر گئی۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ میرے ساتھ چلو۔“ وہ اس کا بازو پکڑ کر کھینچتی ہوئی دور لے گئی۔

”آخر کس استحقاق کی بنا پر وہ کتیا تم سے ایسے لہجے میں گفتگو کر رہی ہے؟“ اس نے عمران کا بازو جھنجھوڑ کر پوچھا۔

”یہ سبھی اسی طرح مجھ پر بھونکتی رہتی ہیں۔“

”میں اس کے چیتھڑے اڑا دوں گی۔“

”دیکھو! ایسی کوئی حرکت نہ کرنا۔ لوئیسا شاہی مہمان ہے۔“

”فرانگ اس شاہی مہمان کی تاک میں ہے۔“

"کیا مطلب.....؟"

"وہ اسے اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ اسے کسی ڈھمپ لوپوکا کے بارے میں معلومات نہیں فراہم کرے گی۔"

اس اطلاع پر عمران بوکھلا گیا۔ پھر اس نے لوئیسا کو وہیں چھوڑ کر فراگ کی طرف دوڑ لگائی۔ اس سے ذکر آیا تو وہ بھڑک اٹھا۔

"ہرگز نہیں چھوڑوں گا اسے۔"

"دیکھئے! موکازو میں یہ جھگڑا نہ اٹھائیے۔" عمران بولا۔

"موکازو کے باہر وہ شائد ہی میرے ہاتھ آ سکے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ.....!"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا.....!"

عمران برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔ اُسے خدشہ تھا کہ کہیں ان دونوں کا آپس میں مل بیٹھنا نہ ہو جائے۔ لوئیسا جانتی تھی کہ فراگ کے ساتھ پرنس ہربنڈا کے اسٹیمر پر عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا اور عمران اس وقت ڈھمپ لوپوکا کے میک اَپ میں تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ لوئیسا عمران سے چڑ گئی تھی۔ لہٰذا اس کی کوئی بات ماننے پر تیار نہ ہو گی۔ دراصل عمران اب فراگ سے نہیں الجھنا چاہتا تھا۔ ڈھمپ کی حقیقت ظاہر ہو جانے پر ٹکراؤ لازمی تھا۔ اس الجھن میں وہ طرح طرح کے منہ بناتا رہا۔ دفعتاً فراگ زور سے ہنس پڑا۔ پھر عمران کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولا۔ "ایک وعدے پر میں تمہاری بات مان سکتا ہوں۔"

"کیا وعدہ.....؟"

"اگر تم وعدہ کرو کہ ٹالابوآ کی ملازمت ترک کر کے میرے پاس آ جاؤ گے تو میں کم از کم موکازو میں لوئیسا سے نہیں الجھوں گا۔"

"وعدہ.....!" عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولا اور دونوں قہقہے لگاتے ہوئے ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے۔

⁂

عمران خاموش بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے فراگ کا قہقہہ سنائی دیا۔ وہ غالباً برابر والے کمرے میں تھا لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ قہقہہ خود اس کی طرف بڑھتا آرہا ہے تو سنبھل بیٹھا۔

دوسرے ہی لمحے میں فراگ نمودار ہوا تھا۔ اب بھی ہنسے جارہا تھا لیکن تھا تنہا ہی۔

"کیا میں آپ کے کسی کام آسکتا ہوں؟" عمران نے کرسی سے اٹھ کر خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"تم.....!" فراگ اس کی طرف انگلی اٹھا کر ہنستا ہوا بولا۔ "تم نے سب کا کام تمام کردیا...

"میں نہیں سمجھا یور آنر۔"

"یہ تمہارا پرنس ہربنڈا تو ساکاوا سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہورہا ہے۔"

"جب خدا چاہے گا تب آپ کی بات میری سمجھ میں ضرور آجائے گی۔" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"میں خود ہی سمجھائے دیتا ہوں.... خدا کو تکلیف نہ دو۔"

"اچھا تو سنو۔ پونیاری کی بکی شراب جو چوری چھپے موکارو میں آتی تھی۔ اب باضابطہ طور پر آئے گی۔ اس کے لیے شاہی اجازت نامہ مل گیا ہے اور یہ بھانجے صاحب کا کمال ہے۔ ماموں صاحب سے فرمایا کہ یہ بھی کوئی پینے کی چیز ہے جو آپ پیتے ہیں۔ پونیاری کی شراب منگوایئے پھر دیکھئے کیا سرور آتا ہے۔"

"ہائیں.... تو کیا ماموں بھانجے پینے بیٹھ گئے ہیں۔"

"دونوں بالکل الو نظر آرہے ہیں۔ ابھی میں شاہی خلوت ہی سے آرہا ہوں۔ وہاں ہربنڈا شاہ اور لوئیسا موجود ہیں۔ شاہ لوئیسا پر لٹو ہو رہا ہے۔ اس سے کہہ رہا تھا کہ اگر تم موکارو میں رہنا پسند کرو تو اب وزارت عظمیٰ تمہارے ہی حوالے کئے دیتا ہوں۔

"خوب... خوب....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"کیا خوب خوب کر رہے ہو۔ تمہارا ان لوگوں سے اب کوئی تعلق نہیں تم میرے ساتھ چلو گے۔"

"بالکل.... بالکل....!"

فراگ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔ پھر عمران کو اس کی آنکھوں میں شبہے کی جھلکیاں نظر آئیں۔ اس نے کئی بار محسوس کیا تھا کہ فراگ اس سے مطمئن نہیں معلوم ہوتا تھا...

اور پھر اس وقت وہ بات سامنے آہی گئی جس نے فراگ کے دل میں اس کے خلاف شبہات پیدا کئے تھے۔ اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں اچھی طرح سمجھتا ہوں.

اس نے یہ جملہ انگریزی میں ادا کیا تھا۔ لیکن عمران ہونقوں کی طرح آنکھیں پھاڑے بیٹھا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ بھی پلے نہ پڑا ہو۔

"زیادہ بننے کی کوشش نہ کرو۔ زیادہ دن میری آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔"

اس بار بھی اظہار خیال کا ذریعہ انگریزی ہی تھی۔

"کیا آپ مجھ سے کچھ کہہ رہے ہیں؟" عمران نے فرانسیسی میں پوچھا۔

"کیا تمہیں انگریزی نہیں آتی؟"

"کیوں نہیں آتی.... نہ آتی ہوتی تو ہزہائی نس میرے لیے بالکل گونگے ہوتے....."

"دغاباز....!" فراگ دانت پیس کر بولا۔ "پرنس ہربنڈا کی بجائے تم ہی موکارو کو کال کرتے رہے تھے تم نے سوچا ہوگا کہ ساکاوا نے ہربنڈا کی آواز نہ سنی ہوگی۔ اس لیے دھوکا جائے گا۔"

"اور وہ کھا گیا۔"

"میری وجہ سے.... میں نے تصدیق کی تھی کہ وہ ہربنڈا ہی کی آواز ہے....!"

"شکریہ یور آنر....."

"پھر تم نے مجھ سے کیوں جھوٹ بولا تھا۔"

"میں نے یہی تو کہا تھا کہ انگریزی میری مادری زبان ہے اور فرانسیسی بولا سکتا ہوں۔ آپ نے

یہ کیسے فرض کر لیا کہ بس یہی دو زبانیں مجھے آتی ہیں۔ ارے مجھے تو وہ زبان بھی آتی ہے جسے کتوں کے علاوہ اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔"

عمران نے کہہ کر کتوں کی طرح بھونکنا شروع کر دیا۔

چپ.... چپ.... مجھے باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو۔"

"اچھا یور آنر تو اب سنیئے! جب میں پہلی بار آپ سے ملا تھا تو مجھے علم نہیں تھا کہ آپ کون ہیں۔ پرنسز نالابوآ نے صرف اتنا کہا تھا کہ خطرناک آدمی ہے۔ احتیاط سے اپنے تاایتی پہنچا دو۔ پھر جب مجھے آپ کا نام معلوم ہوا تو اور زیادہ محتاط ہو گیا۔"

"میرے کان نہ کھاؤ۔ ساکاوا نے آخر یہ کیوں کہا تھا کہ تم ہی ڈھمپ لوپو کا ہو۔ ؟"

"محض اس لیے کہ آپ مجھ پر چڑھ دوڑیں اور اسے آزاد ہونے کا موقع مل جائے۔"

"زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ میری قوت فیصلہ جواب دے گئی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ تم جھوٹے ہو یا سچے۔"

"آپ صرف یہ دیکھئے کہ میں نے ابھی تک آپ کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا اور سچی بات تو یہ ہے کہ اس حرکت پر مجھے آپ ہی نے اکسایا تھا۔"

"کس حرکت پر؟"

"یہ دیکھنے پر کہ موکارو میں کیا ہو رہا ہے۔ ورنہ میرا مشن تو صرف اتنا تھا کہ بھانجے کو ماموں تک پہنچا دوں۔"

"تو نے مجھے ہر طرح سے شکست دی ہے۔"

"ارے توبہ توبہ....." عمران اپنا منہ پیٹتا ہوا بولا۔ "فراگ ہر حال میں گریٹ رہے گا۔"

"اس حقیقت کو کبھی نہ بھولنا۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"لیکن اپنی ایک حماقت کا اعتراف کرو۔"

"کس حماقت کا۔"

"تمہیں اس کارخانے کو اس طرح نہ برباد کر دینا چاہیے تھا۔"

"اس سلسلے میں سچی بات میں نے ابھی تک کسی کو بھی نہیں بتائی۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"اور مجھے بھی نہ بتاؤ گے۔" فراگ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"اگر آپ کو نہ بتانا ہوتا تو میں اس کا ذکر ہی نہ چھیڑتا۔ ہوا یہ کہ اس زمین دوز کارخانے کا جائزہ لینے کے بعد جب ساکاوا سمیت سرنگ سے گزر کر اس بیرک والے کمرے میں پہنچا تو اس نے مجھے شکست دے دی۔"

"کیا مطلب.....؟" فراگ چونک پڑا۔

"اس سے بڑی چوٹ میں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں کھائی تھی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ اور کچھ سوچنے لگا۔

"کیا تم اپنی بات جلد ختم نہیں کر سکتے۔" فراگ جھنجھلا کر بولا۔

"او..... ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ بیرک والے کمرہ خاص میں پہنچ کر میں نے پوچھ گچھ کے سلسلے میں ساکاوا پر کسی قدر تشدد کیا تھا۔ اس نے بتایا کہ اس فیکٹری کا سارا کنٹرول بیرک والے کمرے ہی سے ہوتا تھا۔ دھوئیں کا حصار غائب بھی ہو سکتا تھا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ساکاوا کے ہاتھ پیر جکڑے ہوئے تھے اور اسے دو آدمی اٹھا کر بیرک والے کمرے تک لائے تھے۔"

"اچھا تو پھر.....؟"

"ساکاوا نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ایک الماری کھول کر اس کے اندر لگا ہوا سرخ رنگ کا ایک ہینڈل گھماؤں۔ ظاہر ہے کہ میں نے بغیر سمجھے بوجھے اس کے مشورے پر عمل نہ کیا ہو گا۔ ساکاوا نے کہا وہ ایک تجوری کا ہینڈل ہے جس میں اس خطرناک حربے کا پلان اور ڈایاگرام موجود ہے پھر اس نے اپنی مظلومیت کا ذکر نکال لیا تھا کہ دراصل وہ خود بھی کسی کا آلہ کار ہے اور اس حربے سے متعلق تکنیکی باتیں اب تک اس کی سمجھ میں نہیں آ سکیں۔"

"میں کہتا ہوں جلدی سے ہینڈل گھماؤ۔" فراگ پیر پٹخ کر دہاڑا۔ "بات کو طول نہ دو۔"

عمران احمقانہ انداز میں مسکرا کر بولا۔ "میں نے ہینڈل گھما دیا اور سب کچھ تباہ ہو گیا۔ خدا کی پناہ کتنے بھیانک دھماکے تھے۔ پھر کیسی زمین ہلی تھی میں تو سمجھا کہ اب موکارو بھی غرق ہوا۔"

"شروع ہی سے میری یہی رائے رہی ہے کہ تم بنیادی طور پر اول درجے کے احمق ہو۔" فراگ برا سا منہ بنا کر بولا۔

"شکر ہے کہ آپ نے اس کا اعتراف تو کیا۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ایسی شکل والے عقلمند نہیں ہوتے۔" فراگ اس کے چہرے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اگر وہ حربہ جوزیر تکمیل تھا۔ میرے ہاتھ لگ جاتا تو جانتے ہو کیا ہوتا۔"

عمران نے نفی میں جنبش دی۔

"بحر الکاہل پر میری حکومت ہوتی۔"

"اور آپ کاہل اعظم کہلاتے۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"بکواس بند کرو۔ مجھے بتاؤ کہ میں ڈھمپ لوپوکا کو کہاں تلاش کروں۔"

"مجھے یہ نام قطعی پسند نہیں۔ سخت کریہہ الصوت واقع ہوا ہے۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

"لوئیسا پر ہاتھ ڈالے بغیر کام نہیں چلے گا۔"

"آپ مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ اسے موکارا میں نہیں چھیڑیں گے۔"

"اس کے علاوہ تو اور کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ اس کے سلسلے میں۔" فراگ اسے گھورتا ہوا غصیلے لہجے میں بولا۔

"اور کیا مطالبہ ہو سکتا ہے؟"

فراگ کچھ نہ بولا۔ اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

عمران مستفسرانہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "لوئیسا کے ساتھ خطرناک لوگ ہیں۔۔۔ یور آنر۔۔۔"

جواب میں فراگ نے کس پائے کی گالی لوئیسا کے ساتھیوں کو دی تھی، عمران نہ سن سکا کیونکہ ریسیور اٹھانے کے بعد وہ اس آواز کی طرف متوجہ ہو گیا تھا جس نے فون پر اسے مخاطب کیا تھا۔

لوئیسا اس سے پوچھ رہی تھی۔ "اٹھارویں آدمی کہاں ہے؟"

"سوری۔۔۔ رانگ نمبر۔۔۔!" کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل میں ڈال دیا۔

"کون تھا؟" فراگ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"لوئیسا کسی اٹھارویں آدمی کا پوچھ رہی تھی۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"ساکاڈا کی قید سے صرف سترہ آدمی ہمارے ہاتھ لگے تھے۔"

"اوہو۔۔۔ تو وہ کسی اٹھارویں کا مطالبہ کر رہی ہے۔"

"اب وہ خود ہی دوڑی آئے گی۔"

"ویسے مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔" فراگ بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"میں نہیں چاہتا کہ اس کا اور آپ کا سامنا ہو۔"

"تم کو بھی اچھی لگتی ہے کیا؟"

"زہر کی پڑیا اسے ہی اچھی لگے گی جو خودکشی کا تہیہ کر چکا ہو۔"

دفعتاً پھر فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ اس بار جوزف کی آواز تھی۔

"باس کیا تم تنہا ہو؟"

"نہیں مینڈک بھی ہے۔" عمران نے اردو میں جواب دیا۔

"بہت ضروری باتیں کرنی ہیں باس اسے کسی طرح رخصت کر دو۔"

"اچھا میں کوشش کروں گا۔"

ریسیور رکھ کر وہ فراگ کی طرف مڑا۔

"اب کون تھا؟"

"پرنس! فرما رہے تھے کہ ہز میجسٹی پونیاری کی شراب کے لئے بہت بے چین ہیں۔ آج ہی اس کی ایک کھیپ موکارو پہنچنی چاہئے۔"

"یہ کس طرح ممکن ہے۔" فراگ برا سا منہ بنا کر بولا۔

"اگر ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر مہیا کر دیا جائے تو؟"

"تب شاید بادشاہ کی یہ خواہش پوری کی جا سکے۔"

"بس تو پھر جلدی کیجئے۔ آپ کے پاس اجازت نامہ موجود ہے۔ سیدھے شاہی محل کے ہیلی پیڈ پر پہنچ جائیے۔"

عمران نے محسوس کیا کہ فراگ کچھ غیر مطمئن سا نظر آ رہا ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

عمران پھر فون پر متوجہ ہوا۔ نمبر ڈائل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔ "اب آ جاؤ۔۔۔ وہ چلا گیا۔۔۔!"

تھوڑی دیر بعد جوزف کمرے میں داخل ہوا تھا۔ آنکھیں نشے میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ لیکن چال میں لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔

"باس وہ کتیا تو بڑی خطرناک نکلی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہر کتیا خطرناک ہوتی ہے۔ لیکن تم کس کتیا کی بات کر رہے ہو۔"

"وہی لوئیسا۔"

"کاٹنے دوڑی تھی۔" عمران نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"سنجیدہ ہو جاؤ باس۔ ہم دشواریوں میں پڑ گئے ہیں۔"

"ارے کچھ کہے گا بھی یا شہزادوں ہی کے سے انداز میں بولے جائے گا۔"

"ہم نے وہاں سے سترہ قیدی برآمد کئے تھے لیکن وہ کسی اٹھارویں کی بات کر رہی ہے۔"

"ایک سو اسی کی بھی بات کر سکتی ہے۔۔۔ تو پھر"

"کہتی ہے اگر اٹھارویں کا سراغ نہ ملا تو وہ بادشاہ سے کہہ دے گی کہ میں نقلی ہربنڈا ہوں۔"

"اچھا تو کیا زندگی بھر شہزادہ ہی بنا رہنا چاہتا ہے۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"جہنم میں گئی شہزادگی۔ یہ تو سوچو کہ تمہاری کیا پوزیشن ہو گی۔ اور ہاں! وہ یہ بھی کہہ رہی تھی۔ اگر عمران نے تعاون نہ کیا تو وہ دونوں سائنسدان بھی واپس نہ جا سکیں گے جس کے لیے ہم نے اس مہم میں شرکت کی تھی۔"

"وہ مجھ سے براہ راست گفتگو کیوں نہیں کرتی۔"

"تم ان سفید فام سوؤروں سے واقف ہونے کے باوجود بھی اس قسم کی باتیں کر رہے ہو باس! وہ اب تمہارا ذکر بڑی حقارت سے کرتی ہے۔"

"ہوں!" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔ "لیکن یہ اٹھارواں قیدی؟"

"سوال یہ ہے کہ ان سترہ کے علاوہ اگر کوئی اور بھی تھا تو مجھے اس کا علم کیوں نہ ہو سکا اور لوئیسا کو اس کا علم کیونکر ہوا۔"

"اب یہ بات تو ان دونوں سائنس دانوں ہی سے معلوم ہو سکے گی۔"

"اگر انہیں کسی اٹھارویں کا علم ہوتا تو مجھے ضرور بتاتے۔" عمران نے پرتشویش لہجے میں کہا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "ہمیں ان دونوں سائنسدانوں کو یہاں سے فوری طور پر نکال دینا چاہیے۔"

"تم تو اس طرح کہہ رہے ہو۔ جیسے خود قیام کرو گے۔" جوزف چونک کر بولا۔

"ہاں۔۔۔! اب ایک دوسری مہم درپیش ہے۔"

"دوسری مہم۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ اصلی ہربنڈا۔"

"کمال کر دیا۔ ہمیں اس سے کیا سروکار۔"

"سنو! اس عورت ٹالابوآ کو بے وقوف بنا کر خوش نہیں ہوں۔"

"اوہو۔۔۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا باس کہ اب تم صرف ٹالابوآ کی ہمدردی میں اصلی ہربنڈا کو تلاش کرو گے۔"

"شش۔۔۔!" عمران ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بولا۔ "کوئی آ رہا ہے۔"

قدموں کی چاپ قریب ہوتی جا رہی تھی۔

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"آ جاؤ۔" عمران نے گونجیلی آواز میں کہا اور لوئیسا کی ٹیم کا وہ ممبر کمرے میں داخل ہوا جو اردو بول اور سمجھ سکتا تھا۔

"آہا۔۔۔ موسیو ژالیئر۔۔۔ خوش آمدید۔"

ژالیئر کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"مادام ایڈلی دے ساداں کے حکم پر میں تم سے ساکاوا کے اٹھارویں قیدی کا مطالبہ کرتا ہوں۔" وہ چبا چبا کر بولا۔

جوزف نے شاید اس کے لہجے سے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ عمران سے مناسب برتاؤ نہیں کر رہا اس لیے اس کی بھنویں تن گئی تھیں۔

"مجھے کسی اٹھارویں قیدی کا علم نہیں۔" عمران نے کہا۔

"دوسری صورت میں!" ژالیئر ان سنی کر کے بولا۔ "اس ہربنڈا کا راز فاش کر دیا جائے گا۔ اور تمہارے ملک کے دونوں سائنسدان بھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔"

"تیسری صورت اس سے بھی زیادہ خطرناک ہو گی موسیو ژالیئر۔"

"ہوں۔۔۔۔ وضاحت کرو۔"

عمران نے جیب سے اپنی ڈائری نکالی اور اس کے ورق الٹتا ہوا بولا۔ قریب آؤ۔۔۔۔ یہ دیکھو۔" قریب آکر وہ ڈائری دیکھنے کے لیے جھکا ہی تھا کہ اوندھے منہ فرش پر چلا آیا۔ ایسا جچا تلا کراٹے کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑا تھا۔

جوزف ہکا بکا عمران کا منہ دیکھتا رہ گیا۔

"ہونق۔۔۔ اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے چلو۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"۔۔۔۔۔۔۔اچھا باس۔"

جوزف نے تعمیل کی تھی لیکن اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار تھے۔ بے ہوش آدمی کو بستر پر ڈال دیا گیا اور عمران اپنے بیگ سے ہائپوڈرمک سرنج نکالنے لگا۔ پھر ڈالیبر کے بازو میں کوئی سیال انجیکٹ کر کے بڑبڑایا تھا۔ "تین گھنٹے کی۔"

"مم۔۔ مگر باس۔۔۔۔"

"وہ پاگل ہو گئی ہے۔ میں کسی اٹھارھویں کے وجود سے واقف نہیں۔ بہرحال اس کی یہ دھمکی کارگر ثابت نہیں ہو سکے گی کہ وہ میرے سائنسدانوں کو روک لے گی"

"آہا۔۔۔ اچھا اب میں سمجھا۔۔۔" جوزف سر ہلا کر بولا۔ "تم بھی یرغمال رکھو گے۔۔۔۔"

"ظاہر ہے۔۔۔۔ ڈالیبر اس کا فرسٹ اسسٹنٹ ہے۔ ان سے زیادہ اہم آدمی اس کی پوری ٹیم میں کوئی دوسرا نہیں۔"

"واقعی باس! تم بہت جلدی لڑتے ہو۔"

"تیز رفتاری کے اس دور میں جو غور کرنے کے لیے رکا وہ مارا گیا۔ اب اس کمرے کو مقفل کر دو۔۔۔۔ تین گھنٹے بعد پھر دیکھیں گے۔

⁂

ظفر اور جیمسن ہلے داراں میں پاگلوں کی طرح رقص کر رہے تھے۔ دو مقامی لڑکیاں ان کی ہم رقص تھیں۔ بہت بڑی بھیڑ تھی۔۔۔۔ داراں جیسی عظیم الشان تفریح گاہ کے شایان شان۔ طویل و عریض رقص گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ وہ لوگ جشن نجات منا رہے تھے۔۔۔۔ ساکاوا کی موت ان کے لیے مسرتوں کا پیام لائی تھی۔ رقص گاہ میں عجیب سی خوشبوئیں

چکراتی پھر رہی تھیں۔ تیز موسیقی کانوں کے پردے پھاڑے دے رہی تھی اور رقص کرنے والوں کے نزدیک زندگی گویا صوت و حرکت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی۔

سرمستی کے اس عالم میں کسی نے ظفر کی ہم رقص کو دھکا دیا اور خود اس کی جگہ ظفر کے سامنے تھرکنے لگی۔ یہ لوئیسا تھی۔ اس نے ظفر کو اس بھیڑ سے نکل جانے کا اشارہ کیا تھا۔

ظفر بھیڑ میں راستہ بناتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی ہم رقص نے شائد اسے گالیاں دی تھیں۔ ہو سکتا ہے اس نے لوئیسا کو اسے اشارہ کرتے دیکھ لیا ہو۔

"کیوں رنگ میں بھنگ ڈال دیا۔" وہ دروازے سے نکلتا ہوا بولا۔

لوئیسا اس کے پیچھے تھی۔

"میں تمہیں کسی دوسری عورت کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔"

"آہا۔۔۔۔" ظفر متحیر رہ گیا۔ رک کر تیزی سے اس کی طرف مڑا تھا۔

"غلط نہیں کہہ رہی۔ چلو ہم "فیئر دوانا" میں رقص کریں گے۔ جہاں صرف اعلیٰ طبقے کے افراد ہوتے ہیں اس عمومی بھیڑ سے مجھے نفرت ہے۔"

"بڑی شاندار تفریح گاہ ہے۔ تم اسے گھٹیا کہہ رہی ہو۔"

"یہ عوامی دور ہے۔"

"میں فرانسیسی ہوں۔ ایک طبقاتی سماج کی فرد لہٰذا مجھ سے پرولتاری قسم کی بکواس مت کرو۔"

"سوال تو یہ ہے کہ اچانک مجھ پر اتنی عنایات کیوں؟

"کبھی کبھی اچھے بھی لگتے ہو۔"

"لیکن اتنے شارٹ نوٹس پر میں بالکل بدھو ہو جاتا ہے۔

شٹ اپ۔" وہ اس کے بازو میں بازو ڈال کر چلنے لگی پھر کچھ دور چل کر بولی۔ "ڈاڑھی والا ہمارا تعاقب تو نہیں کرے گا۔"

"شاید اس وقت نہ کرے کیونکہ اسے اپنے معیار کی مل گئی ہے۔"

"کیا معیار ہے اس کا؟"

"سامنے کا ایک دانت نہ رکھتی ہو۔"

"اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"نشے میں پیار کرتی ہے تو سیٹی کی سی آواز نکلتی ہے۔"

"تمہارا معیار کیا ہے؟"

"ایسی ہونی چاہئے کہ دوسرے دن شکل نہ دکھائے۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔ تم مستقل طور پر اپنا لینے کے قائل ہو۔"

"کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔ مستقل روگ پالنا میرے بس سے باہر ہے۔"

وہ فیر دوانا کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

"تو اب کس کا انتظار ہے۔ چلو اندر۔" ظفر بولا۔

"نہیں! ٹھہرو.... میں سوچ رہی ہوں۔ کیوں نہ اپنی قیام گاہ پر چلیں۔"

"مادام لوئیسا.... چکر کیا ہے؟"

"مشرقی حسن کی دلدادہ ہوں۔ تم اس وقت بہت اچھے لگ رہے ہو۔"

ظفر کی آنکھوں سے تشویش جھانکنے لگی۔ بالآخر اس نے طویل سانس لے کر کہا۔ "تمہاری مرضی! جہاں دل چاہے لے لو۔"

ایک ٹیکسی نے انہیں لوئیسا کی قیام گاہ تک پہنچایا تھا۔

وہ دونوں سٹنگ روم میں کھڑے ایک دوسرے کو بغور دیکھے جا رہے تھے....!

"میں سوچ رہی ہوں کہ تمہارے جسم سے کتنا گوشت نکلے گا۔" لوئیسا بولی۔

"ہڈیوں سے کم۔"

"میں سنجیدہ ہوں مسٹر ظفرالملک۔"

دفعتاً ظفر کی نظر سامنے والے دروازے پر پڑی جہاں لوئیسا کی ٹیم کا ایک آدمی اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور سنبھالے کھڑا تھا۔

"میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"ساکاڈا کی قید سے کل کتنے آدمی برآمد ہوئے تھے؟"

"سترہ۔"

"بکواس ہے۔ اٹھارہ۔"

"شائد تم خواب دیکھتی رہی ہو' تم وہاں تنہا نہیں تھیں اور بھی لوگ تھے انہوں نے بھی دیکھا ہو گا۔"

"اٹھارھواں آدمی۔" لوئیسا دانت پیس کر بولی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"عمران کہاں ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔ انہوں نے پرنس کے ساتھ قیام کیا ہے۔ ہم دوسری عمارت میں ہیں۔"

لوئیسا مسلح آدمی کی طرف مڑے بغیر بولی۔ "اسے لے جا کر بند کر دو۔"

لیکن دوسرے ہی لمحے میں کسی وزنی چیز کے گرنے کی آواز سن کر تیزی سے مڑی۔ مسلح آدمی فرش پر اوندھا پڑا نظر آیا۔

ظفر تو اسے شروع ہی سے دیکھتا رہا تھا۔ لیکن اسے بھی اس کے اس طرح فرش پر آ رہنے کی وجہ نہ معلوم ہو سکی۔

دونوں ہکا بکا کھڑے اسے دیکھتے رہے۔ گرنے والا بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

پھر ظفر چونکا.... اور اس کا داہنا ہاتھ بغلی ہولسٹر پر چلا گیا۔ پھر لوئیسا جتنی دیر میں اس طرف مڑتی ریوالور کی نال سیدھی ہو چکی تھی۔

"تم سے زیادہ شور مچانے والی چیز میرے ہاتھ میں ہے۔" ظفر مسکرا کر بولا....!

لیکن وہ سنی ان سنی کر کے چیخی۔ "عمران سامنے آؤ۔ ورنہ تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

پھر سناٹا چھا گیا۔ اور لوئیسا کھڑی دانت پیستی رہی۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" دفعتاً وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اور اس سے کہہ دینا اگر چوبیس گھنٹے کے اندر میرا نائب ژالئیر نہ ملا تو تم لوگ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔"

ظفر ریوالور کا رخ اس کی طرف کئے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گیا لوئیسا اس کے قدموں کی دور ہوتی ہوئی چاپ سن رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔ پھر جب وہ اپنے بے ہوش ساتھی کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی کہ عمران کی آواز سنائی دی۔

"یہ کھیل اسی طرح جاری رہے گا۔"

"میں تمہیں فنا کر دوں گی۔" وہ مڑ کر چیخی۔ عمران اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑا چیونگم سے شغل کر رہا تھا۔

"تمہارا دماغ چل گیا ہے۔" عمران سرد لہجے میں بولا۔ "میں کسی اٹھارھویں آدمی کے وجود سے واقف نہیں ہوں۔"

"تم جھوٹے ہو۔"

"جہنم میں گیا اٹھارھواں آدمی میرے ملک کے دونوں سائنسدان کہاں ہیں۔ تم انہیں بقیہ قیدیوں کی میٹنگ میں لے گئی تھیں۔"

"اٹھارھواں آدمی؟" لوئیسا ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"اچھی بات! میں دیکھوں گا تم اپنی ٹیم کے ساتھ کس طرح موکارو سے نکل جاتی ہو ایک ایک کو مار ڈالوں گا۔"

"دیکھا جائے گا۔"

"یہ سودا تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔"

"مہنگے .... سستے کی پرواہ میں نے کبھی نہیں کی.... دونوں سائنسدان یا تمہارے چاروں ساتھیوں کی موت!"

"میری اپنی بھی تو کچھ ذمہ داریاں ہیں!" لوئیسا نرم پڑتی ہوئی بولی۔

"تمہاری ذمہ داری پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ اگر میرے آدمی دوسروں کی نسبت کسی قدر جلد چلے جائیں گے۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ کسی سوچ میں ڈوب گئی تھی۔

"کیا خیال ہے؟" عمران گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

"اٹھارھواں آدمی۔" وہ اس طرح بولی جیسے سوتے میں بڑبڑائی ہو۔

"میں تمہیں بہت عقل مند سمجھتا ہوں۔" عمران نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک پڑی۔

"اٹھارھویں آدمی سے متعلق تمہارا ذریعہ معلومات کیا ہے؟"

"ان سترہ میں سے تین آدمیوں کا بیان۔"

"بقیہ چودہ آدمی کیا کہتے ہیں؟"

"انہوں نے لاعلمی ظاہر کی ہے۔"

"کیا تم ان تین آدمیوں کے معتبر ہونے کے سلسلے میں کوئی دلیل رکھتی ہو؟"

"تینوں فرانسیسی ہیں۔" لوئیسا نے ڈھیلے ڈھالے لہجے میں کہا۔

"انہیں کسی جرمن کا بھوت نظر آگیا ہوگا۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

"بہر حال کیا تم مجھے ان سے کچھ سوالات کرنے کی اجازت دو گی۔"

"ہرگز نہیں!"

"تب پھر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ میں تمہیں تل کر کھا جاؤں۔"

لوئیسا اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ کر رہ گئی۔ کچھ بولی نہیں۔

"اچھا.... ٹاٹا۔" عمران دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"ٹھہرو۔ ایک شرط پر میں دونوں کو چھوڑ سکتی ہوں۔"

"تم چھوڑ سکتی ہو؟" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" لوئیسا ایک بار چونک پڑی۔

"وہ بہت دور جا چکے ہوں گے۔"

"نہیں۔!"

"وہ اس عمارت کے اسی کمرے میں تو بے ہوش پڑے تھے جس کی دیوار پر چیتے کی کھال آویزاں ہے۔"

لوئیسا نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لیں اور عمران مسکرا کر بولا۔ "اب ان کی جگہ وہاں تمہارے دونوں پہرے دار بے ہوش پڑے ہیں۔"

"میں تمہیں مار ڈالوں گی۔" وہ عمران پر جھپٹ پڑی۔

"عمران اس کی کلائیاں پکڑتا ہوا بولا۔ "لپٹ جھپٹ اچھی نہیں ہوتی۔"

"تم کتے ہو۔" وہ اپنی کلائیاں چھڑانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"تب تو تمہیں مجھ پر پیار آنا چاہئے کہ تم لوگ اپنے کتوں کو والدین سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہو۔"

"ذلیل کمینے....!"

"رہو گی عورت ہی خواہ کسی نسل سے تعلق رکھتی ہو....!"

"میرے ہاتھ چھوڑ دو۔"

"یہ لو....!" عمران نے اسے دھکا دے کر ہاتھ چھوڑ دیئے اور وہ گرتے گرتے بچی۔

"اب تم دیکھنا اپنا حشر۔" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

عمران پھر دروازے کی طرف بڑھا۔

"ٹھہر جاؤ۔" اس بار وہ روہانسی آواز میں چیخی تھی۔

عمران رک گیا۔

"کیا تم مجھے اتنی دیر الجھائے رکھنا چاہتی ہو کہ تمہارے ساتھی واپس آ جائیں۔"

"نہیں....!" وہ پھر چیخی۔

"خیر.... اگر تم سوکارد کے موسم سے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہو تو رکا جاتا ہوں۔"

وہ چند لمحے خاموش کھڑی خود پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میری پوزیشن بے حد خراب ہو جائے گی۔"

"کھل کر کہو۔ کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"مجھ سے سختی سے جواب طلب کیا جائے گا۔"

"ہوں.... اوں" عمران بایاں گال کھجاتا ہوا پر تفکر لہجے میں بولا۔ "فیکٹری کی تباہی تمہیں دشواری میں مبتلا کر سکتی ہے۔"

"اگر وہ اٹھارھواں آدمی ہاتھ آ جائے تو....!"

"ایک منٹ...." عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اٹھارھویں آدمی سے متعلق گفتگو کرنے سے قبل اس کا تصفیہ ہونا چاہئے کہ مجھے اس کا علم ہے یا نہیں۔"

لوئیسا کچھ نہ بولی وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے مضمحل سی آواز میں کہا۔ "گفتگو کی ابتداء کرنے کے لیے میں فرض کئے لیتی ہوں کہ تم اس بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

"ٹھیک ہے.... بیٹھ جاؤ۔" عمران نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

وہ بیٹھ ہی رہی تھی کہ دفعتاً اس کا بے ہوش ساتھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہ چونک کر اس کی

طرف مڑی اور سرد لہجے میں بولی۔ "اپنے کمرے میں جاؤ۔"

"مم.... مادام...." وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"اپنے کمرے میں جاؤ۔"

"بب.... بہت بہتر.... مادام۔" پھر وہ چپ چاپ رخصت ہو گیا تھا۔ لیکن الجھن کے آثار اس کی آنکھوں میں برقرار رہے تھے۔

"میرے پاس وقت کم ہے لوئیسا۔" عمران گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔

"اس کا نام ڈان اسپاریکا ہے.... اسپینی ہے.... فیکٹری کا فورمین سمجھ لو۔ میری اطلاع کے مطابق اس خطرناک حربے کا مکمل پلان اسی کے قبضے میں تھا۔ میرے ملک کے تینوں سائنس دان اس کے ساتھ کام کر چکے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے وہ اس وقت فیکٹری ہی میں رہا ہو جب دھماکہ ہوا تھا۔"

"وہ دو دن پہلے کہیں چلا گیا تھا۔ روانگی کے وقت اس کے ساتھ سوکارد کی ایک لڑکی لی ہارا بھی تھی۔"

"اوہو.... لڑکی کا نام تک جانتی ہو۔ شائد ڈان اسپاریکا کوئی بہت خاص آدمی تھا ساکاواکا۔"

"ہاں.... وہ آزاد تھا۔ دوسروں کی طرح قیدی نہیں تھا۔"

"تم نے بہت دیر کر دی لوئیسا۔ اگر وہ زندہ بھی ہو گا تو کبھی کا سوکارد سے فرار ہو چکا ہو گا اور یہ بہت بری بات ہے کہ حربے کا مکمل پلان اب بھی اس کے قبضے میں ہے۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔"

* * *

ام جی بے حد سنجیدہ ہو گئی تھی۔ ہر وقت خیالات میں ڈوبی رہتی اور اس کی آنکھوں سے غم جھانکتا رہتا۔ عمران اب اس کی طرف بہت کم توجہ دیتا تھا۔ حتیٰ کہ مخاطب تک نہ ہوتا وہ خود ہی چھیڑ چھیڑ کر بولتی رہتی۔

اس وقت تو وہ جھنجھلاہٹ میں مبتلا تھی کیونکہ وہ سوکارد کے نئے چیف آف پولیس سے کسی لڑکی لی ہارا کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔

"ہارا گھرانہ یہاں کے معزز گھرانوں میں شمار ہوتا ہے۔" پولیس چیف نے کہا۔ "ہو سکتا ہے

اسی گھرانے کی کوئی لڑکی ہو۔"

"میں اس لڑکی سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے آدھے گھنٹے کے اندر اندر آپ کو مطلع کر دوں گا۔"

جب پولیس چیف چلا گیا تو ام بنی عمران پر چڑھ دوڑی۔

"تم کیوں اس سے ملنا چاہتے ہو۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں نے سنا ہے کہ وہ چوہے بہت اچھے پکاتی ہے۔"

"مجھے باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو۔"

"ام بنی.... پلیز.... میں بہت پریشان ہوں۔"

"مجھے بتاؤ.... میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں۔"

"ہم چاروں دشواریوں میں پڑ گئے ہیں۔"

"کیا پرنس کو بھی شامل کر رہے ہو؟"

"ہاں پرنس بھی۔ لوئیسا بادشاہ کو ہمارے خلاف ورغلانے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"تو کیا تم یہیں ڈیرہ ڈال دینے کی سوچ رہے ہو؟"

"نہیں.... ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"تمہارا مشن پورا ہو چکا۔ پرنس موکارو پہنچ گیا۔ اسے یہیں چھوڑو اور ہم نکل چلیں۔"

"کہاں نکل چلیں؟"

"تم نے فراگ سے وعدہ کیا تھا کہ اس کا ہاتھ بٹاؤ گے۔"

"کیا مجھ سے متعلق کنگ چانگ سے کوئی نئی ہدایت ملی ہے۔"

"نہیں۔"

"بہر حال تم اسی کے لیے کام کر رہی ہو۔"

"ہرگز نہیں۔ اب تو میں تمہاری کنیز ہوں۔ فراگ پر بھی خاک ڈالو ہم تم کہیں اور چلیں گے۔"

"اچھا.... اچھا.... میں سوچوں گا۔ فی الحال مجھے عبادت کرنے دو۔" کہہ کر عمران سر کے بل کھڑا ہو گیا۔

"پھر وہی دیوانگی۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"میرے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی تو خود کشی کر لوں گا۔"

ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی تھی اور ام بنی صدر دروازے کی طرف چلی گئی تھی۔

جھنجھلاہٹ ہی کے عالم میں اس نے دروازہ کھولا لیکن فراگ پر نظر پڑتے ہی سہم کر رہ گئی۔ وہ بہت غصے میں معلوم ہوتا تھا۔ ام بنی اسے راستہ دینے کے لیے پیچھے ہٹی۔

"کہاں ہے وہ؟" فراگ دہاڑا۔

"عبادت کر رہا ہے۔" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولی۔

فراگ دندناتا ہوا اس کمرے تک آ پہنچا جہاں عمران سر کے بل کھڑا تھا۔

"یہ کیا لونڈا پن ہے؟" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"آپ کو علم ہے کہ عبادت کو لونڈا پن نہیں کہتے۔" عمران نے اسی حالت میں جواب دیا۔ لہجے میں ٹھہراؤ اور سکون تھا۔ جیسے کسی مہاتما نے اپنے چیلے کو "شانت" رہنے کی نصیحت کی ہو۔

"تم لوگ احسان فراموش ہو۔"

دفعتاً ایسا معلوم ہوا جیسے فراگ کے اس جملے نے اسے بچھو کی طرح ڈنگ مار دیا ہو۔ اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور آنکھیں نکال کر بولا۔ "آپ میری توہین کر رہے ہیں یور آنر۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ اس کالے کوّے سے کہا تھا کہ ذرا میرا میک اپ کر دے کہنے لگا آج منگل ہے اس لیے ناممکن ہے وہ دن بھول گیا۔ جب تم دونوں میرے رحم و کرم پر تھے۔"

"یہ ٹھیک ہے۔ پرنس منگل کو کسی کام کے نہیں رہتے۔"

"کیا مطلب؟"

"ان پر کسی بدروح کا سایہ ہو جاتا ہے منگل کو۔"

"یہ بنکاٹا والے سارے کے سارے الو ہیں۔ خواہ شاہی نسل ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں۔" فراگ برا سا منہ بنا کر بولا۔ "بدروح کا سایہ ہو جاتا ہے۔"

"آخر میک اپ کی کیا سوجھی یور آنر۔"

"مرضی کا مالک ہوں، تم کون ہو پوچھنے والے۔"

"میں سمجھ گیا.... موکارو میں کوئی عورت پسند آ گئی ہو گی۔"

”میرا مذاق اڑا رہے ہو۔“

”ہرگز نہیں.... میں نے بھی اس دوران میں پرنس سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ کس قسم کا میک اپ کرانا چاہتے ہیں۔“

”بے حد خوف ناک شکل ڈالا جنا چاہتا ہوں۔“

”اچھا.... اچھا.... میں سمجھا۔“ عمران بچگانہ انداز میں ہنسا۔

”کیا سمجھے ہو؟“

”کوئی ایسی عورت معلوم ہوتی ہے جس کے بچے بہت شریر ہیں۔“

”اب میرا مذاق اڑلیا تو تھپڑ مار دوں گا۔“

”یور آنر.... بدصورت تو آپ کو وہی کلوٹا بنا سکے گا۔“

”پھر تم کیسا میک اپ کر سکتے ہو۔“

”الزبتھ ٹیلر بنا سکتا ہوں آپ کو۔“

”سچ مچ مار دوں گا۔“ وہ گھونسا تان کر عمران کی طرف جھپٹا۔ لیکن ام بنی بیچ میں آ گئی۔ فراگ رک کر اسے قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ اور عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا“

”تم چلی جاؤ یہاں سے۔“ فراگ دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

”ہاں.... ہاں.... جاؤ.... تمہارے سامنے پٹتے ہوئے مجھے بھی شرم آئے گی۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں.... نہیں....!“

”جاؤ۔!“ عمران خون خوار انداز میں غرایا۔ اور ام بنی اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھتی ہوئی کمرے سے نکلی۔ دروازہ بند کر لیا اور دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ وہاں کی آوازیں صاف سن سکتی تھی فراگ کہہ رہا تھا۔ ”کاہتی میں ہربنڈا کے اسٹیمر والے ریڈیو روم میں میرے ساتھ کون تھا؟“

”کب کی بات کر رہے ہیں آپ؟“

”میری بات کا جواب دو۔“

”میں کیا جانوں کہ آپ ریڈیو روم میں کب تھے؟“

”تم جھوٹے ہو.... تم ہی ڈھمپ لوپوکا ہو۔!“

”شائد پونیاری کی بکی شراب خود بھی پی رکھی ہے آپ نے۔ آخر آپ کو ڈھمپ لوپوکا کیوں ہو گیا ہے.... آہا سمجھا.... آپ باز نہیں آئے۔“

”کیا مطلب؟“

”ضرور ایلی دے ساواں سے پیار کی باتیں ہوئی ہیں۔“

”کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”اسی نے آپ کو میرے خلاف بھڑکایا ہے۔ خیر میں اسے بھی دیکھوں گا۔“

”بکواس مت کرو۔“

”اچھا اس کے علاوہ اور کیا ثبوت ہے آپ کے پاس۔“

”پرنس پرمادری پریسٹ کا میک اپ تم نے ہی کیا تھا۔“

”اچھا تو پھر؟“

”تم ڈھمپ لوپوکا کا میک اپ بھی کر سکتے ہو۔ اب وہ مجھے میک اپ ہی معلوم ہو رہا ہے۔“

”اگر لوئیسا نے سچ مچ آپ سے لگاوٹ کی باتیں کر لیں ہیں تو میں آپ کو جادو کا اژدہا بھی معلوم ہو سکتا ہوں۔“

اتنے میں فون کی گھنٹی کی آواز آئی تھی۔ پھر عمران کسی سے فون پر گفتگو کرتا رہا تھا۔ اس گفتگو کا ماحصل ام بنی کی سمجھ میں نہ آ سکا۔

”کون تھا؟“ تھوڑی دیر بعد فراگ کی آواز سنائی دی۔

”موکارو کا چیف آف پولیس۔“

”کیا کہہ رہا تھا؟“

”دراصل اسی معاملے نے مجھے پریشان کر رکھا ہے جس کی بناء پر لوئیسا میری دشمن ہو گئی ہے.... اٹھارواں آدمی....؟“

”جہنم میں جائے.... میں کس طرح یقین کر دوں کہ تم ڈھمپ لوپوکا نہیں ہو۔“

”دیکھئے یور آنر! میں نے آپ سے سچی بات کہہ دی۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں۔“

”یقین نہ کرنے کی صورت میں تمہیں مار ڈالوں گا۔“

"کوشش کر کے دیکھئے۔"

"مجھے چیلنج کر رہا ہے۔"

"نہیں۔ لیکن آپ مار ڈالنے پر تل جائیں گے تو پھر مجھے بھی کچھ سوچنا پڑے گا۔"

دفعتاً اُم بنی زور زور سے دروازہ پیٹنے لگی۔

فراگ نے جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھولا اور اُم بنی کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ عمران بولا۔ "نہیں یور آنر.... ایسی حماقت نہ کیجئے گا۔"

"کیا مطلب....؟" فراگ غرا کر پلٹا۔

"مجھے عطا کر چکے ہیں لہٰذا مار پیٹ کا حق بھی میری ہی طرف منتقل کیجئے۔"

"بکواس مت کر! تم سب میرے غلام ہو۔"

"ہم دونوں کے علاوہ اور سب....!"

"تو مجھے کیوں غصہ دلاتا ہے۔" فراگ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ لوئیسا آپ کے سر پر سوار ہو گئی ہے۔"

فراگ لوئیسا کا نام لے کر گندی گندی گالیاں دیتا ہوا بولا۔ "عورت میرا کھلونا ہے میں اس کا غلام نہیں ہوں۔"

"شکر ہے خدا کا۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں سمجھا تھا شائد خدانخواستہ آپ لینڈی مرد ہیں۔"

"تو مجھے پتا نہیں کیا کیا کہتا رہتا ہے۔ میں تیری ہڈیاں توڑ دوں گا۔"

"تم جاؤ....!" عمران نے اُم بنی کو مخاطب کر کے کہا۔ "یہ ایک ڈرامے کی ریہرسل ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں!"

اُم بنی دونوں کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ عمران نے اس وقت تک دروازہ بند نہیں کیا تھا جب تک وہ راہداری کی اختتام پر نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی تھی۔

"آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے۔" عمران فراگ کی طرف مڑ کر نرم لہجے میں بولا۔ "وہ ہمیں لڑا دینا چاہتی ہے ابھی حال ہی میں میں نے اس کے چار آدمی پکڑ لئے تھے...."

"کیوں پکڑ لئے تھے؟"

"اس نے ظفر کو پکڑ وا کر دھمکیاں دی تھیں۔ ظاہر ہے کہ مجھے اس پر غصہ آنا ہی چاہئے تھا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"اسے مصالحت کرنی پڑی۔ ورنہ میں ان چاروں کو قتل کر دیتا۔ ابھی تک تو ایسا ہوا نہیں کہ مجھے دھمکیاں دینے والا زندہ بچا ہو۔ البتہ ایک آدمی پر میرا ہاتھ نہیں اٹھ سکتا اور وہ ہے آنریبل ڈیڈی فراگ۔"

"ہونہہ.... خوشامدی۔"

"اگر اجازت ہو تو ایک ہاتھ رسید کر دوں۔"

"کہنے کا انداز ایسا تھا کہ فراگ بے ساختہ ہنس پڑا اور عمران بچوں کی طرح تالیاں بجاتا ہوا چیخنے لگا۔ "ہاہا.... خوفناک والد صاحب ہنس دیئے۔ ہاہاہا۔"

"چپ رہو.... چپ رہو.... میری بات سنو....!"

عمران یک بیک خاموش ہو گیا۔

"تم مجھے پاگل بنا دو گے.... آخر ہو کیا چیز....!"

"مجھ پر رحم کرتا سیکھئے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"ہاں.... اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ وہ مجھے تمہارے خلاف شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ لیکن میں کیا کروں وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔"

"اس کی تدبیر بھی ہو جائے گی۔"

"کیا تدبیر ہو جائے گی؟"

"پھر دل محبوب قدموں پر.... تعویذ منگوا دوں گا۔"

"تعویز کیا؟"

"چارم.... جادو....!"

"بکواس مت کرو.... کوئی مناسب تدبیر بتاؤ۔"

"پہلے آپ وعدہ کیجئے کہ آئندہ مجھے ڈھمپ لوپو کا نہیں سمجھیں گے۔"

فراگ پھر اسے گھورنے لگا۔ عمران کہتا رہا۔ "آپ عورتوں کے بہکانے میں آجاتے ہیں۔ آپ یعنی آنریبل ڈیڈی فراگ.... سوچ کر مجھے شرم آتی ہے.... خود آپ معلوم نہیں کس منی

کے بنے ہوئے ہیں.... !“

فراگ اسے گھورتا ہوا اپنا نچلا ہونٹ چبائے جا رہا تھا۔

”للی ہاردے کہاں ہے؟“ دفعتاً عمران سوال کر بیٹھا۔

”سوکارو کے بادشاہ کو بخش دی۔“

”اب خدا آپ کو بخشے.... ایک مجھے بخش دی.... ایک بادشاہ کو.... اور خود رہ گئے اکیلے.... ظاہر ہے کہ اسی لیے تو لوئیسا سر پر سوار ہوئی ہے۔“

”خاموش رہو.... آج تک مجھ پر کسی کو بھی تنقید کی جرات نہیں ہوئی۔“

”مجبوری ہے.... !“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ”اب تو آپ کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔“

”بکواس مت کرو۔ اب میں تمہیں منہ نہیں لگاؤں گا۔“ فراگ نے کہا اور کسی بگڑے ہوئے سانڈ کی طرح فوں فوں کرتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالا اور ایک پیس منہ میں ڈال کر اسے آہستہ آہستہ کچلتا رہا۔ دو یا تین منٹ بعد اس نے راہداری میں قدموں کی چاپ سنی تھی۔

”چیف آف پولیس!“ آم بنی نے دروازہ کھولا۔

”اوہ۔ بھیج دو۔“ عمران اٹھتا ہوا بولا۔ ”نہیں.... ٹھہرو.... میں اس سے برآمدے ہی میں ملاقات کروں گا.... کیا فراگ چلا گیا۔“

”نہیں.... مہمان کو دیکھ کر وہ رک گیا ہے۔“

”جان کو آگیا ہے!“

”میں نے تمہاری باتیں سنی تھیں۔ جسے وہ ڈھمپ لوپو کا کہتا ہے وہی تو کنگ چانگ تھا۔“

”رہا ہوگا.... !“ عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

پولیس چیف کو آم بنی نشست کے کمرے میں بٹھا آئی تھی۔

فراگ بھی وہیں بیٹھا ہوا ملا۔ پولیس چیف اسے کینہ توز نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ لیکن وہ بظاہر اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

پولیس چیف نے عمران کو تعظیم دیتے ہوئے کہا۔ ”اس کے بارے میں خاصی معلومات فراہم

کر دی گئی ہیں جناب! اس گھرانے کی ایک لڑکی اس وقت سوکارو میں موجود نہیں ہے۔ پورا نام رائی لی ہارا ہے۔ اس کے اغوا کی رپورٹ بھی اس کے گھر والے درج کرا چکے ہیں۔“

”اغوا کی رپورٹ۔“

”جی ہاں تین دن پہلے کی بات ہے۔ یہ رپورٹ انہوں نے ڈان اسپاریکا کے خلاف درج کرائی ہے۔“

”کوئی غیر ملکی.... !“

”جی ہاں۔ اسپینی ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ رائی لی ہارا سے اس کے پرانے تعلقات تھے۔ گھر والوں کو بھی اس کا علم ہے۔ اگر ساکاوا زندہ ہوتا تو وہ اس کے خلاف کبھی رپورٹ درج نہ کراتے۔“

”اوہو.... میں نہیں سمجھا۔“

”ڈان اسپاریکا.... ساکاوا کے گہرے دوستوں میں سے تھا۔“

”اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گیا۔ ساکاوا کی زندگی میں اس کے گھر والوں کو دونوں کے تعلقات پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔“

”جی ہاں.... یہی بات ہے جناب!“

”اب ڈان اسپاریکا کے بارے میں بتاؤ۔“

”سوکارو کے معززین میں اس کا شمار تھا۔ چھان بین کرنے پر معلوم ہوا کہ پچھلے دو سال سے وہ جب بھی سوکارو سے باہر جاتا تھا رائی لی ہارا اس کے ساتھ ہوتی تھی۔“

”کچھ اندازہ ہے کہ وہ کہاں گئے ہوں گے؟“

”اس کے متعلق کچھ بتانا مشکل ہے۔ اس بار بھی وہ باضابطہ طور پر سوکارو سے باہر نہیں گئے۔ کہیں کوئی اندراج نہیں ہے۔“

”یہ کیا بات ہوئی؟“

”ساکاوا کی خصوصی عنایت سمجھ لیجیے۔“

”میں تمہیں بتاؤں گا کہ وہ کہاں گئے ہوں گے۔ یہ کیا بتائے گا۔“ دفعتاً فراگ نے انگلش میں کہا اور پولیس چیف چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران صرف سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

“بہت بہت شکریہ چیف!” وہ اٹھتا ہوا بولا۔

پولیس چیف کے چلے جانے کے بعد ساکاوا عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ “کیا قصہ ہے۔”

“اٹھارواں آدمی۔”

“کیا مطلب؟”

“لوئیسا نے اپنی معلومات کے مطابق اس کا نام ڈان اسپاریکا بتایا ہے۔

“لی ہارا خاندان کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔”

“مجھے خاندان سے سروکار نہیں۔ رامی لی ہارا اور ڈان اسپاریکا زیر بحث ہیں۔ آپ یہ بتانے لے تھے کہ وہ کہاں گئے ہوں گے۔”

“ہاں.... شاید میں بتا سکوں گا۔”

“کتنی دیر بعد....؟”

“تمہیں نہیں بتاؤں گا۔ کیوں نہ براہ راست لوئیسا کو بتاؤں....!”

“کیا بات ہوئی....؟”

“میرا کام بن گیا....!” فراگ کی باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں۔

عمران اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔ فراگ اٹھ گیا۔ وہ تیزی سے اپنی جیب کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

* * *

تھوڑی دیر بعد عمران چیف آف پولیس کے دفتر میں داخل ہوا۔ وہ دفتر میں موجود تھا۔ عمران کو دیکھ کر اٹھتا ہوا بولا۔ “مجھے یاد فرما لیا ہوتا جناب۔”

“نہیں۔ میں اس کی موجودگی میں بہتیری باتیں نہ کر سکتا۔” عمران اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

“میں بھی متردد تھا جناب! اگر اس نے آپ لوگوں کی مدد نہ کی ہوتی تو ہم سوکارد کی سرزمین پر اس کا وجود برداشت نہ کر سکتے۔”

“اسے جہنم میں جھونکو۔” عمران سر ہلا کر بولا۔ “میں رامی لی ہارا کے متعلقین سے ملنا چاہتا ہوں۔”

“ضرور.... ضرور.... جب آپ چاہیں جناب!”

“ابھی....!”

“بہت بہتر.... کیا انہیں یہیں طلب کر لیا جائے۔”

“نہیں.... ہم خود چلیں گے۔”

“آپ کی مرضی....!” چیف اٹھتا ہوا بولا۔

کچھ دیر بعد ان کی گاڑی ایک قدیم وضع کی بڑی عمارت کے سامنے رکی تھی۔ چوکیدار نے پھاٹک پر لٹکے ہوئے گھنٹے پر تین ضربیں لگائیں۔ غالباً یہ مہمانوں کی آمد کا اعلان تھا۔ پھر دو باوردی ملازمین انہیں تعظیم دیتے ہوئے عمارت کے اندر لے گئے تھے۔ صاحب خانہ ایک دراز قد معمر آدمی تھا۔ رامی کے باپ کی حیثیت سے چیف نے عمران سے اس کا تعارف کرایا۔ بوڑھا اچھے موڈ میں معلوم ہوتا تھا۔

“ساکاوا کا دور ہمارا بدترین دور تھا۔” وہ ناخوشگوار لہجے میں بولا۔

“اور اسی وجہ سے پہلے کبھی آپ رامی کے اغوا کی رپورٹ نہیں درج کرا سکے۔” چیف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

“میں نہیں سمجھا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟”

“وہ پہلے بھی تو ڈان اسپاریکا کے ساتھ سوکارد سے باہر جاتی رہی ہے۔”

بوڑھا تھوک نگل کر رہ گیا۔

“کیا یہ غلط ہے کہ تم نے محض اپنی پوزیشن محفوظ کرنے کے لیے وہ رپورٹ درج کرائی تھی۔” عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

“م.... میں.... کیا کہوں۔”

“وہ دونوں کہاں گئے ہیں؟”

بوڑھے نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

“کیا تمہیں بھی غداروں کی لسٹ پر چڑھا دیا جائے۔” چیف آنکھیں نکال کر بولا۔

“نن.... نہیں....” بوڑھا دونوں ہاتھ پھیلا کر بولا۔ “ہم سب ابھی تک خوف اور دہشت کے سائے میں زندہ رہے ہیں۔ وہ دونوں بالی سونار میں ہیں....!”

“پتا بتاؤ....!”

"پا مجھے کبھی نہیں معلوم ہو سکا۔"

"خیر ہم دیکھ لیں گے۔ تم اپنی زبان بند رکھنا۔"

"ایسا ہی ہوگا۔"

وہ دونوں اٹھ گئے۔ اب پھر ان کی گاڑی کا رخ چیف کے آفس کی طرف تھا....!"

"بالی سونار کہاں ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"یہاں سے ساٹھ میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے جناب.... سیاحوں کی جنت! لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس کے ساحل پر کبھی قدم نہ رکھ سکوں گا۔"

"کیوں؟ کیا وہاں بھی کچھ ہو رہا ہے؟"

"معلوم نہیں۔ لیکن صرف وہی سیاح وہاں جا سکتے ہیں جو داخلے کی شرائط پوری کرتے ہوں۔"

"کیا شرائط ہیں؟"

"اگر آپ کسی رنگ دار نسل سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ کی بیوی کو سفید فام ہونا چاہئے اور اگر آپ سفید فام ہیں تو آپ کی بیوی کسی رنگ دار نسل کی ہونی چاہئے۔"

"اوہو.... دلچسپ.... آخر ایسا کیوں ہے؟"

"وہاں کی ملکہ سفید فام ہے اور اس کا شوہر سیاہ فام.... وہ مختلف نسلوں کے میل جول کے قائل ہیں۔ آپ بھی تو اجنبی ہیں جناب۔ آپ وہاں جا سکیں گے بشرطیکہ کسی مقامی عورت کو ساتھ لے جائیں۔"

"تم نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے چیف.... میں نے جغرافیہ میں کسی ایسے جزیرے کے بارے میں نہیں پڑھا۔"

"ادھر ایسے چھوٹے موٹے کئی عجائبات آپ کو ملیں گے جناب!"

"یہ جزیرہ تو اس قابل ہے کہ اسے عالمی تحریکات میں اتحاد کا نشان بنایا جائے۔

"اس میں کوئی شک نہیں جناب!"

پھر بقیہ راستہ خاموشی سے طے ہوا۔ قیام گاہ پر پہنچ کر عمران نے ٹم بنی کو بہت زیادہ سراسیمہ پایا۔

"کیا بات ہے؟" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کک.... کچھ نہیں....!"

"اگر مجھے تاریکی میں رکھنے کی کوشش کی تو خسارے میں رہو گی۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم ان سبھوں کو یہیں چھوڑ کر نکل چلیں۔ خدا کی زمین بہت وسیع ہے۔"

"اصل بات بتاؤ۔"

"تمہارے جانے کے بعد فراگ سے فون پر گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے خود ہی رنگ کیا تھا کہہ رہا تھا کہ میں اس کے لئے تمہاری سراغرسی کروں۔ اسے تمہاری مصروفیات سے مطلع کرتی رہوں۔"

"مارا گیا۔"

"کیا مطلب؟"

"لوئیسا اسے زندہ دفن کر دے گی۔"

"مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔ میں نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ تم اس وقت گھر پر موجود نہیں ہو۔"

"فکر نہ کرو.... میں سب دیکھ لوں گا۔"

"میں پھر کہتی ہوں کہ یہاں سے نکل چلو۔"

"پرنس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں.... صرف ہم دونوں کچھ دنوں کے لیے موکارو سے باہر چلیں گے۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"تھوڑا صبر کرو۔ سمجھا دوں گا۔"

"میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم مجھے صرف بہلاتے رہتے ہو۔"

"یہ بھی بہت بڑی بات ہے احمق لڑکی۔"

"ہاں ٹھیک ہے مجھے اور چاہئے بھی کیا۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتی۔ صرف تمہیں چاہتی ہوں۔"

"کاش میں سچ مچ آدمی ہوتا۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا مطلب؟"

"میں تمہارے اس جذبے کی قدر کر سکتا۔"

اردو محفل

"آم بِنی کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔"

* * *

فراگ نے جیمسن کو تاکا۔ اس کا خیال تھا کہ ظفر کے مقابلے میں وہ زیادہ کارآمد ثابت ہو سکے گا۔ کچھ باتیں اس کے ذہن نشین کرائیں اور لوئیسا کی طرف دوڑا دیا۔

جیمسن کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ اس کے مشوروں پر عمل کر کے وہ عمران کے مفاد کے خلاف کچھ کر رہا ہے۔ لیکن پھر بھی احتیاطاً اس نے عمران سے فون پر رابطہ قائم کر کے سب کچھ بتا دیا۔

"تو پھر تم نے کیا کیا؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں نے سوچا پہلے آپ کو مطلع کر دوں پھر جاؤں گا لوئیسا کی طرف۔"

"تم سے عقلمندی سرزد ہوئی ہے۔ فراگ بہکنے لگا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا یور میجسٹی۔"

"فکر نہ کرو۔ فراگ دانستہ طور پر میری مشکلات میں اضافہ کر رہا ہے۔ خیر پرواہ نہیں تم جاؤ لوئیسا کے پاس وہی کرو جو فراگ نے کہا ہے بقیہ معاملات میں خود دیکھ لوں گا۔"

"جیسا آپ فرمائیں۔"

"ڈیٹس آل" کہہ کر دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

جیمسن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب یہ کیا شروع ہو گیا ہے۔ بہر حال اب تو اسے جانا ہی تھا لوئیسا کی طرف۔

لوئیسا اپنی قیام گاہ پر موجود تھی۔ جیمسن نے اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی اور اسے اندر بلوا لیا گیا۔

وہ لوئیسا کو لگاوٹ کی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "کئی دن سے نہیں دیکھا تھا دل نہیں مانا۔ چلا آیا۔"

"غالباً تمہیں اب میری پوزیشن کا علم ہو گیا ہے۔" لوئیسا نے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں مادام۔ مجھے علم ہے کہ آپ فرانس کے محکمہ کار خاص کی ایک بہت بڑی عہدیدار ہیں۔ لیکن میرا دل بھی کسی سے کم نہیں۔" جیمسن سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔!

"دھکے دے کر نکلوا دوں گی۔"

"اٹھارواں آدمی کہاں ہے.... میں جانتا ہوں مادام!"

"کیا مطلب؟"

"میں جانتا ہوں وہ دونوں کہاں گئے ہیں۔"

"کون دونوں؟"

"ڈان سپاریکا.... اور.... رائی لی ہارل!"

"میں سمجھ گئی.... عمران اب کوئی دوسری چال چلنا چاہتا ہے۔"

"اوہو.... تو یہ بات ہے.... میں فضول ادھر آیا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ مجھے مسٹر علی عمران نے یہاں نہیں بھیجا ہے"

"پھر کیوں آئے ہو؟"

"اٹھارھویں آدمی کی تلاش میں تم ضرور جاؤ گی۔ لہٰذا اگر مجھے ہی موقع دو تو کیا حرج ہے تمہاری ٹیم میں تو ایک بھی رنگ دار آدمی نہیں ہے۔"

"کیا تم کھل کر بات نہیں کر سکتے۔"

"کیا یہاں کوئی ایسا جزیرہ بھی ہے جہاں صرف مخصوص قسم کے شادی شدہ جوڑے ہی جا سکتے ہیں؟"

لوئیسا چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ وہ بالی سونار گئے ہیں۔" اس نے کسی قدر توقف کے ساتھ سوال کیا۔

جیمسن نے اپنے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"کیا تم نے عمران کی زبانی سنا ہے؟"

"ان کی زبانی نہ سنتا تو اسے قابل ذکر ہی نہ سمجھتا۔"

"ہونہہ.... اگر ایسا ہے تو مجھے رنگ دار شوہر تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی.... ہمارے ذرائع لامحدود ہیں۔"

"تمہاری مرضی.... میں سمجھا تھا.... شاید تمہارے کسی کام آ سکوں۔"

"نہیں۔ شکریہ! تم جا سکتے ہو۔"

"ایسی ناقدری۔۔۔!"

"جاتے ہو یا بلاؤں کسی کو۔۔۔۔!"

"تم ہی کانی ہو۔۔۔۔ سنگدل خاتون۔۔۔۔ میں جا رہا ہوں۔ تم نے میرا دل توڑ دیا۔!"

وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

یہاں تک ٹیکسی سے آیا تھا۔ واپسی پر کوئی ٹیکسی نہ مل سکی اس لیے پیدل ہی چل پڑا۔ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ فراگ کی جیپ اس کے برابر فٹ پاتھ سے آلگی۔ وہ رک کر مڑا۔

"آجاؤ۔۔۔۔!" فراگ اس کے لیے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔

"شکریہ یور آنر!" جیمسن اس کے برابر بیٹھتا ہوا بولا۔

"کیا رہی؟"

"ناکامی۔ میرا مقدر۔ آپ نے تو بڑی مہربانی فرمائی تھی۔"

"اس نے کیا کہا؟"

"کہنے لگی میرے لیے ضروری نہیں کہ مقامی شوہر فراہم کردوں' دوسرے ذرائع بھی ہیں۔"

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔"

"میں عورت کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہوں۔" جیمسن برا سا منہ بنا کر بولا۔

"خیر۔۔۔۔ میں اسے دیکھوں گا۔"

"آپ بہت رحمدل ہیں۔۔۔۔ عمران کو اَم بنی بخش دی۔ للی ہاردے بھی آپ کے لیے پرانی ہو چکی ہے۔"

"اس کا نام مت لو۔۔۔۔ بادشاہ کو بخش چکا ہوں۔"

"ہائیں تو پھر آپ کی کیسے گذر رہی ہے؟"

"فی الحال میں چھٹی پر ہوں۔"

جیمسن ہنس پڑا اور فراگ نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا کچھ بولا نہیں۔

"کہاں اترو گے؟" کچھ دیر بعد فراگ نے پوچھا۔

"کسی اچھے سے ریستوران کے قریب۔"

"شاہی خرچ پر بڑی عیاشیاں کر رہے ہو تم لوگ۔"

فراگ کے اس ریمارک پر جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ ایک خوشگوار شام تھی اور جیمسن رات کے تصور میں مگن تھا۔ دوغلی نسل کی سوکاری لڑکیاں بہت زندہ دل اور خوش باش تھیں۔ گھنٹے بھر کی ملاقات بھی کچھ ایسا تاثر دے جاتی تھی جیسے زندگی بھر کے رفیق کا ساتھ رہا ہو۔

فراگ نے ایک ریستوران کے قریب گاڑی روک دی۔

جیمسن کو اتار کر اس نے لوئیسا کی قیام گاہ کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس بار لوئیسا سے مل کر اسے مایوسی نہ ہوگی۔ یہ اندازہ صد فی صد درست نکلا۔ لوئیسا نے گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔

"ہلو۔۔۔۔ گریٹ مین۔!" اس نے اسے انگریزی میں مخاطب کیا۔

"ارے تم اپنی ہی زبان بولو نا۔۔۔۔!"

"میں تمہیں بتانا چاہتی تھی کہ میری انگریزی بھی بری نہیں ہے اور میں یورپ کی کئی زبانیں بول سکتی ہوں۔"

"یقیناً بول سکتی ہوگی۔ میں تمہاری صلاحیتوں کا مداح ہوں لیکن اس وقت تم سے ایک مسئلے پر صاف صاف گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔ اب ہمارے درمیان کسی قسم کا کوئی جھگڑا باقی نہیں رہا۔ اس لیے ہم دوستوں کی طرح کھلے دل سے گفتگو کر سکتے ہیں۔"

"ڈھمپ لوپوکا کہاں ہے؟"

"کون کہاں ہے؟" لوئیسا نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"ڈھمپ لوپوکا۔۔۔۔!"

"میرے لیے یہ نام بالکل نیا ہے۔"

"جمیکن سیکرٹ ایجنٹ تمہارے ساتھیوں میں سے تھا۔"

"یقین کرو میرے دوست۔" لوئیسا بڑے خلوص سے بولی۔ "میری پارٹی میں اس نام کا کوئی آدمی کبھی نہیں رہا۔"

فراگ نے ڈھمپ کا حلیہ بیان کیا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔۔ ایسا کوئی آدمی میری نظر سے کبھی نہیں گزرا۔"

"اچھا تو اب سنو! پرنس ہر بنڈا کے اسٹیمر کے ریڈیو روم میں میرے ساتھ صرف ڈھمپ لوبو کا تھا۔"

"نہیں۔!" لوئیسا اچھل پڑی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھی۔ پھر اس نے بے تحاشہ ہنسنا شروع کر دیا۔

"ارے.... ارے.... یہ کیا بات ہوئی۔" فراگ نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"بے حد مکار آدمی ہے۔" لوئیسا ہنسی روکنے کی کوشش کرتی ہوئی بولی۔

"کون....؟"

"عمران....!"

"کیا مطلب....؟"

"ہمارے علم کے مطابق عمران کے علاوہ ریڈیو روم میں اور کوئی نہیں تھا۔ دشمن بن کر تمہیں بنکاٹا تک لے گیا اور پھر دوست بن کر موکارو تک لایا۔"

لوئیسا پھر ہنسنے لگی۔ فراگ کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار تھے۔

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ ٹالا بو آ کا ملازم ہے۔"

"پھر کیا سمجھوں؟"

"وہ بھی میرے ہی ساتھ آیا تھا۔"

"اب میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ مائی ڈیئر ڈیڈی فراگ۔ وہ جتنا معصوم اور احمق نظر آتا ہے۔ اندر سے اتنا ہی بھیانک بھی ہے۔ پوری بات سنو! ہم یہاں ساکارا کا طلسم توڑنا چاہتے تھے۔ لیکن داخلہ مشکل تھا۔ لہٰذا میں نے پرنس ہر بنڈا کو تلاش کیا تھا۔ تمہیں سن کر حیرت ہو گی کہ پرنس ہر بنڈا اسی شخص عمران کے یہاں معمولی سی ملازمت کر رہا تھا۔"

"اوہ.... اوہ...." فراگ مٹھیاں بھینچ کر غرایا۔

"اس سے کوئی فائدہ نہیں۔"

"پھر تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔"

"جب ہم موکارو کے لیے روانہ ہو گئے تھے تو ہمارا مقصد ایک تھا لیکن اب عمران زیادتی پر

آمادہ ہے ہم میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اب ہم الگ الگ اٹھارہ ہونی آدمی پر قابو پانا چاہتے ہیں۔"

"اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گیا۔"

"یہاں تک تو یہ بات تھی۔ اب آگے سنو۔ موکارو میں وہ پرنس کی وجہ سے خاصی مضبوط پوزیشن رکھتا ہے۔ لہٰذا یہاں نہ چھیڑنا چاہئے۔"

"یہ ضروری تو نہیں کہ وہ جلد ہی موکارو کو خیر باد کہہ دے۔"

"کہے گا خیر باد.... بہت جلد.... تم اس پر نظر رکھو۔ پھر ہم اس کے پیچھے چلیں گے۔"

"آخر کہاں؟"

"بالی سونار.... اٹھارواں ادی دہیں ہے۔

"تمہیں یقین ہے؟"

"ہاں میرا خیال ہے کہ وہ وہیں ہے تم اگر عمران پر نظر رکھو تو اس کی تصدیق بھی ہو جائے گی۔"

"تو پھر اب ہم دوست ہیں نا۔" فراگ مسکرا کر بولا۔

"بالکل...." لوئیسا اس کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہوئی بولی۔ فراگ نے اُسے بڑی نرمی سے پکڑ کر بوسہ دیا تھا۔

"غالباً تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ ہم کس طرح بالی سونار میں داخل ہو سکیں گے۔" وہ فراگ کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"ڈھونگ ہی سہی۔ لیکن میرے لیے اس زندگی کا ہر لمحہ بے حد حسین ہو گا۔" فراگ کی مسکراہٹ بھی لگاوٹ سے خالی نہیں تھی۔

◆

جوزف، عمران، جیمسن اور ظفر الملک کھانے کی میز کے گرد بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ کچھ دیر قبل انہوں نے رات کا کھانا کھایا تھا اور عمران نے دہی کافی طلب کر لی تھی۔

دفعتاً جیمسن کافی کی پیالی میز پر رکھ کر بولا۔ "بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ یور سیجسٹی....!"

"اس نے اپنے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے تمہیں اس کے پاس بھیجا تھا۔" عمران نے کہا۔

"اوہو.... تو وہ اس کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔"

"آج کل وہ کسی ایسے بھیڑیئے کی سی زندگی بسر کر رہا ہے جس کی مادہ مر گئی ہو۔ لہٰذا میں خود ہی یہ چاہتا تھا کہ اب اسے لوئیسا کے حوالے کر دوں۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو باس۔" جوزف چونک کر بولا۔ "اگر لوئیسا نے اسے بتا دیا تو....؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ اب تک اسے بتا چکی ہوگی۔ فراگ سے بہتر ساتھی اور کوئی نہیں مل سکتا اسے۔ وہ اس موقعے سے ضرور فائدہ اٹھائے گی۔"

"یہ تو اچھا نہیں ہوا باس۔!" جوزف بڑبڑایا۔

"فکر مت کرو۔ اتنے بڑے جزیرے میں تنہا انہیں تلاش کر لینا آسان نہ ہوگا۔ اس کے لیے کم از کم دو پارٹیاں ہونی چاہئیں۔ فراگ پہلے بھی میرا آلہ کار تھا اور دشمن بن جانے کے بعد بھی میرا ہی آلہ کار رہے گا۔"

"میں نہیں سمجھا...!" ظفر بولا۔

"ادھر کے سارے جزیرے فراگ کے دیکھے بھالے ہوئے ہیں اسی لیے میں نے اسے ساتھ الجھا لیا تھا۔ اب لوئیسا اسی مقصد کے تحت اس سے قریب ہونے کی کوشش کرے گی۔ فراگ بہت چالاک ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی اسی بہانے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔"

"کیا وہ بھی کوئی مقصد رکھتا ہے۔"

"لوئیسا۔" عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔

اتنے میں ام بنی بوکھلائی ہوئی وہاں آئی اور ہانپتی ہوئی کہنے لگی۔ "وہ پھر آیا ہے اور اس کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔"

"کون آیا ہے؟" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"فراگ....!"

"تو تم اتنی پریشان کیوں ہو۔ آنے دو اسے۔"

"آ ہی رہا ہے.... کیا میں اسے روک سکتی ہوں۔"

"بیٹھ جاؤ....!" عمران اس کے لیے اپنی کرسی خالی کرتا ہوا بولا۔

وہ چپ چاپ بیٹھ گئی اور عمران سینٹل پیس کے قریب جا کھڑا ہوا۔

فراگ کے وزنی جوتوں کی آواز راہداری میں گونج رہی تھی۔ دروازے پر رک کر اس نے کمرے کا جائزہ لیا تھا پھر اندر چلا گیا تھا۔

"بڑی خاموشی ہے۔" اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "کیا تم لوگوں کو میرا یہ رویہ پسند نہیں۔!"

"کون سا رویہ یور آنر؟" عمران نے سوال کیا۔

"یہی کہ میں لوئیسا سے قریب ہو گیا ہوں۔"

"آپ مرضی کے مالک ہیں۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ ویسے کیا تمہاری تفتیش کا نتیجہ بھی وہی نکلا ہے جس کا اندازہ مجھے پہلے ہی ہو گیا تھا۔"

"ڈاڑھی والے کی زبانی جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا اندازہ بالکل درست تھا۔"

"کیسے معلوم ہوا؟"

"رائی لی ہارا کے باپ کو بالآخر اعتراف کرنا ہی پڑا کہ وہ بالی سونار گئے ہیں۔"

"تم نے دیکھا؟"

"آپ بہت تجربہ کار اور عقلمند ہیں۔"

"اب میں تنہا نہیں۔" فراگ نے قہقہہ لگایا۔

"لوئیسا مبارک ہو۔"

"شکریہ! کیا تم لوگ مجھے کافی پیش نہیں کرو گے۔"

"ضرور.... ضرور.... ام بنی! باس کے لیے کافی۔" عمران بولا۔

"اوہو.... یور ہائی نس بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میرے آداب قبول ہوں۔" فراگ جوزف کی طرف کسی قدر خم ہو کر بولا۔

"ہم تم سے خوش نہیں ہیں مسٹر ڈیڈلی فراگ!" جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

"میرا قصور یور ہائی نس۔"

"تم نے ہمارے ماموں کے حرم میں ایک کا اور اضافہ کر دیا۔"

"ہز میجسٹی کو پسند آ گئی تھی۔ میں کیا کرتا یور آنر۔"

"تم اپنی عورتوں کو اس طرح بانٹتے کیوں پھرتے ہو؟"

"ایک وقت میں ایک سے زیادہ نہیں رکھ سکتا اور کسی ایک کے ساتھ پوری زندگی گزارنے کی طاقت نہیں رکھتا۔"

"کیا تم کرسچن نہیں ہو؟"

"میں صرف ڈیڈلی فراگ ہوں یور ہائی نس.... اور ڈیڈلی فراگ میں کسی قسم کی بھی ملاوٹ پسند نہیں کرتا۔"

"کیا دوسری زندگی پر تمہارا ایمان نہیں؟"

"ہے کیوں نہیں! ہر نئی عورت میرے لیے دوسری زندگی ہوتی ہے اس طرح کبھی جنت میں بسر ہوتی ہے اور کبھی جہنم میں.... ام بنی کافی....!"

ام بنی ان کی گفتگو سننے میں محو ہو گئی تھی۔ دفعتاً چونک پڑی اور کافی کا کپ لے کر اس کی طرف بڑھی۔

"تم خوش ہو نا....؟" فراگ نے آہستہ سے پوچھا۔

"بہت خوش۔"

"اب تو نہیں بھڑکتا؟" فراگ نے عمران کی طرف دیکھ کر آنکھ ماری۔ ام بنی کچھ نہ بولی سر جھکائے چپ چاپ کھڑی رہی۔

"بہر حال۔!" عمران اونچی آواز میں بولا۔ "اٹھارواں آدمی میرا مسئلہ نہیں ہے۔"

"کیا مطلب...؟"

"مجھے پرنس کو موکارو تک پہنچانا تھا اور بس۔!"

"پھر تم اب کیا کرو گے؟"

"بادشاہ سلامت کا خیال ہے کہ میں لڑکیوں کے اسکول کی ہیڈ ماسٹری اچھی طرح کر سکوں گا۔ لہٰذا اب تو میں بھی موکارو کا ہوا۔ پرنس بھی یہیں رہ کر ایک ڈسٹلری لگانے کا سوچ رہے ہیں۔ ویسی ہی کشید کرائیں گے جیسی یونیاری میں ہوتی ہے۔"

"یہ تو بہت بری بات ہے تم نے وعدہ کیا تھا کہ میرے لئے کام کرو گے۔"

"یہاں رہ کر بھی وعدہ پورا کر سکتا ہوں۔ بظاہر لڑکیوں کی ہیڈ ماسٹری اور...."

"نہیں! تم ایک ہی کام کر سکو گے۔ میرا یا موکارو کے بادشاہ کا....!"

"بادشاہ بادشاہ ہی ہوتا ہے یور آنر...."

"دھوکے باز۔!"

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"خیر.... خیر.... میں تمہیں دیکھ لوں گا۔" فراگ نے کہا اور خالی پیالی ام بنی کو پکڑا کر باہر نکل گیا۔

"تم نے بہت برا کیا۔" ام بنی عمران کے قریب پہنچ کر بولی۔

"کیا برا کیا؟"

"اس طرح کھل کر اس سے گفتگو نہ کرنی چاہئے تھی۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔ میں اس کے لیے جرائم میں شریک نہیں ہو سکتا۔ تم اچھی طرح جانتی ہو۔"

"میں تمہیں برا آدمی نہیں سمجھتی۔"

"بس تو پھر مجھے حالات کا مقابلہ کرنے دو۔"

"وہ چھپ کر بھی وار کر سکتا ہے۔"

"میں کسی طرح بھی ہمیشہ زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"ہاں یہ بات تو ہے جو دل چاہے کرو۔ لیکن مجھ سے پیچھا نہیں چھڑا سکو گے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ اب وہ سب بھی اسی کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

"یہ ایک طرح کا اعلان جنگ تھا باس۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہو سکتا ہے"

"لیکن..." ظفر کچھ کہتے کہتے رک گیا اور جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔ کیوں نہ اسے موکارو سے نکال دیا جائے اور ہمیشہ کے لیے اس کے داخلے پر پابندی لگوا دی جائے۔"

"بہت زیادہ عقلمند بننے کی ضرورت نہیں۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر ام بنی سے کہا۔ "یہ تم شوں شوں کیوں کر رہی ہو۔"

"شاید زکام ہو گیا ہے۔" ام بنی ناک پر رومال رکھتی ہوئی بولی۔

"تو پھر یہاں کیا کر رہی ہو چلو میرے ساتھ۔" عمران اس کا بازو پکڑ کر دروازے کی طرف

کھینچتا ہوا بولا۔

وہ اسے اس کی خواب گاہ میں لایا اور بے حد مشفقانہ لہجہ میں بولا۔ ”تم اپنی صحت کی طرف سے لاپرواہ ہوتی جا رہی ہو۔ ادھر بیٹھو... نہیں بہتر یہ ہوگا کہ لیٹ جاؤ... میں انجکشن دوں گا۔“

”نہیں.... انجکشن نہیں۔“ وہ بچکانہ انداز میں بولی۔ ”مجھے ڈر لگتا ہے۔“

”کہنا مان لیتے ہیں.... چلو لیٹو“

”وہ نہیں نہیں کرتی رہی تھی اور عمران نے اسے بستر پر لٹا دیا تھا اور پھر جب اس نے اس کے بازو میں ہائپوڈرمک سرنج چبھوئی تو وہ دوسری طرف منہ پھیر کر کسی ننھی سی بچی کی طرح بسورنے لگی۔ لیکن پھر وہ عمران کی جانب سر نہیں گھما سکی تھی۔ سرنج خالی ہونے سے قبل ہی اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئی تھیں۔

وہ پوری طرح بے ہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے اسے بغور دیکھتے ہوئے سر کو خفیف سی جنبش دی۔

* * *

لوئیسا کا اسٹیمر بالی سونار کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے کچھ آدمی موکارو میں چھوڑے تھے اور کچھ اس کے ہمسفر تھے۔ فراگ نے اپنے آدمیوں میں سے کسی کو بھی ساتھ نہیں لیا تھا۔ لوئیسا کا ساتھی ژالیئر فراگ کے سر پر سوار تھا۔

ایک موقعے پر تو فراگ نے جھلا کر کہہ دیا تھا۔ ”اپنی چونچ بند کرو۔ تمہاری آواز بہت اچھی نہیں ہے۔“

ژالیئر نے بڑی خوش دلی سے اس کا یہ جملہ برداشت کیا تھا اور بدستور بولتا رہا تھا۔

”فرانسیسی لنگڑ۔“ فراگ کا پارہ چڑھ گیا۔

”موٹے آدمیوں پر مجھے رحم آتا ہے۔“ ژالیئر بولا۔ ”چربی کے پہاڑ...

”اپنی گردن کی ہڈی پر رحم کھاؤ.... مجھے غصہ نہ دلاؤ۔“

بات بڑھ جاتی لیکن لوئیسا وہاں آ پہنچی۔

”فراگ کو میری آواز اچھی نہیں لگتی مادام۔“ ژالیئر نے چڑھانے کے سے انداز میں کہا۔

”اسے سمجھاؤ کہ میں کون ہوں۔“ فراگ دہاڑا۔

”ژالیئر۔! آداب ملحوظ رہے۔ موسیو فراگ میرے شوہر کا رول ادا کر رہے ہیں....!“

”نہیں میرے بارے میں بتاؤ۔“

”میرے اسٹیمر پر تو تم کچھ بھی نہیں ہو موسیو فراگ۔“ لوئیسا نے سرد لہجے میں کہا۔

”یہ تم کہہ رہی ہو؟“

”اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتی ہوں۔“

”کاش تم مرد ہوتی تو پھر بتاتا۔“

”فضول باتوں میں کیا رکھا ہے۔ تم اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھا کرو۔ ورنہ یہ لوگ چھیڑ چھیڑ کر تمہیں پاگل بنا دیں گے۔“

”ابھی تک مجھے میرا کیبن نہیں بتایا گیا۔ میں تنہائی چاہتا ہوں۔“ فراگ نے دونوں کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”تم جاؤ۔!“ لوئیسا نے ژالیئر سے کہا اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔ فراگ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا تھا۔

”مجھے یقین نہیں آتا کہ عمران موکارو ہی میں بیٹھا رہے گا۔“ لوئیسا نے کچھ دیر بعد کہا۔

”جہنم میں جائے.... مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔“

”اگر اسی طرح تمہارا موڈ خراب رہا تو ہم کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔“

”تم نے اپنے ماتحت کی موجودگی میں میری توہین کی تھی۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔“

”میں نے غلط تو نہیں کہا تھا۔ تم اس اسٹیمر پر تنہا ہو یا نہیں۔“

”اچھا تو پھر؟“

”ظاہر ہے کہ بے اختیار ہو۔“

”سنو۔ مجھے غصہ آتا ہے تو میں نہیں دیکھتا کہ مقابل کی تعداد کتنی ہے۔“

”میں جانتی ہوں۔“

”اس کے باوجود بھی مجھے غصہ دلاتی ہو۔“

”ایک چڑچڑے شوہر کے روپ میں تمہیں بالی سونار لے جانا چاہتی ہوں۔“

”کیوں....؟“

"تاکہ ہم الگ الگ کمروں میں رہ سکیں اور کسی کو ہم پر شبہ نہ ہو.....!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ میں نے محض تمہاری شکل دیکھنے کے لیے تو یہ تکلیف گوارہ نہیں کی۔"

"خیر..... اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔ فی الحال مجھے یہ بتاؤ کہ عمران سے ٹکراؤ کی صورت میں تم کیا کرو گے؟"

"اگر یہ ثابت ہو گیا کہ وہی ڈھمپ لوپو کا ہے تو میں اسے مار ڈالوں گا۔"

"اور اگر ثابت نہ ہوا تو.....؟"

"پھر میرا اور اس کا کوئی جھگڑا نہیں۔"

"میں ثابت کر دوں گی۔"

"کر دونا.....!"

"وقت آنے پر۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"ڈان سیاریکا کے مل جانے پر تم کیا کرو گی؟"

"وہ ہمارا قیدی ہو گا۔"

"آخر کیوں.....؟"

"ظاہر ہے کہ مجرموں میں سے صرف وہی زندہ بچا ہے۔"

"تم اسے مجرم کیسے کہہ سکتی ہو جب کہ وہ فرانس کی کسی نو آبادی کا شہری نہیں تھا؟"

"تم مجھ سے بحث کیوں کر رہے ہو؟"

"اپنے چڑچڑے پن کا ثبوت دے رہا ہوں۔" فراگ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا لیا۔

"چلو تمہیں تمہارا کیبن دکھا دوں۔"

"تم کہاں رات بسر کرو گی؟"

"اپنے کیبن میں۔"

"یہ تو زیادتی ہے! شوہر چڑچڑا سہی لیکن اس کے ساتھ یہ برتاؤ تو نہیں کرتے۔"

"موسیو فراگ میں کرسچن ہوں۔ سچ مچ کی شادی کے بغیر تمہارے کیبن میں رات بسر نہیں کر سکتی۔"

"تو سچ مچ شادی کر لو۔ میں بھی کرسچن ہو جاؤں گا۔"

"بکواس مت کرو۔ اٹھ جاؤ۔"

فراگ اٹھ کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔

"تم کیا سمجھتی ہو۔" وہ ایک جگہ رک کر بولا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟" وہ بھی رک گئی لیکن اس کی طرف مڑے بغیر بولی۔

"یہی کہ میں زبردستی بھی تمہیں اپنے تصرف میں لا سکتا ہوں۔"

"کیوں شامت آئی ہے۔" وہ جھلا کر اس کی طرف مڑی۔ "کھلے سمندر میں کنگ چانگ کی بادشاہت ہے اسے نہ بھولو ننھی گڑیا۔"

"تم تنہا ہو یہاں۔"

"ان سمندروں میں کنگ چانگ کا کوئی آدمی کسی وقت بھی تنہا نہیں ہے۔"

"کیا مطلب.....؟"

"میری مسلح کشتیاں آس پاس موجود ہیں۔ بالی ماے والی ہر ہر کشتی کی نگرانی کی جا رہی ہے۔"

"کک..... کیوں.....؟"

"عمران کے لیے۔"

"اوہ..... تو یہ کہو نا.....!" وہ اس کے بازو پر ہاتھ مار کر ہنس پڑی۔ پھر بولی۔ "میں سمجھی شاید جھگڑا کرنا چاہتے ہو۔"

"نہیں! میں نے تمہیں آگاہ کیا ہے میرے ساتھ کسی قسم کی بھی چالاکی بار آور نہ ہو سکے گی۔"

"اوہو..... برا مان گئے..... دراصل میں تم سے یہی معلوم کرنا چاہتی تھی کہ تھوڑی بہت عقل بھی رکھتے ہو یا نہیں۔"

"بس اب زبان بند رکھو..... کہاں ہے میرا کیبن؟"

"وہ رہا..... یہ کنجی لو.....!"

◆

آم بنی کراہ کر اٹھ بیٹھی۔ پتہ نہیں کتنی دیر تک سوتی رہی تھی۔ دفعتاً اسے ایسا محسوس ہوا جیسے بستر نے ہچکولا لیا ہو۔ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگی وہ تو کسی بڑی لانچ کا کیبن تھا لیکن وہ یہاں

کیسے پہنچی؟ وہ تو اپنی خوابگاہ میں تھی اور عمران نے اسے زکام سے بچاؤ کا انجکشن دیا تھا۔ بستر سے اتر کر وہ دروازے کی طرف جھپٹی۔ ہینڈل گھمایا لیکن دروازہ نہ کھلا۔ شاید باہر سے مقفل کر دیا گیا تھا....!

جھلاہٹ میں وہ دروازے کو پیٹنے لگی۔ پھر اس نے قفل میں کنجی گھومنے کی آواز سنی۔ اور دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک سفید فام آدمی کھڑا تھا۔

"کیا تکلیف ہے مادام؟" اس نے بڑے ادب سے پوچھا تھا۔ لہجے سے فرانسیسی ہی معلوم ہوتا تھا۔

"تم کون ہو؟" ام بنی نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"یہی سوال میں آپ سے بھی کر سکتا ہوں مادام۔"

ام بنی کی سمجھ نہ آیا کہ اس کے جواب میں اسے کیا کہنا چاہیے۔

"اندر چلئے۔" اجنبی نے نرم لہجے میں کہا۔

"میں پوچھتی ہوں مجھے یہاں کیوں قید کیا گیا ہے۔"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔"

ام بنی مڑی تھی اور پھر جیسے ہی اس کی نظر آئینے پر پڑی لڑکھڑاتی ہوئی کئی قدم پیچھے ہٹ آئی۔

"کیا ہوا....؟" اجنبی بوکھلا کر بولا۔

وہ اس کی طرف دیکھ کر ہکلائی۔ "ہم.... میں.... کون ہوں

آپ ایک انڈونیشی خاتون مادام غامزہ ہیں۔"

"نہیں.... نہیں.... میں ام بنی ہوں۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے

"اور تم یہ نہیں دیکھتیں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔" اجنبی نے کہا اور اس بار وہ اچھل ہی پڑی کیونکہ یہ عمران کی آواز تھی۔

"کک.... کیا مطلب....

"ہز ہائی نس نے مذاق فرمایا ہے کیا تمہیں یاد نہیں کہ وہ کتنی آسانی سے نادری پرینسٹ بن گئے تھے۔

"لیکن کیوں؟"

"بیٹھ جاؤ۔ میں نے تمہیں بے ہوشی کا انجکشن دیا تھا۔

"کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟"

"تاکہ ہز ہائی نس آسانی سے تمہارا میک اپ کر سکیں۔ اب تم بحیثیت ام بنی نہیں پہچانی جا سکتیں۔"

"اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم پکنک منانے چلیں گے۔ لہٰذا ہم بالی سونار جا رہے ہیں۔"

"اوہو.... تو یہ بات ہے۔" ام بنی چہکی۔ "میں ایک سفید فام کی رنگ دار بیوی ہوں۔"

"بہت دیر میں سمجھیں۔"

"تو میں تمہاری بیوی ہوں۔" اس کے لہجے میں چہکار کچھ اور بڑھ گئی۔

"اس کے علاوہ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"لیکن مجھے حیرت ہے تم اپنی آواز تک بدل سکتے ہو۔

"تم نہیں بدل سکتیں۔ اس لیے تم دوسروں کے سامنے خاموش ہی رہو گی...

"اتنا تو میں سمجھتی ہوں۔"

"فراگ لوئیسا کے شوہر کی حیثیت سے روانہ ہو چکا ہے۔"

"میں نے تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ دوستی دشمنی میں بدلتے دیر نہیں لگتی۔"

"فکر نہ کرو۔"

"سوال تو یہ ہے کہ تمہیں اٹھارھویں آدمی سے کیا سروکار۔ تم پرنس کو موکارو پہنچانا چاہتے تھے۔ وہ ہو گیا۔"

"اٹھارھویں آدمی کی شکل نہ دیکھی تو مجھے قبر میں بھی چین نہ آئے گا۔"

"پرنس اور ان کے باڈی گارڈز کہاں ہیں۔"

"انہیں موکارو ہی میں چھوڑ آیا ہوں۔"

"اوہو.... تو بس ہم دونوں ہی....!"

"ہاں.... اور کیا....!"

"یہ تو بہت اچھا ہوا اب تم ہر وقت میرے پاس رہ سکو گے۔ کیا فراگ بھی ہم دونوں کو نہ پہچان سکے گا؟"

"جب تم خود ہی مجھے یا اپنے آپ کو نہ پہچان سکیں تو بے چارہ فراگ کیا پہچان سکے گا۔"

ڑا مزہ آئے گا۔ وہ خود کو بہت چالاک سمجھتا ہے لیکن تم اس سے بھی بڑھ کر ہو۔ اگر تم نہ ہوتے تو ساکاوا اسے مار ڈالتا۔"

"میں تو بالکل الو ہوں۔"

"تم.... تم بھیڑ کی کھال میں بھیڑ یئے ہو۔"

"ایسی باتیں نہ کرو کہ ڈر کے مارے میرا دم نکل جائے۔"

"چلو باہر نکلیں.... کیا وقت ہوگا۔"

"گیارہ بجے ہیں۔" عمران گھڑی دیکھ کر بولا۔ "وہ لوگ تو شاید اب بالی سونار پہنچ بھی گئے ہوں۔"

"سچ کہتی ہوں! مزہ آجائے گا۔"

"مزہ بھی آسکتا ہے اور ہم مارے بھی جا سکتے ہیں۔"

"تم قریب ہو تو مرنا بھی گوارا ہے۔"

"یہ آخر اتنی محبت تم مجھ سے کیوں کرنے لگی ہو؟"

"میں نہیں جانتی۔ کچھ بھی ہو۔ مجھے محبت کرنے دو.... تمہیں تو مجبور نہیں کرتی کہ تم بھی مجھے چاہو۔"

"اسی لئے تو مجھے اس محبت پر اعتراض نہیں ہے۔"

"کیا خود تم نے کبھی کسی کو نہیں چاہا؟"

"نہیں! مجھے کبھی اپنے بارے میں سوچنے کی فرصت ہی نہیں ملی'

"پھر تم کیا سوچتے رہتے ہو؟"

"یہی کہ آخر میں کیوں پیدا ہوا؟"

"شاید میرے ہی لیے پیدا ہوئے ہو۔ اب تو تمہیں مجھ سے محبت کرنی ہی پڑے گی....!"

"جن سے پیدا ہوا ہوں انہی سے محبت کرنے کا اتفاق آج تک نہیں ہو

"میں سمجھ گئی! تمہیں والدین کی محبت نہیں ملی۔"

"والدین کیا چیز ہے؟" عمران نے احمقانہ انداز میں سوال کیا۔

"فضول باتیں نہ کرو۔ آؤ۔ ادھر ریلنگ کے قریب آؤ۔" اور پھر انہیں وہ تین مسلح کشتیاں نظر آئیں جو غالباً ان کی لانچ کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"تم کیبن میں جاؤ۔" عمران اُم بنی کا شانہ دبا کر بولا۔

"کک.... کون لوگ ہیں؟"

"تم جاؤ.... میں دیکھوں گا.... کون ہیں۔"

اُم بنی خاموشی سے چلی گئی تھی۔ لانچ کے گرد کشتیوں کا دائرہ تنگ ہوتا جا رہا تھا۔

عمران کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ کیپٹن کے کیبن کی طرف چل پڑا۔ یہ لانچ بالی سونار ہی کی تھی اور پچھلے ایک ہفتے سے موکارو کی بندرگاہ میں لنگر انداز رہی تھی۔ چیف آف پولیس نے ان کا سفر اسی لانچ سے مناسب سمجھا تھا۔

ابھی وہ کیبن کے قریب پہنچا بھی نہیں تھا کہ ایک کشتی کا لاؤڈ اسپیکر چنگھاڑنے لگا۔ "انجن بند کر دو.... ہم تلاشی لیں گے۔"

بار بار یہی جملہ دہرایا جانے لگا۔ اور کیپٹن اپنے کیبن سے نکل آیا۔

"یہ کیا قصہ ہے؟" عمران نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کیجئے موسیو۔ کچھ دنوں پہلے موکارو کی جنگی کشتیاں بھی یہی سب کچھ کرتی پھر رہی تھیں۔ ہو سکتا ہے انہیں کسی مفرور کی تلاش ہو۔" کیپٹن بولا۔

"مگر یہ ہیں کون؟"

"ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔" کیپٹن نے کہا اور اپنے کیبن میں واپس چلا گیا۔ پھر اس کشتی کا لاؤڈ اسپیکر بھی جاگ اٹھا اور عمران نے کیپٹن کی آواز سنی۔

"یہ بالی سونار کی لانچ ہے اور ہم اپنی سمندری حدود میں ہیں تم کون ہو اور کس لیے تلاشی لینا چاہتے ہو؟"

"کوئی جھگڑے والی بات نہیں ہے۔" جنگی کشتی سے آواز آئی۔ "ہمارا ایک آدمی موکارو سے فرار ہوا ہے ہمیں اس کی تلاش ہے۔"

"اس لانچ کے سارے مسافر معزز ہیں۔ تم ہماری سمندری حدود میں تلاشی لینے کے مجاز نہیں ہو۔!"

"سمندر پر صرف کنگ چانگ کی بادشاہت ہے۔ کنگ چانگ کے نام پر اگر اب بھی تم نے تعمیل نہ کی تو اپنے خسارے کے خود ذمہ دار ہو گے۔!" جنگی کشتی سے جواب آیا۔

"اچھا... اچھا... تم اپنا اطمینان کر سکتے ہو۔" کیپٹن کی آواز فضا میں گونجی۔ پھر لانچ کا انجن بند کر دیا گیا تھا اور جنگی کشتی اس سے اتنی قریب آ گئی تھی کہ چار پانچ آدمی چھلانگیں مار کر لانچ پر چڑھ آئے۔ یہ سب قرناگ کے ان ساتھیوں میں سے تھے جو عمران کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔

وہ اس کے قریب سے گزرتے چلے گئے۔

لانچ کی تلاشی کے بعد انہوں نے کیپٹن کا شکریہ ادا کیا تھا اور کشتی پر واپس چلے گئے تھے۔

"بڑی عجیب بات ہے۔" عمران کیپٹن کے ساتھ اس کے کیبن میں داخل ہوتا ہوا بڑبڑایا۔

"یہ کنگ چانگ... کیا آپ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے موسیو۔؟"

کیپٹن نے اس کی طرف مڑ کر کہا۔ "تشریف رکھئے موسیو!"

لیکن عمران کو اب کنگ چانگ یا تشریف رکھنے کا ہوش کہاں تھا۔ وہ تو سامنے والی تصویر کو مبہوت ہو جانے کے سے انداز میں دیکھے جا رہا تھا۔

کیپٹن نے اس کی طرف دیکھ کر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں۔ پھر کھنکھار کر بولا۔ "یہ ہماری ملکہ اور بادشاہ ہیں موسیو۔"

"بادشاہ" عمران چونک پڑا۔

گھنی ڈاڑھی اور مونچھوں والا ایک سیاہ فام مرد ایک سفید فام عورت کے ساتھ کھڑا تھا۔

"ہاں... موسیو... یہ ہمارے بادشاہ ہیں۔"

"حیرت انگیز۔؟"

"میں نہیں سمجھا موسیو!"

"مم... میرا مطلب ہے۔ عجیب سا احساس ہوتا ہے۔"

"اوہو... تشریف رکھئے نا۔" وہ پرجوش لہجے میں بولا۔ "اور براہ کرم مجھے اپنے احساسات سے آگاہ فرمائیے۔ کیا آپ پہلی بار بالی سونار تشریف لے جا رہے ہیں؟"

"بالکل پہلی بار۔" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا لیکن نگاہ اب بھی تصویر پر جمی ہوئی تھی۔

"میں نے عرض کیا تھا کہ مجھے تصویر سے متعلق اپنے احساسات سے آگاہ فرمائیے۔" کیپٹن نے کہا۔

"بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارا بادشاہ اس دنیا کی مخلوق نہ ہو....!"

"کیا آپ اس روایت سے واقف ہیں۔"

"کس روایت سے؟"

"میرا مطلب یہ ہے کہ آپ ہمارے بادشاہ سے متعلق کچھ نہیں جانتے؟"

بالکل نہیں! میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ تمہارے جزیرے میں ملی جلی نسلوں کے جوڑے ہی داخل ہو سکتے ہیں۔"

"تو پھر یہ سچ ہی ہوگا۔" کیپٹن نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"کیا سچ ہوگا؟"

"اوہ موسیو! آپ کو شروع سے کہانی سنانی پڑے گی۔"

"ضرور سناؤ میرے دوست!"

"اس وقت تو مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ ہمارا بادشاہ سچ مچ کوئی آسمانی مخلوق ہے۔"

عمران نے احمقانہ انداز میں سر کو جنبش دی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

کیپٹن کسی قدر توقف کے ساتھ بولا۔ "بہت دنوں کی بات ہے جب بالی سونار پر فرانسیسیوں نے قبضہ کیا تھا۔ مازکوئی آراگان ڈیڑھ سو سپاہیوں سمیت حملہ آور ہوا۔ اور یہاں جونی قبیلے کی بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر خود مارکوئی آراگاں حکمران بن بیٹھا۔ بے حد خونخوار آدمی تھا بس یہ سمجھ لیجئے کہ اپنے ڈیڑھ سو سفید فام سپاہیوں کے علاوہ اور کسی کو بھی آدمی نہیں سمجھتا تھا۔ بالی سونار کے باشندے اس کے تحت جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گئے ایسے مظالم ہوئے تھے ان پر کہ شاید جانوروں کو رحم آنے لگا ہو۔ بہرحال دو ظالم بادشاہوں کے بعد ایک عورت بالی سونار کی قسمت کی مالک بنی۔ شاید آسمان والے کو ہم پر رحم آ گیا تھا اس ملکہ نے سارے غیر انسانی قوانین یک لخت منسوخ کر دیئے اور مقامی باشندوں کو بھی سفید فاموں کے برابر حقوق

مل گئے۔ ملکہ کی نیک دلی کے گیت گائے جانے لگے وہ اپنے محل سے نکل کر عوام کے درمیان آ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ بالی سونار میں ایک سیاہ فام اجنبی دکھائی دیا۔ جس کے لہجے میں مٹھاس تھی اور آنکھیں ستاروں کی طرح روشن تھیں۔ وہ بات کرتا تو ایسا لگتا جیسے کوئی نرم رو دریا بنجر زمینوں کو سیراب کرتا بہا جا رہا ہو۔ وہ کہتا تھا مجھے چیونٹیوں نے حکمت سکھائی ہے یہ ننھے ننھے کیڑے میرے راہبر ہیں۔ آؤ میرے ساتھ میں تمہیں دکھاؤں۔ وہ لوگوں کو کسی ایسی جگہ لے جاتا جہاں چیونٹیوں کی قطاریں اپنی روزی اپنے ننھے ننھے جبڑوں میں دبائے رواں دواں ہوتیں۔ وہ لوگوں سے کہتا یہ دیکھو یہ سب ایک دوسرے کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اپنی یہ غذا کسی جگہ ذخیرہ کریں گی اور مزے سے پوری برسات گذار دیں گی۔ کوئی یہ نہیں کہے گا کہ اس دانے کو میں اٹھا کر لائی تھی۔ یہ صرف میرا ہے کیا تم لوگ ان چیونٹیوں سے بھی زیادہ بے وقعت ہو۔ بول اے آدم زاد! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ دس آدمیوں کا کنبہ ایک کمرے میں گزر کرتا ہے اور چار افراد کا کنبہ دس کمروں کی عمارت پر قبضہ جمائے بیٹھا رہے۔ بول اے آدم زاد! کیا تو چیونٹی سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ مرنے کے بعد تجھے بھی کیڑوں کی غذا بننا ہے۔ حقیر ترین کیڑوں کی غذا۔ لہٰذا اپنی عظمت کے گیت نہ گا۔ اپنی عقل کا ماتم کر .... بہرحال بالی سونار کے باشندے اس کے گرد اکٹھا ہونے لگے۔ ملکہ نے ایک دن اسے اپنے محل میں بلوایا۔ اور پھر بالی سونار کے دن پھرنے لگے۔ امداد باہمی کا نظام رائج ہو گیا اور ہر فرد کو اس کی ضرورت کے مطابق ملنے لگا۔ حیثیتوں کا تعین ہو جانے کے بعد کسی کو کسی سے شرمندگی نہ رہی۔ وہ کہتا تھا بادشاہ کے لیے اتنا ہی اعزاز کافی ہے کہ سب ان کا حکم مانتے ہیں۔ ان کا معیار زندگی عام آدمی کے معیار زندگی سے بلند نہ ہونا چاہئے۔ ملکہ اسے چاہنے لگی۔ شادی تک بات جا پہنچی اور پھر یہ ہوا جناب کہ وہ دونوں تین کمروں کے ایک مکان میں منتقل ہو گئے اور وہ جو جھونپڑیوں میں رہتے تھے محلات میں بسا دیے گئے۔ اب بالی سونار جنت ہے۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ اس دنیا کی مخلوق نہیں ہے۔ آج بھی کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آیا تھا۔

عمران متفکرانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ "ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔"

اور موسیو! آپ نے اس کی تصدیق کر دی۔"

"بادشاہ کا کیا نام ہے؟"

"نجات دہندہ ... ہم سب اسے صرف نجات دہندہ کے نام سے جانتے ہیں۔

"یہ تو صفت ہوئی اس کی۔ نام بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔" عمران بولا۔

"ناموں میں کیا رکھا ہے۔ اوصاف ہی آدمی کو زندہ رکھتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہم مغموم رہتے ہیں۔

"کیوں؟ مغموم کیوں رہتے ہیں؟"

"ملکہ اور بادشاہ ابھی تک جانشین پیدا نہ کر سکے۔

"میں انہیں صاحب اولاد بنا دوں گا۔" عمران اردو میں بڑبڑایا۔ "سنیاسی باوا کی گولیاں۔"

"کیا فرمایا موسیو!" کیپٹن چونک کر بولا۔

"کچھ نہیں! اچھا کیپٹن بہت بہت شکریہ۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

◆

بالی سونار کے سب سے بڑے ہوٹل "تولوران" کے ایک کمرے میں فرانک پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ پیچ و تاب کا سلسلہ تو اسی وقت شروع ہو گیا تھا۔ جب لوئیسا نے کاؤنٹر پر پہنچ کر دو الگ الگ کمرے بک کرائے تھے اور اب اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ ڈائننگ ہال میں بیٹھ کر شراب نوشی بھی نہ کر سکے گا۔ شراب یہاں صرف رہائشی کمروں میں سرد کی جاتی تھی اور پینے کی حالت میں باہر نکلنا قانوناً جرم تھا۔ پورے جزیرے پر یہ قانون لاگو تھا۔ اس لئے پینے والے عموماً گھر ہی میں پی کر سو رہتے تھے۔

اس ہوٹل میں اسے پیشہ ور لڑکیاں بھی نہیں دکھائی دی تھیں۔ اس کے نکتہ نظر سے عجیب نامعقول جگہ تھی۔ اس جزیرے کے متعلق اس نے پہلے جو کچھ بھی سنا تھا اس میں سے پچاس فیصد کو افواہ سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔ لیکن اب یہ حقیقت اس پر واضح ہو گئی تھی کہ یہ جزیرہ ایک ایسا مریض ہے جس پر معالج نے دودھ اور دلیا کے علاوہ اور سب کچھ حرام کر دیا ہو

ویٹر شراب لے کر آیا تو وہ اس سے الجھ پڑا۔

"یہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟"

"میں نہیں سمجھا جناب عالی۔" اس نے مودبانہ کہا۔

'بند کمرے میں تنہا بیٹھ کر پینے سے کیا فائدہ؟"

"قانون... قانون ہے جناب!"

"مجھے معلوم ہوتا تو ہرگز ادھر کا رخ نہ کرتا۔"

ویٹر شراب رکھ کر جانے لگا تو اسے روک کر بولا۔ "کوئی اچھی سی لڑکی بھی چاہیے۔"

"پانچ سال پہلے آپ آئے ہوتے تو اس کا بھی انتظام ہو جاتا۔" ویٹر نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں ٹھیک کر دوں گا اس جزیرے کو۔" فراگ اسے گھورتا ہوا غرایا۔

"ہم اس لہجے کے عادی نہیں ہیں جناب!"

"اچھا... اچھا... جاؤ۔" فراگ ہاتھ ہلا کر بولا۔ "کیا ٹپ بھی نہیں لیتے؟"

"ہرگز نہیں۔ ہماری توہین نہ کیجیے جناب۔ ہمیں سروس کی معقول تنخواہ ملتی ہے۔ پھر ہم بھیک لے کر کیا کریں گے۔"

"جاؤ۔ اے فرشتے دفع ہو جاؤ۔ میں تمہاری جنت میں کوئی ابلیس ضرور بھجواؤں گا۔"

ویٹر کے ہونٹوں پر عجیب مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔

"انسانیت کے رشتے سے میں آپ کو ایک معقول مشورہ دینا چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب...؟"

"اس جزیرے میں غیر انسانی برتاؤ سے اجتناب کیجیے۔ ورنہ کوئی بھی شہری آپ کے اخراج کی سفارش کر دے گا اور آپ کو تین گھنٹے کے اندر اندر جزیرہ چھوڑ دینا پڑے گا۔ اس کے لیے ہماری ایک لانچ ہر وقت مخصوص رہتی ہے۔"

"ارے... تم تو برا مان گئے۔" دفعتاً فراگ نے قہقہہ لگایا۔

"نہیں... آپ بہت غصہ ور معلوم ہوتے ہیں اس لیے میں نے آپ کو آگاہ کر دیا۔"

"اچھا... اچھا... شکریہ!"

ویٹر کے چلے جانے کے بعد فراگ کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔ بہرحال اس نے شراب نوشی شروع کر دی۔ شاید دس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"آ جاؤ...!" فراگ غرایا۔

وہی ویٹر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا جو شراب لایا تھا۔

"کیا خبر ہے؟" فراگ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"آپ کی اہلیہ کاؤنٹر پر آپ کے لیے یہ لفافہ دے گئی تھیں۔" اس نے براؤن رنگ کا ایک لفافہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا... اچھا...!"

لفافہ دے کر وہ واپس چلا گیا۔ فراگ لفافے کو ہاتھ میں لیے اس طرح گھورے جا رہا تھا جیسے کسی قسم کی انہونی سے دوچار ہو گیا ہو۔ پھر اس نے لفافہ چاک کر کے تہہ کیا ہوا کاغذ نکالا۔ لوئیسا نے لکھا تھا۔

"اس امداد کا بہت بہت شکریہ! تمہارے بغیر آمد ناممکن تھی۔ لیکن واپسی بے حد آسان ہو گی۔ یہاں میرا ایک عم زاد بھی رہتا ہے۔ اسی کے ساتھ قیام کروں گی۔ ایک بار پھر شکریہ...!"

"کتیا...!" فراگ میز الٹ کر دہاڑا اور بوتل کسی کتیا ہی کی طرح بھونکتی ہوئی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

"میں دیکھوں گا تجھے۔" وہ برکا ہلا ہلا کر چیختا رہا۔ "مجھ سے بچ کر کہاں جائے گی۔ تو نے مجھے عمران کے خلاف اسی لیے ورغلایا تھا۔"

لوئیسا کا کمرہ خالی ملا۔ وہ اپنا سوٹ کیس بھی ساتھ لے گئی تھی۔

آہستہ آہستہ فراگ ٹھنڈا پڑ گیا۔ لیکن اس کے ہاتھوں کی کلبلاہٹ بدستور باقی تھی۔ جو کسی کا گلا گھونٹ دینے سے قبل محسوس کیا کرتا تھا۔

ویٹر کو طلب کرنے کے لیے اس نے گھنٹی کا بٹن دبایا اور اس کے انتظار میں ٹہلتا رہا۔ کچھ دیر بعد ویٹر نے اپنی آمد کی اطلاع دے کر دروازہ کھولا تھا۔ اور پھر دروازے کے قریب ہی رک کر الٹی ہوئی میز کو حیرت سے دیکھتا رہا۔

"میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں میرے دوست۔" فراگ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تمہارا بادشاہ کوئی مافوق الفطرت ہستی ہے۔"

"مم... میں نہیں سمجھا جناب۔" ویٹر ہکلایا۔

"تمہارے جانے کے بعد کسی نظر نہ آنے والے ہاتھ نے میز الٹ دی۔ بوتل ٹوٹ گئی اور شراب فرش پر پھیل گئی۔"

"اوہ۔۔۔۔" ویٹر کے حلق سے گھٹی گھٹی سے آواز نکلی۔

"اب میں تم سے شراب مانگوں بھی تو نہ دینا۔"

"بہت بہتر جناب۔۔۔۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ اس ویٹر کو بھی سمجھا دوں گا جو دوسری شفٹ میں میری جگہ لے گا۔"

"بہت بہت شکریہ!"

"میں ابھی فرش صاف کرائے دیتا ہوں۔"

اس کے چلے جانے کے بعد فراگ کے ہونٹوں پر مکارانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ سر ہلا کر بڑبڑایا۔ "تم سبھوں کو دیکھوں گا۔"

کبھی بالی سونار بھی کنگ جانگ کی تجارت کا گہوارہ رہ چکا تھا۔ یہاں بھی فراگ کے جاننے والے موجود تھے اور اب وہ اس ہوٹل کو چھوڑ کر انہی سے رابطہ قائم کرنے کی سوچ رہا تھا۔

کمرے کے فرش کی صفائی کے بعد وہ ڈائننگ ہال میں آیا اور ایک میز پر قبضہ کرنے کے بعد کافی طلب کی۔ شراب کی اتنی مقدار اس کے جسم میں پہنچ چکی تھی جو دماغ کو گرم رکھ سکتی۔ ویسے تو بلانوش تھا اور ڈھیروں پی جانے کے بعد بھی بہکتا نہیں تھا۔ یہ اور بات ہے کہ کبھی کبھی بے پیے بھی اول درجے کا پاگل نظر آتا تھا۔

کافی نوشی کے دوران میں گرد و پیش کا جائزہ لیتا رہا۔ اسے توقع تھی کہ اس کے پرانے شناساؤں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور دکھائی دے گا۔

دفعتاً اس کی نظر کاؤنٹر پر رکی جہاں ایک جانا پہچانا چہرہ دکھائی دیا تھا۔ اس نے قریب سے گزرنے والے ایک ویٹر کو روک کر کہا۔ "ذرا میرے لیے ایک تکلیف کرو۔"

"فرمائیے جناب!" ویٹر مودبانہ بولا۔

"ذرا یہ چٹ ان صاحب کو دے آؤ جو کاؤنٹر کلرک سے گفتگو کر رہے ہیں۔" فراگ نے اپنی نوٹ بک سے ایک ورق نکال کر اس پر جلدی جلدی کچھ لکھتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر جناب!" ویٹر نے کہا اور کاغذ اس کے ہاتھ سے لے کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اجنبی فراگ کی میز کے قریب کھڑا اسے متحیرانہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"ارے بوڑھے بیٹے اس طرح کیا دیکھ رہے ہو؟" فراگ اس کی کمر پر ہاتھ مار کر بولا۔

"یقین نہیں آتا آنکھوں پر۔" اجنبی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بیٹھ جاؤ!"

وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا آپ تنہا ہیں آنریبل فراگ۔۔۔۔؟"

"یہ نام مت لو۔۔۔۔" فراگ آہستہ سے بولا۔ "ہوٹل کے رجسٹر میں موسیو اور مادام ماپوفینگ درج ہے۔"

"کوئی سفید فام خاتون۔۔۔۔ شادی کب کی؟"

"ہشت۔۔۔۔ شادی۔۔۔۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک فرانسیسی عورت ہے۔"

"اچھا۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔" اجنبی مسکرایا۔

"ضرورتاً آیا ہوں۔ ایک ایجنسی کی تلاش ہے۔ جو موکارو سے ایک لڑکی کو اغوا کر لایا ہے۔"

"مجھے بتائیے۔ میں آج کل پولیس کا اعلیٰ عہدیدار ہوں۔"

"پولیس!" فراگ اچھل پڑا۔

"ہاں جناب! ہم جیسے بدمعاشوں کو شریف بنانے کے لیے بڑی بڑی ذمہ داریاں سونپ دی گئی ہیں۔"

"تب تو میں نے برا کیا۔ یہاں سب ہی فرشتے ہو گئے ہیں۔"

"ایسا تو نہیں ہے۔ بہتیرے دل کی بات دل ہی میں رکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔"

"یعنی تم اب بھی کمینہ پن پر ہی یقین رکھتے ہو؟"

"ہاں موسیو! مجھے بندھی ٹکی سے نفرت ہے۔ لیکن مجبوری۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ تب تم میرے کام آ سکو گے۔"

"مادام کہاں ہیں؟"

"اسے بھی تلاش کرنا ہے۔ یہاں تک ساتھ آئی تھی۔ پھر جل دے کر نکل گئی۔ وہ ان دونوں پر الگ سے ہاتھ ڈالنا چاہتی ہے۔ سومار تو میرے دوست! تم بہت اچھے موقع پر ملے۔"

"اب آپ کو میرے ساتھ قیام کرنے پڑے گا۔"

"بڑی خوشی سے سومار تو۔۔۔۔"

"آپ نے اس ایجنسی کے بارے میں نہیں بتایا۔"

"اس کا نام ژان اسپازیکا ہے اور لڑکی کا نام ابانژا۔"

"وہ اسے اغوا کر کے لایا ہے؟" سوہار تو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... آ... "

"مگر یہ دونوں تو یہاں جانی پہچانی شخصیتیں ہیں۔ آتے ہی رہتے ہیں۔ ملکہ کے چچا بھائی مارکوئی دوین کے مہمان اور دوست۔"

"لا لا لا۔" فراگ انگلیوں سے میز بجاتا ہوا گنگنایا۔ پھر سوہار تو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کر بیٹھا۔ "یہ مارکوئی کیسا آدمی ہے؟"

"اس نظام سے وہ بھی غیر مطمئن ہے اور ایسے آدمیوں کی تلاش میں رہتا ہے جو اس کے ہم خیال ہوں۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ اب تو یہاں مجھے اپنی آمد ایسی ہی لگتی ہے جیسے آدم کی جنت میں بالآخر سانپ داخل ہو گیا ہو۔"

"بقیہ باتیں پھر۔" سوہار تو آہستہ سے بولا۔ "اب چلنے کی تیاری کیجیے۔"

* * *

اُم بنی شدت سے بور ہو رہی تھی۔ عمران اسے ہوٹل میں چھوڑ کر خود تنہا نکل کھڑا ہوا تھا۔ آج بھی قریباً پانچ گھنٹے گزر جانے کے بعد ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔ اُم بنی عمران کی غیر موجودگی میں کمرے ہی تک محدود رہتی۔ نہیں چاہتی تھی کہ عمران کے کسی کام میں دشواری پیدا ہو۔ وہ اسے پہلے ہی باور کر چکا تھا کہ خود اس میں آواز بدل کر گفتگو کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس لیے اسے زیادہ تر خاموش ہی رہنا پڑے گا۔

عمران رات کے کھانے سے قبل ہی واپس آ گیا۔ ورنہ اُم بنی نے تہیہ کر لیا تھا کہ اگر وہ آٹھ بجے کے بعد واپس آیا تو پھر وہ نہ خود کھائے گی اور نہ اسے کھانے دے گی۔

عمران نے اسے منہ بناتے دیکھ کر قہقہہ لگایا اور بولا۔ "مزہ آ گیا۔"

"بس خاموش رہو۔ ورنہ تمہیں اس تفریحی سفر کا مزہ بھی چکھا دوں گی۔"

"سنو گی تو تم بھی ہنس پڑو گی۔"

"کہو جلدی سے جو کچھ کہنا ہے۔"

"لوئیسا فراگ کو جل دے گئی۔"

"کیا ہوا....؟"

"فراگ اسے ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ لوئیسا نے ہوٹل میں دو الگ الگ کمرے بک کرائے تھے۔ پھر وہ اسے تنہا چھوڑ کر غائب ہو گئی۔"

"بہت اچھا ہوا۔ اب اسے تمہاری قدر معلوم ہو گی۔"

"مجھے فراگ سے صرف اسی حد تک دلچسپی ہے کہ وہ تمہارے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے۔!"

"کک.... کیا.... مطلب؟"

"کیا تم اس سے انتقام نہ لو گی؟"

"مم.... میں...." اُم بنی تھوک نگل کر رہ گئی۔

"خیر چھوڑو.... وقت آنے دو۔"

"آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"بس دیکھنا۔ اس وقت بساط کے سارے مہروں پر میری نظر ہے۔ ژان اسپاریکا، فراگ اور لوئیسا۔"

"کیا تم نے اسے بھی ڈھونڈ نکالا۔"

"ہاں۔ وہ یہاں کی ملکہ کے چچا زاد بھائی کا مہمان ہے اور فراگ اب ہوٹل سے ایک پولیس آفیسر کے مکان میں منتقل ہو گیا ہے میری معلومات کے مطابق یہاں کے بھیڑیے لوگوں میں اس کے مراسم ہیں۔"

"تب پھر یہ تو بہت برا ہوا۔"

"ہو سکتا ہے کسی قدر دشواری پیش آئے۔"

"میں تو کہتی ہوں واپس چلو۔ تمہیں آخر ان بکھیڑوں میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"بکھیڑوں میں پڑنا میری ہابی ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی تفریح نہیں۔ میرا خیال ہے کہ لوئیسا نے تمہارے ذہن پر قبضہ جما لیا ہے۔ کھانا یہیں منگواؤں یا ڈائننگ ہال میں کھاؤ گی۔ پھر میں تمہیں اس تفریح گاہ میں لے چلوں گا جہاں فراگ سے ملاقات ہو سکے گی۔"

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں کہیں نہیں جاؤں گی۔"

"یہ بہت بری بات ہے ہم تفریح کے لیے آئے ہیں۔"

"سنو! فراگ میرے چلنے کے انداز سے مجھے پہچان لے گا۔ میں اس پر بھی قابو نہ پا سکوں گی۔"

"اوہ...." عمران اسے غور سے دیکھ کر رہ گیا۔ ام بنی غمزدہ انداز میں مسکرائی اور بولی۔ "میں سوچتی ہوں کہ تمہارے لیے بوجھ بن کر رہ گئی ہوں۔"

"اگر تم میرے لیے بوجھ بن گئی ہوتیں تو تمہیں موکاروہی میں چھوڑ آتا۔ فضول باتیں نہ کرو چلو ڈائننگ ہال میں کھانا کھائیں گے۔"

"پھر تم مجھ سے بھاگے بھاگے کیوں پھرتے ہو؟"

"میں تمہیں بتاؤں گا کہ مجھے اس دوران میں کیا کچھ معلوم ہوا ہے۔ خاطر خواہ بھاگ دوڑ کے بغیر یہ ممکن نہ ہوتا۔"

وہ ڈائننگ ہال میں آئے۔

"یہاں کے لوگ بے حد شائستہ ہیں۔" ام بنی چاروں طرف نظر دوڑاتی ہوئی بولی۔

"لیکن مجھے افسوس ہے کہ بہت جلد سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔"

"کیوں؟ کیا تم اسی لیے آئے ہو؟"

"نہیں میں اپنی بات نہیں کر رہا۔ یہاں فراگ کی موجودگی نے سازشیوں کو بڑی تقویت پہنچائی ہے۔"

"کھل کر بات کرو۔ پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ یہاں موجودہ نظام کس طرح نافذ ہوا تھا۔ لیکن ملکہ کے خاندان کے افراد کو یہ تبدیلی پسند نہیں آئی تھی۔ اس کا چچازاد بھائی مارکوئی شروع ہی سے اس چکر میں رہا تھا کہ کسی طرح سب کچھ ملیامیٹ کر دے لیکن بادشاہ اور ملکہ کو عوام کی حمایت حاصل ہے۔ عوام امداد باہمی والے نظام کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لیے مارکوئی دوین کے لیے اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں رہ جاتی کہ وہ تشدد کے ذریعے حکومت کا تختہ الٹ دے۔ ڈان اسپاریکا مارکوئی کا دوست ہے۔ اس نے اسلحہ کا انتظام پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ اب فراگ کی وجہ سے انہیں افرادی

قوت بھی مل رہی ہے۔"

"لیکن فراگ کے آدمی یہاں کیسے داخل ہو سکیں گے؟"

"اگر یہاں کے باشندے انہیں جزیرے میں لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں۔ بلیک اینڈ وائٹ کی پابندی تو صرف غیر ملکی سیاحوں کے لیے ہے۔"

"آخر سیاحوں نے کیا قصور کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ ان کے نظام کی پبلسٹی ہو سکے۔"

"مجھے بھی ان کا نظام پسند ہے۔ یہاں کے ویٹر مجھے اس کے بارے میں بتاتے رہتے ہیں۔"

"فراگ کے بہتیرے لوگ جزیرے میں داخل ہو گئے ہیں۔ وہ اب یہاں تنہا نہیں ہے۔ مارکوئی دوین' ڈان اسپاریکا اور فراگ کا مثلث مکمل ہو گیا ہے۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔ ایسے عمدہ نظام کو تباہ نہیں ہونا چاہیے۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ بادشاہ کو مطلع کر دیا جائے۔ لیکن ضروری نہیں کہ وہ میری بات پر یقین ہی کر لے۔"

"اور وہ کیا کر رہی ہے؟.... لوئیسا۔"

"وہ ڈان اسپاریکا کو زندہ گرفتار کر لے جانا چاہتی ہے۔ یہاں اس نے اپنے ہمدرد بھی پیدا کر لیے ہیں۔ ہو سکتا ہے پہلے ہی سے اس کی جان پہچان رہی ہو۔ بہرحال اگر اسے اس سازش کا علم بھی ہے تو وہ اس سے چشم پوشی ہی کرے گی اور منتظر رہے کہ کب ہنگامہ شروع ہوتا ہے۔ پھر وہ ہنگامے کے دوران میں ڈان اسپاریکا پر ہاتھ ڈال دے گی۔"

"کچھ کرو عمران! یہاں کے لوگ بہت خوش ہیں۔ انہیں سینکڑوں سال بعد آزادی کا سانس لینا نصیب ہوا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بادشاہ سے ہر وقت ملاقات کی جا سکتی ہے۔ وہ بالکل عام آدمی کی سی زندگی بسر کرتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ تم کہتی ہو تو میں تیار ہوں۔ لیکن اس کے لیے تمہیں فراگ کے پاس واپس پہنچنا ہوگا۔"

"نن.... نہیں...." وہ بوکھلا کر بولی۔

"اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ بعض اوقات دوسروں کے تحفظ کے لیے اپنی قربانی دینی

پڑتی ہے۔"

"لیکن آخر اس کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟"

"تاکہ میں اس کے منصوبوں سے آگاہ ہو سکوں۔ ورنہ پھر یہاں کے معصوم لوگوں کی مدد کیسے کی جا سکے گی۔"

اُم بنی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تیار ہوں۔"

"بالکل ٹھیک۔ تو اب میں تمہارا میک اَپ ختم کر دوں گا اور تم اپنی اصلی شکل میں آ جاؤ گی۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ مجھ پر ہاتھ ڈالنے کے لیے لوئیسا تمہاری طرف بھی متوجہ ہو جائے گی۔ اور میرا کام آسان ہو جائے گا۔"

"تمہارا کام؟"

"ہاں! میرا اصل کام تو یہی ہے کہ ڈان اسپاریکا کو لوئیسا کے ہاتھ نہ لگنے دوں! دنیا کو امن کی ضرورت ہے۔ مہلک ہتھیاروں میں مزید اضافہ نہیں چاہتی۔"

اُم بنی بہت زیادہ متردد نظر آنے لگی تھی۔

کھانا کھا کر وہ پھر کمرے میں واپس آ گئے۔ عمران اُم بنی کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم کچھ بجھ سی گئی ہو۔"

"میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔" وہ دفعتاً رو پڑی۔

"پروردگار میرے گناہ معاف کر۔" عمران چھت کی طرف دیکھ کر اردو میں بڑبڑایا۔ پھر اُم بنی کا شانہ تھپک کر بولا۔ "تم یہ کام میرے ہی لئے کرو گی۔"

"اور اگر میں اس کے بعد تمہیں نہ پا سکی تو؟"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

عمران اُم بنی کو خاموش رہنے کا اشارہ کر کے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر دستک ہوئی۔

عمران نے اُم بنی کو دوبارہ اشارہ کیا کہ وہ دستک دینے والے کو مخاطب کرے۔

"کون ہے؟" اُم بنی نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"پولیس....!" باہر سے آواز آئی۔

عمران آہستہ سے بولا۔ "فراگ کا کوئی آدمی ان کے ساتھ ضرور ہو گا۔ اس لیے تم بالکل خاموش رہنا۔"

اس کے بعد اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔ اُم بنی کو ایک مسلح پولیس مین کے ساتھ فراگ کے دو آدمی دکھائی دیئے۔ جنہیں وہ اچھی طرح پہچانتی تھی۔

پولیس مین نے عمران کو گھور کر دیکھا اور فراگ کے آدمی عمران سے سوالات کرنے لگے۔ پھر وہ اُم بنی کی طرف مڑے۔

"وہ انڈونیشی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں جانتی۔" عمران نے کہا۔

اس کے بعد ان کے سامان کی تلاشی لی گئی تھی اور وہ واپس چلے گئے تھے۔ اُم بنی چند لمحے عمران کو دیکھتی رہی پھر بولی۔ "تم حیرت انگیز طور پر اپنی آواز بدل سکتے ہو۔"

عمران کسی گہری سوچ میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولا۔ "بس اب تم یہیں ٹھہرو۔ فی الحال کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔ فراگ کو میں خود ہی دیکھ لوں گا۔"

"نہیں! تمہارا تحفظ میں اس کے قریب ہی رہ کر کر سکوں گی۔" اُم بنی نے کہا۔

"ضروری نہیں کہ وہ تمہاری باتوں میں آ ہی جائے گا۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو! میں اسے کوئی کہانی سنا دوں گی۔ لیکن اس میک اَپ میں اس کے دو آدمی مجھے دیکھ چکے ہیں۔"

"میک اَپ بدلا بھی جا سکتا ہے۔"

"تم بدل سکو گے؟" اُم بنی خوش ہو کر بولی۔

"کیوں نہیں! پرنس سے تھوڑا بہت میں نے بھی سیکھ لیا ہے۔"

"تب تو پھر کوئی دشواری نہیں! میرا میک اَپ بدلو۔ اور مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں فراگ مل سکے گا۔"

رات کے ساڑھے نو بجے تھے۔ عمران دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "کل پر رکھو۔ اس وقت مناسب نہیں۔"

* * *

فراگ کے چہرے پر اب مصنوعی ڈاڑھی تھی اور آنکھوں پر تاریک شیشوں کی عینک چڑھائے رکھتا تھا۔

اب وہ کرنل سومار توکا مہمان نہیں تھا۔ مارکوئی ادوین نے اسے بھی اپنی مہمانی کا شرف بخشا تھا۔ اس طرح فراگ کو ڈان اسپاریکا سے بہت قریب ہو جانے کا موقع مل گیا تھا اور پھر جیسے ہی لی ہارا کی ہم نشینی حاصل ہوئی سب کچھ بھول گیا۔ اب نہ اسے لوئیسا کی فکر تھی اور نہ ڈان اسپاریکا کے مہلک حربے کے پلان اور ڈائیگرام کی۔ وہ تو لی ہارا کی کھنکتی ہوئی سی ہنسی میں کھویا رہتا تھا۔ شاید ڈان اسپاریکا نے اسے محسوس کر لیا تھا۔ اس لیے لی ہارا کو اس کے ساتھ تنہا نہیں چھوڑتا تھا۔

اس وقت بھی وہ لی ہارا کے ساتھ تھا اور لی ہارا فراگ کا مضحکہ اڑا رہی تھی۔ فراگ بالکل احمقوں کے سے انداز میں اس کے لیے تفریح کے مواقع پیدا کر رہا تھا۔ دفعتاً مارکوئی ادوین نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔ ”کوئی عورت موسیو مایوفینگ سے ملنا چاہتی ہے۔“

فراگ چونک پڑا۔

”کیا اس نے یہ نام لیا ہے.... یور آنر؟“ اس نے بوکھلا کر پوچھا۔

”نہیں۔ اس نے صرف تمہارا حلیہ بتایا تھا۔“

”وہ کہاں ہے یور آنر؟“

”ملاقات کے کمرے میں....؟“

”میں دیکھتا ہوں۔“ فراگ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

ملاقات کے کمرے میں پہنچ کر اس نے اس لڑکی پر متحیرانہ نظر ڈالی۔ وہ سمجھا تھا لوئیسا ہو گی لیکن وہ تو کوئی پولی نیشی ہی معلوم ہوتی تھی۔

”کیا تم مجھ سے ملنا چاہتی تھیں؟“ فراگ نے پوچھا۔

لڑکی نے مسکرا کر سر کو اثباتی جنبش دی۔

”کیا بات ہے؟“

”عمران نے مجھے دھوکا دیا۔“

فراگ اس کی آواز سن کر اچھل پڑا۔

”اُم بنی....!“ بے اختیار اس کی زبان سے نکلا تھا۔

اُم بنی کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو ڈھلکنے لگے تھے۔

”کیا ہوا.... تو رو کیوں رہی ہے.... عمران کہاں ہے؟“

”مجھے اس بھیس میں یہاں لایا تھا۔ پھر پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا۔“

”ہم دونوں ہی نے دھوکا کھایا۔“ فراگ کے ہونٹوں پر مردہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

”اب میں کیا کروں؟“

”تم اس کے ساتھ چلی کیوں آئی تھیں؟“ فراگ نے کہا پھر چونک کر اسے گھورتا ہوا بولا۔ ”تم یہاں کس طرح پہنچیں؟“

”کیا یہ ڈاڑھی تمہاری شخصیت کو چھپا سکتی ہے۔ میں نے پچھلی رات تمہیں لا پلاسا میں دیکھا تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم یہاں رہو گے۔“

”اوہ.... تو تم میرا تعاقب کرتی ہوئی یہاں پہنچی تھیں۔“

”یہی بات ہے!“ اُم بنی سر ہلا کر بولی۔ ”چونکہ تم نے مصنوعی ڈاڑھی لگا رکھی تھی اس لئے اس وقت میں نے یہی مناسب سمجھا کہ تمہارا نام نہ لوں بلکہ تمہارا حلیہ بتا کر اپنا پیغام بھجواؤں۔“

”تم نے سمجھ داری کا ثبوت دیا ہے۔ اس حلیے میں میرا نام مایوفینگ ہے۔“

”لیکن تم یہاں آئے کیوں ہو؟“

”اٹھارھویں آدمی کی تلاش میں۔ لوئیسا مجھے یہاں لائی تھی۔ پھر خود غائب ہو گئی۔“

”میرا خیال ہے کہ یہ دونوں غیر ملکی ہمیں بے وقوف بنا رہے ہیں۔“ اُم بنی ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

”یہ سب کچھ پرنس ہربنڈا کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہاں سے واپسی پر اسے مار ڈالوں گا۔“

”مجھے بتاؤ کہ اب کیا کروں۔ کہاں جاؤں؟“

”میری زندگی میں ایسی باتیں سوچنے کا خیال کیسے آیا تجھے۔“

”تمہارا کیا اعتبار۔ ہو سکتا ہے کہ کل پھر کسی اور کو بخش دو۔“

”نہیں.... نہیں.... اب ایسا نہیں ہو گا۔ میں عمران کو بھی مار ڈالوں گا۔“

اُم بنی کچھ نہ بولی۔ فراگ کہتا رہا۔ ”اٹھارواں آدمی میرے قبضے میں ہے۔“

”اوہو.... تو پھر؟“

”لیکن مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔“

”عمران کہہ رہا تھا کہ وہ اس خطرناک حربے کے بارے میں پوری پوری معلومات رکھتا ہے۔“

"رکھا کرے۔" فراگ نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور پھر بولا۔ "تمہارا سامان کہاں ہے؟"

"اسپار تامیں۔"

"منگوالیا جائے گا۔ تم یہیں میرے ساتھ قیام کروگی۔"

"کیا ان لوگوں کو علم نہیں ہے کہ تم کون ہو۔"

"صرف میرا ایک دوست جانتا ہے۔ جو مجھے یہاں لایا ہے۔ میں ملکہ کے چچازاد بھائی کا مہمان ہوں لیکن وہ مجھے مایولینگ کے نام سے جانتا ہے۔ ڈان اسپاریکا بھی یہی سمجھتا ہے۔"

"تو پھر واپس چلو۔ یہاں کیا رکھا ہے تمہارے لئے۔"

"عمران اور لوئیسا کو یہیں قتل کئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔ اور پھر اس جزیرے کی حالت بھی بدلنی ہے۔"

"کیا مطلب....؟"

"تم نے محسوس کیا ہوگا کہ یہ لوگ پادریوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

"ہاں ہاں بہت اچھے لوگ ہیں۔ میں تنہا بھی بے فکری سے رہ رہی ہوں۔"

"مجھے ان کی اچھائی بالکل اچھی نہیں لگی۔ اس لیے انہیں ٹھیک کرنا ہی پڑے گا۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔"

"اپنے کام سے کام رکھو۔" فراگ غرایا۔

اُم بنی کچھ نہ بولی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران نے ٹھیک ہی کہا تھا فراگ خواہ مخواہ ان بے چاروں کے پیچھے پڑ گیا ہے۔

* * *

عمران کو بادشاہ تک پہنچنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ کیونکہ وہ بالکل عام آدمیوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔ نہ کوئی محافظ دستہ رکھتا تھا اور نہ ہی کسی بہت بڑے محل میں رہتا تھا۔ تین کمروں کا ایک مختصر سا مکان تھا۔ البتہ پائیں باغ کسی قدر وسیع تھا۔ جس میں بادشاہ نے ترکاریوں کی کاشت کر رکھی تھی۔

ایک گوشے میں ملکہ کا مرغی خانہ تھا۔ اس وقت بادشاہ کیاریوں میں پانی دے رہا تھا اور ملکہ اپنی مرغیوں کو دانہ ڈال رہی تھی۔ عمران کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید...!" اس کی آنکھیں مسکرا اٹھیں۔ ہونٹوں پر گھنی مونچھیں چھائی ہوئی تھیں۔

"میں یہاں سچ بولنے آیا ہوں۔ یور میجسٹی۔" عمران بڑے ادب سے بولا۔

"یور میجسٹی نہیں.... بھائی کہو۔ بالی سونار کے باشندے باپ کہتے ہیں۔"

"یہ سب اتنے اچھے ہیں کہ مجھے بھتیجے ہی لگتے ہیں۔" عمران کے لہجے میں شرمیلا پن تھا۔

"چلو اندر چل کر بیٹھیں۔ مجھے سیاحوں سے بڑی مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ تم شاید فرانسیسی ہو۔"

"نہیں بھائی۔ میں ایشیا کا باشندہ ہوں اور پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ آپ سے سچ بولوں گا۔"

بادشاہ نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں تم ایشیا کے باشندے نہیں معلوم ہوتے۔"

"یہ میک اپ ہے بھائی....!"

"کیا مطلب؟"

"اس کے بغیر آپ کی سرزمین پر قدم نہ رکھ سکتا۔"

"اندر چلو۔" بادشاہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ "ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کرے گا۔"

"میں نے یہ قدم دھوکا دینے کے لیے نہیں اٹھایا تھا بھائی۔ بالی سونار تو جنت بن گیا ہے۔ میں دراصل آپ کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ اس جنت میں کچھ سانپ گھس آئے ہیں اور اسے تباہ کر دینا چاہتے ہیں۔" عمران اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا بولا۔ وہ ایک کمرے میں آئے اور بادشاہ نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہیں۔"

"شکریہ!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔"

بادشاہ اسے غور سے دیکھتا ہوا خود بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سب سے پہلے میں آپ کو یہ اطلاع دوں گا کہ بالی سونار میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو محض آپ کی آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر آپ کو پہچان لیں گے۔"

بادشاہ بے ساختہ چونک پڑا اور کپکپائی ہوئی آواز میں بولا۔ "آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ آپ تاریک شیشوں کی عینک لگانا شروع کر دیجئے۔"

”میں بہت ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہوں دوست! لیکن تمہاری چکرا دینے والی باتیں مجھے غصہ بھی دلا سکتی ہیں۔“

”کیا یہ غلط ہے کہ آپ بنکانا کے ولی عہد ہر بنڈا ہیں۔“

بادشاہ کی آنکھیں دھندلی پڑ گئیں اور وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ عمران کہتا رہا۔ ”غالباً آپ کو موکارو کے انقلاب کی اطلاع مل چکی ہو گی۔“

”ہاں۔ لیکن وہ کون ہے جسے میرا ماموں بھی ہر بنڈا تسلیم کر بیٹھا۔“

”اب مجھے سچ بولنے میں آسانی ہو گی۔“ عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ ”کیونکہ آپ نے میرے دعوے کو تسلیم کر لیا ہے۔“

”جو کچھ کہنا ہے جلدی کہو۔ مجھے الجھن میں نہ ڈالو۔“

عمران نے اپنی کہانی شروع سے آخر تک دہرا دی۔ بادشاہ کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اس دوران میں رہ رہ کر اپنا سر ہلاتا رہا تھا۔

عمران کے خاموش ہو جانے کے بعد بھی بڑی دیر تک وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا رہا۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تو اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو! میں تو اس زندگی کو ترک کر چکا ہوں۔“

”لیکن پرنسز ٹالا بو آ۔“

”صرف وہی میرے ہیں جو میرے ہم مسلک ہیں۔ ٹالا بو آ سے بھی اب میرا کوئی رشتہ نہیں رہا۔“

”خیر.... یہ آپ کا نجی معاملہ ہے! مجھے اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔“

”سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔“

”اب میں آپ کو ایک بری خبر سناؤں گا۔“

”وہ کیا ہے میرے دوست؟“ بادشاہ کا لہجہ بے حد پرسکون تھا۔

”آپ کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔“

”اسے میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہاں کے لوگ مجھ سے اور ملکہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔“

”آپ کے عوام اس سازش میں شریک نہیں ہیں۔“

”تو پھر....؟“

”میں مارکوئی دوپن کی بات کر رہا ہوں۔ ڈان اسپاریکا پہلے ہی سے اس کے لیے اسلحہ مہیا کرتا رہا ہے اور اب کنگ چانگ کا نائب ڈیڈلی فراگ بھی اس سے آملا ہے۔ دونوں اس کے مہمان ہیں۔“

”ڈیڈلی فراگ....!“ بادشاہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

”ہاں....!“

”لیکن میں نے تو نہیں سنا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ڈان اسپاریکا کے علاوہ ایک شخص ماپوفنگ نامی اس کا مہمان ہوا ہے۔“

”ماپوفنگ ’فراگ‘ ہی ہے۔ اس نے مصنوعی ڈاڑھی لگا رکھی ہے۔ وہ فرانس کی سیکرٹ ایجنٹ ایڈلی دے ساواں کے ہمراہ یہاں آیا تھا۔ ایڈلی ڈان اسپاریکا کو گرفتار کرنے آئی تھی۔ لیکن یہاں پہنچ کر فراگ سے علیحدہ ہو گئی۔ فراگ آپ کے ایک پولیس آفیسر کرنل سومارتو کے ہاتھ لگا اور اس نے اسے مارکوئی دوپن کے محل میں پہنچا دیا۔ اور اب کرنل سومارتو کنگ چانگ کے قزاقوں کو جزیرے میں بلوا رہا ہے۔“

”تم تو مجھ سے زیادہ باخبر معلوم ہوتے ہو میرے بھائی۔“

”میں نے اس جگہ کا پتہ لگا لیا ہے جہاں انہوں نے اسلحے کا ذخیرہ کیا ہے۔“

”کمال کے آدمی ہو! اب بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہئے! اگر کرنل سومارتو بھی اس سازش میں شریک ہے تو پھر میں کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔“

”بہرحال وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس میں وقت لگے گا۔ اس دوران میں آپ جو مناسب سمجھیں کریں۔“

”تمہارا قیام کہاں ہے؟“

”مالیرے میں۔“

”کیا مجھے میزبانی کا موقع دے سکو گے۔“

”آپ کا مہمان رہ کر میں کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔ وہ لوگ کڑی نگرانی کر رہے ہیں۔“

”میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ بالی سوتار کے لوگ اس حد تک جائیں گے۔“

”عوام آپ کے دعاگو ہیں اور خواص کبھی یہ نہیں پسند کرتے کہ انہیں عوام کی سطح تک لے آیا جائے۔“

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے ان پر نظر رکھنی چاہیے تھی۔ تم بہت دانش مند معلوم ہوتے ہو۔ مجھے کوئی معقول مشورہ دو۔"

"اگر آپ اجازت دیں تو سب سے پہلے میں اسلحے کا ذخیرہ تباہ کرنے کی کوشش کروں۔"

"وہ کسی ایسی جگہ تو نہیں کہ اس کی تباہی سے کچھ بے گناہوں کی جانیں بھی ضائع ہو جائیں۔"

"صرف اس کے محافظ کام آئیں گے۔"

"اور انہیں کسی طرح بھی بے گناہ نہیں سمجھا جا سکتا۔"

"ظاہر ہے۔"

"تو پھر تمہیں اجازت ہے۔ لیکن اس کے بعد کیا کرو گے۔"

"دیکھوں گا کہ ذخیرے کی تباہی کا ان پر کیا اثر پڑا ہے۔ اس کے بعد کوئی قدم اٹھانا مناسب ہو گا۔"

"تم سوکارو میں ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دے چکے ہو۔ اس لیے مجھے پر امید ہی ہونا چاہیے۔"

"یہاں میری آمد کا مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ ڈان اسپاریکا کو ٹھکانے لگا دوں۔ لیکن اب آپ کا کام بھی کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ آپ نے ایک مثالی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔"

"تم ڈان اسپاریکا کو مار ڈالنا چاہتے ہو۔"

"جی ہاں۔ اسے زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ خطرناک حربہ تباہ نہیں ہوا کیونکہ وہ اس کے سینے میں دفن ہے۔ اگر ڈان اسپاریکا ایدلی رے ساداں کے ہاتھ لگ گیا تو یہ سمجھ لیجیے کہ ایک بڑی طاقت اس خطرناک حربے پر قابض ہو گئی۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

"مجھے امید نہیں تھی کہ آپ اتنی آسانی سے میری باتوں پر یقین کر لیں گے۔"

"اگر تم دوین کا نام نہ لیتے تو مجھے یقین نہ آتا۔ وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے۔ اس لیے مجھے اس کی طرف سے باخبر رہنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کی خبر نہیں تھی کہ وہ مسلح بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں بھائی۔ کیا مجھے تم وہ جگہ نہیں دکھا سکتے جہاں اسلحہ کا ذخیرہ کیا گیا ہے۔"

"دکھا سکتا ہوں لیکن وہ ہوشیار ہو جائیں گے۔ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ آپ کی بھی نگرانی کی جا رہی ہے۔"

پھر کسی قسم کی آہٹ پر چونک کر بادشاہ بولا تھا۔ "ملکہ آ رہی ہیں۔ اب تم اس معاملے سے متعلق کسی قسم کی گفتگو نہ کرنا۔"

"بہتر بہتر جناب.....!"

ملکہ ایک چھوٹی سی ٹرالی دھکیلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور عمران احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو..... بیٹھو..... بھائی۔" ملکہ نے مترنم آواز میں کہا۔ "ہم شراب نہیں پیتے اس لیے صرف کافی ہی پیش کر سکیں گے۔"

"میں آپ دونوں کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اے بھائی! تم بھی ہماری ہی طرح عظمت آدم کے مظہر ہو۔ اپنی جگہ تم بھی کوئی اہم کام انجام دے رہے ہو گے۔"

عمران چپ چاپ بیٹھ گیا۔ وہ ان دونوں کے لئے کافی بناتی اور عمران سے اس سے متعلق سوالات کرتی رہی جو معمولی نوعیت کے تھے۔ وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ اور کب تک بالی سونار میں قیام کرے گا؟ وغیرہ وغیرہ۔

جواب میں عمران خود کو ایک سیاح اور سیاسیات کا طالبعلم ظاہر کرتا رہا تھا۔ کافی کے اختتام پر اس نے بادشاہ سے اجازت چاہی۔ بادشاہ نے یاسمن کے تازہ پھولوں کا ایک گچھا اسے تحفتہ دیا تھا۔

باہر نکلا تو ایک سفید فام نوجوان عورت پھاٹک کے قریب اس کا راستہ روکے کھڑی تھی۔

"اوہ..... موسیو! میں ایمالا زویل ہوں۔ پریس سے میرا تعلق ہے۔ میں بادشاہ اور ملکہ سے متعلق سیاحوں کے تاثرات معلوم کر کے لکھتی ہوں۔"

"میری بائیں ٹانگ میں شدید درد شروع ہو گیا ہے۔ کیا تم دیکھ نہیں رہیں کہ لنگڑا کر چل رہا ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے! لیکن اس کا تاثرات کے بیان سے کیا تعلق؟"

"مجھے اپنے ہوٹل تک پیدل جانا پڑے گا۔ اس لئے مجھے اس وقت بادشاہ اور ملکہ سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں۔"

"میں آپ کو اپنے اسکوٹر پر لے چلوں گی۔"

"اور اگر میں راستے میں پاگل ہو گیا تو؟"

"میں یہی پسند کروں گی کہ آپ میرے قریب بیٹھ کر پاگل ہو جائیں۔" وہ اس کی آنکھوں

میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"اسکوٹر پر.....!" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

"چلئے چلئے.....!" وہ بے تکلفی سے اس کا بازو پکڑ کر آگے بڑھاتی ہوئی بولی۔ وہ اسے ایک اسکوٹر کے قریب لائی اور عمران آہستہ سے بولا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کوئی سیاح نہیں ہوں۔"

"پھر کون ہیں آپ؟" وہ اس کا بازو چھوڑ کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"یہیں کا باشندہ ہوں۔"

"اوہ..... تب تو میں معافی چاہتی ہوں۔" وہ اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"خیر تو اب مجھے اپنے اسکوٹر پر بٹھا کر جہاں چاہو لے جا سکتی ہو۔ میں نے تمہیں بتا دیا کہ میں سیاح نہیں ہوں۔"

"میں سمجھ گئی! شاید آپ وہ ہیں جس سے بادشاہ چینی زبان سیکھ رہا ہے۔"

"بہت کم فرانسیسی' چینی بول سکتے ہیں۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"تب تو میں آپ کو اپنے گھر لے چلوں گی۔ مجھے ایسے ہم وطنوں سے دلچسپی ہے جو کسی دوسری زبان میں دستگاہ رکھتے ہوں۔"

"میں ضرور چلوں گا۔ اوف..... یہ درد۔" عمران نے سسکاری لی۔

وہ لڑکی کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور اسکوٹر تیز رفتاری سے ایک جانب روانہ ہو گیا۔

عمران اس نئے وقوعے کو محض اتفاق نہیں سمجھ رہا تھا۔ لیکن بہر حال اسے کسی نہ کسی طرح اور کہیں نہ کہیں سے کام کا آغاز تو کرنا ہی تھا۔ یہ لڑکی ان میں سے بھی ہو سکتی تھی۔ جو شاہی اقامت گاہ کی نگرانی کر رہے تھے۔

اسکوٹر تیز رفتاری سے کسی نامعلوم منزل کی طرف بڑھتا رہا۔

اب وہ ساحلی علاقے میں داخل ہو رہے تھے۔ عمران خاموش تھا.....

لڑکی نے ایک چھوٹے سے ہٹ کے سامنے اسکوٹر روکا ہی تھا کہ اچانک دو آدمی آگے بڑھے اور عمران کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ یہ ہالی سومار کی پولیس کی وردی میں تھے۔

"ک..... کیا مطلب؟" لڑکی اسکوٹر سے اترتی ہوئی ہکلائی۔

"اس شخص کو کرنل سومار تو نے طلب کیا ہے مادام۔" ان میں سے ایک نے بڑی شائستگی سے کہا۔

"کمال ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا نام تک تو جانتے نہیں اور کرنل سومار تو نے طلب کیا ہے۔"

"کیا تمہیں ہمارے بیان پر شک ہے۔"

"اوہو..... بات بڑھانے سے کیا فائدہ۔" لڑکی بول پڑی۔ "یہ کوئی ایسی پریشانی کی بات نہیں۔ غیر ملکی سیاح کبھی کبھی اچانک موسیو سومار تو کے دفتر میں طلب کر لیے جاتے ہیں۔"

"یہی بات ہے۔ مادام۔!" سپاہی بولا۔

"تو ایسی جلدی کیا ہے۔ تم دونوں بھی ایک ایک کپ کافی کا پیو میرے مہمان کے ساتھ پھر میں بھی تمہارے ہمراہ کرنل کے دفتر تک چلوں گی۔ وہ مجھے پہچانتے ہیں۔"

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں مادام۔"

وہ چاروں ہٹ میں آئے اور لڑکی انہیں ایک کمرے میں بٹھا کر کچن میں داخل ہو گئی۔

"کچھ پتا ہے کہ مجھے کیوں طلب کیا گیا ہے؟" عمران نے سپاہیوں سے سوال کیا۔

"ہم کچھ نہیں جانتے۔" جواب ملا۔

"خیر..... خیر..... کچھ دیر بعد معلوم ہو ہی جائے گا۔"

سپاہی سر ہلا کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اور اسے ایک کارنر ٹیبل پر رکھ کر ان کے لیے کافی انڈیلنے لگی۔

"کاغذ پنسل اٹھائیے اور اپنے تاثرات لکھنا شروع کر دیجئے۔" اس نے عمران کو مخاطب کیا تھا۔ پھر سپاہیوں سے بولی۔ "میں کلاریوں کی نامہ نگار ہوں۔ بادشاہ کے بارے میں سیاحوں کے تاثرات اکٹھا کر کے مضامین لکھتی ہوں۔"

سپاہیوں نے سروں کو جنبش دی لیکن کچھ بولے نہیں۔ پھر وہ کافی پیتے رہے تھے اور عمران کاغذ پر لکھتا رہا تھا۔ کافی کی پیالی بائیں جانب کرسی کے چوڑے ہتھے پر رکھی ہوئی تھی۔

دفعتاً پیالی کے گرنے کی آواز سن کر چونک پڑا۔ لیکن اس کی پیالی جوں کی توں رکھی ہوئی تھی۔

"اٹھو۔!" لڑکی عمران کا شانہ ہلا کر بولی۔ تب اس نے دیکھا کہ سپاہیوں کی پیالیاں ہاتھوں سے چھوٹی تھیں اور وہ کرسیوں کے ہتھوں پر ڈھلکے ہوئے تھے۔

"تمہاری پیالی میں کچھ نہیں تھا۔ اوہو مگر تم نے تو پی ہی نہیں۔" لڑکی نے کہا۔

"اب پیئے لیتا ہوں۔"

"نہیں.... جلدی کرو....!"

"ایسی بھی کیا جلدی ہے۔" عمران پیالی اٹھاتا ہوا مسکرایا۔

لیکن اس نے پیالی اس کے ہاتھ سے چھین لی اور بازو پکڑ کر کھینچتی ہوئی ہٹ سے نکال لائی۔

ایک بار پھر اسکوٹر تیز رفتاری سے کسی جانب اڑا جا رہا تھا۔

"تم نے انہیں بتا دیا تھا کہ تم کلاریوں کی نامہ نگار ہو۔" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"پرواہ مت کرو۔"

"اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"پرواہ مت کرو۔"

"بہت اچھا۔" عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

اسکوٹر ایک بستی میں داخل ہوا اور ایک عمارت کے سامنے رک گیا۔

"اترو۔" لڑکی اسکوٹر سے اترتی ہوئی بولی۔

"اب کہیں تمہارے والدین نہ برا مان جائیں۔" عمران سہمی سی صورت بنا کر بولا۔

"میں با اختیار ہوں۔"

"اچھا.... اچھا.... چلو۔ میری ٹانگ کا درد بڑھتا جا رہا ہے۔ مم.... مگر وہ کاغذ تو وہیں چھوڑ آیا ہوں۔ جس پر اپنے تاثرات لکھتا رہا تھا۔"

"دوسرا لکھ دینا۔"

"میں کوئی لکھنے کی مشین ہوں۔ موڈ چوپٹ ہو گیا۔ اب کچھ نہ لکھ سکوں گا۔ پتا نہیں وہ کرنل سومار تو کیا چاہتا ہے۔ آخر اسے جرأت کیسے ہوئی۔ میں بادشاہ سے ضرور شکایت کروں گا۔"

"ضرور....!" عقب سے ایک مردانہ آواز آئی اور عمران چونک کر مڑا۔ لوئیسا کا نائب ژالیئر تنا کھڑا تھا اور اس کے کوٹ کی جیب سے ریوالور کی نال جھانک رہی تھی۔ داہنا ہاتھ جیب کے اندر تھا۔

"دروازہ سامنے ہے۔" ژالیئر سرد لہجے میں بولا۔

عمران نے شانوں کو جنبش دی اور لڑکی کو آنکھ مارتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرہ خاصا وسیع تھا اور لوئیسا مینٹل پیس کے قریب کھڑی مسکرا رہی تھی۔ عمران لڑکی کو آنکھ مارتا ہوا بولا۔ "تو یہ ہیں تمہارے والدین۔ میں نہ کہتا تھا کہ برا مان جائیں گے۔"

"تم جاؤ....!" لوئیسا نے ہاتھ ہلا کر لڑکی کو مخاطب کیا۔

وہ چلی گئی۔ لیکن ژالیئر ریوالور تھامے دروازے کے قریب کھڑا رہا۔

"دل چھوٹا نہ کرو۔" لوئیسا چڑانے والے انداز میں بولی۔ "میں تمہیں اس میک اپ میں نہ پہچان سکتی اگر تم بادشاہ سے ملنے کی حماقت نہ کر بیٹھتے۔"

"اچھا....!" عمران نے حیرت سے کہا۔

"اس سے کوئی بھی سفید فام ملنا پسند نہیں کرتا۔ خصوصیت سے فرانسیسی تو بری طرح متنفر ہیں۔ اور غالباً اپنی اسی حماقت کی بنا پر تم پولیس اسٹیشن پر بھی طلب کئے گئے تھے۔"

"اوہو.... تو کیا تم اس وقت ہٹ میں موجود تھیں؟"

"ہماری ملاقات وہیں ہوتی اگر وہ دونوں سپاہی نہ آ ٹپکتے۔ میں لڑکی کو ہدایت دے کر عقبی دروازے سے نکل آئی تھی۔"

"اب تو خیریت سے ہو نا؟" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

"فضول باتیں ختم کرو۔" دفعتاً وہ سخت لہجے میں بولی۔

"ختم سمجھو....!" عمران نے اس پر سوالیہ نظر ڈالی۔

"آم بیبی کہاں ہے؟"

"جس طرح تم فراگ کو چھوڑ بھاگی تھیں اسی طرح وہ بھی مجھے جل دے گئی۔ دیکھو نا اب ہم دونوں پھر آ ملے ہیں۔"

"میں تم پر اعتماد نہیں کر سکتی۔"

"تو پھر اس تقریب کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔"

"بادشاہ کون ہے؟"

"اول درجے کا خبط معلوم ہوتا ہے۔ مجھ جیسے خوبصورت آدمی کو بھائی کہہ رہا تھا۔"

"تم اس سے کیوں ملنے گئے تھے؟"

"لوئیسا سچ بتاؤ۔ کیا تم بھی اس کے خلاف سازش میں شریک ہو۔"

"کیسی سازش؟" لوئیسا کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران کے اندازے کے مطابق وہ اداکاری نہیں ہو سکتی تھی۔

"مجھے تمہاری لاعلمی پر حیرت ہے۔" وہ اسے بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"عنقریب یہاں بغاوت ہونے والی ہے۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" وہ خشک لہجے میں بولی۔

"اگر ایسا نہیں ہے تو کرنل سومارتو کے آدمی بادشاہ کے ملنے والوں پر کیوں نظر رکھتے ہیں؟"

"سیکورٹی۔"

"بکواس ہے۔ مار کوئی دو پن اس کا تختہ الٹ دینے کی فکر میں ہے۔"

"مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"لیکن میں یہ ضرور جاننا چاہوں گا کہ تمہارے پہلے سوال کا کیا مطلب تھا۔ تم نے مجھ سے یہ کیوں پوچھا تھا کہ بادشاہ کون ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ ہنری ہشتم نہیں ہو سکتا۔"

"کچھ نہیں۔"

"تو پھر میں جاؤں؟"

"نہیں۔! جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتی' تم میری قید میں رہو گے۔"

"ہمارے ملک میں عورت کی قید عشق کہلاتی ہے۔"

"ژالیئر اسے تہہ خانے میں لے جاؤ۔" لوئیسا اس کی طرف توجہ دیئے بغیر بولی۔

"تم بھی چلو میرے ساتھ۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"بکواس بند کرو۔"

"ہماری طرف عشق کا مطلب ایک اور ایک تین ہوتا ہے۔"

"چلو....!" ژالیئر ریوالور کو جنبش دے کر غرایا۔ "اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھاؤ۔"

"تمہاری مرضی۔!" عمران نے مغموم نظروں سے دیکھتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی اور ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ ژالیئر نے اسے کور کئے ہوئے ایک طرف ہٹ کر دروازے سے گذرنے کا راستہ دیا تھا۔ لیکن عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

"چلو....!" ژالیئر نے پھر آنکھیں نکالیں۔

"میں تو نہیں جاؤں گا۔ اتنے دنوں بعد لوئیسا کو دیکھا ہے۔ جی بھر کر دیکھ لینے دو۔"

"مادام کیا میں اسے مار ڈالوں۔" ژالیئر نے ناخوشگوار لہجے میں پوچھا۔ لیکن لوئیسا کے کچھ کہنے سے قبل ہی عمران بولا۔ "ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ تم تو مجھ سے انتقام بھی لینا چاہو گے۔ یاد ہے میں نے کتنی پٹائی کی تھی تمہاری۔"

"مادام اجازت ہو تو میں اپنی توہین کا بدلہ لے لوں۔" ژالیئر غرایا۔ "میں اس کے لیے جواب دہی کر لوں گا۔ پسلی کی کم از کم تین ہڈیاں توڑ دینے کی اجازت دیجئے۔"

"ٹھہرو۔ پہلے میں اس کی جامہ تلاشی لے لوں۔" لوئیسا بولی۔

ژالیئر نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کئے ہوئے دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا اور لوئیسا آگے بڑھ کر عمران کے کوٹ اور پینٹ کی جیبیں تھپتھپانے لگی۔ لیکن وہ پوری طرح ہوشیار تھی۔ شاید اسے خدشہ تھا کہ کہیں عمران اسے اچانک گرفت میں لے کر اپنی ڈھال نہ بنا لے۔

"بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو۔" عمران نے اس سے کہا۔ "میں سچ مچ ژالیئر کے ہاتھوں پٹنا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے دل صاف ہو جائیں۔"

"اس کی باتوں میں مت آنا۔" لوئیسا ژالیئر سے بولی۔ "لاؤ ریوالور مجھے دو۔ اگر اس نے تم پر ہاتھ اٹھایا تو اسے گولی مار دوں گی۔"

"منظور۔" عمران شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

پھر وہ ہاتھ اٹھائے دیوار سے جا لگا تھا اور لوئیسا نے ژالیئر سے ریوالور لے کر اسے کور کرتے ہوئے کہا تھا۔ "اب شروع ہو جاؤ۔"

"غور سے دیکھتی رہنا اگر میرا ایک ہاتھ بھی اس پر پڑے تو بے دریغ فائر کر دینا۔"

لوئیسا اور ژالیئر پر بری طرح جھلاہٹ طاری تھی۔ ژالیئر عمران پر ٹوٹ پڑا۔ بلکہ شاید اپنا داہنا ہاتھ ہی توڑ بیٹھا۔ کیونکہ عمران بڑی پھرتی سے بائیں جانب ہٹا تھا۔ ژالیئر کا گھونسہ پوری قوت سے دیوار پر پڑا۔ اس کی کراہ میں بے چارگی اور بے ساختگی تھی۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"کون ہے؟" لوئیسا غصیلی آواز میں چیخی۔

"پولیس.... !" آواز آئی۔ "دروازہ کھولو۔ ورنہ دروازہ توڑ دیا جائے گا۔"

لوئیسا نے جلدی سے ریوالور ایک الماری میں چھپا دیا اور خود دروازہ کھولنے کے لیے آگے بڑھی۔ عمران اور ژالیئر جہاں تھے وہیں کھڑے رہے۔

دروازہ کھلا اور ایک "باوردی جم غفیر" کمرے میں در آیا۔ اس کمرے کے لئے دس پندرہ آدمی "جم غفیر" ہی لگ رہے تھے۔ ان میں سے کئی نے ریوالور سنبھال رکھے تھے۔ عمران نے ان میں سے ایک کو پہچان لیا۔ ہٹ میں کافی پی کر بے ہوش ہو جانے والوں میں سے تھا۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟" لوئیسا غصیلے لہجے میں بولی۔

"مطلب کرنل سومار تو کے دفتر میں معلوم ہوگا۔" کسی نے کہا۔ "فی الحال اپنی زبانیں بند رکھو۔"

وہ ان کے نرغے میں باہر نکلے۔ وہ لڑکی بھی حراست میں تھی جو عمران کو اسکوٹر پر لائی تھی۔

"اب خیریت اسی میں ہے کہ ہم اپنی زبانیں بند رکھیں۔" عمران نے ژائیر کو مخاطب کر کے اردو میں کہا۔

کرنال سومار تو کے دفتر تک وہ ایک کھلے ٹرک پر لے جائے گئے تھے۔

سومار تو انہیں چند لمحے قہر آلود نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر غرایا۔ "تم میں سے کلاریوں کی نامہ نگار کون ہے؟"

"میں ہوں.... !" لڑکی کا لہجہ بھی کچھ اچھا نہیں تھا۔

"تو تم یہاں کی باشندہ ہو۔"

"صدیوں سے۔"

"تم نے میرے آدمیوں کو کافی میں خواب آور دوا دی تھی۔"

"ہاں.... میں نے دی تھی۔"

"کیوں؟ کیا تمہیں علم نہیں تھا کہ تم سے ایک بہت بڑا جرم سرزد ہوا ہے۔"

"اس سے بھی بڑا جرم تم سے سرزد ہوا ہے سومار تو۔" بائیں جانب سے ایک گونجیلی آواز آئی اور سومار تو بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ نووارد فوجی وردی میں تھا۔ مقامی باشندہ تھا اور سومار تو کو نفرت آمیز نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"میں نہیں سمجھا۔" سومار تو مردہ سی آواز میں بولا۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ نووارد

سومار تو سے بڑا عہدہ دار ہے۔

"تم نے ہز میجسٹی کے مہمان کی توہین کی ہے۔" اس نے عمران کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مم.... میں نہیں جانتا تھا۔" سومار تو عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "غیر ملکیوں پر نظر رکھنا میرے فرائض میں شامل ہے۔"

"انہیں جانے دو.... !"

"بب.... بہت بہتر جناب۔" سومار تو کمزور لہجے میں بولا۔ "لیکن یہ کلاریوں کی رپورٹر.... !"

"فی الحال ان سبھوں کو میرے دفتر میں بھجوا دو۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران لوئیسا کو آنکھ مار کر مسکرا لیا۔ وہ برا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ نووارد چلا گیا۔ سومار تو نے بیزاری سے کہا۔ "انہیں جنرل کے دفتر میں لے جاؤ۔" پھر وہ عقبی کمرے میں چلا گیا تھا اور قیدی ایک گاڑی میں بٹھائے گئے تھے۔

جنرل وہی شخص ثابت ہوا۔ جس نے ان کے معاملے میں مداخلت کی تھی۔ اس نے صرف عمران کو اپنے سامنے طلب کیا تھا۔ لوئیسا اور اس کے ساتھی دوسرے کمرے میں روک لئے گئے تھے۔

"بیٹھ جایئے۔" جنرل نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ عمران اس کا شکریہ ادا کر کے بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں نے غلط اندازہ لگایا تھا۔ آپ لوگ بھی غافل نہیں ہیں۔"

"لیکن ہماری معلومات آپ کی معلومات سے کم ہیں۔"

"میں صرف اس وقت کی بات کر رہا ہوں کہ آپ نے صرف مجھے طلب کیا ہے۔"

"یہ اسی لئے ممکن ہو سکا کہ آپ نے ہز میجسٹی کو سب کچھ بتا دیا تھا۔"

"اب مناسب یہی ہوگا کہ آپ ان تینوں کو اپنی حراست میں رکھیں۔ ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔"

"میں سمجھتا تھا کہ مجھے یہی کرنا پڑے گا۔ اس کی تصدیق بھی کی جا چکی ہے کہ مابوفینگ کے روپ میں جو شخص دوپن کا مہمان ہے فراگ ہی ہے۔"

* * *

فراگ سومار تو پر برس پڑا اور وہ پیشانی پر سلوٹیں ڈالے اس کی لعن طعن سنے جا رہا تھا۔ "پھر میں کیا کرتا؟" وہ بالآخر بولا۔

”کم از کم لوئیسا کو تو روک ہی سکتے تھے۔“

”جنرل کے آگے میں بے بس تھا۔“

”سوال تو یہ ہے کہ تمہارے بادشاہ کو ان لوگوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔“

”میں یہ بھی نہیں جانتا۔“

”تب پھر تم کیا جانتے ہو۔“

”موسیو فراگ میں بالی سونار سے تنگ آ گیا ہوں۔“

”کسی طرح لوئیسا کو نکال لاؤ۔ میں تمہیں یہاں سے نکال لے چلوں گا۔“

”لیکن میں یہاں سے جانا بھی نہیں چاہتا۔“

”تب تم سیدھے جہنم میں جاؤ گے۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر مارکوئی دوپن اتنی دیر کیوں کر رہے ہیں؟“

”مسلح جدوجہد ایسی کھیل نہیں ہے۔“

”میرا تو خیال ہے کہ بادشاہ کو سازش کا علم ہو گیا ہے ورنہ اس طرح مجھ پر نظر نہ رکھی جاتی۔“

”مجھے تم لوگوں کے اس معاملے سے اس قدر دلچسپی نہیں ہے کہ میں اس میں اپنا سر کھپانے بیٹھوں گا۔ تم لوگوں نے مجھ سے آدمی مانگے تھے وہ میں نے مہیا کر دیئے۔“

”اچھی بات ہے! تو مجھے مارکوئی دوپن سے بات کرنی چاہئے۔“

بہرحال تم میرے لئے کچھ بھی نہ کر سکے۔“

”مجھے افسوس ہے موسیو فراگ۔“

”کیا اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ مجھے وہ جگہ بتا دو جہاں جنرل نے ان لوگوں کو منتقل کیا ہے۔“

”میں کوشش کروں گا۔“

”لوئیسا فراگ کے وقار کا مسئلہ بن گئی ہے۔“

”مجھے احساس ہے موسیو فراگ۔“

”بس مجھے اس کی موجودہ قیام گاہ کا علم ہونا چاہئے۔ پھر سب کچھ میں خود کر لوں گا۔“

سومارتو کچھ کہنے والا تھا کہ ایک خادم نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔

”مارکوئی دوپن آپ سے مل سکیں گے یور آنر.....!“

سومارتو اس کے ساتھ چلا گیا اور فراگ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اس دروازے کو گھورتا رہا جس سے وہ دونوں گزرے تھے۔

تھوڑے دیر بعد وہی خادم پھر کمرے میں داخل ہوا۔

”آپ کو مارکوئی نے یاد فرمایا ہے یور آنر.....!“

فراگ نے دل ہی دل میں مارکوئی کو ایک موٹی سی گالی دی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جس کمرے میں اسے لایا گیا وہاں مارکوئی، ڈان اسپاریکا اور کرنل سومارتو موجود تھے۔ فراگ کو دیکھتے ہی وہ خاموش ہو گئے۔ فراگ نے محسوس کیا جیسے وہاں اسی سے متعلق گفتگو ہوتی رہی ہے۔ ان کے چہروں پر کچھ اچھے تاثرات بھی نہ دکھائی دیئے۔ فراگ ایک کرسی کھینچ کر ان کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ کئی سیکنڈ گزر گئے۔ لیکن ان کے ہونٹوں میں جنبش نہ ہوئی۔ فراگ صرف سومارتو کو گھورے جا رہا تھا۔ دفعتاً سومارتو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ”مجھے افسوس ہے موسیو سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا۔ میں نے آپ کو جتا دیا تھا۔ آپ کا اس طرح تفریح گاہوں میں پھرنا مناسب نہیں۔ بالآخر آپ پہچانے گئے۔“

”تو تم نے ان دونوں کو بتا دیا ہے کہ میں کون ہوں۔“

”ہاں گندے کتے۔“ ڈان اسپاریکا دہاڑا۔ ساتھ ہی اس کا ریوالور بھی نکل آیا تھا۔ اس نے فراگ کی کھوپڑی کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ ”مجھے علم ہوتا تو پہلے ہی تجھے جہنم میں دھکیل دیتا۔ ہماری بربادی کا تنہا ذمہ دار ڈیڈلی فراگ.....! اگر تو ان غیر ملکی جاسوسوں کی مدد نہ کرتا تو ہم اس طرح تباہ نہ ہوتے۔“

”اپنی زبان کو لگام دے بدتمیز آدمی۔“ فراگ دہاڑ کر کھڑا ہو گیا اور سومارتو ان دونوں کے درمیان آتا ہوا بولا۔ حالات کو اور زیادہ خراب کرنے سے کیا فائدہ..... یہ جھگڑے کا وقت نہیں ہے۔“

”اسپاریکا اپنا ریوالور ہولسٹر میں رکھ لو۔“ مارکوئی مضطربانہ انداز میں بولا۔ ”تم میری چھت کے نیچے ہو اور تمہارے انتقامی جذبے کا تعلق سوکارو کی سرزمین سے ہے اسے پھر کسی وقت کے لئے اٹھا رکھو۔“

ڈان اسپاریکا نے ریوالور ہولسٹر میں رکھ لیا۔ پھر وہ تینوں بیٹھ گئے۔ لیکن فراگ کھڑا رہا۔

”اب تم سومارتو سے سوال کرو کہ اس نے میرے سلسلے میں تمہیں کیوں دھوکا دیا تھا۔“ فراگ نے دوپن کو مخاطب کیا۔

"اس کی ضرورت نہیں موسیو فراگ۔ بیٹھ جاؤ۔"

لیکن فراگ کھڑا ہی رہا۔ سومار تو بولا۔ "میں نے تو یہ کہا ہے کہ آپ کی بے احتیاطی کی وجہ سے وہ لوگ ہوشیار ہو گئے ہیں اور اب تو یہ سوال بھی پیدا ہو گیا ہے کہ وہ کتنا جانتے ہیں۔"

"وہ سب کچھ جانتے ہوں گے۔" ژان اسپاریکا غصیلے لہجے میں بولا۔

مارکوئی کے چہرے پر فکر مندی کے آثار گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ اس نے سومار تو سے کہا۔ "ذخیرے کی حفاظت کے انتظامات سخت کر دیئے جائیں۔"

"اس کے مہیا کئے ہوئے آدمی ہمارا ساتھ نہیں دیں گے۔" ژان اسپاریکا نے فراگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تو اپنی ناپاک زبان بند نہیں رکھے گا۔" فراگ دہاڑا۔

"میں کہتا ہوں بات نہ بڑھاؤ۔ موسیو فراگ۔" دوپن سانپ کی طرح پھنکارا۔

"اسے سمجھاؤ۔"

"اسپاریکا۔"

"مجھے اجازت دیجئے مائی لارڈ" سومار تو اٹھتا ہوا بولا۔ "ذخیرے کی طرف سے تشویش ہو گئی ہے۔"

"ہاں.... ہاں.... تم جاؤ" دوپن ہاتھ اٹھا کر بولا۔

سومار تو چلا گیا۔

"میں بھی جا رہا ہوں۔" فراگ غرایا۔

"کہاں موسیو فراگ؟" دوپن آہستہ سے بولا۔

"یہاں نہیں رہوں گا۔"

"فی الحال یہ ناممکن ہے موسیو فراگ۔"

"مجھے یہاں سے جانا ہی پڑے گا مارکوئی دوپن! کرنل سومار تو نے مجھے بے حد ذلیل کرایا ہے۔ میں اسے اپنی توہین سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنی شخصیت چھپانی پڑے۔ سومار تو نے خود ہی مجھے مشورہ دیا تھا اور خود ہی میرا راز فاش کر کے چلا گیا۔"

"جو ہوا سو ہوا۔ بہر حال اب تم احتیاط برتو گے۔ موسیو فراگ۔"

"سوال تو یہ ہے کہ تم اتنی دیر کیوں کر رہے ہو۔ تمہیں تو کل ہی کھیل شروع کر دینا چاہئے تھا۔"

"ابھی وقت نہیں آیا۔ تم یہاں کے حالات سے واقف نہیں ہو۔ حملہ تین دن بعد ہوگا۔"

"اگر اس دوران میں ذخیرہ تباہ ہو گیا تو۔" فراگ طنزیہ لہجے میں بولا۔

"ناممکن! میری نگرانی بہت عرصے سے ہو رہی ہے کوئی نئی بات نہیں۔ وہ تو تمہاری وجہ سے بادشاہ کے آدمی کسی قدر تیزی دکھانے پر آمادہ ہو گئے۔"

"اس وہم میں نہ رہنا۔ میرا خیال ہے کہ ان چاروں میں کوئی خاص آدمی ضرور تھا۔"

"چاروں فرانسیسی تھے اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ فرانس ہماری مدد کر رہا ہے۔ مجھے ان دو بمبار طیاروں کا انتظار ہے جو فضا سے زمین تک دہشت پھیلائیں گے۔"

فراگ بیٹھ گیا۔ وہ اس طرح دوپن کو دیکھ رہا تھا جیسے کسی ننھے سے بچے کی تالیاں سن رہا ہو۔

"دیکھو دوست!" وہ بالآخر بولا۔ "ان چاروں میں ایک یقیناً فرانسیسی نہیں تھا۔ وہی جو بادشاہ سے ملا تھا۔"

"نہیں! وہ بھی فرانسیسی ہی تھا۔"

"میں تو اسے اسپینی سمجھا تھا۔" فراگ مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا۔ "وہ اہل زبان کی طرح اسپینی بھی بول سکتا ہے۔ لیکن لوئیسا نے بتایا کہ وہ بھی کالا آدمی ہے۔ ایک ایشیائی۔ میں پھر کہتا ہوں جو کچھ کرنا ہے فوراً شروع کر دو۔ اس آدمی کی کھوپڑی میں شیطان کا مغز ہے۔"

"تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

"اس کی جس نے مجھ جیسے آدمی کو بیوقوف بنا کر اپنا کام نکالا تھا۔ اور تم ژان اسپاریکا سن لو۔ لوئیسا تمہیں گرفتار کر کے لے جانا چاہتی ہے اور وہ مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

"کک.... کیوں؟"

"اس لیے کہ تم اس زمین دوز حربے کا پلان اور ڈایاگرام اپنے قبضے میں رکھتے ہو....!"

"نن... نہیں!" ژان اسپاریکا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار تھے۔

"اوہ.... خدایا۔" دوپن نے کراہ کر اپنی کنپٹیاں دبائیں اور پھر جھلا کر بولا۔ "میں نہیں جانتا تھا کہ اپنی چھت کے نیچے میں نے اتنے جھگڑے پال رکھے ہیں۔"

"میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے دوپن!" ژان اسپاریکا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اتنے لوگ تمہاری تاک میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ذخیرے تک بھی جا پہنچا ہو۔ اور پھر

ایسی صورت میں یہاں تم دونوں کی موجودگی میرے لیے پھانسی کا پھندا بھی بن سکتی ہے۔"

"اچھا تو پھر؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب کیا کروں۔"

"فوراً کارروائی شروع کر دو۔" فراگ بولا۔ "اتنی توہین ہو جانے کے باوجود بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ میرے آدمی تربیت یافتہ لڑاکے ہیں۔"

"فضائی حملے کے بغیر ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے۔"

"پالنے میں لیٹ کر انگوٹھا چوسو میرے دوست۔ کس گدھے نے تمہاری صحت کے لیے بغاوت تجویز کی تھی۔"

"بدتمیزی نہیں!" دوپن مضطربانہ انداز میں بولا۔ "تم میری چھت کے نیچے ہو۔"

"یہ چھت صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھنے والی ہے۔ دوپن۔ ورنہ اب بھی کچھ شروع کرا دو۔ معمولی ہی پیمانے پر سہی۔ وہ الجھ جائیں گے۔ ورنہ تھوڑی دیر بعد تم خود دیکھ لو گے۔ کنگ چانگ کا نائب مستقبل کو سونگھنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔"

"میرا خیال ہے کہ موسیو فراگ کا مشورہ درست ہے۔" ڈان اسپاریکا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مجھے وقت چاہیے! فیصلہ کرنے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں جواب دوں گا۔"

دوپن اٹھ کر کمرے سے چلا گیا۔ اور وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

"م.... مجھے اس آدمی کے بارے میں کچھ اور بتاؤ جو مجھے مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

ڈان اسپاریکا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"صورت سے اول درجے کا احمق معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ....!" بات اس سے آگے نہ بڑھ سکی کیونکہ ایک زوردار دھماکے سے در و دیوار لرز کر رہ گئے۔ پھر پے در پے کئی دھماکے ہوئے۔ آوازیں دور کی تھیں لیکن زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

فراگ ہنس رہا تھا۔ ڈان اسپاریکا کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ٹھیک اسی وقت دوپن کمرے میں داخل ہوا اس کی سانس پھول رہی تھی۔ جہاں سے بھی آیا تھا دوڑتا ہوا آیا تھا۔

"تم نے دیکھا؟" فراگ آنکھیں نکال کر غرایا۔

"یہ.... یہ.... کیا ہو رہا تھا؟"

"آپ مسلح بغاوت فرمائیں گے۔ ذرا شکل دیکھو۔" فراگ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"لیکن.... لیکن!" ڈان اسپاریکا ہکلایا۔

"اسلحہ کے ذخائر تباہ کر دیے گئے۔" فراگ چیخا۔ "میری بات نہیں سنی گئی تھی۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ پورے محل میں بھگدڑ سی پڑ گئی تھی۔ آم یبی اور لی ہارا بھی کمرے میں پہنچ گئیں۔ فراگ لی ہارا کو دیکھ کر مسکرایا۔

"اگر ذخائر تباہ ہو گئے تو اب میری باری ہے۔" دوپن نے کہا اور معدے کے بل کھانسنے لگا۔

"تم بھی خود کو مردہ سمجھو۔!" فراگ نے ڈان اسپاریکا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔" ڈان اسپاریکا حلق پھاڑ کر چیخا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو ہمیں محل چھوڑ دینا چاہیے۔" دوپن نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ۔ ہم فرار ہو سکتے ہیں۔"

"تمہیں بچا سکتا ہوں۔" فراگ نہایت اطمینان سے ڈان اسپاریکا کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "لیکن ایک شرط کے ساتھ۔"

"ارے میں کہتا ہوں بھاگو۔" دوپن پاگلوں کی طرح اچھلتا ہوا بولا۔

"شکل دیکھو اس باغی کی۔" فراگ نے دوپن کی طرف ہاتھ اٹھا کر قہقہہ لگایا۔

"جہنم میں جاؤ!" دوپن نے کہا اور چھلانگ مار کر دروازے سے نکل گیا۔

آم یبی بھی اس کے پیچھے ہی جھپٹی چلی گئی تھی۔

"تم اپنی شرط جلدی سے بتاؤ!" ڈان اسپاریکا بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ شاید وہ نرا ٹیکنیشن ہی تھا۔ لڑنے بھڑنے والا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"لی ہارا کو میرے حوالے کر دو۔" فراگ نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو کتے۔" اسپاریکا حلق پھاڑ کر چیخا۔

ٹھیک اسی وقت کرنل سومار تو کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر وحشت ناچ رہی تھی۔ "م.... مارکوئی کہاں ہیں؟" اس نے ان کی طرف توجہ دیے بغیر سوال کیا۔

"بھاگ گیا۔" فراگ نے قہقہہ لگایا۔

"غضب ہو گیا۔ اسلحے کے ذخائر تباہ کر دیئے گئے۔ جنرل کے آدمی محل گھیر رہے ہیں بھاگو۔

"جب محل کو گھیر رہے ہیں تو بھاگو گے کس طرف سے۔" فراگ نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"یہاں سے سرنگ جنگل تک گئی ہے۔ جس کا علم مارکوئی کے علاوہ کسی کو بھی نہیں۔ تم کیا جانو؟"

"مارکوئی نے مجھے بتایا ہے۔ مگر مارکوئی ہیں کہاں؟"

"وہ تنہا ہی سرنگ کے ذریعہ فرار ہو گیا ہو گا۔"

"تب تو بہت برا ہوا میں نہیں جانتا کہ سرنگ کا دہانہ کہاں ہے؟"

"سب کچھ اس جانور کی وجہ سے ہوا۔" ڈان اسپاریکا فراگ کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ "دوپن ہمیں ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔"

"اوہ خدا کی پناہ۔" کرنل سومار تو دانت پیس کر بولا۔ "میں ناحق یہاں آیا۔"

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ فراگ اسے روکنے کے بہانے ڈان اسپاریکا کے قریب سے گذرا اور قبل اس کے ڈان اسپاریکا کچھ سمجھ سکتا۔ فراگ نے اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکال کر سومار تو پر فائر کر دیا۔ گولی اس کے بائیں پہلو کو چھید گئی۔ وہ چاروں شانے چت گر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

"کک... کیا... تت... تم پاگل ہو گئے ہو۔" ڈان اسپاریکا خوفزدہ لہجے میں ہکلایا۔

"بدعہدی کرنے والوں کو میں زندہ نہیں چھوڑتا۔" فراگ نے سرد لہجے میں کہا اور پھر ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "اب تم خود ہی لی ہارا کو اٹھا کر میری گود میں بٹھا دو ورنہ تمہیں بھی مار ڈالوں گا۔"

"اوہ... خدایا میں کیا کروں۔"

"خدا کو بیچ میں نہ لاؤ۔ میں تم سے کوئی بہت اچھا کام نہیں کرا رہا۔ میں بھی مذہبی آدمی ہوں۔ اسے برداشت نہیں کر سکتا۔"

"تم مذہبی آدمی ہو... تم... تم۔"

"تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ لوگ کلیساؤں میں اپنی سلامتی کی دعائیں مانگ کر دوسروں پر بمباری کرنے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔"

"ارے بھاگو۔ یہ بکواس کا وقت نہیں ہے۔" ڈان اسپاریکا بے بسی سے بولا۔

"فراگ اچھی طرح جانتا ہے کہ وقت آنے سے پہلے نہیں مرے گا۔"

"سچ مچ پاگل ہے... دیوانہ ہے۔" اسپاریکا نے لی ہارا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"فراگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ام بنی دوڑتی ہوئی آئی اور ہانپ ہانپ کر کہنے لگی۔

"وہ نکل گیا... لیکن میں راستہ جانتی ہوں۔ میں نے اسے فرار ہوتے دیکھا ہے۔ وہ ایک طویل سرنگ ہے۔ نکل چلو جلدی سے۔"

اتنے میں باہر سے فائرنگ کی آوازیں بھی آئیں۔

"خیر... خیر..." فراگ اٹھتا ہوا بولا۔ "چلو راستہ دکھاؤ۔ ام بنی تم آگے چلو۔ اس کے بعد لی ہارا۔ پھر ڈان اسپاریکا۔"

فراگ ان کے پیچھے ریوالور تانے چل رہا تھا۔

ایک کمرے کی ایک بڑی الماری سرنگ میں داخل ہونے کا راستہ ثابت ہوئی۔ کچھ دور چل کر گھری تاریکی سے سابقہ پڑا تھا اور پھر یکبیک انہوں نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں جو مخالف سمت سے آرہی تھیں۔ ام بنی پلٹ پڑی۔

"ٹھہرو... ٹھہرو...!" فراگ نے پرسکون انداز میں سرگوشی کی۔ "دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ... دم سادھے رہو۔"

وہ دیوار سے لگ کر ایک لائن میں کھڑے ہو گئے۔ پھر ایسا لگا جیسے دوڑنے والوں میں سے کوئی گر کر کراہا ہو۔ "میں کچھ نہیں جانتا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔" کسی نے کہا اور ان لوگوں نے مارکوئی دوپن کی آواز صاف پہچانی۔

"واپس چلو۔" فراگ آہستہ سے بولا۔ "بے آواز چلنا ہو گا۔ میں بچاؤ کی کوئی تدبیر کر لوں گا۔ ورنہ اندھیرے میں مارے جائیں گے۔"

وہ بڑی احتیاط سے پلٹ پڑے۔ دوپن کی آواز وہ اب بھی سن رہے تھے جو مسلسل بولے جا رہا تھا لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

سرنگ سے نکل کر وہ پھر اسی بڑے کمرے میں آپہنچے یہاں فائروں کی آوازیں اب بھی گونج رہی تھیں۔ شائد محل میں دوپن کے ملازمین نے مورچہ سنبھال لیا تھا۔ فراگ نے دوسری جانب کا دروازہ بولٹ کر کے اپنے ساتھیوں کو سرنگ والی الماری کے پاٹ کی اوٹ میں آجانے کا اشارہ

کیا۔ خود پاٹ کے قریب ہی کھڑا ہو گیا تھا۔ اور ریوالور کا رخ اس پوزیشن میں رکھا تھا کہ فوری طور پر فائرنگ کر سکے۔

قدموں کی چاپ بہت قریب آ گئی تھی اور پھر اچانک مارکوئی سرنگ کے دہانے سے اچھل کر کمرے کے فرش پر آ پڑا۔

فراگ نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوین پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگے اور حملہ آور ہوشیار ہو جائیں لہذا اس نے خود ہی دوین پر یہ کہتے ہوئی چھلانگ لگائی۔ "غدار، نمک حرام۔ مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔ میں نے کرنل سومار توکا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔" دوین کو ایک ہاتھ سے دبوچے ہوئے وہ تیزی سے سرنگ کے دہانے کی طرف پلٹا اور ریوالور کا رخ سامنے کھڑے ہوئے افراد کی جانب کرتا ہوا دہاڑا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" لیکن پھر خود بخود ریوالور والا ہاتھ نیچے جھکتا چلا گیا۔ لوئیسا دو سفید فام مردوں کے درمیان کھڑی اسے گھورے جا رہی تھی۔

"اچھا تو تم ہو۔ آؤ آؤ.... تمہارا شکار بھی یہیں موجود ہے۔"

"تمہارا بہت بہت شکریہ موسیو فراگ۔" لوئیسا چہکی۔ "وہ کہاں ہے؟"

"یہ ادھر....!"

لوئیسا اور اس کے ساتھی سرنگ کے دہانے سے کمرے کے وسط میں آ گئے۔ ڈان اسپاریکا بوکھلا کر کئی قدم آگے بڑھ آیا تھا۔ فراگ بھی دوین کو چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کی تمام تر توجہ لوئیسا کی طرف تھی۔ اس نے کہا۔ "لوئیسا۔ میں نے کرنل سومار توکو ختم کر دیا۔ وہی سازش کا سرغنہ تھا۔ یہ دوین تو کاٹھ کا الو ہے۔"

"ہاں.... ہاں!" دوین جلدی سے بولا۔ "میں بے قصور ہوں۔"

"لیکن تم یہاں کیوں مقیم ہو؟" لوئیسا نے فراگ سے سوال کیا۔

"تمہارے شکار کی نگرانی کر رہا تھا کہ کہیں یہ ہاتھ سے نکل نہ جائے.... میں تمہاری طرح بے وفا تو نہیں ہوں۔"

"ہائیں.... مادام سے بدتمیزی۔" لوئیسا کے ایک ساتھی نے جھلا کر کہا اور فراگ کے گال پر ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔ بس پھر کیا تھا فراگ نے اس پر فائر جھونک مارا۔ اس نے دوسری

طرف چھلانگ لگائی اور فراگ کا وار خالی گیا۔ دوسرے فائر کے ساتھ ہی اس نے ڈان اسپاریکا کے عقب میں غوطہ لگایا تھا اور تیسری گولی ڈان اسپاریکا کے سینے میں پیوست ہو گئی۔

"یہ کیا کر رہا ہے۔" لوئیسا کا دوسرا ساتھی چیخ کر فراگ پر ٹوٹ پڑا۔ اس دوران میں دو فائر اور ہوئے لیکن دونوں خالی گئے اور ریوالور بھی خالی ہو گیا۔

ڈان اسپاریکا فرش پر پڑا دم توڑ رہا تھا اور فراگ نے لوئیسا کے ساتھی کو دور اچھال کر اس کے ساتھی کو دبوچ لینے کی کوشش شروع کر دی تھی جس نے اس کے گال پر تھپڑ مارا تھا۔

"یہ عمران ہے فراگ.... ہم دونوں کا مشترکہ دشمن!" دفعتاً لوئیسا چیخی۔ "اسے زندہ نہ چھوڑنا.... میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ اس نے تمہیں کیوں غصہ دلایا تھا.... مکار اعظم...."

"اوہ تو یہ تم ہو۔" فراگ دانت پیس کر عمران پر ٹوٹ پڑا۔

عمران نے جھکائی دے کر اس کی گرفت سے نکلتا ہوا بولا۔ "واقعی تم بڑی ظالم ہو۔ میں نے تو اس لئے تھپڑ رسید کیا تھا کہ اس نے تمہیں آنکھ ماری تھی۔"

"تو جھوٹا ہے۔" فراگ دہاڑا۔ "میں نے آنکھ نہیں ماری تھی۔"

"ماری تھی.... مارنا تھا تو ہاتھ مارتے۔ عورتوں کی طرح آنکھ مارتے ہو۔ اور کہلاتے ہو ڈیڈلی فراگ.... شرم نہیں آتی۔"

عمران اچھل کود کر فراگ کو تھکائے دے رہا تھا۔

"ژالیئر۔ کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے.... فراگ کی مدد کر۔" لوئیسا بولی۔

ژالیئر کا ہاتھ ہولسٹر پر گیا ہی تھا کہ ام بنی کے بلاؤز کے گریبان سے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکل آیا۔

"خبردار.... کوئی دخل اندازی نہ کرے۔" ام بنی کے لہجے میں سفاکی تھی۔ "بقیہ لوگ اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لیں۔ اس میں چھ گولیاں ہیں اور میرا نشانہ بھی برا نہیں ہے۔"

"اوہ.... کتیا تو بھی۔" فراگ دہاڑا۔

"ہاں.... آج میں اس کا کس بل دیکھنا چاہتی ہوں۔ جو اب تک صرف کمزوروں ہی پر مظالم ڈھاتا رہا ہے۔"

لوئیسا اور ژالیئر نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے تھے۔ دوین ایک گوشے میں دبکا ہوا بری طرح

کانپ رہا تھا اور لی ہارا ڈان اسپاریکا کے مرتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑی تھی۔

"کیا واقعی تم مرنا ہی چاہتے ہو۔" دفعتاً عمران نے فراگ سے سوال کیا۔

"ارے جا جا... توڑ مروڑ کر رکھ دوں گا۔"

دونوں ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر کھڑا لڑا کے مرغوں کی طرح حملے کا پہلو تلاش کر رہے تھے۔

"لیکن میں تمہیں نہیں مارنا چاہتا۔ تم نے میری بڑی مدد کی ہے۔"

"اس کی باتوں میں نہ آنا یہی ڈھمپ لوپو کا بھی ہے۔" لوئیسا زہریلے لہجے میں بولی۔

"ہاں۔ مجھے اب یقین آ گیا ہے۔ اس میک اپ میں بھی اسے نہیں پہچان سکا تھا۔" فراگ نے بھرائی ہوئی آواز کہا۔

"اس کے باوجود بھی میں تمہیں نہیں مارنا چاہتا۔" عمران بولا۔

دفعتاً فراگ اس پر پھر ٹوٹ پڑا۔ عمران جھکائی دے کر ایک طرف ہٹ گیا اور فراگ اپنے ہی زور میں دیوار سے جا ٹکرایا۔ ام بنی کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔ پھر قبل اس کے کہ فراگ دوبارہ حملہ کرتا عمران نے اس کو مکوں اور ٹھوکروں پر رکھ لیا۔

ٹھیک اسی وقت بند دروازے پر ضربیں پڑنے لگیں تھیں۔ شاید جنرل کے آدمی محل میں داخل ہو گئے تھے۔ آم بنی لوئیسا اور ژالیئر کو کور کیے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتی گئی اور بولٹ گرا دیا۔ دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ کھلا اور سپاہی اندر گھس آئے۔ اور پھر ان کے عقب سے جنرل کا چہرہ ابھرا۔ سپاہیوں نے فراگ اور دوپن کو جکڑ لیا تھا۔

"موسیو علی عمران!" جنرل بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہم آپ کے شکر گذار ہیں۔"

"موسیو فراگ نے دو سازشیوں کو مار ڈالا۔ ڈان اسپاریکا اور کرنل سومار تو۔" عمران نے فراگ کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "انہوں نے میرے حق میں ان لوگوں کو دھوکے میں رکھا تھا۔"

"خیر... خیر... ہم دیکھیں گے کہ ان کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔"

◆

"لیکن جنرل اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکا تھا۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"کیوں؟" ظفر الملک نے سوال کیا۔

"ام بنی نے اپنا پستول فراگ پر خالی کر دیا تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ میں اپنے ہاتھوں سے فراگ کو مار ڈالوں۔ جب اس نے دیکھا کہ میں جنرل سے فراگ کی سفارش کر رہا ہوں.. تو... اس نے...!"

"تو کیا ام بنی گرفتار کر لی گئی؟"

"فی الحال۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ رہا کر دی جائے گی۔ کیونکہ گرفتار ہونے سے قبل اس نے جنرل کو یاد دہانی کرائی تھی کہ کنگ چانگ کو زندہ یا مردہ پیش کرنے والے کو ان اطراف کی ساری حکومتوں کی طرف سے بڑے بڑے انعامات کی پیش کش موجود ہے۔ اور فراگ کے علاوہ کوئی اور فرد کنگ چانگ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جنرل نے کہا اگر اس میں صداقت ہوئی تو اسے پورے اعزاز واکرام کے ساتھ رہا کر دیا جائے گا۔

"مجھے افسوس ہے یور میجسٹی!" جیمسن بولا۔ "میں تو سمجھا تھا کہ وہ آپ کی گردن میں جھولتی ہوئی سائیکو مینشن جا پہنچے گی۔"

"لیکن لوئیسا اس وقت آپ کے ساتھ کیوں تھی آپ نے تو بادشاہ کو اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔" ظفر نے سوال کیا۔

"سنو! وہ بھی جانتی تھی کہ بادشاہ دراصل کون ہے۔ فرانس کی حکومت نے اسے ڈھیل دے رکھی ہے۔ محض اس لیے کہ کسی بہت ہی خاص موقع پر اس کا صحیح مصرف اس کے کسی کام بھی آ سکتا ہے۔ بہر حال لوئیسا نے اسے اس بات پر آمادہ کر لیا تھا۔ اسے میرے سر پر ہر وقت مسلط رہنے کی اجازت دے دے۔ یہ بہت بڑی دشواری آ پڑی تھی۔ اس کی موجودگی میں اصولاً میں ڈان اسپاریکا پر ہاتھ نہ اٹھا سکتا۔ کیونکہ مشن کے مطابق اسے زندہ ہی گرفتار کرنا تھا۔"

"لہٰذا آپ نے اسے فراگ کے ہاتھوں ختم کرا دیا۔" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "اچھی تدبیر تھی۔ کاش میں بھی وہاں ہوتا اور فراگ کے گال پر آپ کے تھپڑ لگتے دیکھ سکتا۔ پاگل ہو گیا ہو گا... میں تصور کر سکتا ہوں... واہ...!"

"لیکن لوئیسا تو اسی پر اڑی ہوئی ہے کہ ڈان اسپاریکا کے قاتل آپ خود ہیں!" ظفر بولا۔

"میں کچا کام نہیں کرتا۔ یہ بات بالی سونار کی حکومت کے ریکارڈ پر آ گئی ہے کہ وہ فراگ کے ہاتھوں مارا گیا اور فراگ کو اس کی داشتہ نے مار ڈالا۔ لیکن ابھی میری ایک الجھن رفع نہیں ہوئی۔"

"کیسی الجھن....؟"

"اُم بنی کہہ رہی تھی کہ تم خواہ دُنیا کے کسی گوشے میں ہو۔ رہا ہو کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔" وہ بے حد مغموم لہجے میں بولا۔

"کاش میں آپ کی جگہ ہوتا۔" جیمسن نے ٹھنڈی سانس لی۔

"مور چھل کی بجائے ڈنڈا ہوتے۔" عمران جھلا کر بولا۔

"مگر سوال تو یہ ہے کہ موکارو سے کس طرح نکل سکیں گے۔ ماموں تو بھانجے کو کسی طرح چھوڑتا ہی نہیں۔ دونوں دن رات بیٹھے پیتے رہتے ہیں۔" ظفر نے کہا۔

"اغوا۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "بھانجے کا اغوا پرنس ہربنڈا پھر غائب ہو جائے گا۔ یہ لوئیسا کی ذمہ داری ہے اور اسی کے اسٹیمر پر واپس چلیں گے۔ بے فکر رہو۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ظفر چونک کر بولا۔ "لیکن، آپ کو دوین کے محل والی سرنگ، کا علم کیونکر ہوا تھا۔"

"اس طرح کہ دوین اسلحہ کے ذخائر کا معائنہ کرنے کے لئے سرنگ ہی کے ذریعے جنگل کی راہ لیتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کا تعاقب کر کے سرنگ کا پتہ لگالیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ ہنگامے کے بعد وہ سرنگ ہی کے راستے فرار ہونے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا لوئیسا اور ژالیئر کے ساتھ اسی راستے کی نگرانی شروع کر دی تھی۔"

"بہر حال۔" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ "یہ سفر مجھے ہمیشہ ایک ڈراؤنے اور اوٹ پٹانگ خواب کی طرح یاد رہے گا۔"

"کیا یہ خواب ہے کہ ہمارے دونوں سائنسدان بازیاب ہو گئے۔ وہ حربہ تباہ کر دیا گیا جو ساری دنیا کو سچ مچ اوٹ پٹانگ خواب بنا کر رکھ دیتا۔ پھر اگر ڈان اسپاریکا لوئیسا کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ حربہ کیا دوبارہ جنم نہیں لے سکتا تھا۔ میں نے اس کا سدباب بھی کر دیا ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔!

◆ ختم شد ◆